سلسلۂ مطبوعات ۳۳

المُختَار

شرح

كتاب الآثار

تالیف

مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار

مہتمم، جامعہ علوم اسلامیہ کراچی

رئیس، مجلس دعوت وتحقیق اسلامی کراچی

دارالتصنیف جامعہ علوم اسلامیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ کتاب الآثار

(از مولانا محمد عبد الرشید نعمانی)

کسی کتاب کی اہمیت اور عظمت شان کا اندازہ لگانے کے لئے حسب ذیل امور پر نظر ڈالنا ضروری ہے:

(۱) مصنف کا فضل و کمال۔

(۲) صحت کا التزام۔

(۳) حسن ترتیب اور موضوع سے متعلق تمام اہم مباحث کا استیعاب۔

(۴) قبولیت عام اور شہرت۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ ان تمام اوصاف کے لحاظ سے کتاب الآثار فقہ میں علم سنن و احکام کی جملہ تصانیف سے فائق ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مصنف کا فضل و کمال

اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ کتاب الآثار کے سوائے ہمارے پاس سنن کی کوئی کتاب ایسی موجود نہیں کہ جس کے مصنف کو تابعیت کا شرف حاصل ہو اور یہ وہ فضیلت ہے جس میں امام ابو حنیفہ اس عہد کے تمام نامور ائمہ میں ممتاز ہیں، چنانچہ علامہ ابن حجر کی شارح مشکوٰۃ حافظ ابن حجر عسقلانی کے فتاویٰ سے ناقل ہیں۔

انه ادرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة ثمانين فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لاحد من ائمة الامصار المعاصرين له الا الاوزاعي بالشام والحمادين بالبصرة والثوري بالكوفة ومالك بالمدينة المشرفة والليث بن سعد بمصر (الخيرات الحسان فصل

امام ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا جو کوفہ میں تھے جبکہ وہ ۸۰ھ میں وہاں پیدا ہوئے۔ بنا بریں وہ تابعین کے طبقہ میں ہیں اور یہ بات ان کے معاصر ائمہ امصار میں سے کسی کی نسبت جیسے کہ اوزاعی کی نسبت جو شام میں تھے اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید کی نسبت جو بصرہ میں تھے اور سفیان ثوری کی نسبت جو کوفہ میں تھے اور مالک کی نسبت جو مدینہ شریف میں تھے اور لیث بن سعد کی نسبت

صادق، از علامہ ابن حجر مکی) جو فقہ میں تھے ثابت نہیں ہوئی۔

امام مصنف کی جلالت قدر کے لئے اس سے زیادہ کیا درکار ہے کہ وہ امت میں امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں اور ان کے اجتہادی مسائل پر اسلامی دنیا کی دو تہائی آبادی بارہ سو برس سے برابر عمل کرتی چلی آرہی ہے، تمام اکابر ائمہ آپ کے فضل وکمال کے معترف ہیں، ابن مبارک کا بیان ہے کہ میں امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک بزرگ آئے اور جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو امام موصوف نے فرمایا جانتے ہو یہ کون تھے حاضرین نے عرض کیا نہیں (اور میں ان کو پہچان چکا تھا) فرمانے لگے۔

هذا ابو حنيفة النعمان لو قال هذه الاسطوانة من ذهب لخرجت كما قال لقد وفق له الفقه حتى ما عليه فيه كثير مؤنة[1]	یہ ابو حنیفہ نعمان ہیں جو اگر یہ کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو ویسا ہی نکل آئے۔ ان کو فقہ میں ایسی توفیق دی گئی ہے کہ اس فن میں انہیں ذرا مشقت نہیں ہوئی۔

امام شافعی فرماتے ہیں الناس عیال علی ابی حنیفة فی الفقه[2] (لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں) ابوبکر مروزی کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے سنا کہ

لم يصح عندنا ان ابا حنيفة قال القرآن مخلوق۔	ہمارے نزدیک یہ بات ثابت نہیں کہ ابو حنیفہ نے[3] کو مخلوق کہا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ "الحمد للہ" اے ابو عبد اللہ (یہ امام احمد کی کنیت ہے) ان کا تو علم میں بڑا مقام ہے؟ فرمانے لگے۔

سبحان الله هو من العلم والورع وايثار الدار الآخرة بمحل لا يدركه احد[4]	سبحان اللہ وہ تو علم، ورع، زہد اور عالم آخرت کو اختیار کرنے میں اس مقام پر ہیں کہ جہاں کسی کی رسائی نہیں۔

امام سفیان بن عیینہ شہادت دیتے ہیں کہ ما مقلت عینی مثل ابی حنیفة[5] (میری آنکھ نے ابو حنیفہ کی مثل نہیں دیکھا) وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ العلماء ابن عباس فی زمانه و الشعبی فی زمانه وابو حنیفة فی زمانه (علماء تو یہ تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے زمانہ میں، شعبی اپنے زمانہ میں اور ابو حنیفہ اپنے زمانہ میں) عبد الرحمن بن مہدی جو فن رجال کے مشہور امام ہیں فرماتے ہیں۔

كنت نقالا للحديث فرأيت سفيان الثوري امير المؤمنين في العلماء وسفيان بن عيينة	میں حدیث کا بڑا ناقل تھا سو میں نے دیکھا کہ سفیان ثوری تو علماء میں امیر المؤمنین ہیں اور سفیان بن عیینہ

---

[1] مناقب ابی حنیفہؒ از محدث صیمری، اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ مجلس علمی کراچی میں موجود ہے۔ [2] مناقب ابی حنیفہؒ از حافظ ذہبی صفحہ ۱۹ طبع مصر۔ [3] مناقب ابی حنیفہؒ از ذہبی صفحہ ۲۱۔ [4] ایضاً صفحہ ۲۷ [5] مناقب صیمری

امير العلماء وشعبة عيار الحديث وعبد الله بن المبارك صراف الحديث ويحيى بن سعيد قاضي العلماء وابو حنيفة قاضي قضاة العلماء ومن قال لك سوى هذا فارم به لكناسة بني سليم[1]۔

امیر العلماء، اور شعبہ حدیث کی کسوٹی ہیں اور عبداللہ بن مبارک اس کے صراف اور یحییٰ بن سعید قاضی العلماء ہیں اور ابوحنیفہ قاضی قضاۃ العلماء، اور جو شخص تمہیں اس کے سوا کچھ اور بتائے تو اس کی بات کو بنی سلیم کے کوڑے پر پھینک دو۔

شیخ الاسلام یزید بن ہارون کا قول ہے کہ

كان ابو حنيفة تقيا نقيا زاهدا عالما صدوق اللسان احفظ اهل زمانه سمعت كل من ادركته من اهل زمانه انه ما رأى افقه منه[2]۔

ابوحنیفہ متقی، پاکیزہ صفات، زاہد، عالم، زبان کے سچے اور اپنے اہل زمانہ میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے میں نے ان کے معاصرین میں سے جتنے لوگوں کو پایا سب کو یہی کہتے سنا کہ ان سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا گیا۔

یحییٰ بن آدم کا بیان ہے کہ لم ار اعقل ولا افضل ولا اورع من ابی حنیفۃ[3] میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ عاقل ان سے افضل اور ان سے زیادہ پاکباز نہیں دیکھا، امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں کہ

انه والله لاعلم هذه الامة بما جاء من الله ورسوله[4]۔

واللہ ابوحنیفہ اس امت میں خدا اور اس کے رسول سے جو کچھ وارد ہوا ہے اس کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

سید الحفاظ یحییٰ بن معین سے ایک بار ان کے شاگرد احمد بن محمد البغدادی نے ابوحنیفہ کے متعلق ان کی رائے دریافت کی۔ فرمانے لگے عدل ثقة ما ظنك بمن عدله ابن المبارك ووكيع[5] سراپا عدالت ہیں ثقہ ہیں ایسے شخص کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جس کی ابن مبارک اور وکیع نے توثیق کی ہے۔

امام عبداللہ بن المبارک کہا کرتے تھے لولا ان الله تدارکنی بابی حنیفة وسفیان لکنت بدعیا[6] اگر اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعہ میرا تدارک نہ کیا ہوتا تو میں بدعتی ہوتا۔

شیخ الاسلام ابوعبدالرحمٰن مقری امام ابوحنیفہ سے حدیث روایت کرتے تو ان الفاظ میں کیا کرتے حدثنا ابو حنیفة شاہ مرد[7]۔ ائمہ اعلام کی ان شہادتوں سے جو صحیح ترین ماخذ سے منقول ہیں آپ ابوحنیفہ کی جلالت علمی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امت محمدیہ میں ان کا مقام کیا ہے؟ امام اہل بلخ خلف بن

---

[1] مناقب الامام الاعظم از صدر الائمہ مکی جلد ۲ صفحہ ۳۴ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔ [2] مناقب صیمری۔ [3] مناقب ذہبی صفحہ ۲۰۔ [4] مقدمہ کتاب التعلیم از مسعود بن شیبہ سندی بحوالہ تاریخ امام طحاوی اس کتاب کا قلمی نسخہ مجلس علمی کراچی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ [5] مناقب الامام الاعظم از علامہ کردری ج ۱ صفحہ ۲۱ طبع دائرۃ المعارف۔ [6] مناقب ابی حنیفہ از حافظ ذہبی صفحہ ۱۸۔ [7] مناقب الامام الاعظم از صدر الائمہ ج ۲ صفحہ ۲۳

ایوب نے بالکل سچ کہا ہے کہ

صار العلم من اللہ تعالیٰ الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم صار الی اصحابہ ثم صار الی التابعین ثم صار الی ابی حنیفۃ واصحابہ فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط[1]

اللہ تعالیٰ سے علم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا آپ کے بعد آپ کے صحابہ کو، صحابہ کے بعد تابعین کو، پھر تابعین سے امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو ملا۔ اس پر جو چاہے کوئی خوش ہو یا ناراض۔

صحت کا التزام

پہلے اس پر غور کیجئے کہ حدیث میں امام ابو حنیفہ کا کیا پایہ ہے۔ شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کان اعلم اھل عصرہ بالحدیث[2] وہ اپنے معاصرین میں حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ شیخ الاسلام یزید بن ہارون المتوفی ۲۰۶ھ (جن کے بارے میں علی بن المدینی کہا کرتے کہ میں نے ان سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا) اور سید الحفاظ یحییٰ بن سعید القطان المتوفی ۱۹۸ھ (جن کے بارے میں ابن المدینی کا قول ہے کہ ان سے بڑھ کر رجال کا عالم میری نظر سے نہیں گزرا) کی تصریحات اس سلسلے میں ابھی آپ کی نظر سے گزریں، پھر اس امر کو نظر میں رکھیے کہ امام ابو حنیفہ کی نظر انتخاب نے چالیس ہزار احادیث کے مجموعے سے چن کر اس کتاب کو مرتب کیا ہے، چنانچہ صدر الائمہ موفق بن احمد مکی، امام الائمہ بکر بن محمد الزرنجری المتوفی ۵۱۲ھ کے حوالے سے جو بڑے پایہ کے محدث گزرے ہیں ناقل ہیں۔

وانتخب ابو حنیفۃ رحمہ اللہ الآثار من اربعین الف حدیث[3]

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی نے مسند ابی حنیفہ میں بہ سند متصل یحییٰ بن نصر بن حاجب کا یہ قول نقل کیا ہے

دخلت علی ابی حنیفۃ فی بیت مملوء کتباً فقلت ما ھذہ قال ھذہ احادیث کلھا وما حدثت بہ الا الیسیر الذی ینتفع بہ[4]

میں ابو حنیفہ کے یہاں ایسے مکان میں داخل ہوا کہ جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہیں؟ فرمایا یہ سب حدیثیں ہیں اور میں نے ان میں سے صرف تھوڑی سی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے انتفاع ہو۔

---

[1] تاریخ بغداد از ابو بکر خطیب بغدادی جلد ۱۳ [illegible] [2] اصول السرخسی [illegible] طبع مصر ۱۳۷۲ھ [3] [illegible] چالیس ہزار سے مراد [illegible] کی تعداد نہیں اسانید کی ہے [illegible] صحابہ کرام کے اقوال اور تابعین کے [illegible] سب کے لئے حدیث و آثار کا لفظ استعمال ہوتا تھا امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں احادیث کے طرق و اسانید کی تعداد چالیس پچاس ہزار سے زیادہ نہ تھی [illegible] تعداد لاکھوں تک جا پہنچی کیونکہ جب ایک شیخ نے کسی حدیث کو دس شاگردوں سے بیان کیا تو اب محدثین کی اصطلاح کے مطابق اس حدیث کی دس سندیں اور دس طریقے ہو گئے چنانچہ اگر آپ کتاب الآثار اور موطا کی احادیث کی تخریج جب کتب احادیث سے کرنے بیٹھیں تو ایک ایک روایت کے دسیوں بیسیوں بلکہ سینکڑوں طریقے اور اسنادیں آپ پائیں گے۔ [4] مناقب الامام الاعظم جلد ۱ صفحہ [illegible]۔ [5] عقود الجواہر المنیفہ جلد ۱ صفحہ ۲۳ طبع مصر۔

پھر یہ دیکھئے کہ بڑے بڑے محدثین نے امام ابوحنیفہ کی اس احتیاط کا کن لفظوں میں اعتراف کیا ہے حافظ ابو محمد عبداللہ حارثی بسند متصل وکیع سے جو حدیث کے بہت بڑے امام ہیں نقل کرتے ہیں کہ

اخبرنا القاسم بن عباد سمعت یوسف سمعت یقول سمعت وکیعا یقول لقد وجد الورع عن ابی حنیفۃ فی الحدیث ما لم یوجد من غیرہ[1]	جیسی احتیاط امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث میں پائی گئی۔ کسی دوسرے سے نہیں پائی گئی۔

اسی طرح علی بن جعد جوہری سے جو حدیث کے بہت بڑے حافظ اور امام بخاری و ابو داؤد کے شیخ ہیں نقل کیا ہے کہ

قال القاسم بن عباد فی حدیثہ قال علی بن الجعد ابوحنیفۃ اذا جاء بالحدیث جاء بہ مثل الدر[2]	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث بیان کرتے ہیں تو موتی کی طرح آبدار ہوتی ہے

اور امام یحییٰ بن معین جن پر فن جرح و تعدیل کا دارومدار ہے فرماتے ہیں۔

کان ابو حنیفۃ ثقۃ لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظ[3]	ابوحنیفہ ثقہ ہیں جو حدیث ان کو یاد ہوتی ہے وہی بیان کرتے ہیں اور جو حفظ نہیں ہوتی اس کو بیان نہیں کرتے۔

امام عبداللہ بن مبارک جن کی جلالت شان پر سارے محدثین کا اتفاق ہے انھوں نے امام ابوحنیفہ کی مدح میں جو اشعار کہے ہیں ان میں "کتاب الآثار" کا ذکر اس طرح کیا ہے ؎

روی آثارہ فاجاب فیہا ‌ ‌ ‌ ‌ کطیران الصقور من المنیفۃ

(انھوں نے آثار کو روایت کیا تو اس سرعت سے رواں ہوئے جیسے بلندی سے شکاری پرندے اڑتے ہوں)

فلم یک بالعراق لہ نظیر ‌ ‌ ‌ ‌ ولا بالمشرقین ولا بکوفۃ[4]

(سو نہ تو عراق میں ان کی نظیر تھی، نہ مشرق و مغرب میں اور نہ کوفہ میں)

اسی طرح امام اہل سمرقند ابو مقاتل سمرقندی اپنی ایک نظم میں جو انھوں نے امام ممدوح کی منقبت میں کہی ہے فرماتے ہیں ؎

روی الآثار عن نبل ثقات ‌ ‌ ‌ ‌ غزار العلم مشیختہ حصیفۃ[5]

---

[1] مناقب صدر الائمہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰۔ [2] جامع مسانید الامام الاعظم از محمد خوارزمی جلد ۱ صفحہ ۳۰ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد۔ [3] تاریخ بغداد۔ تہذیب التہذیب از حافظ ابن حجر اور طبقات الحفاظ۔ امام [illegible] کا ترجمہ دیکھو [illegible] کی طبقات الحفاظ ۲۰۱ قلمی نسخہ [illegible] کے کتب خانہ [illegible] نظر سے گزرا ہے۔ [4] مناقب صدر الائمہ جلد ۲ صفحہ [illegible]۔ [5] مناقب الامام الاعظم از صدر الائمہ جلد ۲ صفحہ [illegible]۔

(انہوں نے الآثار کو ان جملہ ثقات سے روایت کیا ہے جو بڑے وسیع العلم اور پکے مشائخ تھے)۔

اب خود سوچ لیجئے کہ کتاب الآثار کی روایات صحت کے کس اعلیٰ معیار پر ہیں۔

حسن ترتیب واستیعاب مباحث

تاریخ ورجال کی کتابوں میں علم حدیث کے متعلق صحابہ وتابعین کے عہد سے نوشتوں اور صحیفوں¹ کا ذکر ملتا ہے جو اس کثرت سے تھے کہ محدث ابونعیم اصفہانی کی روایت کے مطابق امام ابوحنیفہ کا مکان ان سے بھرا ہوا تھا اور اگرچہ اس میں شک نہیں کہ کوفہ میں علم حدیث کا جس قدر تحریری سرمایہ تھا وہ سب امام ممدوح نے اپنے پاس جمع کر لیا تھا۔ تاہم نہیں کہا جا سکتا کہ دوسرے بلاد اسلامیہ میں اور کس قدر ذخیرہ موجود ہوگا۔ لیکن اس کثرت کے باوجود ابھی تک حدیث نبوی کے جتنے صحیفے اور مجموعے لکھے گئے تھے ان کی ترتیب فنی نہ تھی بلکہ ان کے جامعین نے کیف ما اتفق جس قدر حدیثیں ان کو یاد تھیں انہیں قلمبند کر لیا تھا تمام امت میں امام ابوحنیفہ کو اس بارے میں شرف اولیت حاصل ہے کہ انہوں نے علم شریعت کو باقاعدہ ابواب پر مرتب فرمایا اور اس خوبی وخوش اسلوبی سے مرتب فرمایا کہ آج تک سنن واحکام کی تمام کتابیں انہی کی فقہی ترتیب کے مطابق مرتب ومدون ہوتی چلی آرہی ہیں۔ سب سے پہلے امام مالک نے موطا کی ترتیب میں امام ابوحنیفہ کا تتبع کیا اور بعد کو تمام ائمہ نے اسی طریقہ کو اختیار کر لیا جس قبول اسی کا نام ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علامہ سیوطی تحریر فرماتے ہیں۔

من مناقب ابی حنیفۃ التی انفرد بها انه اول من دون علم الشریعۃ ورتبه ابوابا ثم تبعه مالك بن انس فی ترتیب الموطا ولم یسبق ابا حنیفۃ احد۔ (تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ صفحہ ۳۶)²	امام ابوحنیفہ کے ان خصوصی مناقب میں سے جن میں وہ منفرد ہیں ایک یہ بھی ہے کہ آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور اسکی ابواب پر ترتیب کی پھر امام مالک بن انس نے موطا کی ترتیب میں انہی کی پیروی کی اور اس امر میں امام ابوحنیفہ پر کسی کو اولیت حاصل نہیں ہے

امام ابوبکر عتیق بن داؤد یمانی رحمہ اللہ نے جن کا شمار متقدمین فقہا میں ہے اس سلسلہ میں اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ

---

¹ ان صحیفوں میں سے مشہور تابعی ہمام بن منبہ کا صحیفہ جو ۵۸ھ سے پہلے کی تالیف ہے اُردو ترجمہ کے ساتھ گزشتہ سال ہی حیدرآباد دکن سے شائع ہوا ہے۔

² طبع دائرۃ المعارف۔

فاذا كان الله تعالى قد ضمن لنبيه صلى الله عليه وسلم حفظ الشريعة وكان ابو حنيفة اول من دونها لیبعد ان يكون الله تعالى قد ضمنها ثم يكون اول من دونها على خطأ۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی شریعت کے متعلق حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور امام ابو حنیفہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس کو مدون فرمایا تو اب یہ بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کی حفاظت کی ضمانت لے اور پھر اس کا پہلا مدون ہی غلط تدوین کر دے۔

قبولیت عام اور شہرت

قبول عام اور شہرت دوام کا یہ حال ہے کہ امت مرحومہ کا سواد اعظم جس کی تعداد کا اندازہ دو ثلث اہل اسلام کیا جاتا ہے فقہ میں جس مذہب کا پیرو ہے وہ مذہب حنفی ہے اور اس مذہب کے مسائل فقہ کی بنا اسی "کتاب الآثار" کی احادیث و روایات پر ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" میں "کتاب الآثار" کو حنفیوں کی امہات کتب میں شمار کیا ہے اور تصریح کی ہے کہ

"مسند ابی حنیفہ و آثار محمد بنائے فقہ حنفیہ است" (فقہ حنفی کی بنا "مسند ابی حنیفہ" اور "آثار محمد" پر ہے)۔

امام ابو حنیفہ کی تصانیف سے امام مالک کے استفادہ کا ذکر کتب تاریخ میں بصراحت مذکور ہے قاضی ابو العباس محمد بن عبد اللہ بن ابی العوام اپنی کتاب "اخبار ابی حنیفہ" میں بسند ناقل ہیں۔

حدثني يوسف بن احمد المكي ثنا محمد بن حازم الفقيه ثنا محمد بن علي الصائغ بمكة ثنا ابراهيم بن محمد عن الشافعي عن عبد العزيز الدراوردي قال كان مالك بن انس ينظر في كتب ابي حنيفة وينتفع بها۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ عبد العزیز دراوردی کا بیان ہے کہ امام مالک بن انس، امام ابو حنیفہ کی تصانیف کا مطالعہ کرتے اور ان سے نفع اندوز ہوتے تھے۔

خود امام شافعی نے تصریح کی ہے کہ

من لم ينظر في كتب ابي حنيفة لم يتبحر في الفقه۔

جو شخص امام ابو حنیفہ کی تصانیف کو نہیں دیکھے گا فقہ میں تبحر نہیں ہوگا۔

ابو مسلم مستملی نے ایک بار شیخ الاسلام یزید بن ہارون سے بغداد میں سوال کیا کہ

يا ابا خالد ما تقول في ابي حنيفة والنظر في كتبه۔

اے ابو خالد! ابو حنیفہ اور ان کی تصانیف کے مطالعہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔

لہ مناقب الامام الاعظم از صدر الائمہ جلد [illegible] صفحہ [illegible]۔ [illegible] کتاب مذکور صفحہ [illegible] طبع مجتبائی دہلی۔ [illegible] ایضاً صفحہ [illegible]

[illegible] تعلیقات الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء از محدث کوثری صفحہ [illegible] طبع مصر۔ [illegible] مناقب ابی حنیفہ [illegible]

شیخ الاسلام نے جواب دیا۔

انظروا فیها ان کنتم تریدون ان تفقهوا[1]

اگر تم فقیہ بننا چاہتے ہو تو ان کا مطالعہ کیا کرو۔

ایک اور موقع پر جب یزید بن ہارون حدیث کا درس دے رہے تھے طلبا کو خطاب کر کے فرمانے لگے۔

همتكم السماع والجمع لو كان همتكم العلم لطلبتم تفسير الحديث ومعانيه ونظرتم فی كتب ابی حنیفة واقواله لیفسر لكم الحدیث[2]۔

تمہارا مقصد تو بس حدیث کا سننا اور جمع کر لینا ہے اگر علم تم لوگوں کا مقصد ہوتا تو حدیث کی تفسیر اور اس کے معانی کی تلاش رکھتے اور ابو حنیفہ کی تصانیف اور ان کے اقوال میں غور کرتے تب حدیث کی تشریح تم پر کھلتی۔

اور حافظ عبداللہ بن داؤد خریبی فرماتے ہیں۔

من اراد ان یخرج من ذل العمی والجهل ویجد لذة الفقه فلینظر فی كتب ابی حنیفة[3]۔

جو شخص چاہتا ہے کہ نابینائی اور جہالت کی ذلت سے نکلے اور فقہ کی لذت سے آشنا ہو اس کو چاہئے کہ ابو حنیفہ کی کتابیں دیکھے۔

حافظ ابو یعلیٰ خلیلی نے "کتاب الارشاد" میں امام مزنی کے ترجمہ میں جو امام شافعی کے اجل تلامذہ میں سے شمار کئے جاتے ہیں لکھا ہے کہ امام طحاوی امام مزنی کے بھانجے تھے ایک بار محمد بن احمد شروطی نے ان سے دریافت کیا کہ

لم خالفت خالك واخترت مذهب ابی حنیفة۔

آپ نے اپنے ماموں کے خلاف ابو حنیفہ کا مذہب کیوں اختیار کر لیا۔

امام طحاوی نے فرمایا۔

لانی كنت اری خالی یدیم النظر فی كتب ابی حنیفة فلذلك انتقلت الیه (تاریخ ابن خلکان ترجمہ امام طحاوی)

اس لئے کہ میں اپنے ماموں کو دیکھا کرتا تھا کہ وہ ہمیشہ ابو حنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے لہذا میں نے بھی انہیں کے مذہب کو اختیار کر لیا۔

یہ تھیں ائمہ فقہ و حدیث کی تصریحات اور یہ تھا ان کا طرز عمل امام ابو حنیفہ کی تصانیف کے بارے میں۔ اب ذرا اس پر بھی نظر ڈالئے کہ کتاب الآثار کی تصنیف نے اس فن کی تدوین پر کیا اثر ڈالا روایات کی تبویب اور حسن ترتیب کے سلسلہ میں امام ابو حنیفہ نے جو طریقہ اختیار کیا تھا بعد کے تمام مؤلفین نے اسی کو قائم رکھا۔ "موطا" کی ترتیب اسی کو سامنے رکھ کر کی گئی۔ اسی طرح روایات کے انتخاب اور ان کی صحت کے بارے میں امام ابو

---

[1] تاریخ بغداد از خطیب۔

[2] مناقب صدر الائمہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۔

[3] مناقب صیمری۔

حنیفہ نے جو معیار قائم کیا تھا بعد کے ارباب صحاح نے باوجود اختلاف ذوق کے اس کا پورا پورا خیال رکھا۔ روایت سے احتجاج کے باب میں امام ابو حنیفہ نے اپنا طرز عمل یہ بتلایا ہے۔

انی اٰخذ بکتاب اللّٰہ اذا وجدتہ فمالم اجدہ فیہ اخذت بسنۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والاٰثار الصحاح عنہ التی فشت فی ایدی الثقات[1]۔

میں مسئلہ کو جب "کتاب اللہ" میں پاتا ہوں تو وہاں سے لیتا ہوں اور جو وہاں نہ ملے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور آپ کی ان صحیح احادیث سے لیتا ہوں کہ جو ثقات کے ہاتھوں شائع ہو چکی ہیں۔

امام ابو سفیان ثوری نے آپ کے اس طرز عمل کی شہادت ان الفاظ میں دی ہے۔

یاخذ بما صح عندہ من الاحادیث التی کان یحملھا الثقات وبالاٰخر من فعل رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم[2]

جو حدیثیں ان کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں اور جن کو ثقات روایت کرتے چلے آتے ہیں اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہوتا ہے۔ اسی سے لیتے ہیں۔

"کتاب الآثار" میں امام ابو حنیفہ نے ان ہی "آثار صحاح" کو جن کی اشاعت ثقات کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے جمع کر دیا ہے، امام ممدوح نے اس کتاب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری افعال و ہدایات کو خبار اول اور آثار صحابہ و تابعین کو خبار ثانی قرار دیا ہے غور کیجئے بعینہٖ یہی طرز امام صاحب کے تتبع میں امام مالکؒ نے "موطا" میں اختیار فرمایا ہے جو بقول شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "اصل و ام صحیحین است" اس اعتبار سے "کتاب الآثار" صحیحین کی "ام الام" ہوئی۔ شاہ صاحب موصوف نے "عجالہ نافعہ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ

صحیح بخاری و صحیح مسلم ہر چند در بسط و کثرت احادیث دہ چند "موطا" باشند لیکن طریق روایت احادیث و تمیز رجال و راہ اعتبار و استنباط از موطا آموختہ اند[3]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہر چند کہ بسط و کثرت احادیث کے اعتبار سے موطا سے دس گنی ہیں لیکن روایت احادیث کا طریقہ رجال کی تمیز اور اعتبار و استنباط کا ڈھنگ موطا ہی سے سیکھا ہے۔

ادھر فقہا محدثین کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے ترتیب مضامین تو در کنار اپنی تصنیفات کے نام تک تجویز کرنے میں اس کی ہم آہنگی کی، چنانچہ امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب کا نام "تصحیح الآثار" اور امام طحاویؒ نے "معانی الآثار" اور "مشکل الآثار" اور امام طبریؒ نے "تہذیب الآثار" رکھا۔

---

[1] مناقب صیمری۔ [2] الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء از حافظ ابن عبد البر صفحہ ۱۴۲ طبع مصر۔ [3] عجالہ نافعہ صفحہ ۶ طبع مجتبائی دہلی۔

بہرحال یہ ایک حقیقت ہے "کتاب الآثار" سے پہلے حدیث کی کوئی کتاب ابواب پر مرتب نہ تھی۔ "کتاب الآثار" تصنیف ہوئی تو حدیث کی تبویب کا رواج ہوا اور چونکہ اس میں تبویب کے ساتھ ساتھ صحیح روایات کے درج کرنے کا التزام تھا اس لئے بعد کو ابواب پر تصنیف کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ جہاں تک ہو سکے صحیح تر روایات درج کتاب کی جائیں۔ چنانچہ حافظ سیوطیؒ "تدریب الراوی" میں لکھتے ہیں۔

ان المصنف علی الابواب انما یورد اصح ما فیہ لیصلح للاحتجاج[1]	ابواب پر تصنیف کرنے والا اس مضمون کی صحیح تر روایت کو لاتا ہے جو استدلال کے لائق ہو۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حسن ترتیب، تبویب، تالیف، صحت روایات اور ان کے انتخاب کے بارے میں "کتاب الآثار" نے بعد کی تصنیفات پر کتنا گہرا اثر ڈالا ہے۔

کتاب الآثار کے نسخے

موطا، صحیح بخاری، سنن نسائی، سنن ابی داؤد اور دیگر کتب حدیث کی طرح "کتاب الآثار" کے بھی متعدد نسخے ہیں جن میں روایات کی تعداد کے لحاظ سے بھی فرق ہے اور ابواب کی تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے بھی چنانچہ بعض نسخوں میں بہت سی روایات ایسی ملتی ہیں۔ جو دوسرے نسخوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اسی طرح کسی نسخے میں کوئی روایت کہیں مذکور ہے اور کسی میں کہیں، اس قسم کا اختلاف کتب مذکورہ میں بھی پایا جاتا ہے اور ایسا ہونا لازمی تھا۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کے تمام شاگردوں نے "کتاب الآثار" کو ایک ہی وقت میں امام موصوف سے حاصل نہیں کیا تھا۔ بلکہ مختلف شاگردوں نے مختلف اوقات میں اس کا سماع کیا تھا۔ اس زمانہ میں دستور تھا کہ استاد اپنے حفظ سے احادیث کا املا کراتا اور شاگرد اس کو لکھ لیا کرتے۔ اس اختلاف اشخاص اور اختلاف اوقات کی بنا پر ناگزیر تھا کہ روایات کی تعداد اور ابواب کی تقدیم وتاخیر کسی نہ کسی قدر اختلاف ضرور ہو۔ علاوہ ازیں نظر ثانی کے وقت اکثر اس میں اضافہ ہوتا رہتا تھا چنانچہ امام عبداللہ بن مبارکؒ جو امام ابوحنیفہؒ کے مشہور شاگرد ہیں فرماتے ہیں:

کتبت کتب ابی حنیفۃ غیر مرۃ کان	میں نے امام ابوحنیفہؒ کی تصانیف کو کئی بار نقل

---

[1] تدریب الراوی صفحہ ۵۰۔ طبع مصر۔

جمع فيها زيادات فاكتبها[1]

کیا ہے جن میں اضافے ہوتے رہتے ہیں اور مجھے انہیں لکھ کر دو۔

محدثین نے "کتاب الآثار" کے جن نسخوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب الآثار بروایت امام زفر بن الہذیل المتوفی ۱۵۸ھ

ان کے نسخہ کا ذکر حافظ امیر ابن ماکولا المتوفی ۴۷۵ھ نے اپنی مشہور کتاب "الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنی والانساب"[2] کے باب الجصینی والحصینی میں کیا ہے۔ چنانچہ محدث احمد بن بکر جصینی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ

احمد بن بكر بن سيف ابو بكر الجصيني ثقة يميل الى اهل النظر روى عن ابي وهب عن زفر بن الهذيل عن ابي حنيفة "كتاب الآثار"

احمد بن بکر بن سیف ابو بکر جصینی ثقہ ہیں اہل نظر یعنی فقہاء حنفیہ کی طرف میلان رکھتے ہیں اور امام ابو حنیفہ سے "کتاب الآثار" کو بواسطہ امام زفر بن الہذیل ان کے شاگرد ابو وہب سے روایت کرتے ہیں۔

امام زفر کے اس نسخہ کا ذکر حافظ ابو سعد سمعانی شافعی نے "کتاب الانساب"[3] میں اور حافظ عبد القادر قرشی حنفی نے "الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ"[4] میں بھی کیا ہے۔

واضح رہے کہ امام زفر سے "کتاب الآثار" کی روایت ان کے تین شاگردوں نے کی ہے۔ ایک ہیں ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی۔ دوسرے شداد بن حکیم بلخی جن کے نسخے سے "جامع مسانید الامام الاعظم للخوارزمی" میں "مسند حافظ ابن خسرو بلخی" وغیرہ کے حوالے بکثرت روایتیں منقول ہیں اور تیسرے حکم بن ایوب۔ پہلے دو نسخوں کا ذکر محدث حاکم نیشاپوری نے بھی اپنی مشہور کتاب "معرفۃ علوم الحدیث" میں بایں الفاظ کیا ہے۔

نسخة لزفر بن الهذيل الجعفي تفرد بها عنه شداد بن حكيم البلخي ونسخة ايضا لزفر بن الهذيل الجعفي تفرد بها ابو وهب محمد بن مزاحم المروزي عنه[5]

زفر بن ہذیل جعفی کا ایک نسخہ ہے جس کو ان سے صرف شداد بن حکیم بلخی روایت کرتے ہیں اور زفر ہی کا ایک اور نسخہ ہے جس کو ان سے صرف ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی روایت کرتے ہیں۔

امام زفر کے تیسرے نسخہ کا ذکر حافظ ابو الشیخ بن حیان نے اپنی کتاب "طبقات المحدثین باصبہان والواردین علیہا" میں احمد بن رستہ کے ترجمہ میں کیا ہے چنانچہ ان کی عبارت درج ذیل ہے۔

---

[1] مناقب صدر الائمہ جلد ۲، صفحہ [illegible]

[2] اس کتاب کے قلمی نسخے کتب خانہ ریاست ٹونک اور کتب خانہ [illegible] دکن میں ہماری نظر سے گزرے ہیں۔

[3] ملاحظہ ہو کتاب الانساب نسبت "الجصینی" و کتاب [illegible] الجعفی [illegible] بھی ہے۔

[4] الجواہر المضیہ میں احمد بن بکر کا تذکرہ۔

[5] دیکھو معرفۃ علوم الحدیث صفحہ [illegible] طبع [illegible]

احمد بن رستہ بن بنت محمد بن المغیرۃ کان عندہ السنن عن محمد عن الحکم بن ایوب عن زفر عن ابی حنیفۃ[1]	احمد بن رستہ جو محمد بن المغیرہ کے نواسے ہیں ان کے پاس "سنن" تھی جس کو وہ اپنے نانا محمد سے وہ حکم بن ایوب سے وہ زفر سے اور وہ اسکو امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے تھے۔

حافظ ابو الشیخ نے یہاں "کتاب الآثار" کو "السنن" کے نام سے ذکر کیا ہے اور چونکہ وہ اس کتاب میں ہر راوی کے ترجمہ میں اس کی روایت سے ایک دو حدیثیں بھی ذکر کرتے ہیں اس لئے اپنے معمول کے مطابق اس نسخہ سے بھی دو حدیثیں درج کتاب کی ہیں۔ اسی طرح حافظ ابونعیم اصفہانی نے بھی "تاریخ اصبہان" میں اس نسخہ کی روایتیں نقل کی ہیں، امام طبرانی کی "المعجم الصغیر" میں بھی اس نسخہ کی ایک روایت موجود ہے۔

۲۔ کتاب الآثار بروایت امام ابو یوسف المتوفی سنہ ۱۸۲ھ اس نسخہ کا ذکر حافظ عبدالقادر قرشی نے "الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ" میں کیا ہے چنانچہ امام یوسف بن ابی یوسف کے ترجمہ میں رقمطراز ہیں۔

روی کتاب الآثار عن ابیہ عن ابی حنیفۃ وھو مجلد ضخم۔	وہ اپنے والد کی سند سے امام ابوحنیفہ سے کتاب الآثار کی روایت کرتے ہیں جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا ابوالوفا افغانی صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن کو کہ انھوں نے بڑی تلاش اور کوشش سے اس نسخہ کو فراہم کر کے تصحیح و تعلیق کے اہتمام کے ساتھ نہایت عمدہ کاغذ پر ۱۳۵۵ھ میں مصر میں طبع کرا کر شائع کیا۔

امام ابو یوسف سے بھی "کتاب الآثار" کے اس نسخہ کو دو شخص روایت کرتے ہیں ایک تو ان کے صاحبزادے امام یوسف مذکور اور دوسرے عمرو بن ابی عمرو۔ محدث خوارزمی نے عمرو کی روایت کو "جامع المسانید" میں نسخہ ابی یوسف سے موسوم کیا ہے اور اس کتاب کے باب ثانی میں اس نسخہ کی اسناد بھی امام ابو یوسف تک نقل کی ہے۔

۳۔ کتاب الآثار بروایت امام محمد بن حسن شیبانی المتوفی سنہ ۱۸۹ھ ان کا نسخہ "کتاب الآثار" کے تمام نسخوں میں متداول ترین مشہور ترین اور مقبول ترین ہے اور اسی کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے "تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الائمۃ

---

[1] اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہماری نظر سے گزرا ہے۔

[2] یہ کتاب اب یورپ میں طبع ہو گئی ہے۔ ہم نے اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں دیکھا ہے۔

[3] ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۳ طبع انصاری دہلی۔

الاربعۃ کے مقدمہ میں یہ لکھا ہے کہ

والموجود من حدیث ابی حنیفۃ مفردًا انما ھو کتاب الآثار التی رواھا محمد بن الحسن عنہ

حدیث میں امام ابوحنیفہ کی مستقل کتاب موجود ہے وہ "کتاب الآثار" ہے جس کو امام محمد بن حسن نے ان سے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس نسخے میں جن راویوں سے حدیثیں لی ہیں ان کے حالات میں دو اہم کتابیں لکھی ہیں پہلی تصنیف جو مستقل طور پر رجال "کتاب الآثار" سے متعلق ہے اس کا نام "الایثار بمعرفۃ رواۃ الآثار" ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ میرے پاس بھی موجود ہے۔ دوسری کتاب "تعجیل المنفعۃ" ہے جس میں حافظ صاحب موصوف نے صرف ان رواۃ حدیث کا تذکرہ لکھا ہے کہ جن سے ائمہ اربعہ امام اعظم، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے اپنی اپنی تصانیف میں حدیثیں نقل کی ہیں مگر صحاح ستہ میں ان کے سلسلہ سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے چنانچہ اسی ذیل میں انہوں نے "تعجیل المنفعۃ" میں "کتاب الآثار" امام محمد کے رواۃ رجال کو بھی جمع کر دیا ہے۔ محدث سخاوی نے "الاعلان[2] بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں لکھا ہے کہ حافظ زین الدین قاسم بن قطلوبغا المتوفی ۸۷۹ھ نے بھی "رجال کتاب الآثار" امام محمد پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ ملا کاتب چلپی نے "کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون" میں "کتاب الآثار امام محمد" پر امام طحاوی کی شرح کا بھی ذکر کیا ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے بھی "مبسوط" میں "کتاب الآثار" کے متعلق خود امام محمد کی شرح کا حوالہ دیا ہے۔ اور علامہ تقی الدین احمد بن علی مقریزی نے "العقود فی تاریخ العہود" میں حافظ قاسم بن قطلوبغا کی تصنیفات میں ان کی ایک کتاب "التعلیق علی کتاب الآثار" کا بھی ذکر کیا ہے جو رجال "کتاب الآثار" کے علاوہ ہے۔ اسی طرح علامہ مرادی نے بھی "سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر" میں شیخ ابوالفضل نور الدین علی بن مراد موصلی عمری شافعی المتوفی ۱۱۴۷ھ کے ترجمہ میں ان کی "شرح کتاب الآثار" امام محمد کا ذکر کیا ہے۔ خود ہم نے اس کے رجال پر مستقل کتاب لکھی ہے اور اس نسخہ کی احادیث کو مسانید صحابہ پر مرتب کیا ہے۔ حال میں مولانا مفتی مہدی حسن شاہجہانپوری نے بھی اس پر دو ضخیم جلدوں میں ایک مبسوط و محققانہ شرح لکھی ہے جس کے بارے میں مولانا ابوالوفا افغانی نے شرحا حسنا لسد بہ مشکلہ (ایسی عمدہ شرح کہ جس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی) کے الفاظ استعمال

---

[1] کتاب مذکور صفحہ ۳ طبع دمشق [illegible]ھ [2] حافظ [illegible] جلد ۱ صفحہ [illegible] طبع مصر [illegible]ھ اس کی اصل عبارت یہ ہے فقد ذکر [illegible] فی شرح الآثار [illegible] [3] [illegible] فی اعیان القرن [illegible] نام کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ [4] مقدمہ کتاب الآثار امام ابو یوسف از مولانا ابوالوفا افغانی [illegible]

گئے ہیں۔
امام محمد سے بھی اس نسخہ کو ان کے متعدد شاگردوں نے روایت کیا ہے۔ مطبوعہ نسخہ امام ابو حفص کبیر اور امام ابو سلیمان جوزجانی کا روایت کردہ ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے علاوہ امام محمد کے ایک اور شاگرد محمد بن ابی المسعود بھی ان سے اس کتاب کی روایت کرتے ہیں اور محدث خوارزمی نے جامع المسانید میں اسی کو نسخہ امام محمد سے موسوم کیا ہے۔ غالباً اس نسخہ میں فتاوے تابعین کو ذکر نہیں کیا گیا بلکہ صرف احادیث ہی درج ہیں اور شاید اسی بنا پر اس کو مسند ابی حنیفہ کہا جاتا ہے۔

امام ابو حفص کبیر اور امام ابو سلیمان جوزجانی چونکہ فقہ حنفی کے ارکان نقل ہیں۔ اس لئے کتاب الآثار کے تمام نسخوں میں ان ہی حضرات کی روایت کو زیادہ فروغ ہوا۔ کاتب الحروف بھی کتاب الآثار امام محمد کو امام ابو حفص کبیر ہی کے طریق سے روایت کرتا ہے جس کی سند درج ذیل ہے۔

اجازني الشيخ الفقيه العالم المحدث مولانا ابو الوفا الافغاني ادامه الله بالعز والكرامة قال اجازني الشيخ عبد القادر بن الشيخ محمد العوا الزبيري المدني مدير مكتبة شيخ الاسلام عارف حكمت بمدينة النبي صلى الله عليه وسلم في شهر الله المحرم ۱۳۵۳ھ عن الشيخ علي ظاهر الوتري عن الشيخ عبد الغني الدهلوي عن الشيخ محمد عابد السندي عن عمه الشيخ محمد حسين بن محمد مراد الانصاري قال اجازني الشيخ عبد الخالق علي المزجاجي قال قرأت على الشيخ محمد بن علاء الدين المزجاجي عن الشيخ احمد بن محمد النخلي عن الشيخ محمد بن علاء الدين البابلي عن ابي النجا سالم بن محمد السنهوري عن النجم محمد بن احمد بن علي الغيطي عن شيخ الاسلام زكريا الانصاري عن الحافظ احمد بن علي بن حجر العسقلاني انا بها ابو عبد الله الحريري محمد بن علي بن صلاح انا القوام امير كاتب بن امير عمر بن غازي الاتقاني انا البرهان احمد بن اسعد بن محمد البخاري والحسام حسين بن علي السغناقي قالا انا فخر الحرمين حافظ الدين محمد بن محمد بن نصر البخاري انا الامام محمد بن عبد الستار الكردري انا عمر بن عبد الكريم الورسكي انا عبد الرحمن بن محمد الكرماني انا ابو بكر بن الحسين الاماسي بندي انا ابو عبد الله الزوزني انا ابو زيد

السید ابو سعد انا ابو جعفر الاستروشنی و ابو علی الحسین بن خضر النسفی انا ابو بکر محمد بن الفضل انا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی انا ابو عبد اللہ محمد بن ابی حفص الکبیر انا ابی انا الامام محمد بن الحسن الشیبانی ۔

۴ - کتاب الآثار بروایت امام حسن بن زیاد لؤلؤی

المتوفی ۲۰۴ھ اس نسخہ کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی نے "لسان المیزان" میں کیا ہے۔ چنانچہ محدث محمد بن ابراہیم حبیش بغوی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

محمد بن ابراهیم بن حبیش البغوی روی عن محمد شجاع الثلجی عن الحسن بن زیاد عن ابی حنیفة کتاب الآثار[1]۔

محمد بن ابراہیم بن حبیش بغوی، محمد بن شجاع ثلجی سے وہ امام حسن بن زیاد سے اور وہ امام ابوحنیفہ سے "کتاب الآثار" کو روایت کرتے ہیں۔

حافظ ابن القیم کی "اعلام الموقعین" کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ ان کے بھی پیش نظر تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس نسخہ سے حسب ذیل حدیث نقل کی ہے۔

---

[1] واضح رہے کہ "لسان المیزان" کے مطبوعہ نسخہ میں یہ عبارت اس طرح مذکور ہے۔

"محمد بن ابراهیم بن حسن البغوی روی عن محمد بن نجیح
البلخی عن الحسن بن زیاد عن محمد بن الحسن عن ابی حنیفة
کتاب الآثار"

لیکن طباعت کے اندر اسماء میں سخت تصحیف ہوگئی ہے حبیش البغوی کی بجائے حسن البغوی غلط چھپ گیا۔ اسی طرح شجاع الثلجی کی جگہ نجیح البلخی محض غلط ہے اور عن الحسن بن زیاد عن ابی حنیفہ کے درمیان "عن محمد بن الحسن" کا اضافہ اگر اصل منقول عنہ میں بھی موجود ہے تو قطعی غلط ہے۔ بہر حال طبع کے مصححین نے یہاں تصحیح کا اہتمام بالکل نہیں کیا۔ قلمی نوشتوں کے پڑھنے میں اسماء کی غلطی تو بالکل معمولی بات ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے متعلق تو مشہور ہے کہ وہ نہایت بدخط تھے خود ہم نے حافظ صاحب کے قلم کا لکھا ہوا "اتحاف المہرہ" کا نسخہ دیکھا ہے بلا مبالغہ ان کے نوشتہ کو صحیح پڑھ لینا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ محمد بن ابراہیم بن حبیش بغوی اور امام محمد بن شجاع ثلجی دونوں بڑے مشہور و معروف محدث گزرے ہیں۔ حافظ خطیب بغدادی نے ان ہر دو حضرات کا مفصل تذکرہ "تاریخ بغداد" میں لکھا ہے اور چونکہ یہ دونوں حنفی ہیں اس لئے وہ اپنی عادت کے مطابق ان دونوں کے خلاف تعصب کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

قال الحسن بن زیاد اللؤلؤی ثنا ابو حنیفۃ قال کنا عند محارب بن دثار وکان متکئا فاستوی جالسا ثم قال سمعت ابن عمر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیاتین علی الناس یوم تشیب فیہ الولدان وتضع الحوامل ما فی بطونہا۔ الحدیث

محدث علی بن عبد المحسن دوالیبی حنبلی نے اپنے "ثبت" میں نسخہ سے "ثنائیات"[1] حدیثیں نقل کی ہیں۔ جن کو محدث ناقد شیخ محمد زاہد کوثری حنفی نے اپنی مشہور تصنیف "الامتاع بسیرۃ الامامین الحسن بن زیاد وصاحبہ محمد بن شجاع" میں بہ تمام وکمال نقل کر دیا ہے۔

محدث خوارزمی نے "جامع مسانید" میں اسی نسخہ کو "مسند ابی حنیفۃ للحسن بن زیاد" سے موسوم کیا ہے اور کتاب مذکور کے باب ثانی میں اس نسخہ کی اسناد بھی امام لؤلؤی تک نقل کر دی ہے خوارزمی کی دیگر محدثین سے بھی اس کو "مسند ابی حنیفہ" ہی کے نام سے روایت کرتے ہیں۔ خود حافظ ابن حجر عسقلانی کی مرویات میں بھی یہ نسخہ موجود تھا۔ اس نسخہ کی اسانید واجازات کو محدث علی بن عبد المحسن الدوالیبی الحنبلی نے اپنے "ثبت" میں اور حافظ ابن طولون حنفی نے "الفہرست الاوسط" میں اور حافظ محمد بن یوسف دمشقی شافعی مصنف "سیرۃ شامیہ" نے "عقود الجمان" میں اور محدث ایوب خلوتی حنفی نے اپنے "ثبت" میں اور خاتمۃ الحفاظ محمد عابد سندھی نے "حصر الشارد فی اسانید الشیخ محمد عابد" میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور علامہ محدث محمد زاہد کوثری نے ان سب کو "الامتاع" میں نقل کر دیا ہے۔ جو ۱۳۶۸ھ میں مصر سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔

ان حضرات کے علاوہ خود حضرت امام کے صاحبزادے الامام ابن الامام حماد بن ابی حنیفہ المتوفی ۱۷۶ھ اور مشہور محدث محمد بن خالد الوہبی المتوفی قبل ۱۹۰ھ کی روایت سے بھی "کتاب الآثار" کے نسخے مروی ہیں چنانچہ "جامع مسانید" میں محدث خوارزمی نے ان دونوں نسخوں سے حدیثوں کی روایت کی ہے۔ اور کتاب مذکور کے باب ثانی میں اپنی اسناد بھی ان دونوں حضرات تک متصل کر دی ہے خوارزمی نے ان دونوں نسخوں کا ذکر بھی "مسند ابی حنیفہ" ہی کے نام سے کیا ہے۔

ملحوظ خاطر رہے کہ چونکہ محدث خوارزمی نے ان نسخوں کو "مسند" کہا ہے اس لئے بعد کے اکثر مصنفین بھی ان کو مسند ہی کے نام سے ذکر کرتے گئے۔ متقدمین

---

[1] [illegible] جلد ۱ صفحہ ۳۳ طبع اشرف المطابع [illegible]۔

کا دستور ہے کہ وہ ایک کتاب کو متعدد ناموں سے ذکر کر دیا کرتے ہیں مثلاً دارمی کی تصنیف کو "مسند دارمی" بھی کہتے ہیں اور "سنن دارمی" بھی یا ترمذی کی کتاب کو سنن بھی کہتے ہیں اور جامع بھی اسی طرح "کتاب الآثار" کے ان نسخوں کو کبھی علماء نے "مسند" کے نام سے ذکر کیا ہے اور کبھی "سنن" کے نام سے اور کبھی "کتاب الآثار" کے نام سے اور کبھی صرف نسخہ ہی لکھ دیا ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ کے مجموعہ حدیث کا اصل نام جس کو خود امام ممدوح نے مرتب فرمایا تھا "کتاب الآثار" ہی ہے۔ ملک العلماء امام علاء الدین کاسانی نے بھی "بدائع الصنائع" میں اس کا ذکر "آثار ابی حنیفہ" ہی کے نام سے کیا ہے[1]۔

شیخ محمد سعید سنبل نے لکھا ہے[2]۔ کہ چونکہ "کتاب الآثار" امام محمد میں تابعین سے زیادہ روایتیں منقول ہیں۔ اس بنا پر خود انہوں نے اس کا نام "الآثار" رکھا ہے لیکن شیخ صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ تابعین کے قول کو "اثر" سے تعبیر کرنا متاخرین کی اصطلاح ہے متقدمین کے یہاں اثر کا اطلاق موقوف مرفوع سب پر ہوتا تھا۔ خود امام محمد نے بھی "کتاب الآثار" اور "موطا" میں اس لفظ کو اسی کے عام معنی ہی میں استعمال کیا ہے۔ ہاں اس کتاب کے جن نسخوں کو علماء نے "مسند" سے موسوم کیا ہے وہ اسی بنا پر کیا ہے کہ ان نسخوں میں مرفوع حدیثیں زیادہ ہیں۔ اور چونکہ "کتاب الآثار" کا موضوع احادیث احکام یعنی سنن ہیں اس بنا پر بعض محدثین نے اس نام سے بھی اس کا ذکر کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا چھ حضرات کے علاوہ جن کے ذریعہ سے "کتاب الآثار" کا سلسلہ امت میں باقی رہا کتب تاریخ میں اور جن محدثین کے متعلق یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ سے اس کتاب کا سماع کیا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ امام عبد اللہ بن المبارک جن کی تصریح سابق میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ "میں امام ابو حنیفہ کی کتابوں کو کئی دفعہ لکھا ہے اور محدث خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" میں حبیدی شیخ بخاری کی زبانی نقل کیا ہے کہ

سمعت عبد اللہ بن المبارک یقول کتبت عن ابی حنیفۃ اربعمائۃ حدیث۔	میں نے عبد اللہ بن مبارک کو یہ کہتے سنا کہ امام ابو حنیفہ سے میں نے چار سو حدیثیں لکھی ہیں۔

---

[1] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع جلد ۱ صفحہ ۲۲ طبع مصر۔

[2] اوائل شیخ محمد سعید سنبل صفحہ ۳ طبع احمدی دہلی۔

۲- امام حفص بن غیاث ان سے حافظ حارثی نے بسند نقل کیا ہے کہ

سمعت من ابی حنیفة کتبه وآثاره[1]۔	میں نے امام ابو حنیفہ سے ان کی کتابوں کو اور ان کے آثار کو سنا ہے۔

۳- شیخ الاسلام عبد اللہ بن یزید مقری ان کے بارے میں علامہ کردری لکھتے ہیں۔

سمع من الامام تسعمائة حدیث[2]۔	انہوں نے امام حنیفہ سے نو سو حدیثیں سنی ہیں۔

۴- امام وکیع بن الجراح۔ ان کے متعلق حافظ ابن عبد البر "جامع بیان العلم" میں سید الحفاظ یحییٰ بن معین سے ناقل ہیں کہ

ما رأیت احدا اقدمه علی وکیع وکان یفتی برأی ابی حنیفة وکان یحفظ حدیثه کله وکان قد سمع من ابی حنیفة حدیثا کثیرا[3]	میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ جسے وکیع پر مقدم کروں اور وہ ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور ان کی حدیثیں ساری انہیں حفظ تھیں اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے بہت حدیثیں سنی تھیں۔

۵- حماد بن زید، یہی حافظ ابن عبد البر "الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقہاء" میں رقمطراز ہیں۔

وروی حماد بن زید عن ابی حنیفة احادیث کثیرة[4]۔	حماد بن زید نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔

۶- خالد الواسطی، ان کے بارے میں بھی ابن عبد البر نے الانتقاء میں یہی تصریح کی ہے "وروی عنه خالد الواسطی احادیث کثیرة[5]" واضح رہے کہ حافظ ابن عبد البر کے نزدیک "احادیث کثیرہ" کی تعداد کم از کم اتنی ہے جتنی کہ موطا کی روایات ہیں۔ کیونکہ انہوں نے امام محمد کے تذکرہ میں بھی یہی الفاظ لکھے ہیں "کتب عن مالک کثیرا من حدیثه"[6] حالانکہ امام محمد نے امام مالک سے پوری "موطا" کا

---

[1] ملاحظہ ہو مناقب الامام الاعظم مطبوعہ دائرۃ المعارف جلد ۱ صفحہ ۔ [2] مناقب الامام الاعظم از امام کردری ج ۲ صفحہ ۲۲۳۔ [3] جامع بیان العلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ طبع مصر۔ [4] الانتقاء صفحہ ۱۳۰ طبع مصر۔ [5] ایضاً صفحہ ۱۳۰۔
[6] جن میں انہوں نے امام مالک سے ان کی بہت سی حدیثیں لکھی ہیں (الانتقاء صفحہ ۱۴۲)

سماع کیا ہے)۔

۷۔ احمد بن عمرو: محدث صیمری نے ابو نعیم فضل بن دکین سے بسند ان کے متعلق تصریح نقل کی ہے کہ

اول من کتب کتب ابی حنیفۃ احمد بن عمرو[1] — احمد بن عمرو پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی کتابوں کو لکھا ہے۔

یہ وہ تیرہ ارکان نقل ہیں کہ جن سے ہر ایک علم فقہ وحدیث کا آفتاب و ماہتاب ہے۔ یاد رہے بجز موطا امام مالک کے اور کسی کتاب کے راوی اس قدر صاحب علم کے حامل نہیں ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہ صرف ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے امام ابو حنیفہ سے اس کتاب کو سنا ہے ورنہ امام ممدوح سے روایت حدیث کا سلسلہ تو اتنا وسیع ہے کہ بقول حافظ ذہبی

روی عنہ من المحدثین والفقہاء عدۃ لا یحصون[2] — ان سے محدثین اور فقہاء کی اتنی بڑی تعداد نے حدیثیں روایت کی ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

واللہ اعلم و علمہ اتم

* * *

toobaa-elibrary.blogspot.com

---

[1] الجواہر المضیئۃ ترجمہ احمد بن عمرو

[2] مناقب ابی حنیفۃ از حافظ ذہبی صفحہ۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ہندوستان میں علم حدیث کا چرچا دوسرے ممالک کی بنسبت کم رہا ہے اس لئے یہاں کے بعض مصنفین کو یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ حدیث میں امام ابو حنیفہ کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ چنانچہ ملا جیون المتوفی ۱۱۳۰ھ نور الانوار میں لکھتے ہیں:

لم یجمع ابو حنیفہ کتابا فی الحدیث[1]	ابو حنیفہ نے حدیث میں کوئی کتاب مدون نہیں فرمائی

اور شاہ ولی اللہ صاحب مصفّٰی شرح موطا کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

وازائمہ فقہ امروز ہیچ کتابے کہ خود ایشاں تصنیف کردہ باشند بدست مردمان نیست الا موطا۔ (ص ۳)	اور آج ائمہ فقہ کی کوئی کتاب کہ جس کو خود انہوں نے تصنیف کیا ہو سوائے موطا کے لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب بھی بستان المحدثین میں اپنے والد ماجد کی پیروی میں لکھتے ہیں کہ:

باید دانست کہ از تصانیف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ در علم حدیث غیر از موطا موجود نیست[2]	جاننا چاہئے کہ ائمہ اربعہ کی تصانیف میں سے علم حدیث میں بجز موطا کے اور کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔

مولانا شبلی نعمانی نے بھی اس بارے میں شاہ ولی اللہ صاحب ہی کے فیصلے کو کافی سمجھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

> بے شبہ ہماری ذاتی رائے یہی ہے کہ آج امام صاحب کی کوئی تصنیف موجود نہیں ہے[3]۔

اور ان کے جانشین مولانا سید سلیمان ندوی بھی لکھ رہے ہیں کہ:

---

[1] نور الانوار طبع علوی لکھنؤ ص ۲۱۹ [2] بستان المحدثین ص ۳۲ طبع محمدی لاہور۔
[3] سیرۃ النعمان ص ۱۵۸ طبع مفید عام آگرہ ۱۸۹۲ء

"امام مالک کے سوا کسی امام مجتہد کے قلم سے علم حدیث کی کوئی تصنیف ظاہر نہیں ہوئی۔"[1]

ملا جیون محدث نہ تھے اس لئے ان کا انکار محل تعجب نہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کتاب الآثار سے بخوبی واقف ہیں۔ انھوں نے شیخ تاج الدین قلعی حنفی مفتی مکہ مکرمہ سے اس کے اطراف کا سماع بھی کیا ہے۔ چنانچہ انسان العین فی مشائخ الحرمین میں ان کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

"واطراف ...... کتاب الآثار امام محمد و موطائے او از وے سماع نمود۔"[2]

شاہ صاحب ممدوح کو یہ بھی معلوم ہے کہ امام محمد اس کتاب کو امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ مسوّیٰ میں خود ان کے الفاظ ہیں:

"آثارے کہ از امام ابوحنیفہ روایت کردہ است۔"[3]

مگر شاید وہ اس کو امام ابوحنیفہ کے بجائے امام محمد کی تصنیف سمجھتے ہیں۔ محدث ملا علی قاری نے خود موطا امام محمد کے متعلق بھی یہی خیال ظاہر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام محمد نے ان دونوں کتابوں کو ان کے مصنفین سے جس انداز پر روایت کیا ہے اس کو دیکھتے ہوئے اس قسم کی غلط فہمی کا پیدا ہو جانا کچھ زیادہ محل تعجب نہیں۔ امام موصوف کا ان دونوں کتابوں میں طرز عمل یہ ہے کہ وہ ہر باب میں اولاً اس کتاب کی روایتیں نقل کرتے ہیں پھر بالالتزام ان روایات کے متعلق اپنا اور اپنے استاد امام ابوحنیفہ کا مذہب بیان کرتے ہیں اور اگر اصل کتاب کی کسی روایت پر ان کا عمل نہیں ہوتا تو اس کو نقل کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنے کے وجوہ و دلائل بالتفصیل لکھتے ہیں، اور اسی ذیل میں کتاب الآثار اور موطا دونوں کتابوں میں بہت سی حدیثیں اور آثار امام ابوحنیفہ اور

---

[1] حیات امام مالک ص۵۱ طبع معارف اعظم گڑھ ۱۳۳۸ھ [2] انسان العین ص۱۱ طبع احمدی دہلی [3] مسوّیٰ کے مقدمہ میں

امام مالک کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی منقول ہیں۔ اس بناء پر بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں خود امام محمدؒ ہی کی تصنیف کردہ ہیں۔ حالانکہ واقع میں ایسا نہیں بلکہ کتاب الآثار، امام ابوحنیفہ کی اور موطا امام مالک کی تصنیف ہے۔ اور امام محمد ان دونوں حضرات سے ان کے راوی ہیں لیکن چونکہ امام محمدؒ نے ان کتابوں کی روایت میں امور مذکورہ بالا کا اہتمام رکھا ہے اس بناء پر ان کی افادیت بہت زیادہ بڑھ گئی اور ان کا تداول اس درجہ عام ہو گیا کہ بجائے اصل مصنف کے خود ان کی طرف کتاب کا انتساب ہونے لگا اور کتاب الآثار امام محمد اور موطا امام محمد کہا جانے لگا۔ اس لئے ان حضرات کو بھی یہ غلط فہمی ہو گئی جس کی اصل وجہ ان دونوں کتابوں کے بقیہ نسخوں پر عدم اطلاع ہے۔

[1] مولانا شبلی نعمانی کی کتاب آثار کے متعلق اور ملا علی قاری نے موطا کے متعلق اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کو پڑھ کر آپ کو اس غلط فہمی کی وجہ خود معلوم ہو جائے گی۔ مولانا شبلی لکھتے ہیں : " اسی طرز پر انہوں نے آثار امام محمد کی بھی امام کی مسانید میں داخل کیا ہے۔ بے شبہ اس کتاب میں اکثر روایتیں امام صاحب ہی سے ہیں اس لئے ناظرین کو اختیار ہے کہ اس کو امام ابوحنیفہ کا مسند کہیں یا آثار امام محمد کے نام سے پکاریں لیکن یاد رہے کہ امام محمد نے اس کتاب میں بہت سی آثار اور حدیثیں اور حضرات شیوخ سے بھی روایت کی ہیں اس لحاظ سے اس مجموعہ کا انتساب امام محمد کی طرف زیادہ موزوں ہے" (سیرۃ النعمان صفحہ)

اور ملا علی قاری موطا امام محمد کی شرح میں لکھتے ہیں :

وقد وجدت بخط الاستاذ المرحوم الشيخ عبدالله السندي في ظهر هذا الكتاب انه موطا مالك بن انس برواية محمد بن الحسن وهو مشكل اذ يروي الامام محمد فيه من غير الامام مالك ايضا كالامام ابي حنيفة وامثاله ولعله نظر الى الاغلب

میں نے اپنے استاد مرحوم شیخ عبداللہ سندھی کے قلم سے اس کتاب کی پشت پر یہ لکھا ہوا پایا کہ یہ موطا مالک بن انس بروایت محمد بن الحسن ہے۔ اور یہ مشکل ہے کیونکہ امام محمد اس کتاب میں امام مالک کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی جیسے کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے امثال ہیں روایت کرتے ہیں اور شاید استاد مرحوم کا یہ فرمانا اس کی اغلب روایات کے اعتبار سے ہو۔

ملا علی قاری کی شرح موطا محمد کے قلمی نسخے ہند و پاکستان کے متعدد کتب خانوں میں ہماری نظر سے گزرے ہیں۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے مولانا شبلی نعمانی کو جو اشکال کتاب الآثار امام محمد کے امام ابوحنیفہ کی طرف انتساب میں ہے وہی اشکال ملا علی قاری کو موطا امام محمد کے امام مالک کی طرف منسوب کرنے میں

elibrary.blogspot.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	الآثار شرح کتاب الآثار
نام مؤلف	مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار
تعداد	۱۲۰۰
سن طباعت	۱۴۱۲ھ ۔ ۱۹۹۱ء
مطبع	القادر پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر	دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۔ ۵

elibrary.blogspot.com

toobaa-

فہرست

مقدمہ ۱۳
امام محمد رحمہ اللہ کے حالات و سوانح ۱۳
نام نسب ۱۴
ابتدائی تعلیم ۱۴
امام ابوحنیفہ سے ملاقات ۱۴
فقہ سے محبت ۱۴
امام محمد اور علم حدیث ۱۴
علم حدیث کے اساتذہ ۱۵
تلامذہ و رفقاء ۱۶
امام مالک سے ملاقات ۱۷
امام شافعی اور امام محمد ۱۷
امام محمد اور امام ابویوسف ۱۸
امام محمد اور امام احمد ۱۹
امام محمد اہل علم کی نظر میں ۱۹
امام محمد اور ان کی تالیفات ۲۱
امام محمد رحمہ اللہ کی وفات ۲۵
کتاب الآثار ۲۵
وضوء کا بیان ۲۸
گھوڑے، گدھے اور بلی کے جھوٹے سے وضوء کا بیان۔ ۳۱
موزوں پر مسح کا بیان ۳۴
آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضوء کا بیان ۳۹
بوسہ اور قئی سے وضوء ٹوٹنے کا بیان ۴۱
شرمگاہ و ذکر، چھونے سے وضوء کا بیان ۴۳
پانی، زمین اور جنبی وغیرہ کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ ۴۴
چیچک اور زخم والے شخص کے وضوء کا بیان۔ ۴۶
تیمم کا بیان۔ ۴۸
چوپایوں وغیرہ کے پیشاب کا بیان۔ ۵۰
استنجاء کا بیان۔ ۵۲
وضوء کے بعد تولیہ یا رومال کا استعمال اور مونچھیں کاٹنے کا بیان۔ ۵۴
مسواک کا بیان۔ ۵۵
عورتوں کے وضوء اور دوپٹہ پہننے کا بیان ۵۷
غسل جنابت کا بیان۔ ۵۸
مرد و عورت دونوں کا ایک برتن سے غسل جنابت کرنا۔ ۶۰
حیض اور استحاضہ والی عورت کے غسل کا بیان۔ ۶۱
نماز کے وقت میں حیض کا بیان۔ ۶۲

نفاس والی اور ایسی مستحاضہ کا بیان جسکو خون ۶۳
آ ئے۔
عورت کا مرد کی طرح خواب (احتلام) دیکھنا ۶۶
اذان کا بیان۔ ۶۹
نماز کے اوقات کا بیان ۔ ۷۰
جمعہ اور عیدین کے غسل کا بیان۔ ۷۲
نماز شروع کرتے ہاتھوں کے اٹھانے ۷۳
اور عمامہ پر سجدہ کا بیان۔
زور سے قرات کا بیان ۔ ۷۵
تشہد کا بیان۔ ۷۹
بسم اللہ زور سے پڑھنے کا بیان۔ ۸۰
امام کے پیچھے پڑھنا اور اس کو تلقین کرنا ۸۱
صفوں کو سیدھا کرنے اور پہلی صف کی ۸۳
فضیلت کا بیان۔
جماعت یا دو آدمیوں کی امامت کرنے ۸۶
کا بیان۔
اس شخص کا بیان جو فرض پڑھ چکا ہو۔ ۹۱
نفل نماز کا بیان۔ ۹۳
محراب میں نماز پڑھنے کا بیان ۹۵
امام کے سلام پھیرتے اور بیٹھنے کا بیان ۹۶
جماعت اور فجر کی سنتوں کی فضیلت کا ۹۸
بیان۔
جو شخص اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے ۱۰۱
اور امام کے درمیان دیوار یا راستہ ہو۔
نماز سے فارغ ہونے سے قبل پیشانی ۱۰۳
سے مٹی پونچھنے کا بیان۔
بیٹھ کر یا کسی چیز پر ٹیک لگا کر یا سترہ کی ۱۰۳
طرف نماز پڑھنے کا بیان۔
وتر کا بیان اور جو اس میں پڑھا جائیگا۔ ۱۰۶
اس شخص کا بیان جو مسجد میں ہو اور ۱۰۸
اقامت سن لے۔
مسبوق کی نماز کا بیان۔ ۱۰۹
اس شخص کا بیان جو اپنے گھر میں تنہا ۱۱۳
نماز پڑھے۔
نماز توڑنے والی چیزوں کا بیان۔ ۱۱۴
نماز میں تکبیر چھوٹنے یا وضو ٹوٹنے کا بیان ۱۱۸
نماز کے اعادہ اور مکروہات کا بیان۔ ۱۱۹
اس شخص کا بیان جو نماز میں شک پا جائے۔ ۱۲۵
نماز میں قہقہہ مارنے اور مکروہات کا ۱۲۸
بیان۔
نماز سے پہلے سونا اور اس سے وضو ۱۳۲
ٹوٹنے کا بیان۔
بے ہوش آدمی کی نماز کا بیان۔ ۱۳۳
نماز میں سہو (بھول) پیش آنے کا بیان۔ ۱۳۵
اس شخص کا بیان جو خطبہ یا نماز کے دوران ۱۴۰
سلام کرے۔
نماز مختصر اور ہلکی پڑھنے کا بیان۔ ۱۴۳
سفر کی نماز کا بیان۔ ۱۴۵

نمازِ خوف کا بیان۔ ۱۴۸
نفاق سے ڈرنے والے کی نماز۔ ۱۵۰
چھینکنے والے کو جواب دینے کا بیان۔ ۱۵۱
جمعہ کی نماز اور خطبہ کا بیان۔ ۱۵۳
عیدین کی نماز کا بیان۔ ۱۵۴
عیدین میں عورتوں کے نکلنے اور حائضہ کے نکلنے کا بیان۔ ۱۵۷
عیدگاہ جانے سے قبل کھانے کا بیان۔ ۱۵۸
ایام تشریق میں تکبیر کہنے کا بیان۔ ۱۵۹
سورہ ص میں سجدہ کا بیان۔ ۱۶۰
نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان۔ ۱۶۱
عورت کی امامت اور نماز میں اس کے بیٹھنے کا بیان۔ ۱۶۳
باندی کی نماز کا بیان۔ ۱۶۵
سورج گرہن کی نماز کا بیان۔ ۱۶۶
جنازوں اور مُردے کو نہلانے کا بیان۔ ۱۶۸
عورت کے غسل اور کفن کا بیان۔ ۱۷۱
میت کو غسل دینے سے غسل کا بیان۔ ۱۷۳
جنازہ کے اٹھانے کا بیان۔ ۱۷۴
نماز جنازہ کا بیان۔ ۱۷۵
میت کو قبر میں داخل کرنے کا بیان۔ ۱۷۹
مردوں اور عورتوں کی نماز جنازہ کا بیان ۱۸۰
جنازہ کے ساتھ چلنے کا بیان۔ ۱۸۳
قبر کو بلند بنانا اور اس پر گچ (چونا) لگانا ۱۸۶
جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق کون ہے! ۱۸۸
بچے کی آواز نکلنا اور اس پر نماز پڑھنا۔ ۱۸۹
شہید کو غسل دینے کا بیان۔ ۱۹۰
قبروں کی زیارت کا بیان۔ ۱۹۳
قرآن کریم تلاوت کرنے کا بیان۔ ۱۹۴
احتلام اور جنابت کی حالت میں قرآن کریم پڑھنے کا بیان۔ ۲۰۰
سفر میں روزے اور افطار کا بیان۔ ۲۰۳
روزہ دار کو بوسہ لینے اور مباشرت کرنے کا بیان۔ ۲۰۵
روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان۔ ۲۰۷
روزہ کی فضیلت کا بیان۔ ۲۰۸
سونے، چاندی اور یتیم کے مال کی زکوٰۃ کا بیان۔ ۲۱۰
زیورات کی زکوٰۃ کا بیان۔ ۲۱۳
صدقۂ فطر اور غلاموں کی زکوٰۃ کا بیان۔ ۲۱۵
کام کاج کرنے والے چوپایوں کی زکوٰۃ کا بیان۔ ۲۱۶
کھیتی کی زکوٰۃ اور عشر کا بیان۔ ۲۱۸
زکوٰۃ کس طرح دی جاسکتی ہے! ۲۲۱
اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان۔ ۲۲۲
بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان۔ ۲۲۴
گھوڑے کی زکوٰۃ کا بیان۔ ۲۲۵
اپنے مال کو مساکین کیلئے وقف کرنے کا بیان ۲۲۶

کتاب المناسک ۳۲۵
احرام اور تلبیہ کا بیان۔ ۳۲۷
حج قران اور احرام کی فضیلت کا بیان۔ ۳۳۱
طواف اور کعبہ مطہرہ میں قراءت قرآن کا بیان۔ ۳۳۶
تلبیہ کب ختم کیا جائے گا؟ اور حج میں اشعار لٹکانے کا بیان۔ ۳۳۹
اشہر حج وغیرہ میں عمرہ کرنا۔ ۳۴۰
عرفات اور مزدلفہ میں نماز پڑھنے کا بیان۔ ۳۴۲
حالت احرام میں بیوی سے ہمبستری کرنے والے کا بیان۔ ۳۴۴
جس نے ذبح کیا وہ حلال ہوگا۔ ۳۴۸
حالت احرام میں پچھنے لگوانے اور سر منڈوانے کا بیان۔ ۳۴۹
حالت احرام میں بیماری کی وجہ سے کسی چیز کا محتاج ہونا۔ ۳۵۰
حالت احرام میں شکار کرنے کا بیان۔ ۳۵۲
اس شخص کا بیان جس کی جوتی (جانور) حالت احرام میں مر جائے۔ ۳۵۴
محرم کے لئے کونسا لباس اور خوشبو جائز ہے؟ ۳۵۶
محرم کے لئے کن جانوروں کا قتل کرنا جائز ہے؟ ۳۵۹
حالت احرام میں نکاح کا بیان۔ ۳۶۰
مکہ کے گھروں کے بیچنے اور کرایہ پر دینے کا بیان۔ ۳۶۱
ایمان کا بیان۔ ۳۶۲
شفاعت کا بیان۔ ۳۶۹
تقدیر کی تصدیق کا بیان۔ ۳۷۳
آزاد مرد کتنی شادیاں کر سکتا ہے؟ ۳۸۳
غلام کتنی عورتوں سے شادی کر سکتا ہے؟ ۳۸۶
اپنی ام ولد کا کسی سے نکاح کرا دینے کا بیان۔ ۳۸۹
شادی کے بعد عورت یا مرد میں عیب کا پتہ چلنے کا بیان۔ ۳۹۱
متعہ النکاح اور کنواری لڑکی سے اجازت طلب کرنے کا بیان۔ ۳۹۳
اس شخص کا بیان جو مہر مقرر کئے بغیر شادی کرے اور تعین مہر سے قبل مر جائے۔ ۳۹۵
عدت میں شادی کرنے پھر طلاق دینے کا بیان۔ ۳۹۹
وہ دو عورتیں جن میں سے ہر ایک کو دوسری کے شوہر کے پاس بھیج دیا جائے۔ ۴۰۱
اس شخص کا بیان جس نے مطلقہ یا خلع والی عورت سے نکاح کیا ہو۔ ۴۰۳
جو شخص یہودی یا نصرانی عورت سے شادی کرے تو وہ اس کو محصن نہیں بناتی۔ ۴۰۵
اس شخص کا بیان جس نے حالت شرک میں نکاح کیا ہو پھر مسلمان ہو گیا ہو۔ ۴۰۸
اس شخص کا بیان جو باندی سے شادی کرے پھر اسے خرید لے یا اسے آزاد کر دیا جائے۔ ۴۱۱
نکاح کے بعد میاں بیوی میں سے کسی ایک کا ارتداد کرنا۔ ۴۱۷

مخنث کا بیان۔ ۳۱۹
مرد کے لئے کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟ ۳۲۱
تحلیل کرنے والے کے نکاح کا بیان۔ ۳۲۲
اس شخص کا بیان جو کسی عورت سے شادی کرے اور اسے کوڑھ زدہ پائے۔ ۳۲۳
کفو میں شادی اور بیوی پر شوہر کے حقوق کا بیان۔ ۳۲۵
اس شخص کا بیان جس نے ایسی عورت سے شادی کی ہو جسے اس کے شوہر کے مرنے کی اطلاع دی گئی ہو۔ ۳۳۰
عزل اور عورتوں کے ساتھ جہاں سے جماع منع ہے اس کا بیان۔ ۳۳۱
دوکی جنگی باندیوں وغیرہ سے جماع کرنے کی کراہت۔ ۳۳۸
ایسی باندی کو بیچنے یا ہبہ کرنے کا بیان جو خاوند والی ہو۔ ۳۳۹
طلاق اور عدت کا بیان۔ ۳۴۰
اس شخص کا بیان جو اپنی حاملہ عورت کو طلاق دے۔ ۳۴۵
اس لڑکی کی طلاق اور عدت کا بیان جسے ابھی حیض نہ آیا ہو۔ ۳۴۶
اس شخص کا بیان جس نے بیوی کو طلاق دی اس نے کسی اور سے شادی کر لی پھر اس کے پاس لوٹ آئی۔ ۳۴۷
اس شخص کا بیان جو طلاق دے کر عورت پر رجوع کرے اور عورت کہاں سے عدت شمار کرے گی۔ ۳۴۹
اس شخص کا بیان جو جماع سے قبل ہی طلاق دے دے۔ ۳۵۰
اس شخص کا بیان جو حیض کی حالت میں دخول سے قبل یا بعد طلاق دے دے۔ ۳۵۱
اس مطلقہ کی عدت کا بیان جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو۔ ۳۵۳
اس مطلقہ کی عدت کا بیان جس کا حیض رک گیا ہو۔ ۳۵۵
حاملہ مطلقہ کی عدت کا بیان۔ ۳۵۶
مستحاضہ کی عدت کا بیان۔ ۳۵۷
طلاق کے بعد عدت میں رجوع کرنے کا بیان ۳۵۸
اس شخص کا بیان جس نے طلاق دے کر رجوع کر لیا عورت کو پتہ نہ چلا ہو اور اس نے دوسری شادی کر لی ہو۔ ۳۶۰
تین طلاقیں دینے یا ایک دے کر تین کی نیت کرنے کا بیان۔ ۳۶۲
طلاق رجعی کا بیان۔ ۳۶۳
باندی کو طلاق رجعی دینے کا بیان۔ ۳۶۶
خلع کا بیان۔ ۳۶۷
ناشزہ کا بیان۔ ۳۶۸
اس شخص کا بیان جو طلاق دے کر انکار کر دے۔ ۳۶۹

مذاق میں طلاق دینے کا بیان ۔ ۳۵۰
بخشش کے لفظ سے طلاق دینے کا بیان ۔ ۳۵۱
لکھ کر طلاق دینے کا بیان ۔ ۳۵۳
جبر کرہ ، نشہ میں مدہوش اور سونے والے کی طلاق کا بیان ۔ ۳۵۴
اس شخص کا بیان جسے بادشاہ طلاق دینے یا غلام آزاد کرنے پر مجبور کرے ۔ ۳۵۶
نابالغ بچہ کی طلاق ۔ ۳۵۷
اگر میں نے فلاں عورت سے شادی کی تو اسے طلاق کہنے والے کا بیان ۔ ۳۵۹
حبالہ رسودی اور مگر آپ کا اپنی بیوی کو طلاق دینا ۔ ۳۶۰
معتقہ اور بیوہ کی عدت کا بیان ۔ ۳۸۰
طلاق میں ان شاء اللہ کہنے کا بیان ۔ ۳۸۳
اس شخص کا بیان جو اپنی بیوی سے کہے کہ تم عدت گزارو ۔ ۳۸۴
ام ولد کی عدت کا بیان ۔ ۳۸۵
غیر مدخول بہا کے نفقہ کا بیان ۔ ۳۸۶
خلع والی عورت کا بیان ۔ ۳۸۸
اس شخص کا بیان جو اپنی بیوی سے کہے کہ تم مجھ پر حرام ہو ۔ ۳۸۹
لعان کا بیان ۔ ۳۹۱
عورت کو اختیار دینے اور یہ کہنے کا بیان کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے ۔ ۳۹۳
ایلاء کا بیان ۔ ۳۹۸
رجعت کے بعد طلاق دینے کا بیان ۴۰۳
ظہار کا بیان ۔ ۴۰۴
باندیوں سے ظہار کا بیان ۔ ۴۰۹
دیت کا بیان اور یہ کہ چاندی اور مویشیوں والوں پر کیا لازم ہوگا ؟ ۴۱۰
ان اعضاء کی دیت جو انسان کے جسم میں ایک ایک ہیں ۔ ۴۱۱
دانتوں ، پلکوں اور انگلیوں کی دیت کا بیان ۴۱۵
ان کا بیان جن میں قصاص ممکن نہیں ہے ۔ ۴۱۹
قتل خطا کی دیت اور جو دیت عاقلہ پر آتی ہے ۔ ۴۲۳
ان لوگوں کا بیان جو دیوار کھود رہے تھے اور وہ ان پر گر پڑے ۔ ۴۲۸
عورت کی دیت اور اس کے زخموں کا بیان ۔ ۴۲۹
غلاموں کے زخموں کا بیان ۔ ۴۳۰
مکاتب ، مدبر اور ام ولد کی جنایت کا بیان ۔ ۴۳۰
ذمی کی دیت کا بیان ۔ ۴۳۳
عورت کے اسلام سے مرتد ہونے کا بیان ۴۳۵
قاتل کو بعض اولیاء کے معاف کر دینے کا بیان ۔ ۴۳۶
اس شخص کا بیان جو اپنے غلام یا رشتہ دار کو قتل کر دے ۔ ۴۳۸
اس شخص کا بیان جس کے گھر میں مقتول پایا جائے ۔ ۴۴۰
لعان اور بچے سے انکار کا بیان ۔ ۴۴۳

اس شخص کا بیان جو قوم کے سب افراد پر تہمت زنا لگائے اور آزاد اور غلام کی حد کا بیان۔ ۳۳۹
تعزیر کا بیان۔ ۳۴۹
اگر کئی حدیں جمع ہو جائیں جن میں قتل بھی شامل ہو ۳۵۱
اس شخص کا بیان جو زنا بالجبر کرے۔ ۳۵۲
عورت پر زنا کے گواہوں کا بیان جن میں سے ایک شوہر بھی ہو۔ ۳۵۳
کنوارے مرد کے کنواری عورت سے زنا کا بیان۔ ۳۵۴
لواطت کرنے والے کی سزا۔ ۳۵۵
زانیہ باندی کی حد کا بیان۔ ۳۵۸
جو کسی عورت سے شبہ کی وجہ سے وطی کرے ۳۵۹
حدود کو دور کرنے کا بیان۔ ۳۶۱
لٹنے والے کی حد کا بیان۔ ۳۶۲
ڈاکہ اور چوری کی حد کا بیان۔ ۳۶۳
کفن چور کی حد کا بیان۔ ۳۶۴
مسلمانوں کے بارے میں ذمیوں کی گواہی کا بیان۔ ۳۶۴
اس شخص کی شہادت کا بیان جس کے حد لگی ہو۔ ۳۶۶
جھوٹی گواہی کا بیان۔ ۳۶۸
عورتوں کی کونسی گواہی جائز ہے کونسی ناجائز ۳۶۹
قرابت وغیرہ کی وجہ سے گواہی قبول نہ ہونے کا بیان ۳۷۰
بچوں کی گواہی کا بیان۔ ۳۸۱
جس حد تک وصیت جائز ہے اس کا بیان ۳۸۳
اس شخص کا بیان جو چند چیزیں ہبہ کرے یا غلام آزاد کرنے کی وصیت کرے ۳۸۵
آزاد کرنے کا اجر و ثواب۔ ۳۹۱
مدبر اور ام ولد کے آزاد ہونے کا بیان۔ ۳۹۳
اس غلام کا بیان جو دو آدمیوں کی ملکیت ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے۔ ۳۹۵
اپنے غلام کا تھوڑا حصہ آزاد کرنے کا بیان۔ ۳۹۷
دو شخصوں میں سے ایک کا اپنے حصے کے غلام کو مکاتب بنانے کا بیان۔ ۳۹۸
مکاتب کی کتابت کا بیان۔ ۳۹۹
مکاتب سے ضمانت لئے جانے کا بیان۔ ۵۰۳
قاتل کی میراث کا بیان۔ ۵۰۳
جس کا انتقال ہو اور وہ کوئی مسلمان وارث نہ چھوڑے۔ ۵۰۳
میت بیوی کو چھوڑے اس میں اور ورثہ میں اختلاف ہو۔ ۵۰۷
مولیٰ کی میراث کا بیان۔ ۵۰۹
لعان کرنے والوں اور جس سے لعان کیا گیا ہو اس کے بیٹے کی میراث کا بیان۔ ۵۱۳
عمریٰ کا بیان۔ ۵۱۴
پڑے ملنے والے اور اس بچے کی میراث کا بیان جس کے دو دعوے دار ہوں۔ ۵۱۵

بچہ کی پرورش کا کون زیادہ حقدار ہے اور ۵۱۹
نان نفقہ پر کیسے مجبور کیا جائے گا!
عورت کا شوہر کو اور شوہر کا بیوی کو کفن دینا ۵۲۲
قسموں اور کفاروں کا بیان۔ ۵۲۳
قسم کے کفارے میں کونسا غلام آزاد کر سکتے ہیں؟ ۵۲۴
قسم میں استثناء ان شاء اللہ کہنے کا بیان۔ ۵۲۵
گناہ و معصیت کی نذر ماننے کا بیان۔ ۵۲۶
کفارے میں اختیار اور اپنے مال کو صدقہ ۵۲۷
کر دینے کا بیان۔
اس شخص کا بیان جو اپنے اوپر پیدل چلنے ۵۳۰
کو لازم کرے۔
اپنے بیٹے یا اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر ۵۳۱
ماننے کا بیان۔
مظلوم کے قسم کھانے کا بیان۔ ۵۳۴
تجارت اور بیع میں شرط کا بیان۔ ۵۳۵
اگر کوئی تلقیح لگا ہوا کھجور کا درخت بیچے یا ایسا ۵۳۶
غلام بیچے جس کے پاس مال ہو۔
اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور اس میں ۵۳۹
عیب یا نقص پائے تو اس کا بیان۔
لونڈی اور اس کے شوہر اور بیٹے کے درمیان ۵۴۲
جدائی کا بیان۔
کیل ناپنے اور وزن تولے جانے والی ۵۴۳
چیزوں میں بیع سلم کا بیان۔
میووں میں زکوٰۃ واجب ہونے تک بیع سلم کا بیان ۵۴۷
حیوان میں بیع سلم کا بیان۔ ۵۴۸
بیع سلم میں کفیل اور رہن کا بیان۔ ۵۴۹
بیع سلم میں کچھ مال اور کچھ اس اناج لینے ۵۴۹
کا بیان۔
کپڑوں میں بیع سلم کا بیان۔ ۵۵۰
اپنے مسلمان بھائی کی بولی پر بولی لگانا۔ ۵۵۱
دلال وغیرہ کی طرح، سامان تجارت لے جانے ۵۵۲
کا بیان۔
انگور کے رس اور شراب کی تجارت کا بیان۔ ۵۵۳
جنگل، پھل اور بانس بیچنے کا بیان۔ ۵۵۵
اس سونے اور چاندی کے خریدنے کا بیان ۵۵۶
جو کپڑوں اور جواہرات میں ہو۔
بھاری اور کھوٹے اور کھجوروں کا بیچنے اور استعمال ۵۵۸
کھرے اور کھوٹوں کے بدلے خریدنا اور سود۔ ۵۵۹
قرض کا بیان۔
زمین اور شفعہ کا بیان۔ ۵۶۰
تہائی حصے پر مضاربت اور بچے کے مال میں ۵۶۲
مضاربت کرنا اور اپنے مال کے ساتھ ملانا۔
اگر کسی کے پاس مال مضاربت یا امانت ہو ۵۶۵
اس کا بیان۔
تہائی یا چوتھائی پر مزارعت کا بیان۔ ۵۶۵
کوئی چیز اجرت پر لے کر اس سے زیادہ ۵۶۸
اجرت پر دینے کی کراہت کا بیان۔
آقا اگر غلام کو تجارت کی اجازت دے دے ۵۶۹
تو وہ ضامن ہو گا۔

غیر منقسم مشترک کے ضمان کا بیان۔ ۵۷۱
حیوان وغیرہ کے رہن، عاریت یا ودیعت رکھنے کا بیان۔ ۵۷۲
کسی پر حق کے دعویٰ کا بیان۔ ۵۷۳
گھر کے سامنے میدان کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ وغیرہ کرنے والا ضامن ہوگا۔ ۵۷۵
قربانی اور عقیقہ کرنے کا بیان ۵۷۶
ذبح کا بیان۔ ۵۸۱
جنین کے ذبح کرنے اور عقیقہ کا بیان۔ ۵۸۵
بکری کی کیا چیز مکروہ ہے اور خون وغیرہ کا بیان ۵۸۸
جنگل اور دریائی کون کون سے جانور کھانا درست ہے۔ ۵۸۹
درندوں کے گوشت اور گدھوں کے دودھ کی کراہت کا بیان۔ ۵۹۰
پنیر کھانے کا بیان۔ ۵۹۳
شکار کو تیر مارنے کا بیان۔ ۵۹۳
کتے کے شکار کا بیان۔ ۵۹۶
شراب نبیذ اور نشہ سے ہو کر پینے اور پینے میں جو چیز مکروہ ہے اس کا بیان۔ ۵۹۹
کدو کی نبیذ کا بیان۔ ۶۰۰
خرمہ کی نبیذ اور عصیر یا انگور کے رس کا بیان ۶۰۲
نشہ اور شراب کا بیان۔ ۶۰۳
برتنوں، مشکیزوں اور مٹکوں وغیرہ میں پینے کا بیان۔ ۶۰۵
سونے یا چاندی کے برتن میں پینے کا بیان۔ ۶۰۷
ریشم، قسی اور خز کا ریشم اور اس سے بنا ہوا لباس پہننے کا بیان۔ ۶۰۸
درندوں کی کھال کے لباس اور کھال کو دباغت دینے کا بیان۔ ۶۱۲
سونے، لوہے وغیرہ کی انگوٹھی پہننا اور انگوٹھی کے نقش کا بیان۔ ۶۱۳
جہاد فی سبیل اللہ اور جسے دعوت اسلام نہیں پہنچی اسے دعوت دینے کا بیان۔ ۶۱۴
مال غنیمت اور فالتو دینے کا بیان۔ ۶۱۶
صحابہؓ کے فضائل اور فقہاء صحابہ کا بیان۔ ۶۱۹
چغلی، جھوٹ، غیبت اور بہتان کا بیان۔ ۶۲۳
صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بیان۔ ۶۲۴
انسان کے لئے اولاد کے مال میں سے کیا چیز حلال ہے! ۶۲۵
نیک کام کی طرف رہنمائی کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے خود اسے کیا ہو۔ ۶۲۶
ولیمہ کا بیان۔ ۶۲۸
زہد کا بیان۔ ۶۲۹
وراثت کا بیان۔ ۶۳۰
غلام کے چوپایہ کا بیان۔ ۶۳۲
نرمی اور سختی و بد اخلاقی کا بیان۔ ۶۳۴
غصہ کی وجہ سے کلام کرنا اور ڈانٹنے کا بیان۔ ۶۳۵

پڑے ہوئے ملنے والے بچہ کے نفقہ کا بیان۔ ۹۲۳
بھگوڑے غلام کو پکڑنے والے کی اجرت کا ۹۲۸
بیان۔
نفقہ کی تشہیر کا بیان۔ ۹۲۹
گودنے والے بال ملانے چہرے کے بال نوچنے ۹۳۱
اور خلا کرنے والے کا بیان۔
چہرے کے بال دور کرنے کا بیان۔ ۹۳۲
کہا جاتا ہے عورت نے اپنے چہرے کو صاف
کیا یعنی اس کے بال دور کئے۔
مہندی اور وسمہ سے خضاب کا بیان۔ ۹۳۳
دودھ اور لوگوں کے دودھ پینے اور بچے کا بیان ۹۳۶
عزل کے حکم کا بیان۔ ۹۳۷
ذمی کے مسلمان کو سلام کرنے اور مسلمان کے ۹۳۸
اس کو جواب دینے کا بیان۔
شب قدر کا بیان۔ ۹۳۹
انسان جب عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ۹۴۰
میں بدلہ دیتا ہے اور وہ گروہ والا یا عورت اور بچے پر
رحم کا بیان۔
بیمار سے اور اس کا بیان کہ جس نے کوئی نیکی ۹۴۱
سنت حسنہ جاری کی جس پر بعد والوں نے
عمل کیا ہو۔

*

r.blogspot.com

مقدمہ

امام محمد رحمہ اللہ کے حالات وسوانح

نام نسب امام محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی مولاہم الکوفی ابو عبد اللہ۔ بعض حضرات نے محمد بن الحسن عبید اللہ بن مروان لکھا ہے۔ ان کے والد دمشق کی ایک مشہور بستی حرستہ کے باشندے تھے، خلافت بنو امیہ کے آخری ایام میں عراق آ گئے وہیں پر واسط میں ۱۳۲ھ میں امام محمد رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ یہ ابن ابی العوام، ابن سعد اور خطیب وغیرہ کا قول ہے، بعض حضرات نے تاریخ پیدائش ایک سو پینتیس بتائی ہے جو غلط ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ کے والد واسط سے کوفہ آ گئے اور وہیں امام موصوف بڑھے پلے۔

ابتدائی تعلیم امام محمد رحمہ اللہ نہایت ذکی، قوی الحافظہ اور بڑے سریع الفہم تھے، عمدہ اخلاق و عادات کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی بڑے حسین و جمیل تھے۔ والد موصوف مالدار تھے خوشحال گھرانے میں نشو و نما ہوا، جب ذرا بڑے ہوئے تو قرآن کریم پڑھا کچھ حصہ زبانی یاد کیا۔ اس زمانے میں کوفہ علوم و فنون اور حدیث و فقہ کا مرکز تھا، کبار صحابہ وہاں مقیم تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دار الخلافہ بنا دیا تھا، چنانچہ انہوں نے وہاں لغت عربی اور دوسرے علوم حاصل کرنا شروع کر دیئے۔

امام ابوحنیفہ سے ملاقات چودہ سال کی عمر میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک مسئلہ دریافت کرنے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائے اور اسے احتلام ہو جائے وہ عشاء دوبارہ پڑھے گا؟ فرمایا ہاں! چنانچہ یہ وہاں سے اٹھے جوتا اٹھایا اور مسجد کے ایک کنارے میں عشاء کی نماز دہرائی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے انہوں نے یہ پہلا مسئلہ سیکھا تھا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جب اس نوجوان کو نماز کا اعادہ کرتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہ بچہ انشاء اللہ کامیاب ہوگا

امام اعظم مومن کامل کی فراست واقعی درست تھی اور واقعہ ایسا ہی ہوا۔

فقہ سے محبت

اس واقعہ کے بعد امام محمد رحمہ اللہ کے دل میں فقہ کی محبت سما گئی اس لئے کہ اس مجلس میں انہوں نے مجلس فقہ کی عظمت اور جلال کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا چنانچہ فقہ سیکھنے کے لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس میں پھر حاضر ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا: پہلے قرآن کریم یاد کیجئے اس لئے کہ جو شخص ابوحنیفہ کے طرز کی فقہ سیکھنا چاہے اسے اس کی سخت ضرورت پیش آتی ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک قرآن کریم سے حجت و دلیل مل سکتی ہے اس وقت تک کسی اور دلیل کی حاجت نہیں، قرآن کریم ادلہ کے باب میں اصل حجت اور اولیت رکھتا

امام محمد رحمہ اللہ وہاں سے اس وقت چلے گئے، سات دن بعد اپنے والد کے ساتھ آئے اور کہا میں نے قرآن کریم حفظ کر لیا ہے، پھر امام ابوحنیفہ سے ایک مسئلہ پوچھا، امام صاحب نے فرمایا کیا یہ سوال تم نے کسی سے سنا ہے یا اپنے طور پر پوچھ رہے ہو؟ امام محمد نے عرض کیا: اپنے طور پر دریافت کر رہا ہوں، امام صاحب نے فرمایا تم نے تو بالکل بڑے آدمیوں جیسا سوال کیا ہے۔ تم ہمارے پاس آتے جاتے رہو اور ہماری مجلس میں اٹھتے بیٹھتے رہنا۔

اس کے بعد سے امام محمد علم فقہ کی طرف کلی طور سے متوجہ ہو گئے اور امام صاحب کے حلقہ میں پابندی سے حاضری دینے لگے، وہاں بیٹھ کر مجلس میں پوچھے جانے والے مسائل کے جوابات لکھتے انہیں مرتب کرتے، چار سال تک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس میں پابندی سے شریک ہوتے رہے ۱۵۰ھ میں امام صاحب اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، اس کے بعد امام محمد امام صاحب کی فقہ سیکھنے کے لئے قاضی ابویوسف کے پاس جاتے رہے۔

امام محمد اور علم حدیث

علم حدیث میں امام محمد کے اساتذہ، امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف وغیرہ بے شمار مشائخ کوفہ، بصرہ، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، شام اور عراق وغیرہ ہیں۔

امام محمد نے امام ابوحنیفہ و ابویوسف کے ساتھ امام اوزاعی، سفیان ثوری اور امام مالک رحمہم اللہ کے علوم کو بھی جمع کیا، اور اس طرح وہ ایسے جلیل القدر فقیہ و عالم بن گئے جن کے مرتبہ تک بہت کم لوگ پہنچے ہوں گے، علم تفسیر و حدیث کے زبردست ماہر اور علم لغت میں باتفاق اہل علم حجت و دلیل تھے۔

فرماتے ہیں کہ مجھے میراث میں تیس ہزار درہم ملے تھے جن میں سے پندرہ ہزار میں نے

علم لغت و شعر کے حاصل کرنے پر خرچ کئے اور باقی پندرہ ہزار فقہ اور علم حدیث کے حصول پر۔ امام محمد فقہ و حدیث کی خدمت میں ایسے مشغول رہتے تھے کہ ابو عبید روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے امام محمد کے گھر والے نے بیان کیا فرمایا میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا ذرا بتایئے تو گھر میں ابا جان کیا کیا کرتے تھے؟ والدہ نے فرمایا بیٹا! جناب وہ گھر میں اس طرح ہوتے تھے کہ ان کے اردگرد کتابیں رکھی ہوتی تھیں میں ان کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ سنتی تھی البتہ یہ دیکھتی تھی کہ ابرو یا انگلی سے اشارہ کر دیا کرتے تھے۔

علامہ قرشی، صیمری اور خطیب اپنی سند سے محمد بن سماعہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امام محمد بن الحسن نے اپنے گھر والوں سے کہہ رکھا تھا تم لوگ دنیا کی کسی چیز کے بارے میں مجھ سے سوال مت کیا کرو تاکہ میرا دل تنگی اور کام میں مشغول نہ ہو۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو میرے وکیل سے لے لینا اس سے مجھے فکر بھی نہ ہوگی اور میرا دل بھی فارغ رہے گا۔ ظاہر بات ہے جس شخص کی یہ حالت ہو جو علم میں اس قدر منہمک ہو اخلاص اور تقویٰ سے اس طرح بھرپور ہو اس کی مساعی اور جہود کیا کچھ رنگ نہ لائیں گی۔

علم حدیث کے اساتذہ

علم حدیث میں جن کوفی شیوخ میں سے امام محمد صاحب کے اساتذہ ہیں امام ابو حنیفہ، اسماعیل بن ابی خالد الاحمسی، سفیان بن سعید الثوری، مسعر بن کدام، مالک بن مغول، قیس بن الربیع، عمر بن ذر، بکیر بن عامر، ابوبکر النہشلی، عبد اللہ بن [illegible]، اسرائیل بن یونس، ابو معاویۃ الضریر، زفر بن ہذیل، قاضی ابو یوسف، الحسن بن عمارۃ اور محمد بن ابان وغیرہ تھے۔

اہل مدینہ میں سے امام مالک بن انس، ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ، عبد اللہ بن عمر بن حفص العمری، الضحاک بن عثمان، خارجہ بن عبد اللہ بن سلیمان، محمد بن ہلال، عطاف بن خالد، اسماعیل بن رافع، اسحاق بن حازم، عبد الرحمٰن بن ابی الزناد اور محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی ذئب وغیرہ ہیں۔

اہل مکہ میں سے سفیان بن عیینہ الکوفی نزیل مکہ، زمعۃ بن صالح، اسماعیل بن عبد الملک، طلحہ بن عمرو، سیف بن سلیمان، ابراہیم بن یزید المکی، زکریا بن اسحاق اور عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن یعلی الثقفی الطائفی ہیں۔

اہل بصرہ میں سے ابو العوام عبد العزیز بن الربیع البصری، ہشام بن ابی عبد اللہ، الربیع بن صبیح، ابو حرۃ واصل بن عبد الرحمٰن، سعید بن ابی عروبۃ، اسماعیل بن ابراہیم البصری اور مبارک بن

فضلاء ہیں۔

اہل واسط میں سے عباد بن العوام، شعبہ بن الحجاج اور ابو مالک عبد الملک النخعی، اہل شام میں سے ابو عمرو عبد الرحمٰن اوزاعی، محمد بن راشد مکحولی، اسماعیل بن عیاش حمصی اور ثور بن یزید الدمشقی، اہل خراسان میں سے عبد اللہ بن مبارک اور اہل یمامہ میں سے ایوب بن عتبہ تمیمی وغیرہ اور ان کے علاوہ ان علاقوں کے اور دوسرے بہت سے مشائخ بھی، امام موصوف نے اپنے ہم عصروں اور اپنے سے کم درجہ والوں سے بھی روایات لی ہیں جو ان کے تقوی، طیبیت اور اخلاص کی ایک دلیل ہے۔

تلامذہ ورفقاء

اللہ جل شانہ نے امام محمد کو جب علم حدیث وفقہ میں شہرت عطا فرمائی اور ان کی تصانیف اطراف عالم میں مقبول ہوئیں تو ان سے علم حاصل کرنے کے لئے علم حدیث وفقہ کے شائقین دور دراز سے ان کے پاس آنے لگے، فقہ میں اجتہاد کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے لیکن ساتھ ہی امام ابو حنیفہ کی فقہ کے ترجمان بھی تھے ان سے علم حدیث وفقہ کے حاصل کرنے والوں کا استقصاء تو بہت مشکل ہے البتہ کچھ تلامذہ ہم یہاں ذکر کئے دیتے ہیں تفصیل کے لئے کتب تراجم کا مطالعہ کیا جائے۔

ابو حفص الکبیر البخاری احمد بن حفص العجلی (یہ امام بخاری کے استاذ فقہ ہیں)، ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان الجوزجانی (یہ وہ ہستی ہیں جن کے ذریعہ صاحبین کو مشرق ومغرب میں شہرت وعروج نصیب ہوا)، امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی، ابو عبید قاسم بن سلام الہروی (اپنے زمانہ کے عظیم الشان فقیہ ومحدث)، عمرو بن ابی عمرو الحرانی، محمد بن سماعہ التمیمی، علی بن معبد بن شداد الرقی (جامع کبیر وجامع صغیر کے رواۃ میں سے ہیں)، معلی بن منصور الرازی، ابو بکر بن ابی مقاتل، اسد بن الفرات القیروانی (امام مالک کے مذہب کے مدون)، محمد بن مقاتل الرازی، امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین الغطفانی، موسیٰ بن نصر الرازی، شداد بن حکیم البلخی، الحسن بن حرب الرقی، ابن جبلہ، ابو العباس بن حیہ، خلف بن ایوب البلخی، علی بن صالح، یحییٰ بن اکثم، ہشام بن عبید اللہ الرازی، ابو جعفر احمد بن محمد بن مہران، شعیب بن سلیمان الکیسانی، علی بن صالح الجرجانی، اسماعیل بن توبہ القزوینی، ابراہیم بن رستم المروزی، ابو زکریا یحییٰ بن صالح الوحاظی الحمصی (امام بخاری کے شام کے استاذ)، ابو موسیٰ عیسیٰ بن ابان البصری، سفیان بن سحبان البصری، اور محمد بن عمر الواقدی انہوں نے امام محمد سے اور امام محمد نے ان سے روایت لی ہے۔

امام مالک سے ملاقات

خلیفہ مہدی کے ابتدائی دور میں جب موطا مالک اِدھر اُدھر پھیلنے لگی تو امام محمد امام مالک کی خدمت میں پہنچے اور تین سال تک ان کے ساتھ رہے اور تقریباً سات سو احادیث منہ در منہ امام مالک سے سنیں، اور اس عہد کے حجاز میں دوسرے مشائخ مدینہ منورہ سے بھی استفادہ کیا۔ امام مالک کی موطا کو تقریباً ان سے بائیس حضرات نے روایت کیا ہے جن میں امام محمد بھی پائے جاتے ہیں جس کی طرف امام دارقطنی نے اشارہ کیا ہے۔ موطا امام محمد موطات میں سے بہترین موطا شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے احادیث ذکر کرنے کے بعد یہ بھی نشاندہی کی ہے کہ فقہاء عراق نے اس کے مطابق عمل کیا یا اس کے خلاف کسی اور حدیث پر اور ساتھ ہی ان کے اس مستدل کو بھی ذکر کیا ہے۔ موطا محمد کی یہ ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ امام مالک کے موطا کے نسخوں میں اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ امام مالک نے موطا کو اپنی یادداشت کیلئے لکھا تھا اس میں کمی بیشی کرتے رہتے تھے اس لئے وقتوں کے نسخوں میں بھی کمی بیشی ہوتی رہی جو سامعین کے سماع کے اعتبار سے ہوتی تھی ہر راوی اپنی سنی ہوئی احادیث مدون کر لیا کرتا تھا۔

امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ نے امام مالک کی بعض قابل مواخذہ آراء کا تعاقب کیا اور اس کے لئے کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ کے نام سے کتاب لکھی۔

بہت سے اہل علم امام محمد بن الحسن کو فقہ میں ان کے بعض مشائخ پر فضیلت دیتے ہیں چنانچہ عیسیٰ ابن سلیمان کہتے ہیں جب یحییٰ بن اکثم خلیفہ مامون کے ساتھ مصر کے ارادہ سے آئے تو امام بخاری کے استاذ یحییٰ بن صالح وحاظی سے ملاقات ہوئی ان سے فرمایا اے ابوزکریا مالک بن انس اور محمد بن الحسن میں سے زیادہ متیقظ کون تھا؟ یحییٰ بن صالح نے فرمایا: امام محمد بن الحسن اپنی نیند میں ہوں تب بھی امام مالک کے متنبہ بیٹھے ہوئے سے زیادہ متیقظ ہیں۔ خطیب روایت کرتے ہیں کہ یحییٰ بن صالح نے فرمایا مجھ سے یحییٰ بن اکثم نے پوچھا آپ نے امام مالک کو دیکھا اور ان سے سنا ہے اور آپ امام محمد کے ساتھ رہے ہیں دونوں میں بڑا فقیہ کون ہے؟ میں نے کہا محمد بن الحسن امام مالک سے افقہ ہیں۔ ذہبی لکھتے ہیں عراق میں امام ابویوسف کے بعد امام محمد پر ریاست فقہ ختم تھی، بڑے بڑے ائمہ نے ان سے علم فقہ کو حاصل کیا۔ انہوں نے بہت سی تصانیف لکھیں اور یہ دنیا کے بڑے اذکیاء میں سے تھے۔

امام شافعی اور امام محمد

امام شافعی مکہ میں مسلم بن خالد زنجی سے فقہ حاصل کر چکے تھے پھر مدینہ منورہ آئے اس وقت ان کی عمر چودہ سال تھی، امام مالک

کو موطا سنائی پھر کوفہ آئے اور ابن عیینہ سے سماع کیا، پھر یمن گئے وہاں کچھ دنوں تک مختلف فرائض انجام دیتے پھر علویین کی مخالفت کے اتہام میں انہیں وہاں سے عراق لایا گیا۔ یہ سنہ ایک سو چوراسی کا واقعہ ہے۔ بہر حال یہ الزام غلط ثابت ہوا، باعزت بری ہوئے۔ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ امام محمد بن الحسن سے فقہ حاصل کر لی جائے چنانچہ ان سے بے تکلفانہ ان کی شاگردی اختیار کر لی اور ساٹھ دینار خرچ کر کے ان کی تصانیف نقل کیں اور ایک بختی اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حدیث و فقہ ان سے سن کر مرتب کی۔

امام شافعی جو امام مالک، وکیع بن الجراح اور سفیان بن عیینہ سے مل چکے تھے وہ اعتراف کرتے ہیں کہ انہوں نے امام محمد بن الحسن جیسا عالم نہیں دیکھا، وہ کہتے ہیں امام ابو حنیفہ جیسا عالم اگر [illegible] تھا امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ فقہ میں مجھ پر سب سے بڑا احسان امام محمد کا ہے۔ اسحاق بن راہویہ کے ذریعہ امام شافعی سے نقل کرتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے دو آدمیوں کے ذریعہ میری مدد فرمائی حدیث میں ابن عیینہ کے ذریعہ اور فقہ میں امام محمد کے ذریعے۔

ربیع امام شافعی سے نقل کرتے ہیں کہ علم اور دنیاوی اسباب میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد کا ہے وہ اکثر ان کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ ذہبی اپنے تذکرہ میں ادریس بن یوسف قراطیسی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام شافعی کو یہ فرماتے سنا: میں نے امام محمد سے بڑا کتاب اللہ کا عالم نہیں دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا گویا قرآن کریم انہی کی لغت پر نازل ہوا ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا اپنے استاذ امام محمد رحمہ اللہ کو اتنی عقیدت کی نظر سے دیکھنا اور ان کی تعریف میں رطب اللسان رہنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اکثر وہ مناظرے جو ان کے اور امام محمد کے درمیان منقول کیے جاتے ہیں، اکثر بے سند ہیں جو بعض سند کے ساتھ مذکور ہیں لیکن ان کی سند میں وضاعین کا ہاتھ ہے اور وہ افسانے اور رجال مجہول ہیں۔

امام محمد اور امام ابو یوسف

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد امام محمد، امام ابو یوسف سے فقہ و حدیث حاصل کرنے لگے اور جب حسب منشاء دین خداوندی کی سمجھ بوجھ پیدا ہو گئی تو ان دونوں حضرات کے علوم کے ناشر اور امین بن گئے۔ امام محمد رحمہ اللہ اپنے آپ کو تعلیم و تعلم میں مشغول رکھنا چاہتے تھے، حکومت اور مناصب سے دور بھاگتے تھے لیکن قاضی ابو یوسف کی وجہ سے انہیں رقہ کا قاضی بنا دیا گیا جس سے امام محمد کو دکھ ہوا اور وہ امام ابو یوسف

سے دور ہو گئے۔

امام محمد رحمہ اللہ باوجود جلیل القدر محدث فقیہ اور عالم ہونے کے مختلف پیشوں اور صنعتوں والوں کے پاس جا کر ان کے معاملات اور معاملات کو جانچ پڑتال کرتے تھے تاکہ قدیم و جدید میں فرق کر سکیں اور شرعی طریق صحیح صورت حال کے عین مطابق بیان کر سکیں۔

امام محمد اور امام احمد

ابراہیم حربی کہتے ہیں میں نے امام احمد سے عرض کیا آپ یہ باریک و دقیق مسائل کہاں سے لیتے ہیں؟ فرمایا محمد بن الحسن کی کتابوں سے۔

امام احمد بن حنبل نے ابتداء میں تین سال تک امام ابو یوسف سے فقہ حاصل کی، احادیث سنیں اور علم کے بڑے بڑے حصے ان سے لکھے تھے، اور امام محمد کی کتابوں سے بھی استفادہ کیا تھا

امام محمد اہل علم کی نظر میں

ابن ابی العوام سند کے ساتھ امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے محدثین کی ایک جماعت سے فرمایا مشرق کی جانب سے ہمارے پاس کوئی باکمال آدمی نہیں آتا، وہاں امام محمد بھی موجود تھے امام مالک کی ان پر نظر پڑی تو فرمایا سوائے اس نوجوان کے، ملاحظہ فرمائیے امام مالک وہ ہیں جن کے پاس عبد اللہ بن المبارک، وکیع بن الجراح، عبد الرحمٰن بن مہدی وغیرہ جیسے جلیل القدر علماء آتے تھے جس سے امام محمد کی علو منزلت اور عظیم مرتبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے امام محمد سے بڑا کتاب اللہ کا عالم نہیں دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا قرآن کریم ان کی لغت پر نازل ہوا ہو، نیز فرمایا میں نے حلال و حرام، علل، ناسخ و منسوخ کا امام محمد بن الحسن سے بڑا جاننے والا نہیں دیکھا۔ اور فرمایا میرے اصل استاذ امام مالک اور امام محمد ہیں، فرمایا لوگ اگر فقہاء کے ساتھ انصاف کرتے تو یہ جان لیتے کہ انہوں نے محمد بن الحسن جیسا آدمی نہیں دیکھا، میں ان سے بڑے کسی فقیہ کے ساتھ کبھی نہیں بیٹھا، فقہ میں انہوں نے ہی مجھے ماہر بنایا، فقہ وغیرہ میں ان کو اتنا عبور تھا جس سے بڑے سے بڑے عاجز ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے میں نے محمد بن الحسن سے زیادہ فصیح آدمی نہیں دیکھا اور فرمایا میں نے جس سے بھی کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا سوائے امام محمد بن الحسن کے، اور فرمایا کرتے تھے فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان محمد بن الحسن کا ہے، اور فرمایا میں نے امام محمد بن الحسن سے زیادہ عقلمند فقیہ، زاہد، متقی و پرہیزگار

اور خوش بیان و باسلیقہ کسی کو نہیں دیکھا۔

وکیعؒ نے نو عمری میں امام محمد کو دیکھ کر فرمایا اگر یہ زندہ رہے تو بڑے عظیم الشان بنیں گے۔ امام ابو یوسف نے ان کے حافظہ کے بارے میں فرمایا حافظہ اس طرح کا ہونا چاہیے۔ ابو عبید فرماتے ہیں میں نے امام محمد بن الحسن سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں دنیا کے ذکی ترین آدمیوں میں سے تھے۔

اپنے زمانے کے بڑے عابد تھے۔ محمد بن سلمہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے رات کو تین حصوں پر تقسیم کر رکھا تھا ایک حصہ سونے کے لئے، ایک حصہ نماز کے لئے اور ایک حصہ علم کے لئے۔ بہت کم سویا کرتے تھے ان سے کسی نے پوچھا آپ سوتے کیوں نہیں؟ فرمایا: میں کس طرح سو جاؤں جب کہ دوسرے سب لوگ ہم پر بھروسہ کر کے سو رہے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی مسئلہ در پیش آیا تو ہم (محمد بن الحسن) کے پاس لے جائیں گے وہ اسے حل کر دیں گے لہٰذا اگر میں بھی سو گیا تو دین ضائع ہو جائے گا۔

بیس سال کی عمر میں کوفہ کی مسجد میں ان کا حلقہ درس شروع ہو گیا تھا، بڑے ذکی، سمجھدار، عقلمند تھے تلاوت قرآن کثرت سے کیا کرتے تھے روزانہ دن رات میں دس پارے تلاوت کیا کرتے تھے۔

◆

r.blogspot.com

امام محمد اور ان کی تالیفات

اہل علم تک علم فقہ کا جس قدر ذخیرہ امام محمد جیسے محدث و فقیہ کا پہنچا ہے ایسا ذخیرہ کسی اور عالم کا نہیں پہنچا، بلکہ فقہ مذاہب میں لکھی گئی کتابیں ان کی کتاب سے مرتب کی گئی ہیں اور یہی ان مذہب کے لئے بمنزلہ اساس و بنیاد ہے مدونہ مالک کی اساس اسدیہ ہے جسے امام محمد کی کتابوں سے مرتب کیا گیا تھا، امام شافعی نے اپنی فقہ جدید و قدیم اس وقت مرتب کی جب امام محمد سے فقہ حاصل کی اور ان کی کتابیں لکھیں اور یاد کیں، امام احمد وغیرہ دوسرے بہت سے فقہاء بہت سے مسائل کا جواب امام محمد کی کتابوں سے دیا کرتے تھے، ہم تک پہنچنے والی امام محمد کی سب سے عظیم تالیف المبسوط ہے۔

۱۔ المبسوط جس کا نام کتاب الاصل ہے یہ وہ کتاب ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ امام شافعی نے اسے زبانی یاد کیا تھا اور اس کے نہج پر انہوں نے اپنی کتاب الام مرتب کی، مبسوط کا اہل کتاب کے ایک دانشمند شخص نے مطالعہ کیا اور اسلام لے آیا کہنے لگا جب تمہارے محمد اصغر کی یہ کتاب ہے تو پھر بھلا محمد اکبر کی کتاب کیسی عظیم ہوگی، یہ کتاب چھ جلدوں میں ہے ہر جلد تقریباً پانچ سو صفحات کی ہے، اس کتاب کو امام محمد کے کئی شاگرد روایت کرتے ہیں جن میں ابو سلیمان الجوزجانی، محمد بن سماعۃ تمیمی، ابو حفص الکبیر البخاری وغیرہ ہیں۔

امام محمد اس کتاب میں امام ابو حنیفہ و ابو یوسف کے مذہب کے مطابق فروع نقل کرتے ہیں، اور مسائل کے بارے میں اپنی رائے بھی ذکر کرتے چلتے ہیں، مشہور مسائل اور دلائل ذکر نہیں کرتے البتہ جو اور عام لوگوں کی نظر سے مخفی ہوں وہ بیان کر دیتے ہیں، اس کے نسخوں میں سے سب سے قدیم نسخہ مراد ملا کا ہے۔ اس کتاب کے کئی نسخے آستانہ کے کتب خانوں میں موجود ہیں جن میں سے بعض چھ جلدوں میں ہیں جیسے فیض اللہ کا نسخہ بعض چار میں ہیں جیسے کتبخانہ عاطف، جار اللہ، ولی الدین، کوپری مصطفیٰ پاشا اور مراد ملا کے کتب خانے۔ یہ تمام نسخے جوزجانی کی روایت سے ہیں، پاکستان میں ادارۃ القرآن نے یہ عظیم سرمایہ پانچ جلدوں میں چھاپ دیا ہے۔

۲- الجامع الصغیر جو ایک ہزار پانچ سو بتیس مسائل پر مشتمل ہے جن میں سے ایک سو ستر مسائل میں اختلاف ذکر کیا ہے اور سوائے دو مسائل کے اور کہیں قیاس اور استحسان کا ذکر نہیں کیا۔ یہ کتاب بھی بڑی مبارک اور مقبول ہے۔ بڑے بڑے علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں جن کا تذکرہ شیخ عبد الحی لکھنوی کی النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کی تبویب ابو طاہر دباس اور زعفرانی نے کی ہے۔ اس میں صرف مسائل کو ذکر کیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ امام ابو یوسف جیسا جلیل القدر امام سفر و حضر میں اس کتاب کو اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا۔ یہ کتاب ہندوستان میں شیخ عبد الحی کی تعلیقات کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ اسی طرح استنبول و مصر میں امام ابو یوسف کی کتاب الخراج کے حاشیہ پر چھپی ہے کراچی میں ادارۃ القرآن کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ اس نے نافع کبیر کے ساتھ اسے چھاپ دیا ہے۔

۳- السیر الصغیر جسے انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

۴- الجامع الکبیر جس میں بڑے عظیم مسائل کا استقصاء کیا گیا ہے۔ ابن شجاع لکھتے ہیں اسلام میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب کی بیسیوں علماء و فقہاء نے شرحیں لکھی ہیں۔ اس کتاب کو لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدر آباد دکن نے چھاپا ہے۔ کراچی میں بھی ایچ ایم سعید کمپنی نے اسے چھاپنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

۵- الزیادات۔

۶- زیادۃ الزیادات۔ یہ دونوں کتابیں جامع کبیر کے بعد لکھی گئی ہیں جن کے ذریعہ ان میں فوت شدہ مسائل کا استدراک کیا گیا ہے۔ یہ بھی نہایت عمدہ کتابیں ہیں ان کی بھی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں، جن میں سے سرخسی کی شرح زیادات الزیادات اور عتابی کی بھی شرح ہے۔ ان دونوں کو احیاء المعارف النعمانیہ نے چھاپا ہے۔

۷- السیر الکبیر۔ یہ کتاب امام موصوف کی آخری کتابوں میں سے ہے۔ اس کا خلیفہ ہارون الرشید نے بہت اہتمام کیا تھا اور اپنے شہزادوں میں امام موصوف کو سنوائی تھی۔ اس کا ترکی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے سرخسی نے اس کی شرح کی ہے جو دائرۃ المعارف سے چار جلدوں میں چھپ چکی ہے اسی طرح مصر میں بھی تین جلدوں میں چھپی ہے۔ اس کی شرح ابن تنابی نے بھی کی ہے جو تیسیر کے نام سے مکتبہ شیخ الاسلام عارف حکمت مدینہ منورہ میں موجود ہے۔

مبسوط، جامع کبیر، جامع صغیر، سیر کبیر، سیر صغیر اور زیادات یہ چھ کتابیں جن روایتوں پر مشتمل ہیں انہیں ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے اس معنیٰ کر کہ یہ تواتر اور حد شہرت کے ساتھ مروی ہیں ان کے علاوہ امام محمد کی دوسری کتابیں غیر ظاہر الروایۃ کہلاتی ہیں اس لئے کہ وہ حد تواتر اور شہرت کے بجائے اخبار آحاد کے طریق سے مروی ہیں۔

۸۔ الرقیات یہ ان مسائل کا مجموعہ ہے جنہیں امام محمد رحمہ اللہ نے رقہ کے قاضی ہونے کے دوران بیان کیا تھا جنہیں محمد بن سماعہ نے ان سے روایت کیا ہے جو امام محمد رحمہ اللہ کے ساتھ وہاں تمام مدت رہے تھے۔

۹۔ الکیسانیات جنہیں ان سے شعیب بن سلیمان کیسانی نے روایت کیا ہے انہیں امالی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے جسے دائرۃ المعارف نے شائع کیا ہے۔

۱۰۔ الجرجانیات جنہیں امام محمد سے علی بن صالح جرجانی نے روایت کیا ہے۔

۱۱۔ الہارونیات۔

۱۲۔ کتاب النوادر جسے ابراہیم بن رستم نے روایت کیا ہے۔

۱۳۔ کتاب الکسب کہتے ہیں کہ اس کی تکمیل سے قبل امام موصوف رحلت فرما گئے تھے، اس کی تصنیف کا باعث یہ بنا کہ ان سے تقویٰ و ورع کے بارے میں ایک کتاب لکھنے کی فرمائش کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے بیوع پر ایک کتاب لکھی ہے، یعنی انسان کا رزق اگر طیب اور حلال ہو تو اس کے اعمال اچھے ہو جاتے ہیں لیکن جب لوگوں کا اصرار شدید ہوا تو یہ کتاب لکھنا شروع کی لیکن تکمیل سے قبل داعی اجل کی دعوت پر لبیک کہہ گئے، علامہ سرخسی نے مبسوط کے آخیر میں اس کی شرح کی ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ کی جن کتابوں میں روایت حدیث غالب ہے ان میں سے ہمارے سامنے موطا محمد موجود ہے۔

۱۴۔ موطا محمد جسے امام موصوف نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس میں ایک ہزار سے زائد احادیث مرفوعہ و موقوفہ کا ذخیرہ پایا جاتا ہے جنہیں امام محمد نے امام مالک سے روایت کیا

ہے۔ اس کے علاوہ اس میں ایک سو پچھتر ایسی احادیث بھی ہیں۔ جنہیں وہ امام مالک کے علاوہ دوسرے شیوخ سے روایت کرتے ہیں۔ ملا علی قاری اور شارح اشباہ بیری اور عثمان کانی نے اس کی شرح کی۔ شیخ عبد الحی کی تعلیقات کے ساتھ موطأ محمد التعلیق الممجد کے نام سے کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۱۵۔ کتاب الحجۃ جو الحجۃ فی الاحتجاج علی اہل المدینۃ کے نام مشہور ہے۔ یہ مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ میں موجود ہے مفتی مہدی حسن کی تحقیق کے ساتھ لجنۃ المعارف النعمانیہ کے تحت چھپی ہے۔

۱۶۔ کتاب الآثار۔ وہ کتاب ہے جس کا ذکر ہم نے ناظرین کے لئے کیا ہے اور ساتھ ہی اس سے متعلق فقہی مسائل و فتاویٰ بھی لکھ دیے ہیں۔ یہ دراصل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتاب ہے جو فقہاء و ائمہ میں سب سے اقدم ترین امام اور تابعی ہیں، صحابہ سے ملاقات ہوئی ہے۔ یہ منقبت ان کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں، تقویٰ، زہد، خشیت خداوندی اور فقہ میں ایسے امام ہیں جنہیں دنیا میں امام اعظم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نقل حدیث میں بڑے محتاط تھے انہوں نے چالیس ہزار احادیث و آثار سے اس کتاب کو مرتب فرمایا اور اس دور میں اگرچہ اس طرح سے ترتیب و تبویب نہ ہوئی تھی لیکن امام صاحب نے ابواب پر ترتیب دے کر آنے والوں کے لیے تالیف و ترتیب حدیث کا ایک اہم باب کھول دیا چنانچہ بعد والے ائمہ حدیث اسی طرز پر اپنی کتابوں کی تبویب کرتے ہیں۔ علامہ سیوطی وغیرہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اس تدوین و ترتیب میں منفرد و سابق قرار دیا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ اسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں جس میں مرفوع، موقوف اور مرسل ہر طرح کی احادیث بھی ہیں۔ اس میں حضرت ابراہیم نخعی سے بھی کثرت سے لیا گیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ تقریباً بیس اور مشائخ ہیں جن سے اس کتاب میں لیا گیا ہے۔ یہ بڑی اہم اور مستند کتاب ہے۔

۱۷۔ مسند ابی حنیفہ جو نسخہ امام محمد کے نام سے معروف ہے۔

۱۸۔ کتاب الاجتہاد والرأی۔

۱۹۔ کتاب الاستحسان۔

۲۰۔ کتاب الخصال۔

۲۱۔ کتاب اصول الفقہ۔

امام محمد رحمہ اللہ کی وفات

شروع میں ذکر ہو چکا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ سنہ ایک سو تینتیس ۱۳۳ھ میں پیدا ہوئے تھے ان کی وفات سنہ ایک سو نواسی ۱۸۹ھ میں ہوئی ہے۔ بعض حضرات نے ایک سو اٹھاسی بتلایا ہے جو غلط ہے، ان کا انتقال خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ سفر میں شہر رے میں ہوا اسی سفر میں صرف و نحو کے عظیم امام کسائی بھی وفات پا گئے تو خلیفہ ہارون الرشید نے فرمایا فقہ و عربیت کو رے میں دفن کر دیا گیا۔

احمد بن محمد بن ابی رجاء نے فرمایا میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے امام محمد بن الحسن کو خواب میں دیکھا ان سے پوچھا اے ابو عبداللہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا مجھے جنت میں داخل فرما دیا اور مجھ سے فرمایا میں نے تمہیں علم کا ظرف اس لئے نہیں بنایا تھا کہ تمہیں عذاب دوں، فرمایا میں نے پوچھا امام ابو یوسف کا کیا ہوا؟ فرمایا وہ مجھ سے ایک درجہ اوپر ہیں میں نے پوچھا امام ابو حنیفہ؟ فرمایا وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔[1]

کتاب الآثار

جب ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ کتاب حدیث کی پہلی وہ کتاب ہے جو ابواب فقہیہ کے طرز پر مرتب کی گئی تھی، اس میں مرفوع احادیث بہت کم ہیں، عام طور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین و تابعین رحمہم اللہ کے اقوال درج ہیں، کتاب میں مختلف فیہ مسائل پر ابواب قائم کئے گئے ہیں۔

---

[1] مقدمہ [illegible] سے تمام مواد [illegible]
کتاب الآثار سے بھی استفادہ کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی مسئلہ کے بارے میں متضاد و مختلف احادیث مروی ہوتی تھیں تو علماء کرام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ان کے اقوال وافعال اگر کسی حدیث کے موافق ہوتے تو یہ حضرات اسے اختیار کر لیتے تھے دوسری میں تاویل کرتے اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کو اوروں کی بہ نسبت زیادہ بہتر سمجھنے والے تھے۔

اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال میں اختلاف ہوتا تو تابعین کے فیصلہ کو دیکھتے اگر ان میں بھی اختلاف ہوتا تو حسب ضابطہ اسباب ترجیح کے ذریعہ کسی صحابی کے قول کو دوسرے کے قول پر ترجیح دیتے آثار میں سے انتخاب اسے ہی کہا جاتا ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم نخعی سے بہت زیادہ آثار نقل کئے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فقیہ الاعصر ہیں اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم کے امین و مدار اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مذاہب کے اوروں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے شیوخ ان حضرات صحابہ و تابعین کے ساتھ رہے ان سے استفادہ کیا اور ان کے علوم کے وارث و امین بنے تھے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کے ہر قول کو آنکھیں بند کرکے تسلیم کر لیا بلکہ اگر اسے اطمینان بخش نہ پایا تو اس کی مخالفت کی چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ علیہ مختلف مقامات پر حضرت ابراہیم کے قول کو چھوڑ کر دوسرے کسی کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔

یہ بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ کتاب دراصل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تالیف ہے جسے ان کے شاگردوں نے ان سے روایت کیا ہے۔ لیکن بجائے امام صاحب رحمہ اللہ کے اسے ان شاگردوں کی طرف مجازاً منسوب کر دیا گیا چنانچہ کہا جاتا ہے کتاب الآثار لمحمد بن الحسن، کتاب الآثار لابی یوسف، کتاب الآثار لزفر بن ہذیل، کتاب الآثار لحسن بن زیاد اللؤلؤی یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح موطا، امام مالک کو موطا محمد، موطا مصعب، موطا یحییٰ وغیرہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ ان حضرات نے اسے روایت کیا اور ساتھ ہی اپنے استاذ کی تائید میں دوسرے حضرات کے آثار بھی نقل کر دیئے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے بھی اس کتاب الآثار میں اپنے مذہب، اپنے شیخ کے مذہب کا اضافہ کیا اور جہاں ان کی رائے کے خلاف تھا اس کی مخالفت کی اور کسی دوسرے کے قول کو اختیار کر لیا اور اس طرح اس کتاب میں اپنے اجتہاد کے بیان کا باب بڑھا کر اس کتاب کو اور زیادہ مفید بنا دیا۔

مختلف نسخوں میں ابواب کی ترتیب اور تعداد کی زیادتی و کمی کا سبب یہ ہے کہ اس کے اصل مصنف اپنی کتاب میں تصرف کیا کرتے تھے پس امام مالک سے جس نے جس موقعہ پر جس طرح سنا اسی طرح بیان کردیا۔

کتاب باوجود مختصر ہونے کے چونکہ نہایت عظیم اور مفید ہے اس وجہ سے مختلف فیہ مسائل جمع کر دیئے گئے ہیں، اور غیر مترجم بھی ہے اس کی مفصل اور مکمل شرح بھی موجود نہیں اس لئے اس کے پڑھنے پڑھانے والوں کو دشواری پیش آتی تھی چند اساتذہ و احباب نے بندہ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تو اس کو شروع کر دیا، ترجمہ آسان کے ساتھ شرح میں فقہی مسائل ہدایہ، البحر الرائق، الجوہرۃ النیرۃ وغیرہ سے لئے گئے اور مختلف مواقع پر فقہی جزئیات کتب فتاوی سے اخذ کئے گئے ہیں، اس سلسلہ میں جن حضرات و احباب نے معاونت کی بالخصوص میاں ان کا شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطا فرمائے اور ساتھ میں برادرم جناب مولانا مفتی محمد ولی صاحب کا بھی جنہوں نے اس پر اہتمام سے نظر ثانی کی اور جناب مولانا عطاء الرحمن صاحب اور جناب مولانا انعام الحق صاحب کا بھی کہ ان حضرات نے تصحیح کے فرائض انجام دیئے، اور برادرم جناب سید شاہد حسن صاحب کا بھی جنہوں نے عمدہ طباعت کا اہتمام کیا، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جو اس میں کسی بھی طرح سے معاون بنے اپنے فضل سے جزائے خیر عطا فرمائے اور بندۂ ناچیز کی مغفرت و نجات کا ذریعہ بنائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

کتبہ

محمد حبیب اللہ مختار

toobaa-elibrary.blogspot.com

باب الوضوء

١- قال محمد بن الحسن: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن الأسود بن يزيد عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه توضأ فغسل يديه مثنى وتمضمض مثنى واستنشق مثنى وغسل وجهه مثنى وغسل ذراعيه مثنى مقبلا ومدبرا ومسح رأسه مثنى وغسل رجليه مثنى وقال حماد: الواحدة تجزئ إذا أسبغت. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وبه نأخذ.

وضوء کا بیان

١- امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت حماد کے واسطے سے خبر دی، انہوں نے حضرت ابراہیم سے، انہوں نے حضرت اسود بن یزید سے، انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے وضو کیا، دو مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئے، دو مرتبہ کلی کی، دو مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، دو مرتبہ اپنا چہرہ دھویا، دو مرتبہ آگے پیچھے سے اپنے بازو دھوئے، دو مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا اور دو مرتبہ اپنے پاؤں دھوئے۔ حضرت حماد نے فرمایا: اگر اچھی طرح سے پانی پہنچا دیا جائے تو ایک ایک مرتبہ دھونا بھی کافی ہے۔ امام محمد نے فرمایا: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

(وضاحت): اعضاء وضو کا ایک ایک مرتبہ دھونا فرض ہے، اس سے بہتر یہ ہے کہ دو دو مرتبہ دھویا جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مشروعہ یہ ہے کہ ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھویا جائے البتہ سر کا مسح ایک مرتبہ ہی ہوگا، اس کے تکرار سے مسح کے بجائے اس عضو کا غسل ہو جائے گا، ویسے بھی دوسری روایات سے سر کا مسح ایک مرتبہ ثابت ہے۔

۲۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم قال: اغسل مقدم أذنيك مع الوجه وامسح مؤخر أذنيك مع الرأس.

☆☆☆☆

۳۔ قال محمد: قال أبو حنيفة: بلغنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الأذنان من الرأس. قال محمد: يعجبنا أن نمسح مقدمهما ومؤخرهما مع الرأس، وبه نأخذ.

☆☆☆☆

۴۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو سفيان، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: الوضوء مفتاح الصلوة، والتكبير تحريمها، والتسليم تحليلها، ولا تجزئ صلوة إلا بفاتحة الكتاب ومعها

۲۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا: اپنے کانوں کے اگلے حصے کو چہرے کے ساتھ دھو اور پچھلے حصے کو سر کے ساتھ مسح کرو۔

۳۔ امام محمد نے فرمایا: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کان سر میں شامل ہیں۔

امام محمد نے فرمایا: ہمیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ ہم کان کے اگلے پچھلے دونوں حصوں کا سر کے ساتھ مسح کریں، ہمارا عمل اسی پر ہے۔

تشریح: چونکہ حدیث سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کان سر میں شامل ہیں لہٰذا جو حکم سر کا ہے وہی کان کا بھی ہو گا سر کے مسح کے ساتھ ہی کانوں کا مسح بھی ہو گا کانوں کے مسح کے لیے الگ پانی نہیں لیا جائے گا۔ حنفیہ کے یہاں سر اور کانوں کا مسح ایک مرتبہ ہو گا، سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کرنا فرض اور پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں چند بالوں پر مسح ہو جائے تب بھی فرض ادا ہو جائے گا، امام مالک رحمہ اللہ پورے سر کے مسح کو فرض قرار دیتے ہیں۔

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو نماز کی کنجی ہے، اور تکبیر نماز کے لیے تحریمہ ہے اور سلام اس سے نکلنے کا ذریعہ ہے اور کوئی نماز سورہ فاتحہ اور دوسری کسی سورت کے پڑھنے کے بغیر صحیح نہیں ہوتی، اور ہر دو رکعتوں کے بعد سلام یعنی التحیات

غيرها، وفي كل ركعتين فسلم، يعني فتشهد. قال محمد: وبه نأخذ، وإن قرأ بأم الكتاب وحدها فقد أساء، ويجزئه.

☆☆☆☆☆

٥ - قال محمد: بلغنا أن ابن عباس رضي الله عنه سئل عن القراءة في الصلوة، فقال: هو إمامك، إن شئت فأقلّ منه، وإن شئت فأكثر. وهو قول أبي حنيفة رضي الله عنه

پڑھو۔

امام محمد نے فرمایا ہم اس پر عمل کرتے ہیں، اگر کوئی شخص صرف سورۂ فاتحہ پڑھ لے سورت نہ ملائے تو اس نے برا کیا لیکن نماز ہو جائے گی۔

٥ - امام محمد نے فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نماز میں قراءت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ (قرآن شریف) تمہارا امام ہے تم چاہو تو کم پڑھو چاہو تو خوب زیادہ پڑھو، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان بھی ہے۔

(ش) بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی، طہارت فرض ہے، نماز کی ابتدا تکبیر تحریمہ سے ہوتی ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں ہر اس لفظ سے نیت باندھی جا سکتی ہے جو اللہ جل شانہ کی تعظیم پر دلالت کرتا ہو جیسے اللہ اکبر، الرحمن اجل، لا الہ الا اللہ وغیرہ، امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں اللہ اکبر اور اللہ الاکبر سے نیت باندھی جا سکتی ہے، اور امام مالک و احمد رحمہما اللہ کے یہاں صرف اللہ اکبر سے۔ نماز ختم کرنے کے لئے دوسرے ائمہ کے یہاں لفظ السلام علیکم کہنا ضروری ہے ہمارے یہاں اس لفظ کے ذریعہ بھی نماز سے نکلا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ نمازی کا نماز کے منافی کسی فعل کے ذریعہ نماز سے خارج ہونا بھی یہی حکم رکھتا ہے البتہ ایسی صورت میں گنہ گار ہوگا، سلام علیکم کہہ کر نماز ختم کرنا واجب ہے۔

نماز میں مطلق قراءت فرض ہے خواہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت۔ دوسرے ائمہ کے یہاں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اس کے پڑھے بغیر صرف کسی دوسری سورت پر اکتفا کرنے سے بھی نماز ہو جاتی ہے اگرچہ واجب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ بھی پڑھے اور اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت بھی ملائے ورنہ سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔

باب ما یجزئ فی الوضوء من سؤر الفرس والبغل والحمار والسنور

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۶ - محمد بن الحسن قال: أخبرنا أبو حنیفة عن حماد عن إبراھیم، فی سؤر السنور من الإناء قال: ھی من أھل البیت، لا بأس بشرب فضلھا، فسألته أیتطھر بفضلھا للصلوة؟ فقال: إن الله قد أرخص الماء، ولم یأمر ولم ینه. قال محمد: قال

گھوڑے، خچر، گدھے اور بلی کے جھوٹے سے وضوء کا بیان

۶ - . . . اگر بلی برتن میں رکھے ہوئے پانی سے پی لے تو اس کے بارے میں حضرت ابراہیم نے فرمایا: وہ گھر میں رہنے والا جانور ہے، اس کا جھوٹا پینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا: اس کے جھوٹے سے نماز کے لئے وضوء کر سکتے ہیں؟ فرمایا: اللہ جل شانہ نے پانی کو آسان اور سہل الحصول بنایا ہے، انہوں نے اس جھوٹے پانی سے وضوء کا حکم دیا نہ اس سے روکا۔

امام محمد نے فرمایا: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے: بلی کے جھوٹے کے علاوہ دوسرا پانی استعمال کرنا مجھے زیادہ پسند ہے لیکن اگر اس سے وضوء کر لیا تو وضوء ہو جائے گا، اور اگر اسے پی لیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا: ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر ہی عمل کرتے ہیں۔

(ش) انسان اور ان جانوروں کا جھوٹا پاک ہے جن کا گوشت حلال ہے۔ کتے، سور اور درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں درندوں کا جھوٹا پاک ہے، حنفیہ اس کے جھوٹے کو اس کے گوشت اور دودھ کے حرام ہونے کی وجہ سے حرام قرار دیتے ہیں، ان کے جھوٹے سے بچنا بھی آسان ہے اس لئے ان کا حکم وہی ہوگا جو کتے اور خنزیر کے جھوٹے کا ہے۔

بلی، آزاد پھرنے والی مرغی اور گھروں میں رہنے والے جانوروں (مثلاً چوہے)، سانپ اور اڑنے والے وہ پرندے جن کا گوشت حرام ہے جیسے شکرہ، باز، عقاب، کوا اور چیل وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے، اس لئے کہ ان سے بچنا مشکل ہوتا ہے، اڑنے والے چیر پھاڑ کر کھانے والے پرندوں کا جھوٹا ناپاک ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ وہ چونچ سے پانی پیتے ہیں، جس میں لعاب نہیں لگتا اس لئے

أبو حنيفة: غيره أحب إلي منه. وإن توضأ منه أجزأه، وإن شربه فلا بأس به.
قال محمد: وبقول أبي حنيفة نأخذ.

☆☆☆☆☆

٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد عن إبراهيم قال: لا خير في سؤر البغل والحمار، ولا يتوضأ أحد بسؤر البغل والحمار، ويتوضأ من سؤر الفرس والبرذون والشاة والبعير. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة، وبه نأخذ.

اسے حرام نہیں کہا گیا اور پھر یہ (بلی) جہاں چاہے اتر گئے جہاں چاہا پانی پی لیا اس لئے ان سے بچنا بھی مشکل ہے، اس لئے شریعت نے اس میں آسانی رکھی ہے۔

۷۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا: خچر اور گدھے کے جھوٹے میں کوئی خیر نہیں، اور کوئی شخص بھی خچر اور گدھے کے جھوٹے سے وضوء نہ کرے، البتہ گھوڑے، بکری اور اونٹ کے جھوٹے سے وضوء کر سکتے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور ہم اس کو اختیار کرتے ہیں۔

(تشریح) گھوڑے، بکری، بھیڑ، دنبے، گائے، بھینس وغیرہ جانوروں کا جھوٹا پاک ہے، خچر اور گدھے کے سلسلہ میں مختلف قسم کی روایات وارد ہوئی ہیں اس لئے اس کے جھوٹے کو مشکوک قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے پاک اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے ناپاک قرار دیتے تھے، بہرحال اگر دوسرا پانی موجود ہو تو اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے ورنہ اس سے وضوء بھی کر لے اور احتیاطاً تیمم بھی کر لیا جائے۔

باب المسح على الخفين

٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو بكر بن عبد الله بن أبي جهم عن عبد الله بن عمر قال: قدمت العراق لغزوة جلولاء، فرأيت سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، يمسح على الخفين، فقلت: ما هذا يا سعد؟ قال: إذا لقيت أمير المؤمنين عمر رضي الله عنه فاسأله، قال: فلقيت عمر رضي الله عنه فأخبرته بما صنع سعد، قال عمر رضي الله عنه: صدق سعد، رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنعه، فصنعناه. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة، وبه نأخذ.

* * *

٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم، عن حنظلة بن نباتة الجعفي أن عمر بن الخطاب قال: المسح على الخفين للمقيم يوماً وليلة، وللمسافر ثلاثة أيام ولياليهن، إذا لبستهما وأنت طاهر. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة، وبه نأخذ.

موزوں پر مسح کا بیان

٨- ... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں غزوۂ جلولاء (ایک جگہ ہے) کے لیے عراق آیا تو میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا، میں نے پوچھا: اے سعد! یہ کیا؟ انہوں نے فرمایا: جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملو تو ان سے پوچھنا، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہیں حضرت سعد کا فعل بتلایا، حضرت عمر نے فرمایا: سعد نے سچ کہا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو ہم نے بھی مسح کیا۔ امام محمد نے فرمایا: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔

٩- ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مقیم کو ایک دن اور ایک رات اور مسافر کو تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ تم نے موزے پاکی کی حالت میں پہنے ہوں۔ امام محمد نے فرمایا: یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

۱۰۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن سالم بن عبد الله بن عمر، قال: اختلف عبد الله بن عمر وسعد بن أبي وقاص في المسح على الخفين، فقال سعد: امسح، وقال عبد الله: ما يعجبني، فأتيا عمر بن الخطاب، فقصا عليه القصة، فقال عمر رضي الله عنه: عمك أفقه منك۔

☆☆☆☆

۱۱ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد، عن الشعبي عن إبراهيم بن أبي موسى الأشعري، عن المغيرة بن أبي شعبة، أنه خرج مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في سفر، فانطلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فقضى حاجته ثم رجع وعليه جبة رومية ضيقة الكمين، فرفعها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من ضيق كميها، قال المغيرة: فجعلت أصب عليه الماء من إداوة معي، فتوضأ وضوءه للصلوة، ومسح على خفيه، ولم ينزعهما، ثم تقدم وصلى.

۱۰۔ ۔۔۔ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص کا موزوں پر مسح کے بارے میں اختلاف ہوا، حضرت سعد نے فرمایا: مسح کرو، حضرت عبد اللہ نے فرمایا: مجھے تو مسح معلوم نہیں ہوتا، چنانچہ یہ دونوں حضرات حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے یہ واقعہ ذکر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے چچا جان تم سے زیادہ فقیہ و سمجھدار ہیں۔

۱۱۔ ۔۔۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر نکلے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے قضاء حاجت سے فارغ ہوکر واپس تشریف لائے آپ نے تنگ آستین والا ایک رومی جبہ پہن رکھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس کی آستینوں کے تنگ ہونے کے اسے اوپر کو چڑھایا، حضرت مغیرہ نے فرمایا: میں ایک لوٹے سے جو میرے پاس تھا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی ڈالتا رہا، آپ نے اسی طرح وضو کیا جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے ہیں اور موزوں پر مسح کیا انہیں اتارا نہیں پھر آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

۱۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم، عمن رأى جرير بن عبد الله رضي الله عنه يوماً توضأ ومسح على خفيه، فسأله سائل عن ذلك، فقال: إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصنعه، وإنما صحبته بعد ما نزلت سورة المائدة.

☆☆☆☆

۱۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم، عن محمد بن عمرو بن الحارث، أن عمرو بن الحارث بن أبي ضرار صحب ابن مسعود في سفر، فأتت عليه ثلاثة أيام ولياليها لا ينزع خفيه.

☆☆☆☆

۱۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم، أنه كان يمسح على الجرموقين. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة، وبه نأخذ.

---

۱۲ - ... حضرت ابراہیم ان صاحب سے روایت کرتے ہیں جنہوں نے ایک دن حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، ایک صاحب نے ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے، اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورۂ مائدہ نازل ہونے کے بعد رہا ہوں، (یعنی وضو کے بارے میں سورۂ مائدہ میں نازل ہونے والی آیت سے موزوں پر مسح کرنا منسوخ نہیں ہوا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، اگر ایسا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نازل ہونے کے بعد مسح نہ کرتے۔

۱۳ - ... حضرت محمد بن عمرو بن الحارث سے مروی ہے کہ عمرو بن الحارث بن ابی ضرار ایک سفر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، انہوں نے تین دن رات تک اپنے موزے نہیں اتارے (ان پر مسح کرتے رہے)۔

۱۴ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ وہ جرموق پر مسح کیا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا: یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

◆

١٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم، قال: إذا كنت على مسح وأنت على وضوء، فنزعت خفيك، فاغسل قدميك. وقال محمد: وهو قول أبي حنيفة، وبه نأخذ.

---

۱۵ - . . . حضرت ابراہیم نے فرمایا، جب تم مسح کر رہے ہو اور وضو سے ہو اور اپنے موزے اتار ڈالو تو صرف اپنے پاؤں دھو لیں۔ امام محمد نے فرمایا یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔

شرح: موزوں پر مسح اس امت کی خصوصیات میں سے ہے۔ موزے سے وہ موزہ مراد ہے جو ٹخنے سے اوپر تک ہو اور اسے پہن کر ایک فرسخ (تقریباً تین کلومیٹر) کے برابر چلنا ممکن ہو۔ موزوں پر مسح اتنی کثرت سے احادیث مشہورہ سے ثابت ہے جن سے کتاب اللہ پر زیادتی ہو سکتی ہے۔ اس بارے میں احادیث اس کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ اسے سنت نہ سمجھنے والے کو بدعتی قرار دیا گیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اہل سنت والجماعت کے مذہب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: تم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دوسرے صحابہ پر ترجیح دو اور حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے محبت کرو اور موزوں پر مسح کے قائل ہو۔ موزوں پر مسح کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل دونوں سے ثابت ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو موزوں پر مسح کا قائل پایا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں موزوں پر مسح کا اس وقت قائل ہوا جب اس مسئلے میں روایات میرے پاس دن کی روشنی کی طرح کھل کر سامنے آگئیں، اور جو مسح کا قائل نہ ہو مجھے اس کے کافر ہونے کا خدشہ ہے اس لیے کہ اس بارے میں تواتر کی طرح روایات وارد ہوئی ہیں۔ روافض اور خوارج موزوں پر مسح کے قائل نہیں ہیں۔

اگر کسی شخص نے پاؤں دھو کر موزے پہنے ہوں اور وہ مقیم ہو تو ایک دن ایک رات تک وضو میں پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کرے گا اور اگر مسافر ہوگا تو تین دن تین رات تک مسح کرے گا۔ یہ مدت اس وقت سے شمار ہوگی جب موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹا ہو۔ اگر کسی نے ظہر کے وقت موزے پہنے اس کا وضو مغرب کے وقت ٹوٹا تو اب یہ مدت مغرب سے شروع ہوگی

دوسرے دن مغرب کے وقت موزے اتار کر پاؤں دھو کر پھر پہن لے۔

مسح موزوں کے اوپر کے حصے پر کیا جائے گا نیچے کی جانب مسح نہیں ہو گا پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی کی طرف ہاتھ کھینچا جائے گا کم از کم تین انگلیاں پھیرنا فرض ہے۔ اگر کوئی موزہ اتنا پھٹا ہو کہ اس سے پاؤں کی تین انگلیوں کے مقدار کا حصہ کھل جائے تو اس پر مسح ناجائز ہے۔ اس سے کم پھٹا ہو تو مسح جائز ہو گا۔ اگر موزہ مختلف جگہ سے پھٹا ہو اور جمع کرنے سے وہ مقدار کو پہنچ جائے تو مسح نہیں کر سکتے یہ جمع کرنا دونوں موزوں کا الگ الگ ہو گا۔

اگر کسی کو غسل کی حاجت پیش آ جائے تو موزے اتارنا ہوں گے۔ مسح ہر اس چیز سے ختم ہو جاتا ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح مدت مسح کے ختم ہونے سے بھی مسح ختم ہو جاتا ہے۔ مدت مسح ختم ہونے پر موزے اتار کر پاؤں دھونا چاہیے اگر وضو ہو تو باقی اعضاء کا دھونا ضروری نہیں ہے۔ موزہ پہنتے وقت پاؤں کا دھونا ضروری ہے پورا وضو ہی ضروری نہیں۔

جرموق وہ موزہ ہے جسے موزے کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ اس پر مسح کرنا اس وقت جائز ہے جب وہ اس قابل ہو کہ صرف اسے پہن کر بھی مسح کیا جا سکے اور موزہ پہن کر وضو ٹوٹنے سے قبل اسے اوپر پہنا گیا ہو۔

ایسے موزوں پر مسح جائز ہے جو موٹے کپڑے کے ہوں یا ایسے موٹے ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے پنڈلی پر رک جائیں اگر کھلتا یا سوت کے ہوں تو ان کے اوپر نیچے چمڑا چڑھا ہو یا صرف نیچے کے حصے میں چمڑا لگا ہو یا وہ اتنے موٹے ہوں کہ ان سے جسم نظر نہ آئے اور ان میں ایک فرسخ چلنا ممکن ہو۔

پگڑی، ٹوپی، برقع اور دستانوں وغیرہ پر مسح جائز نہیں۔ البتہ زخم وغیرہ کی وجہ سے پٹی بندھی ہو تو اس پر زخم ٹھیک ہونے تک مسح جائز ہے اس کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ اس حصے کو دھو کر پٹی باندھی گئی ہو۔

باب الوضوء مما غيرت النار

۱۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عمرو بن مرة عن سعيد بن جبير عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه أنه قال: لو أتيت بجفنة من خبز ولحم فأكلت منها أشبع، وبعس من لبن إبل فشربت منه حتى أتضلع، وأنا على وضوء ما باليت أن لا أمس ماء، أتوضأ من الطيبات! قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وبه نأخذ. لا وضوء مما غيرت النار، وإنما الوضوء مما خرج، وليس مما دخل.

* * *

۱۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الرحمن بن زاذان عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، قال: دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني

آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضوء کا بیان

۱۶- ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میرے پاس گوشت اور روٹی سے بھرا ہوا ایک بڑا پیالہ لایا جائے اور میں اس سے پیٹ بھر کر کھالوں اور اونٹ کے دودھ سے بھرا پیالہ دیا جائے اس سے خوب سیر ہو کر پی لوں اور میرا پہلے سے وضوء ہو تو اگر میں پانی کو ہاتھ بھی نہ لگاؤں تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہ ہوگی، کیا میں پاکیزہ چیزوں کے کھانے کی وجہ سے وضوء کروں گا؟! امام محمد نے فرمایا: یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، ان چیزوں کے کھانے سے وضوء واجب نہیں ہوتا جو آگ سے پکی ہوں، وضوء ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو پیٹ سے نکلیں نہ کہ وہ جو پیٹ میں داخل ہوں۔

(ش) آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ احادیث میں جہاں وضوء کا ذکر آتا ہے سے وضوء لغوی یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا مراد ہے جیسا کہ اگلی حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

۱۷- ... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میرے گھر تشریف لائے ہم نے آپ کے سامنے بھنا گوشت رکھا، آپ نے تناول فرمایا پھر پانی منگا کر ہاتھ دھوئے اور کلی کی

وأتيته بلحم قد شوي، فطعم منه، فدعا بماء فغسل كفيه ومضمض، ثم صلى ولم يحدث وضوءاً.

☆☆☆☆

١٨۔ محمد قال: حدثنا أبو حنيفة قال: حدثنا شيبة بن مساور قال: كنت قاعداً عند عدي بن أرطاة إذ سأل الحسن البصري: أتوضأ مما مست النار؟ فقال: نعم. فقال بكر بن عبد الله المزني: دخل النبي صلى الله عليه وسلم على عمته صفية بنت عبد المطلب، فقدمت له من كتف باردة، فطعم منها ولم يحدث وضوءاً. قال محمد: وبقول بكر بن عبد الله المزني نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

☆☆☆☆

١٩۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا يحيى بن عبد الله عن أبي ماجد الحنفي عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: بينما نحن في المسجد قعود مع ابن مسعود رضي الله عنه، إذ أقبلوا بجفنة وقلة من ماء من باب الفيل نحونا، فقال ابن مسعود رضي الله

اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا۔

١٨۔ ... شیبہ بن مساور نے فرمایا: میں حضرت عدی بن ارطاۃ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انہوں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے دریافت کیا: کیا میں ان چیزوں کی وجہ سے وضو کروں جو آگ پر پکی ہوں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! حضرت بکر بن عبداللہ المزنی نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ٹھنڈی دست سے گوشت علیحدہ کرکے آپ کے سامنے رکھا، آپ نے اس میں سے تناول فرمایا اور وضو نہیں کیا۔ امام محمد نے فرمایا: بکر بن عبداللہ المزنی کے فرمان کو ہم اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی ہے۔

١٩۔ ... ابو ماجد حنفی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم حضرت ابن مسعود کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بڑا پیالہ اور پانی کا مٹکا باب الفیل کی جانب سے ہماری طرف لایا گیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے، تم لوگوں کے لئے لایا گیا ہے

إني لأراكم تزدردون بهذه فقال رجل من القوم: أجل يا أبا عبد الرحمن، ماذا به كانت في الحي، فوضعت فطعم منها وشرب من الماء، ثم صب على يديه فغسلهما، ومسح وجهه وذراعيه ببلل يديه، ثم قال: هذا وضوء من لم يحدث. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة، وبه نأخذ، ولا بأس بالوضوء في المسجد إذا كان من غير قذر.

لوگوں میں سے ایک صاحب نے کہا: جی ہاں اے ابو عبد الرحمن (حضرت ابن مسعود کی کنیت ہے): محلہ میں ایک عورت تھی، چنانچہ اس (ماکول و مشروب) کو رکھ دیا گیا۔ انہوں نے اس سے کھایا پیا پھر دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں دھویا اور ہاتھوں میں باقی ماندہ تری کو چہرے اور بازؤں پر پھیر لیا پھر فرمایا یہ اس شخص کا وضوء ہے جو بے وضوء نہ ہو۔ امام محمد نے فرمایا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، اگر مسجد گندی نہ ہوتی ہو تو اس میں وضوء کر سکتے ہیں۔

(ش) ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء لازم نہیں ہوتا خواہ وہ گوشت ہو یا روٹی یا اور کوئی چیز، امام احمد رحمہ اللہ بعض احادیث کی وجہ سے اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوء کو واجب قرار دیتے ہیں اور اس لئے بھی کہ اس میں چربی اور ایک قسم کی مہک ہوتی ہے دوسرے ائمہ اس کے قائل نہیں، گوشت خواہ اونٹ کا ہو یا بھیڑ، بکری، دنبہ اور گائے بھینس کا کسی سے وضوء نہیں ٹوٹتا یہی قیاس کا تقاضا بھی ہے جہاں وضوء کا حکم دیا گیا ہے اس سے یہ اگر ہاتھ دھونا اور کلی کرنا مراد لیتے ہیں یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ تکرار احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

blogspot.com

باب ما ينقض الوضوء من القبلة والقلس

۲۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن إبراهيم قال: إذا قلست ملأ فيك فأعد وضوءك، وإذا كان أقل من ملأ فيك فلا تعد وضوءك. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة، وبه نأخذ.

بوسہ اور قئی سے وضوء ٹوٹنے کا بیان

۲۰ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: اگر تمہیں منہ بھر کر قئی آئے تو دوبارہ وضوء کرو اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو وضوء کا اعادہ لازم نہیں۔ امام محمد نے فرمایا: یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا فرمان بھی ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔

وضاحت: فقہاء کرام نے قئی کی پانچ قسمیں لکھی ہیں۔ پانی، کھانا، خون، صفراء کا پانی اور بلغم۔ پہلی تین قسموں میں اگر قئی منہ بھر کر ہو وضوء ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، بلغم کی صورت میں امام ابو حنیفہ و محمد کے یہاں خواہ منہ بھر کر قئی ہو تب بھی وضوء نہیں ٹوٹے گا، امام ابو یوسف کے یہاں منہ بھر کر ہو تو اس سے وضوء ٹوٹ جائے گا۔ یہ اختلاف اس بلغم میں ہے جو پیٹ کی طرف سے آئے اگر سر کی جانب سے آیا ہے تو بالاتفاق کسی کے نزدیک بھی وضوء نہیں ٹوٹے گا۔

خون کی صورت میں اگر خون گاڑھا اور جما ہوا ہے بہنے والا نہیں ہے تو اس سے اس وقت تک وضوء نہیں ٹوٹے گا جب تک منہ بھر کر نہ ہو لیکن اگر پتلا اور بہنے والا ہے تو امام ابو حنیفہ و ابو یوسف کے یہاں وضوء ٹوٹ جائے گا خواہ کم ہو یا زیادہ، امام محمد کے یہاں اس وقت تک وضوء نہیں ٹوٹے گا جب تک منہ بھر کر نہ ہو۔ اختلاف بھی اس خون میں ہے جو پیٹ کی جانب سے آئے سر سے آنے والا سب کے نزدیک بالاتفاق وضوء توڑ دیتا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ اگر کسی کو تھوڑی تھوڑی قئی کئی مرتبہ آئی اگر اس کو جمع کیا جائے تو منہ بھر کے برابر ہو جائے ایسی صورت میں امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر مجلس ایک ہے تو وضوء ٹوٹ جائے گا اور امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر سبب ایک ہی ہے مثلاً متلی ایک ہی مرتبہ ہوئی اس کی وجہ سے متفرق طور قئی ہوئی ہو تو پھر وضوء ٹوٹے گا ورنہ نہیں۔

٤١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقدم من سفر فتقبله خالته أو عمته أو امرأة ممن يحرم عليه نكاحها. قال: لا يجب عليه الوضوء إذا قبل من يحرم عليه نكاحها، ولكن إذا قبل من يحل له نكاحها وجب عليه الوضوء، وهو بمنزلة الحدث. قال محمد: وهذا قول إبراهيم، ولسنا نأخذ بهذا، ولا نرى في القبلة وضوءا على حال إلا أن يمذي فيجب عليه للمذي الوضوء، وهو قول أبي حنيفة رضي الله عنه

---

٤١ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کسی سفر سے واپس آئے اور اس کی خالہ، پھوپھی یا کوئی اور ایسی عورت اس کو چوم لے جس سے نکاح کرنا اس کے لئے حرام ہو تو ابراہیم نے فرمایا: اگر کوئی ایسی عورت اس کو چوم لے جس سے نکاح کرنا اس کیلئے حرام ہو تو اس سے وضوء واجب نہیں ہوگا لیکن اگر کوئی ایسی عورت اس کا بوسہ لے جس سے نکاح کرنا اس کیلئے جائز ہو تو ایسی صورت میں وضوء کرنا واجب ہوگا اور یہ ایسا ہوگا جیسے وضوء ٹوٹ جائے حدث پیش آجانے سے۔ امام محمد نے فرمایا: یہ حضرت ابراہیم کا قول ہے، ہمارا عمل اس پر نہیں ہے ہم بوسہ سے وضوء کو اس وقت واجب کہتے ہیں جب اس کی وجہ سے مذی نکل آئے تو وضوء مذی کے خروج کی بناء پر واجب ہوگا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے۔

(ش) فقہاء نے کہا ہے کہ بیوی کو چھونے یا بوسہ لینے سے اس وقت وضوء ٹوٹتا ہے جب خروج مذی ہو ورنہ وضوء نہیں ٹوٹتا جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور یہی قیاس کا تقاضا بھی ہے، اس لئے کہ وضوء نجاست کے نکلنے سے ٹوٹتا ہے صرف کسی چیز کے چھونے سے نہیں، اور اگر مذی کا خروج عورت کو چھونے یا بوسہ لئے بغیر ہو جائے تب بھی وضوء ٹوٹ جائے گا۔

باب الوضوء من مس الذكر

۲۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه في مس الذكر أنه قال: ما أبالي أمسسته أم طرف أنفي. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة وبه نأخذ.

* * *

۲۳ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن ابن مسعود رضي الله عنه سئل عن الوضوء من مس الذكر فقال: إن كان نجساً فاقطعه، يعني أنه لا بأس به.

* * *

۲۴ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن سعد بن أبي وقاص

شرمگاہ (ذکر) چھونے سے وضوء کا بیان

۲۲- ... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ذکر کے چھونے کے بارے میں مروی ہے فرمایا: مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں اس (عضوِ مخصوص) کو چھوؤں یا اپنی ناک کے کنارے کو، امام محمد نے فرمایا: امام ابوحنیفہ بھی فرماتے ہیں، اور ہمارا عمل بھی اسی پر ہے۔

۲۳- ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کے چھونے سے وضوء واجب ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اگر وہ ناپاک (عضو) ہے تو اسے کاٹ ڈالو یعنی اس کے چھونے سے وضوء واجب نہیں ہوتا۔

۲۴- ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا ایک صاحب کے پاس سے گذر ہوا جو اپنے ذکر کو دھو رہے تھے، انہوں نے فرمایا: یہ تو تیرے لئے کیا کر رہا ہے؟ یہ تجھ پر فرض نہیں کیا گیا ہے۔ امام محمد نے فرمایا: پیشاب کے بعد اس کا دھونا ہمیں زیادہ پسند ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے۔

رضي الله عنه مرّ برجل يغسل ذكره فقال: ما تصنع؟ أو يعقله، إن هذا لم يكتب عليك. قال محمد: وغسله أحب إلينا إذا بال، وهو قول أبي حنيفة.

* * *

باب ما لا ينجسه شيء الماء والأرض والجنب وغير ذلك

۲۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا إبراهيم بن أبي الهيثم عن ابن عباس رضي الله عنه قال: أربعة لا ينجسها شيء: الجسد والثوب والماء والأرض. قال محمد:

(ش) امام شافعی رحمہ اللہ ذکر چھونے سے وضو کے ٹوٹنے کے قائل ہیں بشرطیکہ اسے ہاتھ کی انگلیوں یا ہتھیلی سے چھوا جائے لیکن اگر ہاتھ کے اوپر کے حصے یا الٹا کر ان سے چھوا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں کسی صورت میں بھی وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر شہوت کے ساتھ چھوا اور مذی نکل آئے تو اس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں کیونکہ بہت سی احادیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے اور یہی قیاس اور عقل کا تقاضہ بھی ہے، جس حدیث سے وضو کا حکم معلوم ہوتا ہے اس سے مراد ہاتھ کو دھونا ہے یا استحباباً حکم وضو دیا گیا ہے۔

پانی، زمین اور جنبی وغیرہ کوئی چیز نجس نہیں کرتی

۲۵ - ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا چار چیزوں کو کوئی چیز (ہمیشہ کے لئے) ناپاک نہیں بناتی: جسم، کپڑا، پانی اور زمین۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی پر نجاست لگ جائے اور اسے دھو دیا جائے تو وہ نجاست اس سے دور ہو جاتی ہے اور وہ پاک ہو جاتی ہے، پانی سے زیادہ یا باقی رہنے والا پانی مراد ہے کہ وہ صرف نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔

(ش) اگر پانی ٹھہرا ہوا ہے اور اس میں کوئی نجاست گرتی ہے تو اگر پانی کم ہے تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر زیادہ ہے تو وہ جگہ ناپاک ہوگی جس جگہ نجاست گرتی ہے دوسری طرف کا پانی پاک

وتغير ذلك عنده أن ذلك إذا أصابه القذر فغسل ذهب ذلك عنه، فلم يحمل قذرًا وإنما معناه في الماء إذا كان كثيرًا أو جاريًا أنه لا يحمل خبثًا.

☆☆☆☆☆

۲۶۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج رأسه من المسجد وهو معتكف، فتغسله عائشة رضي الله عنها وهي حائض. قال: محمد: وبهذا نأخذ، لا نرى به بأسًا، وهو قول أبي حنيفة.

☆☆☆☆☆

۲۷۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بينما هو يمشي إذ عرض له حذيفة بن اليمان رضي الله عنه، فاعتمد عليه النبي صلى الله عليه وسلم فأخر حذيفة رضي الله عنه يده، فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما لك

سے ہوگا، لیکن بہنے والا پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوگا جب تک اس نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ، مزا یا بو نہ بدل جائے، اس لئے کہ بہنے والا پانی اس نجاست کو بہالے جاتا ہے۔ اگر نجاست مردار وغیرہ کی شکل میں ہے اور پانی اس کے اوپر سے یا اس کے اکثر حصے یا آدھے حصے پر سے بہہ کر آرہا ہے تو اس کا استعمال کرنا درست نہیں، لیکن اگر اس کے جسم کے نصف سے کم پر سے گذر کر آرہا ہے اور پانی پر نجاست کا کوئی اثر نہیں ظاہر ہوا ہو تو اسے استعمال کر سکتے ہیں، بڑا تالاب جو دہ در دہ ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اس کی ایک جانب نجاست گرے تو دوسری جانب سے وضو کر سکتے ہیں۔

۲۶۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں ہوتے تھے اور اپنا سر مسجد سے نکالا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حالت حیض میں ہوتی تھیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک دھو دیا کرتی تھیں۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اس کو اختیار کرتے ہیں اس میں ہمارے یہاں کوئی حرج نہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۷۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے کہ سامنے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آگئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ٹیک لگانا چاہا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ پیچھے کو کرلیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ انہوں نے

فقال: يا رسول الله إني جنب، فقال: إن المؤمن ليس بنجس. قال محمد: وبحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم نأخذ، لا نرى بمصافحة الجنب بأساً، وهو قول أبي حنيفة.

☆☆☆☆☆

باب الوضوء لمن به قروح أو جدري أو جراح

٢٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في المريض لا يستطيع الغسل من الجنابة، أو الحائض، قال: يتيمم. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

☆☆☆☆☆

٢٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أن المريض المقيم

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جنابت کی حالت میں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ امام محمد نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر ہم عمل کرتے ہیں، جنبی سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) جنبی، حائض اور نفاس والی عورت نجس العین نہیں ہوتی، حائضہ عورت اور جنبی کا پسینہ پاک ہے، ان سے مصافحہ کرنا، ان کا کھانا وغیرہ پکانا، آٹا گوندھنا جائز ہے۔ جنابت کی حالت میں ضرورت کے لیے انسان گھر سے نکل سکتا ہے اور غسل جنابت میں تاخیر بھی کر سکتا ہے اگرچہ افضل یہ ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے اپنے آپ کو پاک صاف کر لے، کافر بھی نجس العین نہیں ہوتا اگر اس کے ہاتھ میں شراب یا اور کوئی نجاست نہ لگی ہو تو اصل خلقت کے اعتبار سے وہ پاک ہے۔

چیچک اور زخم والے شخص کے وضوء کا بیان

٢٨ - ... حضرت ابراہیم نے اس بیمار یا حائضہ کے بارے میں جو غسل نہ کر سکے یہ فرمایا کہ وہ تیمم کرے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٢٩ - ... حضرت ابراہیم نے گھر پر مقیم بیمار شخص کے لیے جو چیچک یا دانے یا زخم کی وجہ سے جس میں

في أهله الذي لا يستطيع من الجدري والجراحة التي يتقي عليه الماء، أنه بمنزلة المسافر الذي لا يجد الماء، يجزئه التيمم. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وبه نأخذ.

٭٭٭٭

۳۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل إذا اغتسل من الجنابة، قال: يمسح على الجبائر. قال محمد: وبه نأخذ، وإن كان يخاف عليه من مسحه على الجبائر ترك ذلك أيضاً، وأجزأه، وهو قول أبي حنيفة.

پانی سے بچا جاتا ہو، فرمایا: وہ اس مسافر کی مانند ہے جسے پانی نہ ملے اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔ امام محمد نے فرمایا: یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔

(ش) فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسا بیمار شخص جس کو پانی کا استعمال نقصان پہنچاتا ہو، یا غسل جنابت یا غسل جمعہ سے نقصان پہنچنے کا ڈر ہو یا بیماری بڑھنے یا پھیلنے کا خدشہ ہو تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے خواہ حالتِ سفر میں ہو یا حالتِ اقامت میں۔

۳۰ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: اگر کوئی شخص غسلِ جنابت کرے اور زخم پر پٹی وغیرہ بندھی ہو تو وہ پٹی پر مسح کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اگر ایسے شخص کو پٹی پر مسح کرنے سے ضرر کا خطرہ ہو تو پٹی پر بھی مسح ترک کرے۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) دینِ اسلام نہایت سہل العمل اور آسان دین ہے اس میں تنگی اور ناقابلِ برداشت تکلیف سے بچایا گیا، اس لئے اگر کسی بیمار کا زخم ایسا ہو جس پر مسح نقصان پہنچائے یا ہڈی جوڑنے کے لئے پلاستر باندھا ہے اس پر مسح سے ہڈی ہلنے کا خدشہ ہو تو ایسی صورت میں اس پر بھی مسح چھوڑنے کی اجازت ہے۔

◆

باب التيمم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۱- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في التيمم قال: تضع راحتيك في الصعيد فتمسح وجهك، ثم تضعهما الثانية، فتنفضهما فتمسح يديك وذراعيك إلى المرفقين. قال محمد: وبه نأخذ، ونرى مع ذلك أن ينفض يديه في كل مرة من قبل أن يمسح وجهه وذراعيه، وهو قول أبي حنيفة.

☆☆☆☆☆

۳۲- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا تيمم الرجل فهو على تيممه ما لم يجد الماء أو يحدث. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

☆☆☆☆☆

۳۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أنه قال: أحب إلي

تیمم کا بیان

۳۱- ... حضرت ابراہیم سے تیمم کے بارے میں یہ مروی ہے فرمایا: آپ اپنی ہتھیلیاں مٹی پر مارو اور پھر ان سے اپنے چہرے پر مسح کرو پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو مارو اور انہیں جھاڑ کر ہاتھوں اور کہنیوں تک بازو کا مسح کر لو۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہ کہ ہر دفعہ ہاتھوں کا مسح کرنے سے قبل دونوں ہاتھوں کو جھاڑ لیا جائے (لگی ہو تو مٹی گر جائے) یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۲- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: جب کوئی شخص تیمم کرے تو اس کا تیمم اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک پانی نہ مل جائے یا حدث (وضو و تیمم توڑنے والی چیز) پیش نہ آ جائے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول بھی ہے۔

۳۳- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: مجھے تیمم میں یہ پسند ہے کہ کہنیوں تک کا مسح کیا جائے امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر کسی نے کہنیوں تک مسح نہیں کیا تو تیمم نہ ہو گا۔

يد: تيمم أن يبلغ المرفقين. وقال محمد: وبه نأخذ، ولا يجزئه التيمم حتى يمسح إلى المرفقين، وهو قول أبي حنيفة رضي الله عنه.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) تیمم اس شخص کے لئے جائز ہے جو مسافر ہو اور پانی نہ پائے یا شہر کے باہر ہو اور اس کے اور شہر کے درمیان ایک میل یا اس سے زیادہ فاصلہ ہو، یا پانی موجود ہو لیکن بیماری کی وجہ سے استعمال نہ کر سکے یا مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو، یا جنبی یا حائض کو ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے ہلاکت یا بیماری یا بیماری کے بڑھنے کا ڈر ہو اور گرم پانی موجود یا میسر نہ ہو۔

تیمم مٹی اور ہر اس چیز سے ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو جلانے سے جلتی نہیں اور پگھلانے سے پگھلتی نہیں خواہ اس پر غبار ہو یا نہ ہو البتہ دوسری چیزوں پر اگر غبار ہو تو ان سے بھی تیمم کر سکتے ہیں۔ تیمم میں دو مرتبہ ہاتھ مارے جائیں گے پہلی مرتبہ ہاتھ مار کر جھاڑ کر پورے چہرے پر مسح ہوگا اور دوسری مرتبہ ہاتھوں پر کہنیوں تک۔ تیمم جس طرح بے وضو والے کو کرنا ہوتا ہے اسی طرح اگر کسی شخص پر غسل واجب ہو اور پانی موجود نہ ہو وہ بھی اسی طرح تیمم کرے گا۔

تیمم میں نیت کرنا فرض اور وضو میں مستحب ہے۔ تیمم سے فرائض و نوافل سب پڑھ سکتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں ہر فرض کے لئے الگ تیمم کرنا ہوگا البتہ اس نماز فرض کے وقت میں اسی تیمم سے نوافل پڑھے جا سکتے ہیں، اگر جنازہ یا عیدین کی نماز تیار ہو اور یہ خدشہ ہو کہ وضو کی صورت میں نماز عید یا جنازہ فوت ہو جائے گی تو اس کے لئے تیمم کر سکتے ہیں، البتہ کسی اور جماعت کی نماز کے فوت ہونے کے ڈر سے تیمم جائز نہیں، وضو کرنا ہوگا الا یہ کہ معذور یا بیمار ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.co

❦

باب أبوال البهائم وغيرها

٣٤- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا رجل من أهل البصرة عن الحسن البصري أنه قال: لا بأس ببول كل ذات كرش. قال محمد: وكان أبو حنيفة يكرهه، وكان يقول: إذا وقع في وضوء أفسد الوضوء، وإن أصاب الثوب منه شيء كثير ثم صلى فيه أعاد الصلاة. قال محمد: ولا نرى به بأساً، لا يفسد ماءً ولا وضوءاً ولا ثوباً.

* * *

٣٥- محمد قال: حدثنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يصيب ثوبه

چوپایوں وغیرہ کے پیشاب کا بیان

۳۴- ... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا: جگالی کرنے والے جانور کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا: امام ابو حنیفہ اسے برا سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر وہ پانی میں گر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر کپڑے میں زیادہ مقدار میں لگ جائے اور انسان اس میں نماز پڑھ لے تو (دوسرے پاک کپڑوں میں) نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ امام محمد نے فرمایا: ہمارے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے نہ پانی ناپاک ہوتا ہے نہ کپڑا۔

(ش) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب امام محمد، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے یہاں پاک ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے یہاں نجس ہے نجاست خفیفہ کے درجہ میں، لہٰذا اگر کپڑے کے چوتھائی سے کم کو لگا ہو تو نماز جائز ہوگی ورنہ نہیں، پھر بعض کے نزدیک ان کا جو چوتھائی سے مراد ہر عضو اور کپڑے کے ہر حصہ کا چوتھائی مراد ہے۔

۳۵- ... بچے کا پیشاب اگر کپڑے میں لگ جائے تو اس کے بارے میں حضرت ابراہیم نے فرمایا: اگر بچے نے کھانا نہ کھایا ہو تو اس پر پانی بہانا کافی ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا: اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ کپڑا اچھی طرح سے دھو لیا جائے، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

بول الصبي، قال: إذا لم يكن أكل وشرب أجزأك أن تصب الماء صبا. قال محمد: وأحب ذلك أن تغسله غسلا، وهو قول أبي حنيفة.

☆☆☆☆

۳۶ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في الرجل يبول قائما ومعه دراهم فيها كتاب يعني القرآن، فكرهه وقال: تكون في هميان أو مصرورة أحسن. قال محمد: وبه نأخذ، نكره أن يباشر بها بيده وفيها القرآن، وهو قول أبي حنيفة.

☆☆☆☆

۳۷ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يبول قائما قال:

(ش) بعض حضرات دودھ پیتے بچے اور بچی کے پیشاب میں فرق کرتے ہیں ان کے یہاں لڑکی کے پیشاب کو بھی اچھی طرح سے دھونا ہوگا لڑکے کے لئے چھینٹے مارنا کافی ہے لیکن حنفیہ کے یہاں دونوں کو دھویا جائیگا چھینٹے مارنا کافی نہیں ہے اس سے کپڑا پاک نہ ہوگا البتہ لڑکے کے پیشاب میں غسل خفیف کافی ہے لڑکی کے پیشاب میں اچھی طرح سے دھونا اس لئے کہ اس کے پیشاب میں غلاظت زیادہ ہوتی ہے جن روایات میں چھینٹے مارنے کے الفاظ آئے ہیں ان سے دھونا مراد ہے، احادیث مبارکہ اور لغت عرب میں لفظ دھونے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہی دوسری روایات اور قیاس کا تقاضہ بھی ہے۔

۳۶۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جو کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا ہو اور اس کے پاس دراہم ہوں جن پر قرآن کریم کی آیت کندہ ہو فرماتے ہیں ایسا کرنا برا ہے، فرمایا اگر وہ ہمیانی یا تھیلی میں بند ہوں تو بہتر ہے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اس پر عمل کرتے ہیں یہ مکروہ ہے کہ انسان انہیں ہاتھوں میں لئے ہو اور ان پر آیت لکھی ہو، یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت متواترہ کی بھی مخالفت ہوتی ہے اور غیر مسلموں سے مشابہت بھی اور ساتھ ہی جسم اور کپڑے ناپاک ہونے کا بھی ڈر رہتا ہے جو عذاب قبر کا ذریعہ بنتا ہے، اس لئے بیٹھ کر احتیاط سے پیشاب کرنا چاہیے اور اپنے جسم اور کپڑوں کو چھینٹوں سے بچانا چاہیے۔

پیشاب خانے میں قرآن کریم یا آیت لکھی ہوئی کسی چیز کو لیجانا مکروہ ہے اسے باہر رکھ دینا چاہیے الا یہ کہ وہ کسی تھیلے وغیرہ میں بند ہو تو جائز ہے۔

۳۷۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے اس شخص کے بارے میں جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے فرمایا:

أتى النبي صلى الله عليه وسلم إلى سباطة قوم ومعه أصحابه، ففحج ثم بال قائما، فقال بعض أصحابه: حتى رأينا أن تفحجه تنحية من البول.

باب الاستنجاء

۳۸۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أن المشركين على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم لقوا المسلمين فقالوا: نرى أن صاحبكم يعلمكم كيف تأتون

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ پہنچے آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے آپ نے دونوں ٹانگیں کشادہ کیں اور کھڑے کھڑے پیشاب کر دیا۔ بعض صحابہ نے فرمایا: آپ نے ٹانگیں اس لئے زیادہ پھیلائی تھیں کہ پیشاب کی چھینٹیں نہ پڑیں۔

(شرح) اوپر بتلایا جا چکا ہے کہ بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ ضرورت کی وجہ سے ایسا کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے گھٹنے یا کمر میں درد تھا۔ عذر کی وجہ سے آپ نے ایسا کیا اس لئے عذر کی وجہ سے ایسا کر سکتے ہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت بیٹھ کر پیشاب کرنے کی ہی تھی یہی طریقہ غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت سے بھی بچاتا ہے اور اس میں کپڑے اور جسم بھی چھینٹوں سے محفوظ رہتا ہے۔

استنجاء کا بیان

۳۸۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مشرکین مسلمانوں سے ملے اور ان سے کہا: ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تمہارا ساتھی تمہیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ تم بیت الخلاء کس طرح جایا کرو ان کا مقصد مذاق اڑانا تھا۔ مسلمانوں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے ان سے اس کی تفصیل پوچھی تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم قبلہ کی طرف شرمگاہ کر کے نہ بیٹھیں، اور دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کریں، ہڈی اور لید گوبر سے استنجاء نہ کریں اور یہ کہ ہم تین پتھروں سے استنجا

الخلاء يستهزؤن بهم. فقال المسلمون: نعم. فسألوهم فقالوا: أمرنا أن لا نستقبل القبلة بفروجنا، ولا نستنجي بأيماننا، ولا نستنجي بعظم ولا برجيع، وأن نستنجي بثلاثة أحجار.

کریں۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، استنجاء میں پانی سے دھونا ہمیں زیادہ پسند ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

اش! کافر مسلمانوں کا مذاق اڑانا چاہتے تھے لیکن مسلمانوں نے انہیں جواب دیا کہ یہ اس دین کا نقص اور خامی نہیں بلکہ یہ تو اس کا کمال اور جامعیت ہے کہ اس میں ہر پہلو کی نشاندہی کی گئی ہے ہر موضوع اور ہر چیز میں امت کے لئے ہدایت اور رہنمائی موجود ہے تم جس چیز کو ذریعہ تحقیر سمجھتے ہو وہ اس کے کامل و مکمل ہونے کی علامت ہے۔

بیت اللہ قبلہ محترم و مکرم ہے، اس کا احترام کرنا چاہیے، اس کی طرف منہ یا پیٹھ کرکے قضاء حاجت کرنا منع ہے، چنانچہ قضاء حاجت میں قبلہ کا خیال رکھنا چاہیے، دایاں ہاتھ کھانے پینے اور اچھے کاموں کے لئے ہے اسے استنجاء وغیرہ گندے کاموں میں استعمال کرنا مکروہ ہے، ہڈی جنوں کی غذا ہے اس سے استنجاء کرنا اسے ناپاک اور ان کے لئے ناقابل استعمال بنانا ہے جو منع ہے اور ساتھ ہی اس سے استنجاء کرنے میں عضو کے زخمی ہونے کا ڈر بھی ہے اور اس میں جذب کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی بلکہ چکنی ہوتی ہے اس لئے اس سے طہارت حاصل ہونا بھی مشکل ہوتا ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہیے، گوبر لید وغیرہ خود ناپاک چیزیں ہیں ان سے طہارت کیسے حاصل ہوگی اور یہ جنوں کے جانوروں کی غذا بھی ہے اس لئے اس سے روکا گیا ہے۔

استنجاء میں کتنے پتھروں کو استعمال کیا جائے گا؟ اس میں اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں تین پتھروں کا استعمال کرنا ضروری ہے یا تین گوشوں والا ایک پتھر ہو، لیکن حنفیہ کے یہاں تین پتھر استعمال کرنا مستحب ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دو پتھروں سے استنجاء کیا ہے اور تین پتھروں کے استعمال کو زیادہ بہتر قرار دیا ہے معلوم ہوا اس سے کم بھی استعمال کر سکتے ہیں اصل مقصود نجاست کا دور کرنا ہے اگر ایک پتھر سے نجاست دور ہو جائے تو استنجاء ہو جائے گا اور اگر تین پتھروں سے بھی نجاست دور نہ ہو تو اور پتھر استعمال کرنا ہوں گے، جس طرح پانی سے استنجاء کا حکم ہے اس میں بھی اگر تین مرتبہ دھونے سے نجاست دور نہ ہو تو اور دھوئے۔

قال محمد: وبه نأخذ، والغسل بالماء في الاستنجاء أحب إلينا، وهو قول أبي حنيفة.

⁂

باب مسح الوجه بعد الوضوء بالمنديل وقص الشارب

۳۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يتوضأ فيمسح وجهه بالثوب، قال: لا بأس. ثم قال: أرأيت لو اغتسل في ليلة باردة، أكان يقوم حتى يجف؟ قال محمد:

استنجاء کے لئے ہر اس چیز کو استعمال کر سکتے ہیں جس سے طہارت و صفائی کا حصول ہو جائے اور وہ قابل احترام نہ ہو، البتہ آج کل کے بیت الخلاؤں میں پتھر یا اس طرح کے ڈھیلے استعمال نہیں کرنا چاہیے جن سے ان کے بند ہونے کا خطرہ ہو۔ لکھنے کے کام آنے والے کاغذ کو استعمال کرنا منع ہے؛ اس مقصد کے لئے بنایا جانے والا کاغذ (ٹوائلٹ پیپر) استعمال کر سکتے ہیں یا اور ایسی چیز جس سے نجاست دور ہو اور نقش وغیرہ بنے نہ ہوں۔

وضوء کے بعد تولیہ یا رومال کا استعمال اور مونچھیں کاٹنے کا بیان

۳۹ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے اس شخص کے بارے میں جو وضوء کر کے کپڑے سے منہ پونچھ لے، یہ فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ پھر فرمایا: بتایئے اگر سردی کی رات میں غسل کرے تو کیا خشک ہونے تک کھڑا رہے گا؟ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور ہمارے خیال میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) وضوء کے بعد تولیہ یا رومال کے استعمال کو بعض حضرات نے ناپسند کیا ہے لیکن اکثر علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کپڑے سے منہ پونچھنے کو نقل کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے پاس ایک کپڑا تھا جس سے وضوء کے بعد اعضاء وضوء پونچھ لیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت میمونہ نے آپ کو منہ پونچھنے کے لئے رومال دیا تو آپ نے واپس کر دیا، اسے استعمال نہیں فرمایا۔ بہرحال اس کا استعمال درست ہے دونوں

وبه نأخذ، ولا نرى بذلك بأساً، وهو قول أبي حنيفة.

* * *

٤٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في الرجل يقص أظفاره أو يأخذ من شعره، قال: يمر عليه الماء. قال محمد: وسمعت أبا حنيفة يقول: ربما قصصت أظفاري وأخذت من شعري، ولم أمسه الماء حتى أصلي. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول الحسن البصري.

* * *

باب السواك

محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو علي عن تمام عن جعفر بن أبي طالب

طرح کی روایات موجود ہیں ممانعت کی بظاہر کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔

۴۰۔ ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو ناخن یا بال کاٹے کہ اس پر پانی پھیر لے۔ امام محمد نے فرمایا: میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سنا ہے فرمایا کرتے تھے: بسا اوقات میں نے اپنے ناخن اور بال کاٹے اور اس پر پانی بہائے بغیر نماز پڑھ لی۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ناخن اور بال کاٹنے کی وجہ سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ اس جگہ کو دھونا ضروری ہے البتہ بال وغیرہ کاٹنے یا ناخن کے اطراف نرم کرنے یا ان کے میل کچیل کو دور کرنے کے لئے دھویا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسواک کا بیان

۴۱۔ ... حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم میرے پاس زرد دانتوں کے ساتھ داخل

عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ما لي أراكم تدخلون علي قلحا، استاكوا، ولولا أن أشق على أمتي لأمرتهم أن يستاكوا عند كل صلاة. قال محمد: والسواك عندنا من السنة ولا ينبغي أن يترك.

☆☆☆☆

۴۲ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يستاك المحرم من الرجال

ہوتے ہو؟ مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر مشقت و تکلیف کا ڈر نہ ہوتا تو میں انہیں نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ امام محمد نے فرمایا: مسواک کرنا ہمارے یہاں سنت ہے، اسے چھوڑنا نہیں چاہیے

۴۲۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: مرد اور عورت حالت احرام میں بھی مسواک کریں گے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

(ف) مسواک سنت مؤکدہ ہے، صاحب ہدایہ نے اس کے مستحب ہونے کو صحیح قرار دیا ہے، مسواک پیلو کے درخت کی ہو تو زیادہ بہتر ہے ورنہ دوسرے درختوں کی بھی استعمال کر سکتے ہیں، مسواک چھنگلی کے برابر موٹی اور ایک بالشت کے برابر لمبی ہونا چاہیے، مسواک دانتوں کے آگے و پیچھے دونوں طرف پر دانتوں کے عرض میں کی جائے گی اور دائیں طرف سے ابتداء ہوگی، اگر مسواک نہ ملے تو داہنے ہاتھ کی انگلی یا موٹے کپڑے سے دانت رگڑ لے۔

مسواک کے بے شمار فوائد وارد ہوئے ہیں، جن میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ یاد دلاتی ہے، جو نماز مسواک سے وضو کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے ستر گنا زیادہ بہتر ہوتی ہے جو بغیر مسواک کے پڑھی جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت کثرت سے مسواک کیا کرتے تھے، حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر ملاقات پر مسواک کا حکم دیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے علاوہ سونے اور سونے سے اٹھتے وقت بھی مسواک کیا کرتے تھے، انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، منہ کو صاف کرتی ہے، اللہ جل شانہ کو راضی و خوش کرتی ہے۔

مسواک وضو کے ساتھ ہوگی یا وضو، اور نماز کے لئے کھڑے ہونے کے وقت بھی؟ امام شافعی دونوں مقام پر فرماتے ہیں، حنفیہ کے یہاں چونکہ دانت صاف کرتی ہے اسی لئے وضو میں کی جائے گی اور ویسے بھی نماز کے وقت کرنے میں اس کا خطرہ ہے کہ دانت سے خون نکل کر وضو

والسنة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

باب وضوء المرأة ومسح الخمار

۴۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: تمسح المرأة على رأسها على الشعر، ولا يجزئها أن تمسح على خمارها. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

* * *

۴۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: لا يجزئ المرأة أن تمسح صدغيها حتى تمسح رأسها كما يمسح الرجل. قال محمد: وأما نحن فنقول: إذا مسحت موضع الشعر فمسحت منه قدر ثلث أصابع أجزأها، وأحب إلينا

دانت ٹوٹ جائے اس لئے وضو کے وقت کرنا چاہیے، روزہ دار کو بھی مسواک کرنا چاہیے۔ عورتوں اور مردوں دونوں کو مسواک کرنا چاہیے۔

عورت کے وضوء اور دوپٹہ پر مسح کا بیان

۴۳ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے فرمایا: عورت سر کے بالوں پر مسح کرے گی اور صرف دوپٹہ پر مسح کرنا کافی نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اس کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۴ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: عورت کے لئے کنپٹیوں پر مسح کرنا کافی نہیں ہے جب تک سر پر اس طرح مسح نہ کرے جس طرح مرد کرتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم یہ کہتے ہیں: اگر عورت نے بالوں کی جگہ پر مسح کیا اور تین انگلیوں کی مقدار بالوں پر مسح کر لیا تو فرض ادا ہو جائے گا البتہ ہمیں پسند یہ ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح مسح کرے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) پورے سر کا مسح امام مالک کے یہاں فرض ہے، امام شافعی کے یہاں چند بالوں پر مسح کرنے

toobaa-elibrary

أن تمسح كما يمسح الرجل، وهو قول أبي حنيفة ۔

☆☆☆☆☆

باب الغسل من الجنابة

۴۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها قالت: إذا التقى الختانان وجب الغسل. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة ۔

☆☆☆☆☆

۴۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو إسحاق السبيعي عن الأسود بن يزيد عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصيب من أهله من أول الليل، فينام ولا يصيب ماء، فإن استيقظ من آخر الليل عاد واغتسل. قال محمد: وبه نأخذ، لا بأس إذا أصاب الرجل أهله أن ينام قبل أن يغتسل أو يتوضأ، وهو قول أبي حنيفة ۔

ے طریقۂ مسح ادا ہو جائے گا، ہاں یہ یاد رہے چوتھائی سر کا مسح فرض ہے، پورے سر کا مسح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

غسلِ جنابت کا بیان

۴۵ - ... ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا: دونوں ختنے کی جگہ مل جائیں تو غسل واجب ہو گیا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۶ - ... ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی ابتدا میں اپنی اہل سے صحبت کرتے پھر سو جاتے اور پانی کو ہاتھ بھی نہ لگاتے تھے پھر اگر آخر شب میں جاگ جاتے تو پھر دوبارہ صحبت کرتے اور غسل کر لیتے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے تو غسل یا وضو کرنے سے پہلے سو سکتا ہے، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۷ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حرب بن عبد الله عن الشعبي عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه قال: يوجب الصداق، ويهدم الطلاق، ويوجب العدة، ولا يوجب صاعا من ماء. قال محمد: إذا التقى الختانان وجب الغسل، أنزل أو لم ينزل، وهو قول أبي حنيفة.

---

۴۷ ۔ ۔ ۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ (یعنی سپاری) کا عورت کی شرمگاہ میں داخل ہونا، مہر کو واجب کرتا، طلاق کو ختم کر دیتا، عدت کو واجب کرتا ہے لیکن ایک صاع پانی (یعنی غسل جنابت) کو واجب نہیں کرتا ۔ ۔ ۔ امام محمد نے فرمایا: جب دونوں (مرد و عورت) کی ختنے کی جگہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہو یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) اس پر اتفاق ہے کہ مرد کے عضو مخصوص کے اگلے حصہ سپاری کی مقدار جب عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو مرد و عورت دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہوا ہو، اس لئے کہ اس طرح صحبت کرنا انزال کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے عضو مخصوص کے دخول کو وجوب غسل کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

ہم بستری کے بعد فوراً غسل کرنا ضروری نہیں ہے اگر انسان کچھ کھانا پینا یا سونا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ پہلے وضو کر لے پھر کھائے پئے یا سوئے ویسے بلا وضو کئے بھی یہ کام جائز ہیں بہتر اور افضل یہ ہے کہ بلا وضو کئے نہ کھائے پئے نہ سوئے ایک مرتبہ ہم بستری کرنے کے بعد دوبارہ ہم بستری کرنا ہو تو بلا غسل کئے ہم بستری کر سکتے ہیں البتہ دونوں جماعوں کے درمیان وضو کر لینا زیادہ بہتر ہے، عضو مخصوص کو دوبارہ ہم بستری سے پہلے دھو لینا چاہئے۔

جماع میں اگر انزال نہ ہو تو شروع دور میں بعض حضرات اس سے غسل کو واجب قرار نہیں دیتے تھے لیکن بعد میں اس پر سب کا اتفاق ہو گیا کہ اس سے بھی غسل واجب ہو جاتا ہے اس لئے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں تعجب ہے کہ اس طرح عضو مخصوص کا عورت کی شرمگاہ میں داخل ہونا کہ انزال نہ ہو تو یہ عورت کے مہر کو واجب کر دیتا ہے۔ اگر طلاق دی ہو تو اس سے عورت سے رجوع ثابت اور عدت واجب ہو جاتی ہے یہ سب احکام اس صحبت پر لازم ہو جاتے ہیں لیکن غسل واجب نہیں ہوتا یہ عجیب بات ہے۔

باب غسل الرجل والمرأة من إناء واحد

۴۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغتسل هو وبعض أزواجه من إناء واحد، يتنازعان الغسل جميعاً. قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى بأساً بغسل المرأة مع الرجل، بدأت أو بدأ قبلها، وهو قول أبي حنيفة.

مرد و عورت دونوں کا ایک برتن سے غسل جنابت کرنا

۴۸۔ ...... ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بعض ازواج مطہرات ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور دونوں ایک دوسرے سے پہلے غسل کرنے میں تنازع کرتے تھے۔ امام محمدؒ نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ہمارے یہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ عورت مرد کے ساتھ غسل کرے خواہ عورت پہلے غسل کرے یا مرد عورت سے قبل غسل کرے یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

(ف) بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کے استعمال سے بچے ہوئے پانی کا مرد کیلئے استعمال کرنا مکروہ ہے لیکن حنفیہ کے یہاں جس طرح عورت مرد کے استعمال سے بچے ہوئے پانی کو استعمال کر سکتی ہے اس طرح مرد بھی عورت کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کر سکتا ہے الا یہ کہ عورت غیر محتاط ہو پاکی ناپاکی کا خیال نہ کرتی ہو تو پھر اس کے بچے ہوئے پانی میں احتیاط برتنا چاہیے، یعنی عورت کے بقیہ کو استعمال کرنے سے بھی بچنا چاہیے۔

مرد و عورت اگر دونوں ایک برتن سے ایک ساتھ وضو کریں تو سب کے نزدیک اس پانی کا وضو کے لئے استعمال بالاتفاق درست ہے۔

بعض حضرات نے عورت کے بچے پانی سے مرد کے وضو کرنے اور مرد کے بچے پانی سے عورت کے وضو کرنے کو مکروہ کہا ہے لیکن حنفیہ کے یہاں دونوں ایک دوسرے کے بقیہ سے وضو کر سکتے ہیں۔

باب غسل المستحاضة والحائض

٤٩ - محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في المستحاضة إنها تترك الظهر حتى إذا كان في آخر الوقت اغتسلت وصلت الظهر، ثم صلت العصر، ثم تمكث حتى إذا دخل وقت المغرب تركت الصلوة حتى إذا كان آخر وقتها اغتسلت، وصلت المغرب والعشاء، حتى تفرغ. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكنا نأخذ بالحديث الآخر، إنها تتوضأ لكل وقت صلوة، وتصلي في الوقت الآخر، وليس عليها عندنا إلا غسل واحد، حتى تمضي أيام أقرائها، وهو قول أبي حنيفة.

٥٠ - محمد قال، أخبرنا أيوب بن عتبة قاضي اليمامة عن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه أن أم حبيبة بنت أبي سفيان رضي الله عنها

حیض اور استحاضہ والی عورت کے غسل کا بیان

۴۹ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے استحاضہ والی عورت کے بارے میں فرمایا وہ ظہر کی نماز آخری وقت تک مؤخر کرے گی جب ظہر کا آخری وقت ہو جائے تو غسل کرکے ظہر کی نماز پڑھے، پھر عصر کی نماز پڑھے گی، پھر رکی رہے یہاں تک کہ جب مغرب کا وقت داخل ہو جائے تو نماز مؤخر کرے جب مغرب کا آخری وقت ہو جائے تو غسل کرکے مغرب پڑھے پھر عشاء پڑھے گی یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جائے امام محمد نے فرمایا: ہم اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ ہم دوسری حدیث پر عمل کرتے ہیں کہ مستحاضہ ہر نماز کے وقت کے لئے وضوء کرے گی اور اخیر وقت میں نماز پڑھے گی، ہمارے یہاں اس پر ایام حیض گزرنے پر صرف ایک مرتبہ غسل واجب ہوگا، یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

۵۰ - ... حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ والی عورت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب اس کے ایام حیض گزر جائیں تو ایک مرتبہ غسل کرے گی پھر ہر نماز کے لئے وضوء کرے گی اور وہ نماز پڑھے گی، امام محمد نے فرمایا: ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

باب النفساء والحبلى ترى الدم

٥١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: النفساء إذا لم يكن لها وقت قعدت وقت أيام نسائها. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكنها تنتظر ما بينها وبين أربعين يوماً، فإن زادت على ذلك اغتسلت وتوضأت لكل وقت صلاة وصلت. وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

نفاس والی اور ایسی حاملہ کا بیان جس کو خون آ جائے

۵۱ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر نفاس والی عورت کا وقتِ نفاس متعین نہ ہو تو اس کی رشتہ دار عورتوں کے ایامِ نفاس سے اس کا وقت مقرر کیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ ایسی عورت چالیس دن تک نفاس والی شمار ہوگی، اگر خون چالیس دن سے زیادہ آئے تو غسل کرے گی اور پھر ہر نماز کے وقت وضوء کر کے نماز پڑھے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے۔

(تشریح) نفاس اس خون کو کہا جاتا ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد رحم سے آتا ہے، نفاس کی کم سے کم کوئی مدت متعین و مقرر نہیں چند ساعت اگرچہ قلیل ہو سکتی ہے۔ حیض میں کم از کم تین دن کی مدت اس لئے مقرر کی گئی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ خون رحم سے آ رہا ہے یا کسی رگ وغیرہ سے، اگر تین دن تک آتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رحم کا خون ہے اور حیض ہے لیکن نفاس میں اس کی ضرورت نہیں اس لئے کہ بچہ کا پیدا ہونا رحم کے منہ کھلنے کی علامت ہے اور بچہ کے بعد آنے والا خون رحم ہی کا ہوتا ہے لہٰذا اقل مدت متعین کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ یہ حکم نماز روزہ کے بارے میں ہے۔ نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام سلمہ، ابن عمر، ابوہریرہ، عائشہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہم نے یہی نقل کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں اکثر مدت نفاس ساٹھ دن اور امام مالک رحمہ اللہ کے یہاں ستر دن۔

نفاس والی عورت کو چالیس دن کے اندر جو خون آئے گا وہ نفاس کا شمار ہوگا اگر اس سے قبل بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھے گی ایسی صورت میں نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے لیکن اگر خون بند نہیں ہو تو چالیس دن تک نفاس شمار ہوگا نماز معاف اور روزہ بعد میں قضا رکھے گی۔ اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آتا رہا تو چالیس دن نفاس کے اور باقی استحاضہ ہوگا چالیس دن گذرنے کے بعد غسل کر کے ہر نماز کے وقت وضوء کر کے نماز ادا کرے گی اور رمضان کے مہینے میں روزے بھی رکھے گی۔

۵۵۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا رأت الحبلى الدم فليست بحائض، فلتغتسل ولتصم، وليأتها زوجها، وتصنع ما تصنع الطاهر، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

۵۶۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الحبلى تصلي أبدًا ما لم تضع وإن رأت الدم، لأن الحبل لا يكون حيضًا، وإن أوصت وهي تطلق ثم ماتت فوصيتها من الثلث. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

۵۵۔ ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر حاملہ عورت کو خون آجائے تو یہ حیض شمار نہیں ہوگا، اسے نماز بھی پڑھنا چاہیے اور روزہ بھی رکھنا چاہیے اور اس کا شوہر اس سے ہمبستری بھی کر سکتا ہے اور جو کام پاک عورت کرتی ہے وہ بھی کرے گی، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۵۶۔ ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: حاملہ اس وقت تک نماز پڑھتی رہے گی جب تک وضع حمل نہ ہو جائے خواہ اسے خون کیوں نہ آئے اس لئے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا، اور اگر درد زہ کی حالت میں اس نے وصیت کی پھر اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی وصیت تہائی میں نافذ ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی سب پر عمل کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) حاملہ کو ایام حمل میں یا ولادت کے وقت بچہ پیدا ہونے سے قبل جو خون آتا ہے وہ استحاضہ ہوتا ہے اس لئے کہ حاملہ کو حیض نہیں آیا کرتا کیونکہ حمل کی وجہ سے رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے اور حیض و نفاس رحم سے آتا ہے اس کے برخلاف استحاضہ رگ وغیرہ سے آتا ہے۔ ایام حمل میں اگر کسی عورت کو خون آنے لگے تو اس سے نماز روزہ ساقط نہ ہوگا نماز بھی پڑھے روزہ بھی رکھے، وطی بھی جائز ہوگی، اور درد زہ جب شدید ہوتا ہے وضع حمل کے موقع پر عورت جانکنی کے عالم میں ہوتی ہے ایسے موقع پر اگر عورت کوئی وصیت کرتی ہے اور وضع حمل کے دوران اس کا انتقال ہو جائے تو تہائی مال میں وصیت جاری ہوتی ہے۔

◆

باب المرأة ترى في المنام ما يرى الرجل

٥٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أن أم سليم بنت ملحان رضي الله عنها أتت النبي صلى الله عليه وسلم تسأله عن المرأة ترى في المنام ما يرى الرجل فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا رأت المرأة منكن ما يرى الرجل فلتغتسل. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

عورت کا مرد کی طرح خواب (احتلام) دیکھنا

٥٧ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عورت کے بارے میں دریافت کرنے آئیں کہ اگر وہ مرد کی طرح خواب (احتلام) نظر آئے تو کیا کرے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی عورت اسی طرح خواب دیکھے جس طرح مرد دیکھتا ہے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی پر عمل پیرا ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے۔

(شرح) مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کو کسی وجہ سے خواب میں انزال ہو جائے تو عورت پر غسل واجب ہے جس طرح احتلام کی صورت میں مرد پر غسل واجب ہوتا ہے لیکن اگر عورت خواب دیکھے اور انزال نہ ہو تو اس صورت میں مرد کی طرح اس پر بھی غسل واجب نہیں ہوگا البتہ بہتر یہ ہے اس صورت میں غسل کرے گی اس لئے کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ انزال ہوا ہو لیکن اس کا پانی دوبارہ اندر واپس چلا گیا ہو اور اسے خبر نہ ہوئی ہو، مرد کے انزال کی صورت میں منی کا واپس لوٹنا مخرج کی تنگی کے تنگ ہونے کی وجہ سے ناممکن ہوتا ہے اس لئے وہاں یہ حکم نہیں ہے۔

.com

باب الأذان

۵۸ - محمد قال: أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: لا بأس بأن يؤذن المؤذن وهو على غير وضوء. قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى بذلك بأساً، ونكره أن يؤذن جنباً، وهو قول أبي حنيفة.

۵۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أنه قال في المؤذن يتكلم في أذانه قال: لا آمره ولا أنهاه. قال محمد: وأما نحن، فنرى أن لا يفعل، وإن فعل لم ينقض ذلك أذانه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اذان کا بیان

۵۸ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے فرمایا: مؤذن بلا وضوء اذان دے سکتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، بلا وضوء اذان دینے میں کوئی حرج نہیں البتہ جنابت کی حالت میں اذان دینا مکروہ ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اذان کے لئے وضوء کرنا مستحب اور بہتر ہے لیکن وضوء ضروری نہیں اس لئے کہ جب قرآن کریم جو اس سے افضل و اولیٰ ہے اسے بلا وضوء ہاتھ لگائے بغیر پڑھ سکتے ہیں تو اذان بطریق اولیٰ بغیر وضوء دے سکتے ہیں۔ البتہ اقامت بغیر وضوء کے نہیں کہنا چاہیے اس لئے کہ وہ دوسروں کو نماز کھڑی ہونے کی اطلاع دے کر خود اسے چھوڑ کر وضوء کے لئے جاتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے تکبیر اولیٰ بھی فوت ہو جائے گی جو عظیم ثواب سے محرومی کا ذریعہ ہے۔ لیکن جنابت کی حالت میں اذان دینا منع ہے۔

۵۹ - ... مؤذن اگر اذان کے دوران بات کرے تو اس کے بارے میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: نہ تو میں بات کرنے کا حکم دوں گا نہ اس سے روکوں گا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم سمجھتے ہیں کہ اسے بات نہیں کرنا چاہیے اور اگر بات کرلی تو اس سے اذان میں نقصان نہیں آئے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اذان کے دوران بات نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر کسی نے بات کرلی تو اس کی وجہ سے اذان فاسد نہیں ہوگی نہ اس کے اعادہ کا حکم دیا جائے گا۔

۶۰ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: سألته عن التثويب، قال: هو مما أحدثه الناس، وهو حسن مما أحدثوا، وذكر أن تثويبهم كان حين يفرغ المؤذن من أذانه: "الصلوة خير من النوم". قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

۶۱ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كان آخر أذان بلال رضي الله عنه: الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله، قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة.

۶۲ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الأذان والإقامة مثنى.

۶۰ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے حضرت حماد نے تثویب کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: یہ لوگوں کی ایجاد کردہ ہے، لوگوں کی ایجاد کردہ چیزوں میں سے یہ اچھی چیز ہے، اور یہ ذکر کیا کہ ان کی تثویب اس طرح ہوتی تھی کہ جب مؤذن اذان دے چکتا تھا تو "الصلاۃ خیر من النوم" "نماز سونے سے بہتر ہے" کہا کرتا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) تثویب کے معنی ہیں اذان کے بعد کسی دوسرے ڈھنگ سے لوگوں کو نماز کی دعوت دینا، فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ الصلاۃ خیر من النوم کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ثابت ہے، وہ وقت چونکہ غفلت اور نیند کا ہوتا ہے اس لئے اسے سنت قرار دیا گیا، اور نمازوں میں دوبارہ اطلاع دینا بعض حضرات کے یہاں بلا کراہت درست ہے، بعض حضرات اس سے منع کرتے ہیں، اس لئے کہ اس سے اذان کی اہمیت کم ہوتی ہے، بعض حضرات نے قاضی و مفتی اور امور مسلمین میں مشغول رہنے والوں کے لئے اس کی اجازت دی ہے اور عوام کے لئے اس سے منع کیا ہے۔

۶۱ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ پر ختم ہوتی تھی۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۶۲ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اذان اور اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) پانچوں نمازوں کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے، بعض حضرات وجوب کے قائل ہیں، حنفیہ کے یہاں اذان کے کلمات پندرہ اور اقامت کے سترہ ہیں، پندرہ اذان والے اور دو مرتبہ قد قامت الصلاۃ، امام شافعی و احمد کے یہاں گیارہ کلمات ہیں، ان کے یہاں کلمات اقامت ایک ایک مرتبہ کہے

قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا طلحة بن مصرف عن إبراهيم قال: إذا قال المؤذن: «حي على الفلاح»، فإنه ينبغي للقوم أن يقوموا فيصفوا، فإذا قال المؤذن: «قد قامت الصلاة» كبر الإمام. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وإن كف الإمام حتى يفرغ المؤذن من إقامته، ثم كبر، فلا بأس به أيضا، كل ذلك حسن.

جائیں گے اور صرف اللہ اکبر اور قد قامت الصلاۃ، کے کلمات دو دو مرتبہ کہے جائیں گے، یہ حضرات انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں اور حنفیہ حضرت ابو محذورہ اور حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما کی اقامت سے جس میں سترہ کلمات مذکور ہیں، اذان میں اشہد أن لا الہ الا اللہ، اشہد أن محمدا رسول اللہ دو دو مرتبہ کہا جائے گا، امام مالک و شافعی کے یہاں ان کلمات کو چار مرتبہ کہیں گے دو مرتبہ آہستہ سے دو مرتبہ بلند آواز سے، یہ حضرات ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں اور احناف اور حنابلہ حضرت عبد اللہ بن زید اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کی اذان سے، آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے نے جو اذان دی تھی وہ بھی دو دو مرتبہ تھی۔

۶۳ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب حی علی الفلاح کہے تو لوگوں کو کھڑے ہو کر صفیں درست کر لینا چاہیے، اور جب قد قامت الصلاۃ کہے تو امام کو اللہ اکبر کہہ دینا چاہیے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ امام اگر تکبیر تحریمہ سے رکا رہے تکبیر ختم ہونے کے بعد اللہ اکبر کہے تب بھی کوئی حرج نہیں، دونوں طرح ٹھیک ہے۔

(ش) اس کا مطلب یہ نہیں کہ مقتدیوں کو اس سے پہلے کھڑے نہیں ہونا چاہیے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے کوئی شخص پہلے کھڑا نہیں ہو سکا ہے تو اب فوری کھڑے ہو جانا چاہیے جیسا کہ طحطاوی شرح در مختار میں ہے، بعض حضرات کے یہاں جو طریقہ ہے کہ امام مصلی پر پہنچ جاتا ہے مقتدی پیچھے بیٹھے رہتے ہیں حی علی الصلاۃ پر سب کھڑے ہوتے ہیں، اسے ضروری سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، صفیں سیدھی کرنے کا نہایت شدت سے حکم دیا گیا ہے، حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہونے کی صورت میں صفیں درست نہیں ہو پاتیں، اس لئے شروع سے کھڑے ہو کر صفیں درست کرنا چاہیے، اگر کوئی شخص بیمار یا ضعیف یا صاحب عذر ہو تو وہ حی علی الصلاۃ تک بیٹھ سکتا ہے، یہ بیٹھنے کی انتہا ہے اس کے بعد اسے بھی کھڑے ہو جانا چاہیے۔

٦٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس على النساء أذان ولا إقامة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمة الله عليه.

باب مواقيت الصلاة

٦٥ - محمد قال: ثنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن رجلاً أتى النبي صلى الله عليه وسلم يسأله عن وقت الصلاة، فأمره أن يحضر الصلوات مع رسول الله صلى الله عليه وسلم

---

٦٤ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: عورتوں پر اذان و اقامت نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اذان و اقامت زور سے کہی جاتی ہے جس کے ذریعے دوسروں کو نماز کی دعوت دی جاتی ہے اور عورتوں کو آواز پست رکھنے کا حکم ہے، ان کی آواز سے فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے عورت نہ اذان کہے گی نہ اقامت کہے گی، نہ مردوں کی امامت کر سکتی ہے۔

نماز کے اوقات کا بیان

٦٥ - ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نماز کے اوقات دریافت کرنے آئے، آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازوں میں شریک ہوں، پھر حضرت بلال کو حکم دیا کہ اذان و اقامت اول وقت میں کہیں، پھر دوسرے دن حکم دیا کہ تمام نمازوں کو مؤخر کریں پھر فرمایا: نماز کے اوقات پوچھنے والے صاحب کہاں ہیں؟ ان دو وقتوں کے درمیان نماز کا وقت ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور ہمارے یہاں مغرب وغیرہ سب برابر ہیں البتہ سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کے مؤخر کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں، اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) پانچوں وقت کی نماز کی ایک ابتدا ہے ایک انتہا، ان دونوں کے درمیان نماز پڑھ سکتے ہیں، البتہ مغرب سب کے یہاں اول وقت میں پڑھنا چاہیے، اس کا مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوع شمس پر اس کی انتہا ہو جاتی ہے۔ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور ہر چیز کے سایہ اصلی کو چھوڑ کر سایہ کے دو مثل ہونے تک اس کا وقت رہتا ہے۔ امام ابو حنیفہ

ثم أمر جبريل أن يبكر بالصلوات، ثم أمره في اليوم الثاني فأخر الصلوات كلها ثم قال: أين السائل عن وقت الصلاة؟ ما بين هذين وقت. قال محمد: وبه نأخذ، والمغرب وقتها واحد في هذا سواء إلا أنا نكره تأخيرها إذا غابت الشمس وهو قول أبي حنيفة.

امام محمد اور شافعی کے یہاں سایہ ایک مثل ہونے پر وقت ظہر ختم ہو جاتا ہے۔ عصر کا وقت حنفیہ کے یہاں دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے اور امام شافعی اور امام ابو یوسف و امام محمد کے یہاں ایک مثل کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا وقت غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ اتنا مؤخر نہیں کرنا چاہیے کہ دھوپ ڈھلنے لگے۔ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور شفق کے غائب ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ امام شافعی کے یہاں وقت مغرب نہایت مختصر رہتا ہے کہ استنجا وضو کر کے اذان و اقامت کے بعد پانچ رکعات پڑھ لیں۔

عشاء کا وقت شفق کے چھپنے پر شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔ امام شافعی تہائی رات ختم ہونے تک اس کا وقت بتلاتے ہیں لیکن یہ اس حدیث کے خلاف ہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ عشاء کا وقت طلوع صبح صادق تک رہتا ہے۔

فجر کی جماعت کا مستحب وقت اجالے میں پڑھنا ہے۔ امام شافعی اور احمد اندھیرے میں پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ اگر کسی جگہ کے لوگ اندھیرے میں زیادہ تعداد میں شریک ہو سکتے ہوں یا رمضان کی طرح اس وقت جاگتے ہوں تو حنفیہ کے یہاں بھی اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ عام حالات میں اجالا کر کے پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں یہ حدیث میں بھی آیا ہے اور اس میں لوگوں پر وسعت بھی ہے جماعت کی تکثیر بھی۔

ظہر کی نماز گرمیوں میں تاخیر سے پڑھنا افضل ہے اور سردیوں میں جلدی۔ عصر کو ذرا مؤخر کر کے پڑھنا افضل ہے بشرطیکہ سورج کی تیزی میں کمی نہ آئے۔ مغرب ہر موسم میں جلدی پڑھنا چاہیے۔ اور عشاء کو ذرا مؤخر کر کے پڑھنا چاہیے لیکن تہائی رات گزرنے سے پہلے پہلے۔ اگر کوئی شخص رات کو تہجد میں اٹھنے کا عادی ہے تو اسے وتر کو تہجد کے ساتھ پڑھنا چاہیے افضل یہی ہے ورنہ عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھ کر سوئے۔

۶۶ - محمد ، قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: أبردوا بالظهر من فيح جهنم. قال محمد: نؤخر الظهر في الصيف حتى تبرد ، ونصلي في الشتاء حين تزول الشمس ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

۶۷ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: نظر ابن مسعود رضي الله عنه إلى الشمس حين غربت فقال: هذا حين ذلك .

باب الغسل يوم الجمعة والعيدين

۶۸ - قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الغسل يوم الجمعة قال: إن غسلت فهو حسن ، وإن تركته فحسن .

۶۶ - ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جہنم کی لپٹ (سخت گرمی) میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو ۔ امام محمدؒ نے فرمایا گرمی میں ظہر کو مؤخر کر کے ٹھنڈے وقت میں پڑھا جائے گا اور سردی میں زوال کے بعد جلدی کر سکتے ہیں ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے ۔

۶۷ - ... حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے غروب کے وقت سورج کو دیکھا اور فرمایا یہ غروب کا وقت ہے ۔

تشریح: یعنی سورج ڈوبتے ہی مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے مغرب کو سورج ڈوبنے کے بعد جلدی پڑھ لینا چاہیے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

أقم الصلاة لدلوك الشمس (بنی اسرائیل ۷۸) نماز ادا کیجئے آفتاب ڈھلنے کے بعد سے ۔

یعنی مغرب کی نماز سورج ڈوبتے ہی پڑھ لیا کرو ۔

جمعہ اور عیدین کے غسل کا بیان

۶۸ - ... حضرت ابراہیمؒ سے جمعے کے غسل کے بارے میں مروی ہے فرمایا: اگر آپ غسل کر لیں تو ٹھیک ہے اور اگر نہ کریں تب بھی ٹھیک ہے ۔

۶۹ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال رأيت إبراهيم يخرج إلى العيدين ولا يغتسل قال محمد: إذا اغتسلت في الجمعة والعيدين فهو أفضل، وإن تركته فلا بأس.

۷۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: قد كنا نأتي العيدين وما نغتسل وقال إن اغتسلت فحسن.

۷۱ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا أبان عن أبي نضرة عن جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من اغتسل يوم الجمعة فهو أحسن ومن لم يغتسل فبها ونعمت. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

---

۶۹ - ... حضرت حماد نے فرمایا: میں نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ عیدین کے لئے غسل نہ کرتے تھے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ اگر جمعہ اور عیدین میں غسل کر لیں تو بہتر ہے اور اگر نہ کریں تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

۷۰ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: ہم عیدین کے لئے بغیر غسل کئے آیا کرتے تھے اور فرمایا: آپ اگر غسل کر لیں تو بہتر ہے۔

۷۱ - ... حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے غسل نہیں کیا تب بھی ٹھیک اور اچھا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے۔

(ف) بعض حضرات جمعہ کے لئے غسل کے وجوب کے قائل ہیں، لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں سنت ہے۔ جمعہ کا غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر مسجد جانا چاہئے تاکہ ایسے مبارک اجتماع میں کسی کو آپ کے پسینہ کی بدبو سے تکلیف نہ ہو، لیکن اگر کوئی شخص صرف وضو پر اکتفا کرے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں، دونوں جائز ہیں۔

جمعہ کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، اول وقت میں جانے کی کوشش کریں، جمعہ کے دن زوال کے بعد صلوٰۃ التسبیح پڑھ لیا کریں، امام جب خطبہ دینا شروع کر دیتا ہے اس وقت فرشتے صحیفوں کو لپیٹ کر ذکر الٰہی سننے بیٹھ جاتے ہیں، اس کے بعد آنے والوں کا جمعہ تو ہو جاتا ہے لیکن ان کا نام اس رجسٹر میں نہیں لکھا جاتا جس میں خطبہ سے پہلے آنے والے خوش نصیبوں کا نام لکھا جاتا ہے۔ خطبہ کے دوران بات چیت، تلاوت وغیرہ نہیں کرنا چاہئے، ادب سے بیٹھیں غور سے خطبہ سنیں اور اس پر عمل کی کوشش کریں۔

باب افتتاح الصلاة ورفع الأيدي والسجود على العمامة

۷۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن ركبًا من أهل البصرة أتوا عمر بن الخطاب رضي الله عنه لم يأتوه إلا ليسألوه عن افتتاح الصلوة، قال: فقام عمر رضي الله عنه فافتتح الصلوة وهم خلفه ثم جهر فقال: سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك.

قال محمد: وبهذا نأخذ في افتتاح الصلوة ولكنا لا نرى أن يجهر بذلك الإمام ولا من خلفه، وإنما جهر بذلك عمر رضي الله عنه ليعلمهم ما سألوه عنه.

۷۳ - وكذلك بلغنا عن إبراهيم أنه قال: لا ترفع يديك في شيء من صلاتك بعد المرة الأولى.

نماز شروع کرنے، ہاتھوں کے اٹھانے اور عمامہ پر سجدہ کا بیان

۷۲ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ اہل بصرہ کے چند آدمی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس نماز شروع کرنے کی کیفیت پوچھنے آئے۔ فرمایا: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، نماز شروع کی وہ لوگ ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمر نے بلند آواز سے سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک پڑھا۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہم نماز کی ابتدا میں یہی پڑھنے کو کہتے ہیں البتہ اسے امام اور مقتدیوں کو بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہیے۔ حضرت عمر نے اسے بلند آواز سے پڑھا تھا تاکہ انہیں اس کی تعلیم دیں جس کے بارے میں انہوں نے سوال کیا تھا۔

۷۳ - ... اسی طرح ہمیں حضرت ابراہیم سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کے علاوہ کسی اور مقام پر نماز میں ہاتھ نہ اٹھانا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) نماز کی نیت باندھنے کے بعد ثناء (یعنی سبحانک اللہم ...) پڑھنا چاہیے یہی امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا مذہب ہے، لیکن اگر مقتدی امام کے قرأت شروع کرنے کے بعد نیت باندھے تو وہ ثناء نہیں پڑھے گا بلکہ خاموشی سے امام کی قرأت سنے گا۔ اگر امام کو رکوع میں پائے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلا جائے

قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: من لم يكبر حين يفتتح الصلاة فليس في صلاة. قال محمد: وبه نأخذ إلا أن يكون حين كبر تكبيرة الركوع كبرها.

ثنا نہ پڑھے لیکن اگر امام سجدہ میں ہو تو قرینہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر ثنا پڑھ کر امام کے ساتھ سجدہ میں شریک ہو۔ امام محمد، امام مالک اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ثنا، اور وجہت وجهي للذي فطر السماوات الخ دونوں پڑھے۔

اس کے علاوہ بعض اور دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئی ہیں۔ احناف کے یہاں انہیں نوافل میں پڑھ سکتے ہیں۔ زور سے صرف قرآن کریم پڑھا جاتا ہے اور دعائیں آہستہ پڑھی جائیں گی۔ وہ حضرات چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس دعا کو جاننا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے انہیں تعلیم کے لئے زور سے پڑھا تھا۔

تکبیر تحریمہ کے وقت حنفیہ کے یہاں صرف اسی میں کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ امام شافعی رکوع میں جاتے اور اس سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کے قائل ہیں۔ حنفیہ نے ان احادیث کو ترجیح دی ہے جن سے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ثابت ہوتا ہے۔ یہی امام مالک رحمہ اللہ کا بھی مذہب ہے جیسا کہ مدونہ کبریٰ میں مذکور ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کے یہاں تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ چھوڑنا افضل ہے باقی ائمہ ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ ہاتھ کہاں باندھے جائیں گے؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں ناف کے نیچے باندھنا اقرب الی التواضع والخشوع ہے۔ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کی ہتھیلی پر رکھے انگوٹھے اور چھنگلی سے حلقہ بنا کر پہنچے کو پکڑے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں سینہ پر ہاتھ رکھنا اولیٰ ہے۔

۷۴ ۔ ۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا جس نے نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر نہیں کہا اس کی نماز نہیں ہوگی امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں الا یہ کہ وہ رکوع کے وقت سیدھا کھڑا ہو کر نماز شروع کرنے کے لئے اللہ اکبر کہے تو تکبیر کافی ہو جائے گی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: تکبیر تحریمہ فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں صحت صلوٰۃ کے لئے شرط ہے۔ اگر کسی نے امام کو رکوع میں پایا اور کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھی اور دوسری مرتبہ

متعمداً يريد بها الدخول في الصلاة فيجزئه ذلك، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

٧٥ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا عثمان بن عبد الله بن موهب أنه صلى خلف أبي هريرة رضي الله عنه وكان يكبر كلما سجد وكلما رفع. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة۔

٧٦ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا حماد عن إبراهيم قال لا بأس بالسجود على العمامة. قال محمد وبه نأخذ لا نرى به بأساً وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

اللہ اکبر کے بغیر رکوع میں مل گیا تو نماز ہو جائے گی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ پائی گئی ہے۔ نماز میں چھ فرائض ہیں۔ ۱۔ تکبیر تحریمہ، ۲۔ قیام، ۳۔ قراءت، ۴۔ رکوع، ۵۔ سجدہ، ۶۔ التحیات کی مقدار قعدہ اخیرہ میں بیٹھنا۔

۷۵۔ ... حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ ہر سجدہ اور اس سے اٹھتے پر اللہ اکبر کہتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ ہر جھکنے اور اٹھنے کے وقت اللہ اکبر فرمایا کرتے تھے لہٰذا سوائے رکوع سے اٹھنے کے ہر جھکنے اور اٹھنے پر اللہ اکبر کہا جائے گا یہ تکبیرات سنت ہیں۔

۷۶۔ ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا اگر عمامے پر سجدہ کر لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں اس میں ہمارے خیال میں کوئی حرج نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) سجدہ پیشانی اور ناک سے کرنا چاہیے، اگر ٹوپی یا پگڑی کی تہ پیشانی پر آجائے اور اس پر سجدہ کر لیا تب بھی سجدہ ہو جائے گا، امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں ایسا کرنے سے سجدہ متحقق نہیں ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ کی تہ پر سجدہ کرنا مروی ہے اس لئے ابوحنیفہ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

◆

باب الجهر بالقراءة

[illegible]۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أخبرني من صلى إلى جنب عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، وحرص على أن يسمع صوته فلم يسمع غير أن سمعه يقول: "رب زدني علما" ويرددها مرارا. فظن الرجل أنه يقرأ "طه". قال محمد: وهذا في صلاة النهار فلا نرى بأساً أن يقف الرجل على شيء من القرآن، مثل هذا يدعو لنفسه في التطوع، فأما المكتوبة فلا.

زور سے قراءت کا بیان

[illegible]۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ ان صاحب نے خبر دی جنہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی اور وہ ان کی آواز (قراءت) سننے کے بڑے شوقین تھے کہ انہوں نے (انہیں "رب زدنی علما" (اے میرے پروردگار میرے علم کو بڑھا دیجئے) کے سوا کچھ اور پڑھتے نہ سنا، وہ اسے بار بار دہرا رہے تھے چنانچہ ان صاحب نے خیال کیا کہ وہ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا: یہ دن کی نماز ہے ہم بھی اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ کوئی شخص نفل میں قرآن کریم کی کسی آیت دعائیہ پر ٹھہر کر اپنے لئے دعا کرے فرض میں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

(شرح) حنفیہ کے یہاں فرائض میں صرف وہی دعائیں مانگی جا سکیں گی جو ان مخصوص مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، نوافل میں قرآن کریم، احادیث نبویہ اور ادعیہ ماثورہ میں سے جو دعائیں چاہیں مانگ سکتے ہیں، لیکن ایسی دعائیں نہیں مانگنی چاہئیں جو بندوں سے مانگی یا طلب کی جاتی ہوں، امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ کے یہاں وہ تمام دعائیں فرائض و نوافل میں مانگ سکتے ہیں جن کا نماز کے باہر مانگنا درست ہو۔

toobaa-elibrary

باب التشهد

٧٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا بجول عن وهب بن كيسان عن جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا التشهد والتكبير في الصلاة كما يعلمنا السورة من القرآن.

٧٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: قلت: أقول: «بسم الله» قال: قل: «التحيات لله» قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى أن يزاد في التشهد، ولا ينقص منه حرف، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كانوا يتشهدون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولون في تشهدهم: «السلام على الله» فانصرف

تشہد کا بیان

٧٨ - ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز کا تشہد اور تکبیر اس طرح (اہتمام) سے سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن کریم کی سورت سکھایا کرتے تھے۔

٧٩ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا میں نے عرض کیا: کیا میں بسم اللہ کہا کروں؟ فرمایا: التحیات للہ کہا کرو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، ہم تشہد میں ایک حرف بھی بڑھانے یا گھٹانے کو مناسب نہیں سمجھتے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے۔

٨٠ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ تشہد پڑھتے تو یہ کہا کرتے تھے: السلام علی اللہ، ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے، ان کی طرف چہرہ مبارک کرکے ارشاد فرمایا: تم السلام علی اللہ مت کہا کرو اس لئے کہ سلامتی عطا کرنے والے تو اللہ جل شانہ ہی ہیں تم یہ کہا کرو: السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) صحیح قول کے مطابق تشہد واجب ہے، بعض حضرات نے اسے سنت کہا ہے (۱)

النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم فأقبل عليهم بوجهه، فقال لهم: لا تقولوا السلام على الله
إن الله هو السلام، ولكن قولوا السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، وقال محمد: وبه نأخذ۔

الخلاف پہلے تشہد میں ہے دوسرا تشہد بالاتفاق واجب ہے۔ تشہد کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد الفاظ مروی ہیں لیکن اس باب میں صحیح ترین روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے، جسے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں: التحيات المباركات الصلوات الطيبات لله سلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته سلام علينا وعلى عباد الله الصالحين أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله کے الفاظ ہیں۔ امام مالک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تشہد کو اختیار کرتے ہیں جس میں التحيات لله الزاكيات لله الصلوات لله الخ کے الفاظ ہیں۔ حنفیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تشہد کو ترجیح دی ہے اس لئے کہ اس میں کسی قسم کا اضطراب نہیں، اس میں متعدد طرق سے حمد وثناء باری کو ذکر کیا گیا ہے۔ السلام کو الف لام کے ساتھ لایا گیا جو استغراق و احاطہ کے لئے ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر قرآن کریم کی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تشہد کی تعلیم دی تھی، اہل علم کا اس پر تعامل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود کو لوگوں کو اسے تعلیم دینے کا حکم دیا تھا۔ اس کے سکھاتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھاما ہوا تھا جو شدتِ اہتمام اور تثبیت کی علامت ہے۔ یہ تشہد صحاح ستہ میں مروی ہے۔ اس کی روایات ضعف سے خالی ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب اسے سکھاتے تو بہت اہتمام کرتے اور الصلوات کے واؤ اور السلام کے الف لام پر بھی مواخذہ کرتے تھے۔

روایت میں آتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لیلۃ المعراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ پروردگار عالم کو ان کلمات سے سلام کریں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحيات لله والصلوات والطيبات فرمایا۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو سلام کے جواب میں فرمایا: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعزاز میں اپنی امت کو بھی شامل کرنا چاہا فرمایا: السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين۔ اس پر حضرت جبرئیل نے فرمایا

وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم

٩١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو سفيان عن عبد الله بن يزيد عن أبيه قال: صلى خلف إمام فجهر ببسم الله الرحمن الرحيم، فلما انصرف قال له: يا أبا عبد الله أخفِ عن كلماتك هذه، فإني قد صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلف أبي بكر، وخلف عمر، وخلف عثمان رضي الله عنهم. ولم أسمعها منهم.

٩٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: قال: ابن مسعود رضي الله عنه

أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تشہد میں السلام علیک أیها النبی کہہ کر جو سلام پڑھا جاتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود ہیں یہ اہل بدعت کا عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت اس کے قائل نہیں تشہد پڑھنے والا کلمات حکایۃً پڑھتا ہے یعنی ان کلمات سے اللہ جل شانہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں سلام کہا تھا نمازی اس سلام کو نقل کر رہا ہے یہ ابتداءً سلام نہیں ہے بلکہ اس سلام کو نقل کرتا ہے۔

بسم اللہ زور سے پڑھنے کا بیان

٩١ - ... حضرت عبداللہ بن یزید اپنے والد یزید سے روایت کرتے ہیں فرمایا انہوں نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو زور سے پڑھا، جب وہ نماز پڑھ چکے تو انہوں نے ان سے پوچھا: آپ نے یہ کلمات کس سے سنے ہیں؟! اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے لیکن میں نے ان حضرات سے زور سے نہیں سنا۔

٩٢ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کو زور سے پڑھتا ہے، فرمایا کہ یہ دیہاتی طریقہ ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ اور ان کے ساتھیوں میں کوئی بھی بسم اللہ کو زور سے نہیں پڑھتا تھا۔ امام محمد نے فرمایا ہم

في الرجل يجهر ببسم الله الرحمن الرحيم: إنها أعرابية. وكان لا يجهر بها أحد من أصحابه. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أربع يخافت بهن الإمام: سبحانك اللهم وبحمدك، والتعوذ من الشيطان، وبسم الله الرحمن الرحيم، وآمين. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب القراءة خلف الإمام وتلقينه

٨٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: ما قرأ علقمة بن

اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٨٣ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام سراً آہستہ سے پڑھے گا سبحانک اللهم وبحمدك، أعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم اور آمین

امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

(ش) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں بسم اللہ کو آہستہ پڑھا جائے گا اس لئے کہ یہ سورۂ فاتحہ یا ہر سورت کا جزء نہیں ہے سورۂ نمل کی سب کے یہاں جزء ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اسے ہر سورت کا جزء مانتے ہیں اس لئے جہری نمازوں میں بسم اللہ کو ان کے یہاں زور سے پڑھا جائے گا بعض حضرات اس کے قائل ہیں کہ نہ سراً پڑھیں گے نہ جہراً لیکن حنفیہ کے یہاں اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء کے طور پر اسے آہستہ سے پڑھیں گے پھر سورت پڑھیں گے یہی حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے صحیح طرق سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل فرماتے ہیں۔ بسم اللہ کے زور سے پڑھنے کے بارے میں وارد احادیث کے بارے میں حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں ان کے طرق قوی نہیں ہیں احادیث جہر ثابت نہیں ہیں

امام کے پیچھے پڑھنا اور اس کی تلقین

٨٤ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت علقمہ بن قیس نے نماز میں امام کے پیچھے نہ کبھی جہری

قيس قط فيما يجهر فيه، ولا فيما لا يجهر فيه، ولا في الركعتين الأخريين بأم القرآن، ولا غيرها خلف الإمام. قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى القراءة خلف الإمام في شيء من الصلاة يجهر فيه أو لا يجهر فيه.

٨٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: لا تزيد في الركعتين الأخريين على فاتحة الكتاب. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

٨٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو الحسن موسى بن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد بن الهاد، عن جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله عنه قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجل خلفه يقرأ، فجعل رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ينهاه عن القراءة في الصلاة، فقال: أتنهاني عن القراءة خلف نبي الله صلى الله عليه وسلم؟ فتنازعا حتى ذكر ذلك النبي صلى الله عليه وسلم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: من صلى خلف إمام فإن قراءة الإمام له قراءة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمة الله عليه.

نماز میں قرأت پڑھی نہ سری نماز میں، اور نہ آخری دو رکعتوں میں نہ سورۂ فاتحہ اور نہ کوئی سورت۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں ہم امام کے پیچھے نہ سری نماز میں قرأت کے قائل ہیں نہ جہری نماز میں۔

٨٥ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا تم آخری دو رکعتوں میں سوائے سورۂ فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھو امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٨٦ - ... حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ایک صاحب آپ کے پیچھے قرأت پڑھنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی انہیں قرأت سے منع کرنے لگے تو انہوں نے کہا: کیا تم مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت سے روکتے ہو؟ آپس میں بحث مباحثہ ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا اس کے لئے (کافی) قرأت ہوتی ہے (لہٰذا اس کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے)۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی ہے۔

۸۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير قال: اقرأ خلف الإمام في الظهر والعصر، ولا تقرأ فيما سوى ذلك. قال محمد: لا ينبغي أن يقرأ خلف الإمام في شيء من الصلوات.

۸۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الإمام يغلط بالآية، قال: يقرأ

---

۸۷ - ... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا: تم امام کے پیچھے ظہر و عصر میں پڑھا کرو، اس کے علاوہ کسی نماز میں نہ پڑھا کرو۔ امام محمد نے فرمایا: امام کے پیچھے کسی نماز میں نہیں پڑھنا چاہیے۔

(ش) امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھی جائے گی یا نہیں! یہ اختلافی مسئلہ ہے، عام طور سے ائمہ کرام میں اختلاف اولویت اور افضلیت و غیر افضلیت کا ہوتا ہے لیکن اس مسئلہ میں جواز اور عدم جواز کا ہے۔ امام مالک و احمد رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ مقتدی سری نمازوں میں پڑھے گا جہری میں نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں سری و جہری دونوں میں مقتدی سورۂ فاتحہ ضرور پڑھے گا ورنہ نماز نہ ہوگی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں مقتدی امام کے پیچھے قطعاً نہیں پڑھے گا، اس لئے کہ قرآن کریم کے پڑھے جانے کے وقت خاموش رہنے اور اسے غور سے سننے کا حکم دیا گیا، احادیث میں بھی امام کی قراءت کو مقتدی کے لئے قراءت قرار دیا گیا ہے اور یہ فرمایا گیا ہے کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو، اس لئے وہ حدیث جس سے امام شافعی رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے اور اس کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اس سے یا تو امام اور منفرد کی نماز مراد ہے یا اس سے نفی کمال مراد ہے اس لئے کہ امام شافعی کے یہاں بھی اگر امام کو رکوع میں پالے تو وہ قراءت فاتحہ نہ پڑھنے کے باوجود رکعت پا لیتا ہے معلوم ہوا کہ امام کی قراءت کی بنا پر مقتدی بھی حکماً قاری ہوتا ہے، مقتدی کو امام کے پیچھے قراءۃ سے مختلف احادیث میں روکا گیا ہے جو بہت سے ائمہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے بلکہ بعض نے لکھا ہے کہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن عباس، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت زید بن ثابت وغیرہ صحابہ سے یہی مروی ہے۔

۸۸ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اگر امام کو کسی آیت میں غلطی لگ جائے تو اس کے بعد والی آیت پڑھ لے اور اگر یہ نہ کر سکے تو کوئی دوسری سورت پڑھ لے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے اور تین آیتیں یا اس کی

بالآية التي بعدها، فإن لم يفعل قرأ سورة غيرها، فإن لم يفعل فليركع إذا كان قد قرأ ثلث آيات أو نحوها، فإن لم يفعل فلا يفتح عليه وهو مسيء. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمة الله عليه.

باب إقامة الصفوف وفضل الصف الأول

* * *

۱۰۹ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كان يقول: سووا صفوفكم وسدوا مناكبكم، تراصوا أو ليتخللنكم الشيطان كأولاد الحذف، إن الله وملائكته يصلون على مقيمي الصفوف. قال محمد: وبه نأخذ، لا ينبغي أن يترك الصف وفيه الخلل حتى يسووا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

مقدار پڑھ لیا ہو تو رکوع کر دے اور اگر ایسا بھی نہیں کیا تو اس کو لقمہ نہ دو اور اس نے برا کیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہی ہے کہ اگر امام کو سہو پیش آ جائے اور خود نکال لے تو بہتر ورنہ کسی دوسری جگہ سے بھی پڑھ سکتا ہے اور اگر اتنی مقدار قرأت پڑھ لی ہو جس سے نماز ہو جاتی ہو تو رکوع کر لینا چاہیے، اگر مقتدی اسے لقمہ دے دیں تو لقمہ لے لینا چاہیے اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ البتہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے خود نکال لے یا کسی اور جگہ سے پڑھ لے۔

صفوں کو سیدھا کرنے اور پہلی صف کی فضیلت کا بیان

۱۰۹ ـ ـ ـ حضرت ابراہیم سے مروی ہے وہ فرمایا کرتے تھے اپنی صفوں کو سیدھا کرو، کاندھوں کو برابر کرو، مل کر کھڑے ہو جاؤ ورنہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہاری صفوں میں گھس جائے گا، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفیں سیدھی کرنے والوں پر رحمت بھیجتے اور دعا کرتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، صف میں جگہ نہیں چھوڑنا چاہیے، صف کو مکمل اور سیدھا رکھنا چاہیے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٩٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: سألت إبراهيم عن الصف الأول، أيفضل على الصف الثاني؟ قال: إنما كان يقال: لا تقدم في الصف يعني الثاني حتى يكمل الصف الأول. قال محمد: وبه نأخذ، ينبغي إذا كمل الأول أن لا يزحم عليه، فإنه يؤذي، والقيام في الصف الثاني خير من الأذى.

---

٩٠ - ... حضرت حماد نے فرمایا: میں نے حضرت ابراہیم سے پہلی صف کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اسے دوسری صف پر فضیلت حاصل ہے؟ فرمایا: کہا جاتا تھا کہ دوسری صف میں اس وقت تک صف کھڑے ہو جب تک کہ پہلی صف مکمل نہ ہو جائے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، اگر پہلی صف پُر ہو جائے تو زبردستی اس میں نہیں گھسنا چاہیے، یہ دوسروں کو تکلیف پہنچانا ہے، ایسی صورت میں دوسری صف میں کھڑا ہونا پہلی صف میں کھڑے ہونے سے بہتر ہے۔

(ف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کو سیدھا کرنے کا نہایت شدت سے حکم دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی صفوں کی درستگی کا بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے، یہی حال آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا تھا، صفوں کو سیدھا نہ کرنے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے، آج ہمارے اختلافِ قلوب اور شقاق کا ایک سبب صفوں کا سیدھا نہ کرنا بھی ہے، پہلی صف جب تک مکمل نہ ہو دوسری صف شروع نہیں کرنی چاہیے، صفوں میں خلا نہیں چھوڑنا چاہیے، مل مل کر کھڑے ہوں، کندھے سے کندھا ملائیں، اگلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش کریں، صف پُر کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعا کا مستحق ہوتا ہے، صف پُر نہ کرنے والا، ان کے درمیان فاصلہ چھوڑنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور اور بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے، بچوں کو مردوں کی صفوں کے بعد کھڑا ہونا چاہیے یا صف کے ایک کنارے پر کھڑے ہوں، لیکن اگر ان سے شرارت کا خطرہ ہو تو اپنے ساتھ صف میں بھی کھڑا کر سکتے ہیں۔ کذا فی تقریرات الرافعی۔

باب الرجل يؤم القوم أو يؤم الرجلين

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

٩١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله، فإن كانوا في القراءة سواء، فأقدمهم هجرة، فإن كانوا في الهجرة سواء، فأقدمهم سنًّا. قال محمد: وبه نأخذ، وإنما قيل: أقرؤهم لكتاب الله، لأن الناس كانوا في ذلك الزمان

جماعت یا دو آدمیوں کی امامت کرنے کا بیان

٩١ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگوں کی امامت وہ شخص کرے گا جو ان میں قرآن کریم کا سب سے بہتر قاری ہو، اگر قراءت میں سب برابر ہوں تو وہ جو ہجرت میں سبقت لے گیا ہو، اگر ہجرت میں بھی سب مساوی ہوں تو ان میں عمر رسیدہ امامت کرے گا۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، قاری کو اس لئے مقدم کیا گیا تھا کہ اس زمانے کا قاری علم دین میں بھی بڑا درجہ رکھتا تھا، لہٰذا آج بھی اگر قاری علم میں بڑا درجہ رکھتا ہو تو وہی امامت کرائے گا لیکن اگر غیر قاری زیادہ بڑا عالم ہو، نماز کے مسائل قاری سے زیادہ جانتا ہو اور صحیح قراءت کے بقدر مسائل سے بھی واقف ہو تو پھر امامت کا وہ شخص زیادہ مستحق ہوگا جو بڑا عالم اور نماز کے مسائل کا زیادہ جاننے والا ہو۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی ہے۔

(ش): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن کریم یاد کرنے کے ساتھ ساتھ لوگ اس کے احکام و مسائل بھی سیکھتے تھے، ہمارے دور کی طرح محض قاری قرآن نہیں ہوا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ بارہ سال میں یاد کی تھی، حضرت ابن عمر فرماتے ہیں جو سورت بھی نازل ہوتی تھی ہم اس کے احکامات، اوامر و نواہی اور حلال و حرام کو جانا کرتے تھے۔ اس لئے اس زمانے میں جو شخص جتنا بڑا قاری ہوتا تھا اتنا بڑا عالم بھی ہوتا تھا، اس لئے حدیث بالا میں یہ حکم دیا گیا ہے، ورنہ آج کل جو شخص اتنی قراءت جانتا ہو جس سے نماز درست ہو جائے اور وہ قاری سے بڑا عالم ہو تو عالم کو مقدم کیا جائے گا، اس لئے کہ علم کی نماز کے ہر رکن میں ضرورت پڑتی ہے جبکہ قراءت کی ضرورت صرف قیام میں ہوتی ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے قاری کی

أقرأهم بالقرآن أفقههم في الدين، فإذا كانوا في هذا الزمان على ذلك فليؤمهم أقرأهم، وإن كان غيره أفقه منه وأعلمهم بسنة الصلاة، وهو يقرأ نحواً من قراءته، فأفقههما وأعلمهما بسنة الصلاة أولاهما بالإمامة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٩٢- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: لا بأس بأن يؤمهم الأعرابي والعبد وولد الزنا إذا قرأ القرآن. قال محمد: وبه نأخذ إذا كان فقيهاً عالماً بأمر الصلاة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے عالم دین کو مقدم کر کے یہ واضح فرما دیا تھا کہ عالم ہی مقدم ہوگا۔ لیکن اگر علم میں سب برابر ہوں تو پھر اچھے قاری کو مقدم کیا جائے گا اگر اس میں مساوی ہوں تو زیادہ متقی و پرہیزگار شخص کو، اگر اس میں بھی مساوی ہوں تو پھر زیادہ عمر والے کو، اگر اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ حسین و جمیل شخص کو اگر اس میں بھی مساوی ہوں تو اچھے اخلاق و حسن معاشرت والے کو، اگر اس میں بھی برابر ہوں تو عالی النسب کو اور اگر اس میں برابر ہوں تو قرعہ ڈالیں گے، لیکن اگر ان میں سے ایک کے بجائے دوسرے کو مقدم کر دیا اور اعلیٰ کے بجائے غیر اعلیٰ کو امام بنا دیا تب بھی نماز ہو جائے گی البتہ انہوں نے اچھا نہیں کیا۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ قرأت میں ماہر کو عالم پر مقدم قرار دیتے ہیں، اس لئے کہ حدیث کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ابھی اس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ یہ اس زمانے کے لئے تھا آج کل کے دور کے لئے نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کے یہاں فاسق کی امامت درست نہیں ہے ہمارے یہاں مکروہ ہے نماز ہو جائے گی، نابینا اگر نجاست وغیرہ سے احتراز کرتا ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے ورنہ بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اس سے اعلم موجود نہ ہو۔

۹۲- ... حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اعرابی (دیہاتی)، غلام اور ولد الزنا اگر قاری ہوں تو امامت کر سکتے ہیں، امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا اگر یہ لوگ علم رکھتے ہوں نماز کے احکام و مسائل سے واقف ہوں تو ہم بھی یہی کہتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) دیہاتی، غلام اور ولد الزنا اگر عالم ہوں قرأت جانتے ہوں تو امامت کر سکتے ہیں، لیکن اگر ان کی امامت کی وجہ سے لوگ جماعت میں شرکت سے رک جائیں یا ان میں علم و تقویٰ کی کمی ہو تو ان کی امامت مکروہ ہوگی۔

۹۳ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجلين يؤم أحدهما صاحبه، قال: يقوم الإمام في الجانب الأيسر. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، يكون المأموم عن يمين الإمام.

۹۴ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا زاد على الواحد في الصلاة فهي جماعة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۹۵ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة بن قيس والأسود بن يزيد، قال: كنا عند ابن مسعود رضي الله عنه فحضرت الصلاة، فقام يصلي فقمنا خلفه، فأقام أحدنا عن يمينه والآخر عن يساره، ثم قام بيننا، فلما فرغ قال: هكذا

---

۹۳ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے ان دو آدمیوں کے بارے میں جو جماعت سے نماز پڑھیں یہ فرمایا: امام بائیں جانب کھڑا ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ مقتدی امام کی دائیں جانب کھڑا ہوگا۔

اس : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دائیں جانب کر دیا۔ اس لئے ایک مقتدی کو اپنے برابر کھڑا کرنے کا یہی طریقہ ہے اسی طرح کھڑا ہو کہ امام سے آگے نہ بڑھے، امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا امام کی ایڑی کے قریب مقتدی کی انگلیاں رکھے گا، آگے بڑھنے نہ بڑھنے کا اعتبار قیام کی جگہ کے اعتبار سے ہے اگر مقتدی امام کی ایڑی کے پاس کھڑا ہو اور لمبا ہو، اس کا سر امام کے سر سے آگے نکل جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، مقتدی کے پاؤں امام کے پاؤں سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔ اولیٰ یہ ہے کہ ایک مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہو لیکن اگر بائیں جانب یا پیچھے کھڑا ہو تب بھی نماز ہو جائے گی البتہ سنت کی مخالفت کا گناہ ہوگا۔

۹۴ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر آدمی ایک سے زائد ہوں تو جماعت کے حکم میں ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۹۵ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں ان دونوں حضرات نے فرمایا: ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا وہ نماز

بعض إذا كنتم ثلاثة. وكان إذا ركع طبق وقال: صلوا بغير أذان ولا إقامة، قال: يجزئ إقامة الناس حولنا. قال محمد: ولسنا نأخذ بقول ابن مسعود رضي الله عنه في ذلك. ولكنا نقول: إذا كانوا ثلاثة تقدمهم إمامهم وصلى الاثنان خلفه. ولسنا نأخذ أيضاً بقوله في التطبيق، يطبق بيديه إذا ركع ثم يجعلهما بين ركبتيه، ولكنا نرى أن يضع الرجل راحتيه على ركبتيه، ويفرج بين أصابعه تحت الركبتين. وأما بغير الأذان ولا إقامة فذلك يجزئ، والأذان والإقامة

کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے انہوں نے ہم دونوں میں سے ایک کو اپنی دائیں جانب اور دوسرے کو بائیں جانب کھڑا کر لیا اور خود درمیان میں کھڑے ہو گئے۔ جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا جب تم تین ہو تو اسی طرح کیا کرو۔ وہ جب رکوع کرتے تھے تو تطبیق کرتے (یعنی دونوں ہاتھوں کو دونوں زانوں کے درمیان رکھتے تھے) اور بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھی، فرمایا: اور گرد کے لوگوں کی اقامت ہمارے لئے کافی ہے۔

امام محمد نے فرمایا: تین نمازیوں کے بارے میں ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول پر عمل نہیں کرتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر تین نمازی ہوں تو امام آگے بڑھے گا اور باقی اس کے پیچھے ہوں گے اسی طرح ہم حضرت ابن مسعود کے تطبیق کے قول کو بھی اختیار نہیں کرتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ انسان اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھے انگلیوں کو گھٹنے کے نیچے تک پھیلا دے۔ رہا بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھنا تو یہ جائز ہے البتہ اذان دے کر اقامت کے ساتھ نماز پڑھنا اقامت کے چھوڑنے سے افضل ہے۔ لیکن اگر اقامت کہہ کر نماز پڑھی گئی اذان نہ دی تو اقامت چھوڑنے کی نسبت یہ زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے ہیں، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی اگر دو ہوں تو امام آگے بڑھے اور دونوں مقتدی پیچھے رہیں۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ آگے بڑھے تھے یہی حضرت عمر کے فعل سے معلوم ہوتا ہے جو آگے آرہا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے لیکن اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ حضرت ابن مسعود درمیان میں شاید اس لئے کھڑے ہوئے ہوں کہ جگہ تنگ ہو حضرت ابراہیم نخعی یہی فرماتے ہیں۔ اگر مقتدی دو سے زیادہ ہوں تو امام کا درمیان صف میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ امام کا آگے بڑھنا واجب ہے

أفضل، وإن أقام الصلاة ولم يؤذن فذلك أفضل من الترك للإقامة لأن القوم صلوا جميعًا وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۹۶ – محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه جعلهما خلفه، وصلى بين أيديهما، وكان يجعل كفيه على ركبتيه، فقال إبراهيم: صنيع عمر رضي الله عنه أعجب إلي. قال محمد: وبه نأخذ، وهو أعجب إلينا من صنيع ابن مسعود رضي الله عنه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اکثر روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جائے گا انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑا جائے گا اس پر حضرت عمرؓ کا آنے والا فعل دلالت کر رہا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کے اس فعل کو منسوخ قرار دیا گیا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

اگر جماعت نکل گئی ہو اور کوئی شخص گھر پر جماعت سے نماز پڑھنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ اذان و اقامت دونوں کہے اگر اذان نہ کہے تو اقامت کہہ لینا بہتر ہے، اگر چھوڑ دی تو نماز ہو جائے گی البتہ اگر مسجد میں جماعت اولیٰ اہتمام کے ساتھ ادا کی تو اس میں اذان و اقامت میں سے کسی کے کہنے کی ضرورت نہیں۔

۹۶ ۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دو مقتدیوں کو پیچھے کر دیا اور خود ان سے آگے بڑھے اور نماز پڑھائی اور وہ اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا کرتے تھے، حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فعل زیادہ پسندیدہ ہے امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور ہمیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فعل سے یہ زیادہ پسند ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

blogspot.com

باب من صلى الفريضة

٩٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم بن الهيثم يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم: أن رجلين من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم صليا الظهر في منازلهما، وهما يريان أن الصلوة قد صليت، فجاءا إلى النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة، فقعدا (٢) ولم يدخلا، فلما انصرف النبي صلى الله عليه وسلم دعاهما فأتياه ومرافقهما ترعد مخافة أن يكون حدث فيهما شيء، فقال لهما: ما منعكما أن تصليا؟ فقالا: يا رسول الله! ظننا أن الصلوة قد صليت فصلينا في رحالنا، ثم جئنا فوجدناك في الصلوة، فظننا أنه

اس شخص کا بیان جو فرض پڑھ چکا ہو

٩٧- ... حضرت ہیثم بن ابی الہیثم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو حضرات نے ظہر کی نماز یہ سمجھ کر کہ جماعت ہو گئی ہوگی اپنے گھروں میں پڑھ لی، وہ حضرات آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تھے، یہ دونوں ایک طرف بیٹھ گئے جماعت میں شریک نہ ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکے تو انہیں بلایا، وہ دونوں اس حالت میں آئے کہ ان کے شانے کا گوشت حرکت کر رہا تھا کہ شاید ان کے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: تمہیں جماعت سے، نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم یہ سمجھے کہ نماز ہو چکی ہوگی اس لئے ہم نے گھر پر نماز پڑھ لی پھر جب ہم آئے تو آپ کو نماز میں پایا ہم یہ سمجھے کہ دوبارہ نماز پڑھنا درست نہیں ہے، آپ

---

(١) وكان الهيثم ساقطاً من الأصول، فزدناه من جامع المسانيد.

(٢) كذا في الآصفية، وكذا هو في آثار الإمام أبي يوسف وكذا هو عند الحارثي، وهو الصواب، وكان في الأصل: قعدا من غير فاء.

و يستطيع أن نصلي أيضاً، فقال: إذا كان كذلك فليدخل في الصلاة، و ليجعل الأولى هي الفريضة وهذه نافلة، قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، ولا يعاد الفجر والعصر والمغرب.

۹۸۔ محمد قال: أخبرنا مالك بن أنس عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنه قال: إذا صليت الفجر والمغرب ثم أدركتهما فلا تعد لهما غير ما صليتهما. قال محمد: أما الفجر والعصر فلا ينبغي أن يصلي بعدهما نافلة لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا صلاة بعد العصر حتى تغرب الشمس، ولا صلاة بعد الفجر حتى تطلع الشمس. وأما المغرب فهي

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ایسا ہو جائے تو جماعت میں شریک ہو جایا کرو اور پہلی کو فرض اور دوسری کو نفل کر دیا کرو۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ فجر، عصر اور مغرب کا اعادہ نہیں کیا جائے گا۔

۹۸۔ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فجر اور مغرب کی نماز جب تم تنہا پڑھ چکو پھر ان کو جماعت سے ہوتا ہوا پاؤ تو دوبارہ پھر ان کا اعادہ نہ کرو۔ امام محمد نے فرمایا: فجر و عصر کے بعد نفل نماز منع ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز درست نہیں۔ مغرب کی نماز جو کہ تین رکعات ہوتی ہے اور تین رکعات نفل پڑھنا مکروہ ہے، اگر کوئی شخص مغرب کی نماز میں نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہو اور امام سلام پھیرے تو اسے کھڑے ہو کر چوتھی رکعت ملا لینا چاہیے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف): عصر اور فجر کے فرض پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کر سکتے اور فوت شدہ نمازوں کی قضاء پڑھ سکتے ہیں البتہ ان اوقات میں نفل پڑھنا منع ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص فرض نماز پڑھ چکا ہو اور پھر جماعت سے نماز ہوتی ہوئی مل جائے تو اسے ظہر اور عشاء کی جماعت میں نفل کی نیت سے شریک ہو جانا چاہیے پہلی نماز فرض ہے اور دوسری نفل ہو جائے گی، لیکن چونکہ عصر اور فجر کے بعد نفل منع ہیں اس لئے جماعت میں شریک نہیں ہونا چاہیے، مغرب کی تین رکعتیں ہوتی ہیں اور نفل کی تین رکعات درست نہیں اس لئے مغرب میں بھی شریک نہ ہوگا، اس لئے کہ اگر امام کے

ولا ينبغي أن يصلي التطوع وترًا، وإذا دخل معهم رجل تطوعًا فسلم الإمام فليقم فليضف إليها ركعة رابعة، ثم يتشهد ويسلم، وهذا كله قول أبي حنيفة رضي الله تعالى عنه.

باب الصلاة تطوعًا

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

۹۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو سفيان عن الحسن البصري: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي وهو محتب تطوعًا. قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى بأسًا بذلك، فإذا بلغ السجود حل حبوته وسجد، وهذا قول أبي حنيفة رحمه الله.

۱۰۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو جعفر قال: كان رسول الله ﷺ

ساتھ سلام پھیر دے، تو نفل وتر یعنی طاق رکعات نہیں ہوتیں اور اگر بعد میں ایک رکعت ملائے گا تو امام کی مخالفت لازم آئے گی اور مقتدی کو امام کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

نفل نماز کا بیان

۹۹ - . . . حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ آپ احتباء کی کیفیت میں ہوتے تھے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، ہمارے یہاں اس میں کوئی حرج نہیں جب سجدہ کرنا چاہے تو اس کیفیت کو ختم کر کے سجدہ کر لے، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) احتباء اسے کہتے ہیں کہ انسان اس طرح بیٹھے کہ گھٹنے کھڑے ہوں، پاؤں زمین پر رکھے ہوں، ہاتھ پنڈلیوں پر باندھے ہوئے ہوں۔ عذر کی بنا پر اس طرح بیٹھ سکتے ہیں، اصل سنت یہ ہے کہ انسان بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے، حالتِ عذر میں ورنہ اگر جس طرح ممکن ہو بیٹھ جائے۔

۱۰۰ - . . . حضرت ابوجعفر سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء اور فجر کے درمیان تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے آٹھ نفل اور تین وتر اور دو رکعتیں فجر کی (سنتیں)۔

(ش) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور سے تہجد کی آٹھ رکعات پڑھا کرتے تھے بعض روایات

يصلي ما بين صلاة العشاء الآخرة إلى صلاة الفجر ثلاث عشرة ركعة، ثماني ركعات تطوعاً وثلاث ركعات الوتر، وركعتي الفجر.

١٠١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حصين بن عبد الرحمن، قال: كان عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما يصلي التطوع على راحلته أينما توجهت به، فإذا كانت الفريضة أو الوتر نزل فصلى. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

١٠٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يدخل في صلاة القوم وليس ينويها، قال: هي تطوع. قال محمد: وبه نأخذ، وإنما يعني بذلك أن يكون

میں اس سے کم و بیش بھی ثابت ہیں یہ کمی بیشی قرات کی کمی بیشی، وقت کی قلت و وسعت، نشاط، صحت اور بعض دوسرے عوارض کی وجہ سے بھی ہوا کرتی تھی، بہرحال تہجد میں جتنی رکعات پڑھ سکے پڑھ لے یہ بڑا مبارک وقت ہوتا ہے، رحمت الٰہی متوجہ ہوتی ہے، طبیعت میں نشاط اور وقت پرسکون ہوتا ہے اس لئے صالحین کی اس عادت کو اپنانا چاہیے، رات کو جو شخص کثرت سے نوافل پڑھتا ہے دن میں اس کا چہرہ پُرنور اور خوبصورت بن جاتا ہے۔

١٠١ - ۔۔۔ حضرت حصین بن عبدالرحمن نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے خواہ جس طرف بھی اس کا رخ ہو، پھر جب فرض نماز یا وتر پڑھنا ہوتے تو سواری سے اتر کر پڑھتے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) سفر میں نفل نماز سواری پر بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ ہو بعد میں رخ پھر جائے تب بھی نفل درست ہیں اگر رخ ہی قبلہ کی طرف کر سکتا ہو تو کر لے ورنہ ویسے بھی پڑھ سکتے ہیں البتہ فرض و واجب نماز کے لئے قیام ضروری ہے لہٰذا انہیں سواری سے اتر کر پڑھا جائے یا اگر ریل وغیرہ ہو تو اس میں کھڑے ہو کر پڑھیں۔

١٠٢ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں جو بلانیت جماعت میں شریک ہو جائے فرمایا وہ نفل ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ کوئی شخص گھر میں فرض نماز پڑھ کر مسجد آئے اور جماعت میں شریک ہو جائے تو یہ نفل ہوں گے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

فصلى الصلاة في منزله، ثم أتى القوم، فدخل معهم في صلاتهم، فإن صلاته معهم تطوع وهو قول أبي حنيفة رضي الله عنه.

باب الصلاة في الطاق

۱۰۳ ۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كان يؤمهم، فيقوم عن يسار الطاق أو من يمينه۔ قال محمد: وأما نحن فلا نرى بأساً أن يقوم بحيال الطاق، ما لم يدخل فيه، إذا كان مقامه خارجاً منه وسجوده فيه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

(ش) جو نماز فرض کی نیت سے پڑھ لی ہے فرض ہو گئی اب دوبارہ جو نماز پڑھی جائے گی وہ نفل ہو گی خواہ نفل کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اس لئے کہ ایک فرض کو دو مرتبہ نہیں پڑھا جاتا۔

محراب میں نماز پڑھنے کا بیان

۱۰۳ ۔ ۔ ۔ حضرت حماد فرماتے ہیں حضرت ابراہیم ان کی امامت کیا کرتے تھے اور محراب کی بائیں یا دائیں جانب کھڑے ہوتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا امام محراب کے سامنے کھڑے ہونے کو مکروہ نہیں سمجھتے بشرطیکہ اس میں پورا داخل نہ ہو اگر اس کے کھڑے ہونے کی جگہ اس سے باہر ہو اور سجدہ اس کے اندر ہو یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) امام کے لئے محراب میں اس طرح کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ اس کے پاؤں بھی محراب میں ہوں لیکن اگر پورا جسم محراب میں نہ ہو اس معنی کر کہ پاؤں محراب سے باہر ہوں تو سجدہ اس کے اندر کیوں نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

باب تسليم الإمام وجلوسه

١٠٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا سلم الإمام فلا يقوم الرجل حتى ينفتل الإمام إذا لم يكن الإمام فقيها قال محمد وبهذا نأخذ، لأنه لا يدري لعل عليه سجود السهو، وإذا كان ممن لا يعلمه أمر الصلاة فلا بأس بالانفتال، وهو قول أبي حنيفة رحمة الله عليه.

١٠٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن أبي الضحى عن مسروق أن أبا بكر الصديق رضي الله عنه كان إذا سلم في الصلاة كأنه على الرضف حتى ينفتل. قال محمد:

امام کے سلام پھیرنے اور بیٹھنے کا بیان

۱۰۴۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا امام جب سلام پھیرے تو انسان کو اس وقت تک نہیں پھیرنا چاہیے جب تک امام نہ پھر جائے مگر یہ کہ امام فقیہ نہ ہو (یعنی وہ سیدھا بیٹھا رہے رخ نہ موڑے تو آدمی اپنا رخ پھیر سکتا ہے) امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ ہو سکتا ہے امام کو سجدہ سہو کرنا ہو لیکن امام اگر نماز کے مسائل سے آگاہ نہ ہو تو رخ پھیر سکتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے

(ش) سلام پھیر کر اگر بعد سنتیں و نوافل پڑھنا ہیں تو قبلہ کی طرف رخ کئے ہوئے دعا کر کے گھر جا کر نفل پڑھے یا مسجد ہی میں پڑھ لے لیکن اگر فرض نماز کے بعد سنتیں اور نوافل نہ ہوں تو امام کو سلام پھیر کر دائیں یا بائیں جانب رخ کر کے مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جانا چاہیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے البتہ مقتدیوں کو امام سے پہلے اپنا سینہ قبلہ سے نہیں پھیرنا چاہیے تاکہ امام کو اگر سجدہ سہو یاد آجائے تو یہ اس کے ساتھ فوراً سجدہ کر لے۔

۱۰۵۔ ... حضرت مسروق سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نماز کا سلام پھیرتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گرم پتھر پر بیٹھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ ادھر سے پھر جایا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نماز کے بعد امام کو رخ پھیر لینا چاہیے تاکہ آنے والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ جماعت ابھی ہو رہی ہے ورنہ ان کی نماز خراب ہو گی وہ سمجھیں گے جماعت ہو رہی ہے حالانکہ نماز ختم ہو چکی ہوگی۔ اس لئے امام کو

وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمة الله تعالى عليه.

۱۰۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في الرجل يصلي في المكان الضيق لا يستطيع أن يجلس على جانبه الأيسر أو تكون به علة قال: فليجلس على جانبه الأيمن، وإن كان يستطيع فليجلس على جانبه الأيسر. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمة الله تعالى عليه.

۱۰۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كان بالرجل علة جلس في الصلاة كيف شاء. قال محمد: وبه نأخذ، إذا كانت العلة تمنعه عن جلوس الصلاة الذي أمر به، وهو قول أبي حنيفة رحمة الله تعالى عليه.

۱۰۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: السلام يقطع ما بين

مقتدیوں کی طرف رخ کر کے دائیں یا بائیں جانب پھر کر بیٹھ جانا چاہیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طریقے ثابت ہے۔

۱۰۶ - ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں جو تنگ جگہ نماز پڑھ رہا ہو اور بائیں پاؤں پر نہ بیٹھ سکتا ہو یا اس میں تکلیف ہو فرمایا: اسے چاہیے کہ دائیں پاؤں پر بیٹھ جائے ورنہ اگر بیٹھ سکتا ہو تو بائیں پاؤں پر ہی بیٹھنا چاہیے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۰۷ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کوئی شخص بیمار ہو تو نماز میں جس طرح چاہے بیٹھ سکتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر نماز میں سنت کے مطابق نہ بیٹھ سکے تو جیسے چاہے بیٹھ جائے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) پہلے گزر چکا ہے کہ قعدہ (التحیات) میں بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے دایاں پاؤں کھڑا رکھے البتہ اگر کوئی شخص بیماری یا موٹاپے کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکتا ہو تو چہار زانو یا جس طرح بیٹھ سکتا ہو بیٹھ جائے، دین اسلام میں سختی اور تکلیف مالا یطاق نہیں بہر حال اگر کوئی تکلیف برداشت کر کے مسنون طریقے پر بیٹھے گا تو دگنے اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

۱۰۸ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا سلام دو نمازوں کے درمیان فاصل بن جاتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

صلوتين. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمة الله تعالى عليه.

باب فضل الجماعة وركعتي الفجر

١٠٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أربع قبل الظهر، وأربع بعد الجمعة، لا يفصل بينهن بتسليم. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمة الله تعالى عليه.

١١٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير قال: صلاة الرجل في الجماعة تفضل على صلاة الرجل وحده خمسا أو عشرين صلاة.

(ش) مطلب یہ ہے کہ جب سلام پھیر دیا تو وہ نماز ختم ہو گئی اب دوسری نماز اور اس نماز میں فصل ہو گیا اس کے لیے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔

جماعت اور فجر کی سنتوں کی فضیلت کا بیان

١٠٩ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا ظہر سے پہلے اور جمعہ کے بعد کی چار سنتیں ایک سلام کے ساتھ ہوں گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) حاشیہ میں لکھا ہے کہ مسند امام اعظم میں قبل الجمعۃ کا لفظ وارد ہوا ہے اور وہی دوسری کلام کے موافق ہے کہ جمعہ سے قبل چار سنتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی۔

١١٠ - ۔۔۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ نے فرمایا جماعت کی نماز تنہا نماز سے پچیس گنا زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

(ش) بعض روایات میں ستائیس گنا زیادہ ثواب بتلایا گیا ہے۔ اس لئے جماعت سے نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، جامع مسجد میں نماز پڑھنے پر پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد اقصیٰ میں ایک ہزار کا، مسجد نبوی میں بعض روایات سے ایک ہزار بعض سے پچاس ہزار کا اجر معلوم ہوتا ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پر ایک لاکھ کا اجر ملتا ہے، البتہ عورتوں کے لئے افضل یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھیں جیسا کہ روایت میں آتا ہے عورت کی نماز گھر میں مسجد سے افضل ہے اور گھر کے کمرہ میں گھر سے افضل ہے اور کوٹھری میں کمرے سے زیادہ افضل ہے اس لئے کہ اس میں پردہ اور ستر زیادہ ہوتا ہے اور عورتوں کو اسی کا حکم دیا گیا۔

١١١ ۔ محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة قال، حدثنا الحارث بن زياد أو محارب بن دثار ۔ الشك من محمد ۔ عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، قال: من صلى أربع ركعات بعد العشاء الآخرة قبل أن يخرج من المسجد فإنهن يعدلن أربع ركعات من ليلة القدر۔

١١٢ ۔ محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا علقمة بن مرثد عن علي عن حمران قال: ما لقي ابن عمر رضي الله عنهما يحدث إلا وحمران من أقرب الناس منه مجلساً، قال: فقال له ذات يوم: يا حمران! إني أراك ما لزمتني إلا التمست خيراً؟ قال: أجل يا أبا عبد الرحمن، قال: احفظ ثلاثاً، أما اثنتان فأنهاك عنهما، وأما واحدة فآمرك بها،

---

١١١ ۔ ... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس شخص نے عشاء کی نماز کے بعد مسجد سے نکلنے سے قبل چار رکعات پڑھیں تو وہ لیلۃ القدر میں چار رکعات پڑھنے کے برابر ہیں۔

(ش) نوافل کا اہتمام کرنا چاہیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نوافل کا بہت اجر و ثواب بتلایا ہے ان میں سے یہ چار رکعات بھی ہیں جو عشاء کے بعد پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے چند منٹ میں اتنا اجر ملتا جیسے شبِ قدر کا ہوتا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو آنکھ بند ہونے سے قبل جب تک تیاری کرلے اور ذخیرۂ آخرت بنالے۔ ویسے بھی نوافل فرائض کے لئے تکملہ ہوتے ہیں ان میں رہ جانے والی کمی کو پورا کرتے ہیں۔ ان سے فرائض کی تکمیل بھی ہوتی ہے اور اجر و ثواب بھی ملتا ہے عظیم اجر اور عظیم ثواب۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

١١٢ ۔ ... حضرت علی حضرت حمران سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب بھی حدیث بیان کرتے دیکھتا تو حمران کو سب سے زیادہ ان سے قریب بیٹھے دیکھتا فرمایا ایک دن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے حمران میں دیکھتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چمٹے رہتے ہیں کیا آپ کو علم سکھاؤں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! اے ابو عبد الرحمن (یہ حضرت ابن عمر کی کنیت ہے) فرمایا تین باتوں کا خیال رکھو، دو باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں ایک بات کا حکم دیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا اے ابو عبد الرحمن وہ کیا ہیں؟ فرمایا: تم اس حالت میں ہرگز نہ مرنا کہ تم پر قرض ہو مگر یہ کہ اس کی ادائیگی کے لئے کوئی چیز چھوڑ جاؤ، اور کبھی اپنے بیٹے کی نفی (انکار) نہ کرنا کیونکہ اس بیٹے کو تم دنیا میں مشہور کرو گے بالکل اسی طرح تمہیں قیامت کے روز مشہور کیا جائے گا تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا

قال: ما هو يا أبا عبد الرحمن؟ قال: لا تموتن وعليك دين إلا دينا تدع له وفاء، ولا تنتفين من ولد لك أبدا، فإنه يسمع بك يوم القيامة كما سمعت به في الدنيا قصاصا، لا يظلم ربك أحدا، ولا تدع ركعتي الفجر، فلا تدعهما فإنهما من الرغائب.

۱۱۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا معن بن عبد الرحمن، عن القاسم بن عبد الرحمن، عن أبيه، عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، قال: وقروا الصلاة

اور فجر کی دو رکعتوں کا خیال رکھنا، انہیں ہرگز نہ چھوڑنا اس لئے کہ یہ بڑے ثواب والی ہیں۔

(شرح) قرض سے بچنا چاہیے، بلا ضرورت قرض لینا منع ہے، اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور اس پر قرض ہو اور اس نے اس کی ادائیگی کے لئے مال نہ چھوڑا ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اس پر جنازہ نہیں پڑھتے تھے کسی اور کو حکم دیتے وہ پڑھا دیا کرتا تھا، اس لئے کہ صاحب دین دین کے بسبب قید ہوتا ہے اس لئے اگر کسی ضرورت سے قرض لینا پڑے تو اس کی ادائیگی میں جلدی کرے یا پھر اس کی ادائیگی کے لئے مال چھوڑ جائے۔

اپنی اولاد کا انکار کرنا بہت سخت گناہ ہے، ایسے شخص کو قیامت میں ذلیل و رسوا کیا جائے گا، لہٰذا اس میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

فجر کی سنتوں کا نہایت تاکید سے حکم دیا گیا ہے اس لئے اگر وہ رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھنے کا حکم دیا گیا، جماعت کھڑی ہو جائے تو ان کو مسجد اور صف سے الگ ادا کرنے کا حکم دیا گیا، فرمایا انہیں پڑھو خواہ تمہیں گھوڑے کیوں نہ روند دیں اسی لئے ان کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہو تو ان کا بیٹھ کر پڑھنا منع ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سفر و حضر کبھی کہیں نہیں چھوڑا، آپ نے انہیں دنیا اور جو اس میں ہے اس سے بہتر قرار دیا ہے۔

۱۱۳ - ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز کی تعظیم کرو یعنی اسے اطمینان و سکون سے پڑھو، امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے۔

(شرح) نماز اللہ تعالیٰ سے ملانے کا ذریعہ ہے، نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نماز کو بہت اہتمام، اطمینان و سکون سے آداب و احکام کا خیال کر کے ادا کرنا چاہیے، جلدی جلدی ٹھونگے مارنا منافق کی علامت ہے، مومن اس طرح نماز پڑھتا ہے کہ گویا یہ اس کی آخری نماز ہے، لہٰذا نماز میں سکی

يعني السكون فيها، قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمة الله عليه.

باب من صلى وبينه وبين الإمام حائط أو طريق

۱۱۴- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: سألت إبراهيم عن المؤذنين؟
يؤذنون فوق المسجد ثم يصلون فوق المسجد، قال: يجزئهم. قال محمد: وبه
نأخذ ما لم يكونوا قدام الإمام، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۱۱۵- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يكون بينه وبين

کاہلی، جلد بازی اور غفلت سے بچئے، اسے بڑے اہتمام اور احتیاط سے خشوع و خضوع سے ادا کیجئے۔

جو شخص اس طرح نماز پڑھے کہ اسکے اور امام کے درمیان دیوار یا راستہ ہو

۱۱۴- ... حضرت حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے ان موذنوں کے بارے میں دریافت کیا جو مسجد کے اوپر اذان دیتے ہیں اور اوپر ہی نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا: ان کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں بشرطیکہ امام کے آگے نہ ہوں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام نیچے ہو مقتدی اوپر چھت پر ہوں تو سب کی نماز درست ہے لیکن اگر کوئی مقتدی امام سے آگے بڑھ جائے گا تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی یہی حکم ان حضرات کے لئے بھی ہے جو بیت اللہ میں نماز پڑھتے ہیں جس جانب امام کھڑا ہے اگر اس طرف والے امام سے آگے بڑھ گئے تو جو امام سے آگے ہوگا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

۱۱۵- ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں جس کے اور امام کے درمیان دیوار حائل ہو فرمایا ٹھیک ہے بشرطیکہ مقتدی اور امام کے درمیان راستہ یا نہر حائل نہ ہو، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مقتدیوں اور امام کی صفوں میں اتصال ہونا چاہیے اگر انقطاع نہ ہو تو دیوار یا چھت کے حائل ہونے سے کچھ نہیں ہوگا لیکن اگر راستہ یا نہر درمیان میں حائل ہو جائیں تو مقتدیوں کا

الإمام ما أنفذ قال: حسن ما لم يكن بينه وبين الإمام طريق أو نساء. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب مسح التراب عن الوجه قبل الفراغ من الصلاة

۱۱۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: رأيت إبراهيم يصلي في المكان الذي فيه الرمل والتراب الكثير، فيمسح عن وجهه قبل أن ينصرف. قال محمد: الأثر كـ

نہیں ہوگی، راستہ کی صورت میں اس لئے کہ صفوف میں انقطاع آگیا اور عورتوں کی صورت میں اس لئے کہ عورتوں کی صف پیچھے ہونا چاہیے مردوں کو عورتوں کو بالکل پیچھے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے جو مرد عورت کے دائیں یا بائیں بالکل متصل ہوگا یا عورت جس کے آگے ہوگی اس کی اور اس کے پیچھے والوں کی نماز ناجائز ہوگی، اعادہ کرنا ہوگا۔

عورت کی محاذات یا دائیں بائیں کھڑے ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہونے کا حکم اس صورت میں ہے جب عورت بالغہ یا قریب البلوغ ہو نماز رکوع سجدہ والی ہو، دونوں ایک نماز میں امام کی اقتدا کر رہے ہوں جگہ ایک ہو، درمیان میں ستون درخت یا دیوار حائل نہ ہو اور امام نے عورت کی امامت کی بھی نیت کی ہو تب عورت کی محاذات سے مرد کی نماز فاسد ہوگی، الشافعی کے یہاں عورت کی محاذات سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

نماز سے فارغ ہونے سے قبل پیشانی سے مٹی پونچھنے کا بیان

۱۱۶ - ... حضرت حماد کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم کو اس جگہ نماز پڑھتے دیکھا جہاں ریت اور مٹی بہت تھی وہ نماز مکمل کرنے سے پہلے پیشانی پونچھ لیا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا: التحیات اور سلام سے قبل پیشانی پونچھنے میں ہم کوئی مضائقہ محسوس نہیں کرتے اس لئے کہ بسا اوقات مٹی کی وجہ سے نمازی کو تکلیف ہوتی ہے اور نماز سے توجہ ہٹ جاتی ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(اشی) نمازی وہ کام کر سکتے ہیں جو مصلی کی توجہ نماز کی طرف مرکوز کرنے کا ذریعہ بنے اور اس چیز کو دور کر سکتے ہیں جو اسے ایذا دے رہی ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا آپ نے اسے پونچھ لیا

أن أمسحه ذلك قبل التشهد و التسليم، لأن تركه يؤذي المصلي و ربما يشغله (۱) عن صلاته، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الصلاة قاعداً و التعمد على شيء أو يصلي إلى سترة

۱۱۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير قال: صلاة الرجل قاعداً على مثل نصف صلاة الرجل قائماً، وهو قول أبي حنيفة.

۱۱۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا يجزئ الرجل أن

لیکن بے فائدہ کام ہی کا مکروہ ہے لہذا اگر مٹی کی وجہ سے ایذا ہوتی ہو اور توجہ بٹ رہی ہو تو اسے ہٹا سکتے ہیں لیکن محض نمائش کر کے باقی رکھنا یا شان کے اظہار کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے، سلام سے پہلے پیشانی سے مٹی دور کرنے کو حدیث شریف میں مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

بیٹھ کر یا کسی چیز پر ٹیک لگا کر یا سترہ کی طرف نماز پڑھنے کا بیان

۱۱۷ - ... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا بیٹھ کر نماز پڑھنے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے مقابلہ میں نصف ثواب ملتا ہے۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: یہ حکم نوافل کے لئے ہے۔ بیٹھ کر فرض اس وقت تک جائز نہیں جب تک قیام سے عاجز نہ ہو جائے، بیماری یا ضعیف کی وجہ سے جو شخص بیٹھ کر فرض ادا کرے گا اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والا ثواب ملے گا لیکن اگر کوئی تندرست کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کے بجائے بیٹھ کر پڑھ لے تو نماز جائز ہو جائے گی اسے قیام کے مقابلہ پر آدھی نماز کا ثواب ملے گا، بہرحال نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں البتہ اس میں آدھا ثواب ملتا ہے۔

۱۱۸ - ... حضرت ابراہیم نے سترہ کے لئے فرمایا کافی نہیں کہ کوئی شخص اپنے سامنے کوڑا یا بانس کا ٹکڑا عرض میں لمبا لمبا رکھ دے جب تک اسے سیدھا کھڑا نہ کرے۔ امام محمد نے فرمایا سترہ

---

(۱) وكان في الأصول: شغله، وفي جامع المسانيد: يشغله، وهو الأصوب.

يعرض بين يديه سوطاً أو لا قصبة حتى ينصب به نصباً. قال محمد: ننصب أحب إلينا، وإن لم يفعل أجزأته صلاته، وهو قول أبي حنيفة.

١١٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما

سیدھا کھڑا کر دینا ہمیں زیادہ پسند ہے اگر سیدھا کھڑا نہ کرے تب بھی نماز ہو جائے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) انسان اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں سے دوسرے لوگ گزرتے ہوں تو اسے کسی ایک جانب یا ستون کے قریب کھڑے ہونا چاہیے تاکہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو یا وہ اس کے آگے سے گزر کر گنہگار نہ ہوں لیکن اگر ایسی جگہ موجود نہ ہو کھلا میدان یا صحن ہو تو وہاں سترہ کھڑا کر دینا چاہیے تاکہ گزرنے والے اس کے آگے سے گزر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں نہ گزرنے والے پر گناہ ہو گا نہ نماز پڑھنے والے پر۔ لیکن اگر نمازی بیچ جگہ کھڑا ہو گزرنے والا دوسری طرف سے گزر سکتا تھا لیکن پھر بھی نمازی کے آگے سے گزرا تو گزرنے والے پر گناہ ہو گا نمازی پر کچھ نہ ہو گا۔ اور اگر نمازی ایسی جگہ کھڑا ہو اس کے علاوہ گزرنے کی اور کوئی جگہ نہیں تھی نمازی کہیں اور کھڑا ہو سکتا تھا ایسی صورت میں نمازی گنہگار ہو گا گزرنے والا گناہ سے بچ جائے گا۔ گزرنے کی جگہ ہو پھر کوئی سامنے سے گزرے یا سترہ کے درمیان سے گزر جائے تو ایسا کرنا سخت گناہ کا ذریعہ ہے حدیث میں آتا ہے اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو یہ معلوم ہوتا کہ اسے کتنا گناہ ملے گا تو اس کے لئے چالیس سال یا مہینہ کھڑا رہنا اس گزرنے سے زیادہ آسان ہوتا۔

لہٰذا نمازی کو بھی ایسی جگہ کھڑے ہونے سے بچنا چاہیے اور گزرنے والے کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ سترہ کم از کم ایک ہاتھ لمبا اور انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہیے اسے آگے گاڑ دے یا سیدھا کھڑا کر دے۔ سترہ کو دائیں یا بائیں طرف رکھنا چاہیے بالکل آنکھوں کے سامنے کرنا منع ہے۔ اگر سترہ نہ ہو تو چھوٹی مسجد میں نمازی کے آگے سے نہ گزرے بڑی مسجد میں دو تین چار صفوں کے آگے سے گزر سکتے ہیں۔ بیت اللہ شریف میں طواف کرنے والے سجدہ گاہ کے آگے سے گزر سکتے ہیں۔ اگر کسی کھلی جگہ نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی سترہ نہ ہو تو حدیث میں آتا ہے کہ لکیر کھینچ لے یا کچھ ہلالی شکل میں بنا لیا کرے یا دائیں یا بائیں دونوں جانب تا کہ گزرنے والا اسے دیکھ کر متنبہ ہو جائے یا خود اسے سکون حاصل ہے۔

١١٩ - ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب سجدہ کرتے تھے اور سجدہ طویل ہوتا تو کہنیاں رانوں

كان إذا سجد فأطال، اعتمد بمرفقيه على فخذيه. قال محمد: ولسنا نرى بهذا بأسًا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۱۲۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعتمد بإحدى يديه على الأخرى في الصلاة، يتواضع لله تعالى. قال محمد: ويضع بطن كفه الأيمن على رسغه الأيسر تحت السرة، فيكون الرسغ في وسط الكف.

۱۲۱ - محمد قال: أخبرنا الربيع بن صبيح عن أبي معشر عن إبراهيم أنه كان يضع

پر ٹیک لیا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا اس میں ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نماز میں سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے اور کہنیوں کو پہلو سے دور رکھنا چاہیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اس طرح کرتے کہ اگر بکری کا بچہ نیچے سے گزرنا چاہے تو گزر جائے لیکن اگر عذر کی وجہ سے کہنیاں رانوں پر ٹکا لی جائیں تو نماز ہو جاتی ہے کہنیاں اور پیٹ دور رکھنے کا اس لئے حکم دیا گیا ہے تاکہ ہر ہر عضو مستقل سجدہ میں مشغول ہو دوسرے پر ٹیک نہ لگائے ہو، نیز جماعت کی صورت میں صف میں کہنیاں لگنے سے کسی کو تکلیف ہو، عورت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ پیٹ رانوں سے اور کہنیاں پہلو سے ملالے اس لئے کہ اس کے لئے اسی میں پردہ اور ستر ہے

لکھا ہے دس چیزوں میں عورت کا حکم مرد سے مختلف ہے ۱۔ عورت تکبیر تحریمہ میں کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے گی، ۲۔ ہاتھ سینے پر باندھے گی۔ ۳۔ پیٹ رانوں سے ملائے گی اور کہنیاں زمین پر بچھائے گی۔ ۴۔ التحیات میں تورک کے ساتھ بیٹھے گی، ۵۔ رکوع میں انگلیاں کشادہ نہیں کرے گی ۶۔ مردوں کی امامت نہیں کر سکتی۔ ۷۔ عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔ ۸۔ عورتوں کی امام ان میں صف کے درمیان کھڑی ہوگی۔ ۹۔ سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی نہیں رکھے گی۔ ۱۰۔ قرأت زور سے نہیں کرے گی۔

۱۲۰ ۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اللہ جل شانہ کے سامنے تواضع اور عاجزی کے اظہار کی خاطر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو پکڑ لیا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے پہنچے پر ناف کے نیچے رکھے گا چنانچہ پہنچا ہتھیلی کے درمیان ہوگا۔

۱۲۱ ۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نخعی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

يده اليمنى على يده اليسرى تحت السرة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رضي الله عنه.

باب الوتر وما يقرأ فيها

١٢٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا زبيد الإيامي عن ذر الهمداني عن سعيد عن عبد الرحمن بن أبزى رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في (١) الوتر في الركعة الأولى: «سبح اسم ربك الأعلى» وفي الثانية «قل للذين كفروا» يعني «قل يا أيها الكافرون» وهي هكذا في قراءة ابن مسعود رضي الله عنه، وفي الثالثة «قل هو الله أحد». قال محمد: إن قرأت بهذا فهو حسن، وما قرأت من شيء في الوتر مع فاتحة الكتاب فهو حسن إذا قرأت مع فاتحة الكتاب بثلاث آيات

(ش) حنفیہ کے یہاں اللہ اکبر کہہ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں گے، دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کے پہنچے کو پکڑا جائے گا، تفصیل اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

وتر کا بیان اور جو اس میں پڑھا جائے گا

١٢٣ - ... حضرت ابزیٰ نے فرمایا وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری میں قل للذین کفروا (جیسا ابن مسعود کی قرأت میں ہے یعنی قل یا ایہا الکافرون) اور تیسری میں قل ھو اللہ احد کو پڑھا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا: آپ اگر یہ پڑھیں تو بہت اچھا ہے، ورنہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ آپ قرآن کریم کی جو سورت بھی پڑھیں وہ ٹھیک ہے جب کہ آپ سورۂ فاتحہ کے ساتھ تین آیتیں یا اس سے زیادہ پڑھیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) حنفیہ کے یہاں وتر کی تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائیں گی جس پر یہ حدیث بھی دلالت کر رہی ہے اور دوسری بہت سی احادیث بھی اس حدیث سے یہاں یہ معلوم ہوا کہ وتر کی تین

---

(١) ما بين القوسين ساقط من الأصول، وزدناه من مسند الحارثي وآثار الإمام أبي يوسف وغيرهما من مسانيد الإمام.

فصاعداً، وهو قول أبي حنيفة .

١٢٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال: ما أحب أني تركت الوتر بثلاث وأن لي حمر النعم. قال محمد: وبه نأخذ، الوتر ثلاث لا يفصل بينهن بتسليم. وهو قول أبي حنيفة .

١٢٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: إذا أصبح ولم يوتر فلا وتر. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، يوتر على كل حال إلا في ساعة تكره فيها الصلاة حين تطلع الشمس أو ينتصف النهار حتى تزول، أو عند احمرار الشمس حتى تغيب، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

رکعتیں ہیں، وہاں یہ بھی کہ وتر میں کیا پڑھنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں عام طور سے یہی سورتیں پڑھتے تھے۔ وتر کی تینوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت بھی ملائی جائے گی۔ امام شافعی وغیرہ کے یہاں وتر کی تین رکعتوں میں دو رکعت کے بعد سلام پھیر جائے گا۔

۱۲۳ ۔ ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تین رکعات وتر چھوڑ دوں خواہ مجھے اس کے بدلے سرخ اونٹ کیوں نہ مل جائیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں وتر کی تین رکعتیں ہیں ان کے درمیان سلام سے فاصلہ نہیں کیا جائے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: وتر کا نہایت تاکید اور اہتمام سے حکم دیا گیا ہے اسی لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اسے واجب فرمادیا ہے۔ اسی کی جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اثر میں اشارہ ہے۔

۱۲۴ ۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر صبح ہو جائے اور کسی نے وتر نہ پڑھے ہوں تو اب اس کے وتر نہیں رہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کے قائل نہیں ہر صورت میں وتر پڑھنا ہوں گے الا یہ کہ سورج نکل رہا ہو یا زوال کا وقت ہو جب تک کہ زوال نہ ہو جائے یا سورج میں سرخی آجائے جب تک غروب نہ ہو جائے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: اگر کسی نے صبح صادق سے پہلے پہلے وتر نہ پڑھے ہوں تو اب وتر قضا ہو گئے ان کی قضا لازم ہے۔ حنفیہ کا مذہب ہے لیکن دوسرے ائمہ اسے سنت کہتے ہیں لہٰذا ان کے یہاں اور سنتوں کی طرح وتر کی بھی قضا نہیں ہوگی۔

باب من سمع الإقامة وهو في المسجد

١٢٥ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يصلي الفريضة في المسجد فيقيم المؤذن وهو في الركعة، قال: يتم إليها ركعة أخرى، ثم يدخل في صلاة القوم بتكبير، فإذا صلى الإمام ركعتين وجلس فتشهد، سلم الرجل عن يمينه، وعن شماله[1] في نفسه، ثم يقوم فيكبر، ويصلي مع الإمام ما بقي من صلاته تطوعا، لا يدخل في صلاة القوم إلا في شيء من صلاته. وقال عامر الشعبي: يضيف إليها ركعة أخرى وينصرف ثم يدخل مع القوم. قال محمد: قول الشعبي أحب إلينا، وهو قول أبي حنيفة.

اس شخص کا بیان جو مسجد میں ہو اور اقامت سن لے

۱۲۵۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کوئی شخص مسجد میں فرض نماز پڑھ رہا ہو، مؤذن اقامت کہہ دے جبکہ ابھی پہلی رکعت میں ہو۔ فرمایا اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا دے گا پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائے گا۔ امام جب دو رکعتیں پڑھ لے اور بیٹھ جائے التحیات پڑھ لے تو وہ شخص دل میں دائیں بائیں سلام پھیرے پھر کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہے اور امام کے ساتھ باقی نماز نفل کی نیت سے پڑھ لے جماعت میں دو رکعت پوری کر کے داخل ہو۔ عامر شعبی نے فرمایا اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر سلام پھیر دے پھر جماعت میں شامل ہو جائے۔ امام محمد نے فرمایا حضرت شعبی کا قول ہمیں زیادہ پسند ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ جماعت ہو چکی ہے مسجد میں فرض نماز شروع کر دے اس کے بعد جماعت کھڑی ہو جائے تو دو رکعت پر ہی سلام نہیں پھیرے گا بلکہ نماز مکمل کرے گا اس کے بعد اگر نماز ظہر یا عشاء کی ہے تو اس میں نفل کی نیت سے شامل ہو جائے گا ورنہ نہیں یہ مسائل پہلے گزر چکے ہیں۔

---

[1] وفي الأصل: شمال، والصواب: شماله، كما في الآصفية ونسخة الآستانة.

باب من سبق بشيءٍ من صلاته

١٢٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا دخل في المسجد والقوم ركوع فليركع من قبل أن يشتد. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكن يمشي على هينته حتى يدرك الصف، فيصلي ما أدرك ويقضي ما فاته.

١٢٧ - محمد عن المبارك بن فضالة عن الحسن البصري عن أبي بكرة رضي الله عنه أنه ركع دون الصف ثم مشى حتى وصل الصف، فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه

مسبوق کی نماز کا بیان

١٢٦ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع میں ہوں تو بغیر بھاگے جلدی سے رکوع میں شریک ہو جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بلکہ اطمینان سے چلے کا صف میں پہنچ کر جو حصہ نماز مل جائے گا اس میں شریک ہو جائے گا اور جو فوت ہو گیا ہے اس کی قضا کرے۔

١٢٧ - ... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے صف سے پہنچنے سے پہلے رکوع کر لیا پھر چل کر صف میں مل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری خیر کی حرص بڑھائے آئندہ ایسا نہ کرنا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں، ایسا کر لیا تو نماز ہو جائے گی لیکن ہمارے یہاں پسندیدہ نہیں ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح)، اگر امام رکوع میں ہو اور کوئی شخص بھاگ کر رکوع کر لے یا صف کے قریب پہنچ کر صف میں شامل ہوئے بغیر رکوع کر لے تو نماز ہو جائے گی لیکن ایسا کرنا اچھا نہیں، اطمینان سے اپنی رفتار کے مطابق چل کر صف میں شامل ہو جو حصہ نماز کا مل جائے اسے پڑھے باقی کی قضا کرے۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے رکعت کے فوت ہونے کے ڈر سے صف سے پہلے رکوع کر لیا تھا جو ان کے ثواب کے شوق کی وجہ سے تھا اس لئے آپ نے انہیں دعا دی اور آئندہ کے لئے

وسلم فقال: زادك الله حرصاً ولا تعد. قال محمد: وبه نأخذ، خير ذلك ممن تمّ، ولا يعجبنا أن يفعل، وهو قول أبي حنيفة.

١٢٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في الرجل يأتي المسجد يوم الجمعة والإمام قد جلس في آخر صلاته، قال: يكبر تكبيرة فيدخل معهم في صلاتهم ثم يكبر تكبيرة فيجلس معهم فيتشهد، فإذا سلم الإمام قام فركع ركعتين. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة. ولسنا نأخذ بهذا، من أدرك من الجمعة ركعة أضاف إليها أخرى، وإن أدركهم جلوساً صلى أربعاً، وبذلك جاءت الآثار عن غير واحد.

١٢٩ - محمد قال: أخبرنا سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس بن مالك رضي الله عنه والحسن وسعيد بن المسيب وخلاس بن عمرو أنهم قالوا: من أدرك من الجمعة

نصیحت کر دی کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ رکوع پانے کی خاطر لوگ عام طور سے دوڑتے ہیں اس سے منع کیا گیا ہے۔ فرمایا سکون و اطمینان سے آؤ، نماز کا جو حصہ مل جائے اس میں شریک ہو جاؤ، باقی کی قضا کرو۔

۱۲۸۔ ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں جو جمعہ کے روز مسجد میں آئے اور امام دوسری رکعت کے آخری حصہ میں ہو، یہ فرمایا کہ وہ تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں شریک ہو جائے پھر تکبیر کہہ کر بیٹھ جائے التحیات پڑھے، امام جب سلام پھیر لے، کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لے۔ امام نے فرمایا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ ہم اس کو اختیار نہیں کرتے۔ جو شخص جمعہ کا ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملائے گا لیکن اگر انہیں قعدہ میں پایا تو اب چار رکعات (ظہر) پڑھے گا۔ اس طرح کے آثار بہت سے حضرات سے مروی ہیں۔

۱۲۹۔ ... حضرت قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حسن، سعید بن المسیب اور خلاس بن عمرو رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان حضرات نے فرمایا جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملائے گا اور جو شخص لوگوں کو التحیات میں بیٹھا پالے وہ (ظہر کی) چار رکعات پڑھے گا۔ اسی طرح علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید سے بھی روایت کیا گیا ہے اور یہی حضرت سفیان ثوری اور امام زفر بن الہذیل کا قول ہے ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

(ش) امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ کے روز امام کو

ركعة أضاف إليها أخرى، ومن أدركهم جلوساً صلى أربعاً، وكذلك بلغنا أيضاً عن علقمة بن قيس والأسود بن يزيد، وهو قول سفيان الثوري وزفر بن الهذيل وبه نأخذ۔

۱۳۰۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن مسروقاً وجندباً دخلا في صلاة الإمام في المغرب، فأدركا معه ركعة، وسبقا بركعتين، فصليا معه ركعة ثم قاما يقضيان، فأما مسروق فجلس في الركعة الأولى التي قضى، وأما جندب فقام في الأولى وجلس في الثانية، فلما انصرفا أقبل كل واحد منهما على صاحبه، ثم إنهما سألا وذكرا لعبد الله بن مسعود رضي الله

التحیات یا سجدہ سہو میں پالے تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جمعہ کی دو رکعات پڑھے گا۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس قدر نماز مل جائے وہ پڑھ لو اور جو فوت ہو گئی ہو اس کی قضا کر لو لہٰذا ظہر نہیں پڑھے گا بلکہ جمعہ ہی پڑھے گا۔ امام محمد رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام کے ساتھ دوسری رکعت کا اکثر حصہ پالیا یعنی امام کو دوسری رکعت کے رکوع سے قبل یا رکوع میں پالیا تو جمعہ پڑھے گا اگر اس کے بعد پایا تو اس پر ظہر کی بنا کرے گا یعنی چار رکعت پڑھے گا اس لئے کہ ایک اعتبار سے جمعہ کی قضا ہے اور دوسرے اعتبار سے ظہر کی۔ اس لئے ظہر پڑھے گا۔ فتویٰ اسی پر ہے کہ وہ دو رکعت جمعہ ہی کی پڑھے گا۔

۱۳۰۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت مسروق اور جندب مغرب کی نماز میں امام کے ساتھ شریک ہوئے، انہیں امام کے ساتھ ایک رکعت ملی دو رکعتیں فوت ہو گئیں چنانچہ ان دونوں حضرات نے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر کھڑے ہو کر باقی نماز پوری کی، حضرت مسروق دوسری رکعت میں بیٹھے، حضرت جندب پہلی یعنی اپنی دوسری رکعت میں کھڑے ہو گئے اور دوسری (یعنی امام والی کو ملا کر تیسری) میں بیٹھ گئے، سلام پھیر کر ہر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوا پھر یہ دونوں حضرات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں واقعہ بتلایا تو انہوں نے فرمایا تم دونوں میں سے ہر ایک نے ٹھیک کیا اور میں مسروق کی طرح نماز پڑھوں یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے ہیں ایسا شخص فوت شدہ دونوں رکعتوں میں سے ہر رکعت میں بیٹھے گا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) امام کے ساتھ مغرب کی ایک رکعات پانے والا جب باقی ماندہ نماز پڑھے گا تو وہ دوسری رکعت میں بھی بیٹھے گا اور تیسری میں بھی۔ اس لئے کہ مغرب میں دوسری اور تیسری رکعات میں

به، فقعد عليه القعدة، فقال: كلا إنه قد أحسن، وإن أصلي كما صلى مسروق أعجب إلي. قال محمد: وبقول ابن مسعود رضي الله عنه نأخذ، يجلس في الركعتين جميعاً الثنتين والثالثة، وهو قول أبي حنيفة.

۱۳۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل سبقه الإمام بشيء من صلاته، أيتشهد كلما جلس الإمام؟ قال: نعم. قال: فيرد السلام إذا سلم الإمام؟ قال: إذا فرغ من صلاته رد السلام. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

قعدہ کیا جاتا ہے، البتہ پہلی رکعات میں قعدہ نہیں لیکن امام کی اتباع کی وجہ سے یہ شخص پہلی رکعت میں بھی بیٹھا تھا گویا تینوں رکعتوں میں قعدہ ہو گیا۔ اگر کوئی شخص قعدہ اولیٰ بھول جائے تو سجدہ سہو کرے گا ورنہ نماز اگرچہ ہو جائے گی لیکن واجب الاعادہ ہوگی۔ لیکن امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھنے کی صورت میں اگر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے تو نماز ہو جائے گی سجدہ سہو بھی لازم نہیں آئے گا۔

۱۳۱ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نماز کے کچھ حصے میں امام سے پیچھے رہ گیا ہو کیا وہ ہر اس قعدہ میں جس میں امام بیٹھے التحیات پڑھے گا؟ فرمایا: جی ہاں۔ پھر پوچھا جب امام سلام پھیرے گا تو کیا یہ بھی سلام پھیرے گا؟ فرمایا: جب اپنی نماز سے فارغ ہو جائے (نماز پوری کرلے) تو سلام پھیرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش)۔ اگر کوئی شخص قعدہ میں امام کے ساتھ شریک ہو تو اس قعدہ میں بھی التحیات پڑھے گا اور اس کے بعد والے قعدوں میں بھی۔ اگر اس کی نماز پوری نہ ہوئی ہو تو امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا بلکہ اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیرے گا اس لئے کہ سلام نماز ختم کرنے کے لئے ہوتا ہے اور اس کی نماز ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ہے۔

باب من صلى في بيته بغير أذان

١٣٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه أم أصحابه في بيته فصلى بهم [١] بغير أذان ولا إقامة، وقال: إقامة الإمام يجزئه. قال محمد: وبهذا نأخذ إذا صلى الرجل وحده، وإذا صلوا في جماعة فأحب إلينا أن يؤذن ويقيم، وإن أقام وترك الأذان فلا بأس.

اس شخص کا بیان جو اپنے گھر میں بلا اذان نماز پڑھے

۱۳۲- . . . حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھائی اور فرمایا امام کی اقامت کافی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس شخص کے بارے میں اس کو اختیار کرتے ہیں جو تنہا نماز پڑھے اور اگر جماعت سے نماز پڑھیں تو ہمیں یہ زیادہ پسند ہے کہ اذان و اقامت کہے لیکن اگر اذان چھوڑ دے صرف اقامت کہہ لے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

(ش) یہ مسألہ پہلے گذر چکا ہے کہ اگر جماعت گھر میں ہو رہی ہے تو اذان و اقامت دونوں کہنا چاہییں صرف اقامت کہہ لیں تب بھی کافی ہے اور اگر اقامت بھی نہ کہیں تب بھی نماز ہو جائے گی البتہ کم از کم اقامت ضرور کہنا چاہیے۔

◆

---

[١] ما بين القوسين زيادة من مسند ابن خسرو، سقط هنا من الأصول.

باب ما يقطع الصلاة

۱۳۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا فسدت صلاة الإمام فسدت صلاة من خلفه. قال محمد: وبه نأخذ إذا صلى الرجل بأصحابه جنبا أو على غير وضوء، أو فسدت صلاته بوجه من الوجوه، فسدت صلاة من خلفه.

۱۳۴- محمد قال: أخبرنا إبراهيم بن يزيد المكي عن عمرو بن دينار أن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال في الرجل يصلي بالقوم جنبا قال: يعيد ويعيدون.

۱۳۵- محمد عن عبد الله بن المبارك عن يعقوب بن القعقاع عن عطاء بن أبي رباح في رجل يصلي بأصحابه على غير وضوء قال: يعيد ويعيدون.

۱۳۶- محمد قال: أخبرنا عبد الله بن المبارك عن عبد الله بن عون عن محمد بن سيرين

نماز توڑنے والی چیزوں کا بیان

۱۳۳- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب امام کی نماز فاسد ہوگئی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں یا بغیر وضو کے امامت کرے یا کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو جائے تو اس کی اقتداء کرنے والے نمازیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

۱۳۴- ... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جو لوگوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھادے فرمایا امام اور مقتدی سب دوبارہ نماز پڑھیں۔

۱۳۵- ... حضرت عطاء بن ابی رباح سے اس شخص کے بارے میں جو اپنے ساتھیوں کو بغیر وضو کے نماز پڑھادے یہ مروی ہے کہ امام اور مقتدی سب نماز لوٹائیں گے۔

۱۳۶- ... حضرت محمد بن سیرین نے فرمایا مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ وہ سب نماز کا اعادہ کریں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مقتدیوں کی نماز امام کی نماز پر مبنی ہوتی ہے صحۃً بھی اور فساداً بھی، اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ امام مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہوتا ہے امام شافعی

قال: أحب إلي أن يعيدوا. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

١٣٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا صلت المرأة إلى جانب الرجل وكانا في صلاة واحدة فسدت صلاته. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

١٣٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي وهي نائمة إلى جنبه عليه ثوب بجانبه عليها. قال محمد: وبه نأخذ، ولا نرى بذلك بأسا، وكذلك أيضا لو صلت إلى جانبه في صلاة غير صلاته.

کے یہاں مقتدی کی نماز امام کی نماز پر موقوف نہیں ہوتی لہٰذا اس کی نماز فاسد ہونے سے مقتدیوں کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حالت جنابت میں نماز پڑھا دی پھر خود نماز دہرائی لیکن لوگوں کو نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا احناف اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ جب امام کی نماز فاسد ہوگئی تو لوگوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی پھر غسل کر کے تشریف لائے اور نماز کا جماعت کے ساتھ اعادہ کیا، لہٰذا مقتدی کی نماز امام کی نماز پر موقوف ہے، فاسد پر بنا کرنا درست نہیں، یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے امام کافر مجنون یا مدہوش یا امی ہو تو کسی کے نزدیک اس کی اقتداء کرنا درست نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہوں نے اپنے مقتدیوں کو اعادہ کا حکم نہیں دیا ہو سکتا ہے انہوں نے انہیں بھی اعادہ کا حکم دیا ہو یا لوگوں نے جب حضرت عمر کو اعادہ کرتے دیکھا تو خود بھی اعادہ کر لیا ہو۔

١٣٧ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عورت اگر مرد کے پہلو میں نماز پڑھے اور نماز ایک ہی ہو تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے

١٣٨ - ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور وہ آپ کے قریب سوئی ہوئی ہوتی تھیں آپ نے جو کپڑا اوڑھا ہوتا تھا اس کا کچھ حصہ حضرت عائشہ پر ہوتا تھا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ اسی طرح اگر عورت کوئی دوسری نماز پڑھ رہی ہو اور مرد دوسری اور اس میں عورت مرد کے پہلو میں کھڑی ہو جائے مرد کی نماز اس صورت میں فاسد ہوگی جب دونوں ایک نماز میں شریک ہوں اور عورت مرد کے پہلو میں کھڑی ہو جائے اور اس مرد کی اقتداء کرے یا دونوں کسی اور کی اقتداء کر رہے

وإنما تفسد عليه إذا صلت إلى جانبه وهما في صلاة واحدة، ثم به نأخذ وإن كانا بغيرهما وهو قول أبي حنيفة.

١٣٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: سألت إبراهيم عن الرجل يصلي في جانب المسجد الشرقي، والمرأة في الغربي، فكره ذلك إلا أن يكون بينه وبينها أدنى قدر مؤخرة الرحل. قال محمد: وبه نأخذ إذا كانا في صلاة واحدة يصليان مع إمام واحد.

١٤٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن الأسود بن يزيد أنه سأل عائشة رضي الله عنها أم المؤمنين عما يقطع الصلاة؟ فقالت: أما إنكم يا أهل العراق تزعمون أن الحمار والكلب والمرأة والسنور يقطعون الصلاة،

ہوں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے۔

۱۳۹۔ . . . حضرت حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو مسجد کے شرقی حصے میں نماز پڑھ رہا ہو اور عورت مغربی حصے میں تو انہوں نے اسے ناپسند کیا الا یہ کہ ان دونوں کے درمیان کجاوے کے پچھلے حصے کے برابر کوئی چیز حائل ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس پر عمل کرتے ہیں اگر مرد و عورت دونوں ایک امام کے پیچھے ایک نماز میں شریک ہوں۔

(ش) پہلے گزر چکا ہے کہ عورت کی محاذات سے مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے بشرطیکہ امام نے عورت کی اقتداء کی نیت بھی کی ہو عورت بالغ یا قریب البلوغ ہو، نماز ایک ہی ہو، دونوں کے درمیان فاصلہ و حائل نہ ہو، محاذات ایک کامل رکن میں ہو اور دونوں کی جہت ایک ہو ان شروط کے پائے جانے پر عورت کی محاذات سے مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی عورت کی نماز فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ مرد کو عورتوں کو پیچھے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس نے اس حکم پر عمل نہیں کیا لہذا اس کی نماز فاسد ہوگی عورت کی نماز ہو جائے گی۔

۱۴۰۔ . . . حضرت اسود بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نماز توڑنے والی چیز کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اے عراق والو! تم یہ سمجھتے ہو کہ گدھا، کتا، عورت اور بلی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، تم لوگوں نے تو ہمیں ان چیزوں کے ساتھ ملا دیا، تم جتنا ہو سکے ان چیزوں کو دور کرو اور تمہاری نماز کسی چیز سے فاسد نہیں ہوتی۔

فقد تمرّ بهم؟ فادرأ ما استطعت، فإنه لا يقطع صلاتك شيء. قال محمد: وبقول عائشة رضي الله عنها نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

(۱۴۱) - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال: أجدب الجدب الحديث بعد صلاة العشاء، إلا في صلاة أو قراءة قرآن،

امام محمد نے فرمایا ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) بعض حضرات ان چیزوں کے گزرنے سے نماز فاسد قرار دیتے ہیں، بعض حضرات ان میں سے بعض سے، لیکن جمہور ائمہ رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ان میں سے کسی کے نمازی کے آگے سے گزرنے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد پڑھتے ہوتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں، آپ کے آگے سے کتا اور گدھا گزرے آپ نماز پڑھتے رہے اس لئے کسی چیز کے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ جن احادیث میں نماز کے فاسد ہونے کا ذکر ہے ان سے سترہ کو فراموش نہ کرنے پر ابھارنا مطلوب ہے یا ان سے مراد یہ ہے کہ ان کی وجہ سے نماز میں استحضار قلبی ختم ہو جاتا ہے، عورت گزرے گی تو اس میں دل لگنے کی وجہ سے اور کتے کے نجس، ناپاک اور گدھے کی شیطنت کی وجہ سے۔

(۱۴۱) - ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے بری بات عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنا ہے سوائے نماز یا تلاوت کے۔

(تشریح) حدیث میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونے اور اس کے بعد قصہ گوئیوں سے منع کیا ہے اس لئے کہ پہلی صورت میں عشاء کی نماز فوت ہونے کا ڈر ہے اور دوسری صورت میں دیر سے سونے کی وجہ سے فجر کی جماعت یا نماز فوت ہونے کا۔ ان باتوں سے قصہ کہانیاں اور فضول باتیں مراد ہیں، علم کا مذاکرہ، تلاوت قرآن، حدیث وغیرہ اس میں داخل نہیں ہے امور مسلمین کے سلسلے میں صلاح و مشورہ بھی کر سکتے ہیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ امور مسلمین میں رات گئے تک مشورہ کیا کرتے تھے، بہرحال تلاوت و مطالعہ میں بھی اتنی دیر نہیں جاگنا چاہئے جس سے جماعت یا نماز کے قضا ہونے کا ڈر ہو ورنہ گناہ ہوگا۔

باب الرعاف في الصلاة والحدث

١٤٢- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الملك بن عمير عن معبد بن صبيح أن رجلا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى خلف عثمان بن عفان رضي الله عنه، فأحدث الرجل فانصرف، ولم يتكلم حتى توضأ، ثم أقبل وهو يقول: ﴿ولم يصروا على ما فعلوا وهم يعلمون﴾، فاحتسب بما مضى وصلى ما بقي.

١٤٣- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن إبراهيم أنه قال: يجزئه، والاستئناف أحب إلي. قال محمد: وبقول إبراهيم نأخذ، ذلك يجزئه، وإن تكلم واستقبل فهو أفضل، وهو قول أبي حنيفة.

١٤٤- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يرعف في الصلاة أو يحدث، قال: يخرج ولا يتكلم إلا أن يذكر الله ثم يتوضأ ثم يرجع إلى مكانه، فيقضي

نماز میں نکسیر پھوٹنے یا وضوء ٹوٹنے کا بیان

۱۴۲۔ ... حضرت معبد بن صبیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، ان صاحب کا وضوء جاتا رہا وہ پیچھے سے گئے بات نہیں کی وضوء کیا اور یہ کہتے ہوئے واپس آئے: ﴿ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون﴾ (اور وہ لوگ اپنے کئے ہوئے پر اصرار نہیں کرتے درآنحالیکہ وہ جان رہے ہوں) چنانچہ انہوں نے جو نماز چھوٹ گئی اس کو شمار کیا اور باقی کو پڑھ لیا۔

۱۴۳۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا ایسا کرنا درست ہے البتہ از سر نو نماز پڑھنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم حضرت ابراہیم کے قول کو اختیار کرتے ہیں، ایسا کرنا جائز ہے لیکن اگر اس نے بات کر لی اور از سر نو نماز پڑھی تو زیادہ بہتر ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۴۴۔ ... حضرت حماد حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں جس کی نکسیر نماز میں پھوٹ جائے یا وضوء جاتا رہے فرمایا وہ بات نہ کرے الا یہ کہ اللہ کا ذکر کرے اور جا کر وضوء کر کے

ما بقي عليه من صلاته، ويعتد بما صلى، فإن كان تكلم استقبل. قال محمد: وبه نأخذ، والكلام والاستقبال أفضل، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

باب ما يعاد من الصلاة وما يكره منها

۱۹۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: سألت إبراهيم عن الصلاة قبل المغرب فنهاني عنها، وقال: إن النبي صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر رضي الله عنهما لم يصلوها

اپنی جگہ واپس آ جائے اور باقی ماندہ نماز کو پورا کرے اور جتنی پہلے پڑھ لی ہے وہ ہو گئی لیکن اگر بات کر لی تو از سر نو نماز پڑھنا ہو گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ بات کر کے از سر نو نماز پڑھنا افضل ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر قصداً وضو توڑا تو نماز فاسد از سر نو نماز پڑھے لیکن اگر اس کے اختیار کے بغیر وضو جاتا رہا یا نکسیر پھوٹ گئی تو جا کر وضو کرے گا اور اس دوران کسی سے بات نہیں کرے گا پھر واپس آ کر نماز پوری کرے گا البتہ اگر از سر نو پڑھ لے تو زیادہ بہتر ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں بناء جائز نہیں از سر نو نماز پڑھے گا اس لئے کہ وضو ٹوٹنے کی بناء پر منافی نماز چیز آ گئی جس سے نماز فاسد ہو گئی لہٰذا از سر نو نماز پڑھے گا۔ ایک حدیث میں استیناف کا حکم بھی دیا گیا۔ حنفیہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں یہ آیا ہے کہ اگر کسی کو نماز میں قئی آ جائے یا نکسیر پھوٹ جائے تو جب تک بات نہ کی ہو وضو کر کے اس نماز کو پورا کرنا چاہیے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہاں استحباباً از سر نو نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یا یہ حکم اس وقت ہے جب منافی نماز کوئی چیز پیش آ جائے اور بناء کا جائز ہونا خلفائے راشدین کا مذہب بھی ہے۔ بہر حال شبہ اختلاف سے بچنے کے لئے از سر نو پڑھنا افضل ہے۔

نماز کے اعادہ اور مکروہات کا بیان

۱۹۵۔ ... حضرت حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے مغرب سے قبل نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اس سے روک دیا اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے نہیں پڑھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں جب سورج ڈوب جائے تو مغرب کی نماز

قال محمد: وبه نأخذ، إذا غابت الشمس فلا صلاة على جنازة ولا غيرها قبل صلاة المغرب، وهو قول أبي حنيفة.

۱۲۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كان الدم قدر الدرهم والبول وغيره فأعد صلاتك، وإن كان أقل من قدر الدرهم فامض على صلاتك. وقال محمد: يجزئه صلاته حتى يكون ذلك أكثر من قدر الدرهم الكبير المثقال، فإذا كان كذلك لم تجزئه صلاته، وهو قول أبي حنيفة.

قبل نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نہ کوئی نماز، یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مغرب کی نماز کو جلدی پڑھنے کا حکم دیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت اس وقت تک خیر و عافیت کے ساتھ رہے گی جب تک مغرب کو ستاروں کے چمکنے تک مؤخر نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کو غروب کے بعد جلدی پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے جمہور ائمہ کے یہاں مغرب کی نماز سے پہلے سنتیں یا نوافل نہیں ہیں۔

۱۲۶ ... حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا خون یا پیشاب وغیرہ اگر ایک درہم کی مقدار ہو تو نماز کا اعادہ کرو، اور اگر درہم سے کم ہو تو نماز ہو گئی۔ امام محمد نے فرمایا جب تک بڑے درہم مثقال سے زیادہ نجاست نہ ہو تو نماز ہو جائے گی، اگر اتنی ہو گی تو نماز نہیں ہو گی، یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نجاست کی دو قسمیں ہیں ۱۔ نجاست غلیظہ یا مغلظہ ۲۔ نجاست خفیفہ یا مخففہ۔ نجاست مغلظہ اسے کہتے ہیں جس کی نجاست کسی نص سے ثابت ہو اور اس کی طہارت کے بارے میں کوئی نص نہ ہو، اور مخففہ وہ ہے جس کی نجاست کے بارے میں بھی نص ہو اور طہارت کے بارے میں بھی، یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی رائے ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے یہاں مخففہ اسے کہتے ہیں جس کی طہارت و نجاست کے بارے میں اجتہاداً حکم لگایا جا سکتا ہو۔ نجاست مغلظہ کی مثال خون، پیشاب، پاخانہ، شراب وغیرہ ہیں، یہ اگر ایک درہم یا اس سے کم لگیں تو نماز ہو جائے گی، اگر نماز سے پہلے نظر آ جائیں تو دھو لینا چاہیے، مثقال کا وزن جس قدر ہوتا ہے، اگر نجاست گاڑھی ہے تو وزن کا اعتبار ہو گا اور اگر پتلی ہے تو مساحت کا، اگر نجاست درہم سے زائد ہو تو نماز نہیں ہو گی، دھو کر اعادہ واجب ہو گا، اگر نجاست مخففہ ہو جیسے ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے تو جب تک کپڑے کے چوتھائی سے کم لگے نماز ہو جائے گی، چوتھائی یا اس سے زیادہ کو لگے تو نماز نہیں ہو گی۔ جو حکم کپڑے کا ہے وہی جسم پر لگنے کا بھی ہے۔

۱۴۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا علي بن الأقمر أن النبي صلى الله عليه وسلم مر برجل سادل ثوبه في الصلاة، فعطفه عليه. قال محمد: وبه نأخذ، يكره السدل في الصلاة على القميص وعلى غيره، لأنه يشبه فعل أهل الكتاب. وهو قول أبي حنيفة.

۱۴۸ - محمد قال: حدثنا عبد الملك بن عمير عن قزعة عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لا صلاة بعد صلاة الغداة حتى تطلع الشمس، ولا صلاة بعد صلاة العصر حتى تغرب الشمس، ولا يصام هذان اليومان: الفطر والأضحى، ولا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد: المسجد الحرام

---

۱۴۷ - ... حضرت علی بن الاقمر سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس نے نماز میں کپڑا لٹکایا ہوا تھا تو آپ نے اسے اس پر لپیٹ دیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، نماز میں کرتے وغیرہ پر کپڑا لٹکانا مکروہ ہے اس لئے کہ اس سے اہل کتاب کے فعل کی مشابہت ہوتی ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) حدیث شریف میں کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل سے منع کیا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چادر یا رومال کو اپنے سر اور کاندھے پر ڈالیں کہ اس کے کناروں کو لٹکا دیا جائے اٹھا کر کاندھے پر لپیٹ یا الٹا نہ جائے یا جبہ، شیروانی وغیرہ کو کاندھوں پر ڈال لیا جائے آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے جائیں یہ مکروہ ہے خواہ کرتا وغیرہ پہنا ہو یا نہ پہنا ہو۔

۱۴۸ - ... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک کوئی (نفل) نماز جائز نہیں اور عصر کی نماز کے بعد سے غروب شمس تک کوئی (نفل) نماز جائز نہیں، اور ان دونوں عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں روزہ نہیں رکھا جائے گا اور تین مسجدوں کے علاوہ کسی کے لئے سفر نہیں کیا جائے گا (مسجد حرام، میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ) اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب پر عمل کرتے ہیں کسی عورت کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بغیر شوہر یا محرم کے سفر کرے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) اس حدیث میں چار احکامات بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۔ فجر اور عصر کی نماز پڑھنے کے بعد سجدۂ تلاوت کر سکتے ہیں۔ قضا نماز بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن نوافل پڑھنا منع ہے اس لئے کہ اس حدیث اور اس

المسجدين، والمسجد الأقصى. ولا تسافر امرأة إلا مع ذي محرم منها. قال محمد: وبهذا كله نأخذ. ولا ينبغي للمرأة أن تسافر إلا مع زوجها، أو مع ذي محرم منها، وهو قول أبي حنيفة.

١٤٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كره أن يفرقع أصابعه في الصلاة، أو يلقي رداءه عن منكبيه، أو يضع يده على خاصرته، أو يسوي الحصى، أو يقعي على

کے علاوہ دوسری احادیث سے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان اوقات میں نوافل نہیں پڑھتے تھے۔ ایک صاحب عصر کے بعد نفل پڑھ رہے تھے حضرت عمر نے انہیں منع کیا انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر مجھے عذاب دیں گے؟ فرمایا ہاں سنت کی مخالفت پر نہیں سزا دیں گے۔ ۲۔ سال کے پانچ دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں عید الفطر، عید الاضحیٰ اور تین ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ) کے۔ ۳۔ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کرنا منع ہے۔ مسجد حرام (بیت اللہ) کہ وہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے اور مسجد نبوی کہ وہاں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار یا دس ہزار یا ایک ہزار کے برابر ملتا ہے اور مسجد اقصیٰ کہ وہاں ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ملتا ہے ان کے علاوہ ایک مسجد کو چھوڑ کر دوسری کی طرف سفر کرنا بے سود ہے اس لئے اس سے منع کر دیا گیا، جو ثواب ایک مسجد میں ملتا ہے وہ دوسری میں بھی ملے گا پھر سفر کرنا لغو اور بے فائدہ ہے ہاں طلب علم، زیارت اعزہ و اقرباء اور تجارت وغیرہ کے لئے سفر کر سکتے ہیں۔ ۴۔ عورت کو گھر بیٹھ رہنے کا حکم ہے لیکن ضرورت کی بنا پر گھر سے نکل سکتی ہے بلا محرم سفر کرنے میں فتنہ کا قوی احتمال ہوتا ہے اس لئے بغیر محرم کے عورت پر حج بھی فرض نہیں ہوتا سفر کی مسافت والے مقام پر عورت بلا محرم نہیں جائے گی خواہ مختصر سفر کا راستہ طے کرے یا اس سے کم دونوں میں، اگر محرم کے بغیر سفر کرے گی تو گناہ گار ہوگی۔ محرم سے مراد شوہر، باپ، بھائی یا ہر وہ شخص ہے جس کے لئے عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔

۱۴۹۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ انہوں نے نماز میں انگلیاں چٹخانے، کاندھوں پر چادر ڈالنے، کوکھ پر ہاتھ رکھنے، سجدے کے لئے کنکروں کو درست کرنے، ایڑیوں پر بیٹھنے اور داڑھی سے کھیلنے سے منع کیا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ یہ بے فائدہ کام اور نماز میں کھیلنا ہے

عقبيه أو يعبث بلحيته. قال محمد: وبهذا نأخذ، لأنه عبث في الصلاة يشغل منها، وهو قول أبي حنيفة.

١٥٠ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: يكره السدل في الصلاة، لا تشبهوا باليهود.

١٥١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه صلى بأصحابه المغرب، فلم يقرأ في شيء منها حتى انصرف، فقال له أصحابه: ما منعك أن تقرأ يا أمير المؤمنين؟ وقال: أو ما فعلت؟ إني جهزت عيرا العشية إلى الشام، فلم أزل

کو نماز سے غافل کر دیتا ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اس روایت میں ان چیزوں کو بیان کیا گیا ہے جو نماز میں مکروہ ہیں جن میں سے انگلیوں کا چٹخانا بھی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تمہارے لئے وہ پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں تم نماز میں انگلیاں مت چٹخانا (ایک روایت میں آتا ہے نماز میں بیٹھے بعد کو غور سے دیکھئے اور انگلیاں چٹخانے والے ایک حکم میں ہیں) انگلیوں کو انگلیوں میں پھنسانا بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ سدل یعنی رومال اور چادر لٹکانا بھی مکروہ ہے (ابھی گذر چکا ہے) کنکر دور کرنا اگر سجدہ کرنا مشکل ہو تو نماز سے پہلے درست کر لے ورنہ نماز میں ایک مرتبہ برابر کر سکتا ہے بار بار ایسا کرنے سے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تھا۔ نماز میں ایڑھیوں پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ داڑھی یا رومال سے کھیلنا مکروہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اعضاء میں بھی خشوع ہوتا۔

١٥٠ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ نماز میں سدل (کپڑا لٹکانا) منع ہے۔ یہود سے مشابہت اختیار مت کرو۔

١٥١ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اور کسی رکعت میں قراءت نہیں پڑھی جب فارغ ہوئے تو ان کے ساتھیوں نے ان سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین آپ کو قراءت سے کس چیز نے روک دیا؟ انہوں نے فرمایا کیا میں نے قراءت نہیں پڑھی؟ میں نے رات شام کی جانب لشکر تیار کیا تھا میں اسے منزل بمنزل روانہ

أربعها منتقلة منتقلة حتى وردت الشام، فأعاد وأعاد أصحابه. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

١٥٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الملك بن عمير عن أبي عادية أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يضرب الناس على الصلاة بعد العصر. قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى أن يصلى بعد العصر تطوعاً من صلاة، وهو قول أبي حنيفة.

١٥٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا دخلت في صلاة القوم وأنت لا تنوي صلاتهم لم تجزك، وإن نوى الإمام صلاة ونوى الذين خلفه غيرها أجزأت الإمام ولم تجزهم. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

کرتا رہا یہاں تک کہ شام پہنچ گیا چنانچہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز دہرائی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نماز میں مطلق قرأت فرض ہے اور سورت فاتحہ پڑھنا یا سورت ملانا واجب ہے اگر کسی نے قرأت چھوڑ دی تو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بغیر قرأت والی نماز کا اعادہ کیا۔

١٥٢ - ... حضرت ابو عادیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عصر کی نماز کے بعد نفل نماز پڑھنے پر مارا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں عصر کے بعد نفل کو مطلقاً جائز قرار نہیں دیتے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

١٥٣ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ جب جماعت میں شریک ہو اور تم اس نماز کی نیت نہ کرو جس کی انہوں نے نیت کی ہے تو تمہاری نماز نہیں ہوگی اور اگر امام نے کسی ایک نماز کی نیت کی ہو اور مقتدیوں نے دوسری نماز کی تو امام کی نماز ہو جائے گی لوگوں کی نماز نہ ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مقتدی اور امام کی نماز ایک ہونا چاہیے لہٰذا مقتدی نے اگر اس نماز کی نیت نہ کی جس کی امام نے نیت کی ہے تو مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی۔ البتہ امام کے پیچھے نفل کی نیت سے شریک ہو سکتے ہیں۔

١٥٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما يسرني في صلاة الرجل حين تحمر الشمس خمسين. قال محمد: تكره الصلاة تلك الساعة، إلا أن تكون العصر من يومه ذلك، فيصليها تلك الساعة، فأما غيرها من الصلوات المكتوبة والتطوع فلا ينبغي له أن يفعل، وهو قول أبي حنيفة.

١٥٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كان الدم في جسدك أو في ثوبك قدر الدرهم فأعد صلاتك، وإن كان أقل من ذلك فامض على صلاتك. قال محمد: الدم في الثوب والجسد سواء، إذا كان أكثر من قدر الدرهم الكبير المثقال فأعد الصلاة، وهو قول أبي حنيفة.

١٥٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عاصم بن أبي النجود عن أبي رزين عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه أخذ قملة في الصلاة فدفنها ثم قال: "ألم نجعل

---

۱۵۴ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا سورج میں سرخی آنے کے بعد مجھے کسی شخص کی نماز نفل، دو پچاس کے برابر بھی خوش نہیں کرتی۔ امام محمد نے فرمایا اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے، الا یہ کہ اس دن کی عصر فوت ہو گئی ہو تو اسے اس وقت پڑھ سکتا ہے، اس کے علاوہ فرض یا نفل نمازیں اس وقت نہیں پڑھنا چاہئیں۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) عصر کی نماز سورج میں تغیر پیدا ہونے سے پہلے پہلے پڑھ لینا چاہیے۔ تغیر کے وقت غروب آفتاب کے موقع پر نماز پڑھنے کو منافق کی نماز قرار دیا گیا ہے کہ بیٹھا انتظار کرتا رہتا ہے جب سورج ڈوبنے لگتا ہے تو جلدی جلدی ٹھونگے مارتا ہے۔ غروب کے وقت کوئی نماز نہیں پڑھنا چاہیے اگر اس دن کی عصر نہ پڑھی ہو تو اسے پڑھ سکتے ہیں۔

۱۵۵ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر آپ کے جسم یا کپڑوں میں درہم کے برابر خون لگا ہو تو نماز کا اعادہ کیجئے اور اگر اس سے کم ہو تو نماز ہو گئی۔ امام محمد نے فرمایا: خون کپڑے میں لگا ہو یا جسم پر اگر وہ مثقال کے برابر چوڑے درہم سے زیادہ ہو تو اپنی نماز لوٹا لیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۵۶ - ... حضرت ابو رزین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز میں ایک کھٹمل کو پکڑ کر زمین پر دبا دیا پھر فرمایا۔

الأرض كفاتا أحياء وأمواتا" قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى بقتل القملة في الصلاة بأسا، وهو قول أبي حنيفة.

۱۵۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: سألت إبراهيم عن الرجل يذبح الشاة وهو على وضوء فيصيب يده الدم، قال: يغسل ما أصابه ولا يعيد الوضوء. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

---

(۱) أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا (المرسلات - ۲۵) کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، نماز میں جُوں کو مارنے اور مٹی میں دبانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر عمل کثیر نہ ہو تو نماز ہو جائے گی، عمل کثیر کی تعریف بعض حضرات نے یہ کی ہے کہ جو دونوں ہاتھوں سے کیا جائے، بعض نے کہا ہے وہ کام جس کے کرنے والے کو دیکھنے والا نماز میں نہ دیکھے، اگر کوئی کام مثلاً کھجانا یا بال توڑنا مثلاً تین مرتبہ مسلسل کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی ایک دو مرتبہ سے کچھ نہ ہوگا، لیکن اگر دو مرتبہ کرنے کے بعد کچھ دیر ٹھہر کر پھر ایک دو مرتبہ کر لیا تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی تین مرتبہ اگر مسلسل بغیر وقفہ کے ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

۱۵۲ - ... حضرت حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو باوضو ہو اور بکری کو ذبح کرے اور اس کے ہاتھ میں خون لگ جائے (تو کیا کرے گا)؟ فرمایا جہاں خون لگا ہے اسے دھولے وضو کا اعادہ نہیں کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نجاست کے ہاتھ یا جسم پر لگنے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اس نجاست کو دھونا ہوگا۔

* * *

باب الرجل يجد البلل في الصلاة

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۵۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن عمرو بن مرة عن أبي زرعة بن عمرو بن جرير ابن عبد الله عن أبي هريرة رضي الله عنه في الرجل يجد البلل في طرف ذكره وهو في الصلاة؟ قال: ينضح كفيه من الأرض والحصى، فيمسح وجهه ويديه، ثم يصلي. قال حماد: فقلت لإبراهيم: فكيف تفعل أنت؟ قال: إذا وجدت ذلك فإني أعيد الوضوء والصلاة وهو أوثق في نفسي. قال محمد: وأما نحن فنرى أن يمضي على صلاته فلا يعيد ولا يضرب بيديه على الأرض، ولا يمسح بوجهه ولا يديه حتى يستيقن أن ذلك خرج منه بعد الوضوء فإذا استيقن ذلك أعاد الوضوء، وهو قول أبي حنيفة.

۱۵۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنه قال: إذا وجدت شيئا من البلة فانضحه وما يليه من ثوبك بالماء، ثم قل: هو من

اس شخص کا بیان جو نماز میں تری پائے

◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

۱۵۸ - ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں جو نماز میں اپنے ذکر کے کنارہ پر تری محسوس کرے یہ مروی ہے کہ فرمایا: وہ اپنے دونوں ہاتھ مٹی و کنکریوں پر مارے گا اور ان سے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرے گا، حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے پوچھا: آپ ایسی صورت میں کیا کریں گے؟ فرمایا: اگر میں ایسا محسوس کروں گا تو نماز اور وضو کا اعادہ کروں گا کیونکہ یہ میرے خیال میں زیادہ قابل اطمینان ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم یہ کہتے ہیں کہ ایسا شخص نماز پڑھتا رہے اور اس وقت تک اعادہ نہ کرے نہ ہی ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرے جب تک اسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس کی یہ تری وضوء کے بعد نکلی ہے، اگر یقین ہو جائے تو وضوء کا اعادہ کرے گا۔

۱۵۹ - ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تم کچھ تری پاؤ تو اس پر اور اس کے قریب کے کپڑے پر پانی کا چھینٹا دو پھر یہ تصور کر لو کہ یہ تری اس چھینٹے کے پانی کی ہے، حضرت حماد نے فرمایا حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا پانی کا چھینٹا مار لیا کرو اس کے بعد پھر اگر تری محسوس ہو

النبي. قال حماد: قال لي سعيد بن جبير: انضحه بالماء، ثم إذا وجدته فقل: هو من الماء. قال محمد: وبهذا نأخذ إذا كان كثرة ذلك من الشيطان، وهو قول أبي حنيفة.

باب القهقهة في الصلاة وما يكره فيها

١٩٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا بأس بأن يغطي الرجل رأسه في الصلاة ما لم يغط فاه، ويكره أن يغطي فاه. قال محمد: وبه نأخذ، ونكره أيضاً أن يغطي أنفه، وهو قول أبي حنيفة.

پھر کہو کہ یہ اس چھینٹے کے پانی کی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں کہ اگر کسی کو کثرت سے اس طرح کا شک پیدا ہوتا ہو تو اسے اسی طرح کرنا چاہیے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ قطرہ آیا ہے تو اس کو کپڑا پاک کر کے وضو کر کے نماز پڑھنا چاہیے لیکن اگر یقین نہ ہو تو صرف شک کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا وہم کو دور کرنے کے لئے مسند و آثار میں تیمم کرنے کا حکم دیا گیا ہے ورنہ اگر وضو ٹوٹ جائے تو پانی کی موجودگی کی صورت میں تیمم جائز نہیں وضو کرنا ہوگا۔ ایسے لوگوں کو وضو کے بعد رومال پر پانی کا چھینٹا مارنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ شیطان انہیں وہم میں ڈال کر نماز خراب نہ کرے اس لئے کہ چھینٹا مارنے سے رومال گیلا ہو جائے گا شیطان اگر اب وہم پیدا کرے گا تو اسے معلوم ہی ہے کہ اس نے خود اپنے رومال پر چھینٹا مارا ہے لہذا شک و وہم کا قلع قمع ہو جائے گا۔

نماز میں قہقہہ مارنے اور مکروہات کا بیان

۱۹۰ ...... حضرت ابراہیم نے فرمایا نماز میں انسان سر ڈھک سکتا ہے بشرطیکہ منہ کو نہ ڈھکے، منہ کو ڈھکنا مکروہ ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اسی طرح ہم ناک ڈھکنے کو بھی مکروہ سمجھتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): منہ ڈھانک کر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل اور منہ ڈھانک کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اس لئے اس سے بچے، اس میں قراءت بھی صحیح نہیں پڑھی جاتی اس لئے بھی اس سے روکا گیا ہے۔

۱۹۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يصلي العصر فيذكر وهو يصلي أنه لم يصل الظهر، قال: صلاته هذه فاسدة، يبدأ بالظهر ثم يصلي العصر. قال محمد: وبه نأخذ إلا في خصلة واحدة، إن خاف فوت صلاة العصر إن بدأ بالظهر مضى على العصر، ثم صلى الظهر إذا غابت الشمس، وهو قول أبي حنيفة.

۱۹۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يصلي في يوم غيم ثم تطلع الشمس وقد بقي عليه بعض صلاته، فإذا هو قد كان يصلي إلى غير القبلة، قال: يتحول

---

۱۹۱ - ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں جو عصر کی نماز پڑھے اور نماز ہی میں اسے یاد آجائے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تھی، یہ فرمایا ہے کہ اس کی یہ نماز فاسد ہے پہلے ظہر پڑھے گا پھر عصر کی نماز پڑھے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں سوائے ایک صورت کے کہ اگر اسے یہ خوف ہو کہ اگر ظہر پڑھے گا تو عصر کی نماز کا وقت فوت ہو جائے گا ایسی صورت میں اس عصر کو پڑھ لے گا پھر غروب کے بعد ظہر کی نماز پڑھے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کسی کی کوئی نماز قضا ہو گئی ہو تو اسے وقتی نماز سے پہلے پڑھنا چاہیے لیکن اگر وقتی نماز فوت ہونے کا ڈر ہو تو اس کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں وقتی نماز پڑھے گا پھر قضا پڑھے گا، اور بعد میں اس کو پڑھے گا جو ابھی پڑھی تھی لہٰذا صاحب ترتیب کے لئے فوت شدہ نمازوں اور وقتی نماز میں ترتیب ضروری ہے، ترتیب تین چیزوں سے ساقط ہو جاتی ہے ۱۔ وقت کی تنگی ۲۔ نسیان (بھول جانا) ۳۔ فوت شدہ نمازوں کا کثیر ہو جانا۔ ترتیب اس لئے ضروری ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو شخص کسی نماز کو پڑھنا بھول جائے یا سو جائے اور اسے وہ نماز اس وقت یاد آئے جب وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو وہ نماز جاری رکھے پھر جو فوت شدہ نماز یاد آئی تھی اسے پڑھے پھر اس نماز کا اعادہ کرے گا جو امام کے ساتھ پڑھی تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں یہ ترتیب سنت ہے۔

۱۹۲ - ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو بادل والے دن نماز پڑھے اور نماز کے دوران سورج نکل آئے اور اسے معلوم ہو کہ وہ قبلہ رخ نہیں ہے، فرمایا: قبلہ کی طرف پھر جائے اور جو نماز پڑھ چکا وہ ہو گئی باقی ماندہ کو پڑھ لے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی

إلى القبلة، ويحتسب بما صلى ويصلي ما بقي. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

۱۹۳ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا منصور بن زاذان عن الحسن البصري عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: بينما هو في الصلاة إذ أقبل رجل أعمى من قبل القبلة يريد الصلاة والقوم في صلاة الفجر فوقع في زبية، فاستضحك بعض القوم حتى قهقه، فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان قهقه منكم فليعد الوضوء والصلاة.

۱۹۴ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقهقه في الصلاة قال: يعيد الوضوء والصلاة ويستغفر ربه فإنه أشد الحدث. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے ۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی پر قبلہ مشتبہ ہو جائے تو وہ تحری کر کے جس طرف ظن غالب ہو اس طرف منہ کر کے نماز پڑھے اگر نماز کے دوران کسی موثق ذریعہ سے معلوم ہو جائے کہ وہ قبلہ رخ نہیں تو قبلہ کی طرف پھر جائے اور باقی ماندہ نماز اس طرف منہ کر کے پڑھ لے نماز ہو جائے گی اعادہ یا از سر نو پڑھنے کی ضرورت نہیں ، اگر نماز کے بعد معلوم ہو تو نماز ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں اس لئے کہ جو اس کے بس میں تھا وہ کر لیا ۔

۱۹۳ ۔ ... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے قبلہ کی جانب سے نماز میں شرکت کے لئے ایک نابینا آئے لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے وہ ایک گڑھے میں گر گئے بعض لوگ ہنسے اور قہقہہ مارنے لگے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جو قہقہہ مار کر ہنسا ہو وہ وضو اور نماز کا اعادہ کرے ۔

۱۹۴ ۔ ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں جو نماز میں قہقہہ مار کر ہنسے فرمایا وہ وضو اور نماز دونوں کا اعادہ اور اپنے پروردگار سے استغفار طلب کرے گا اس لئے کہ یہ وضو توڑنے سے زیادہ برا ہے ، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے ۔

(ش) تبسم مسکرانے کو کہتے ہیں اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز ، ضحک ہنسنے کو کہتے ہیں جس کی آواز انسان خود سنتا ہے دوسرا نہیں سنتا اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا اور قہقہہ یعنی اتنی زور سے ہنسنا کہ خود بھی سن لے اور دوسرے بھی اس سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتے ہیں ، ضحک اور قہقہہ دونوں صورتوں میں نماز میں ہنسنے کا گناہ بھی ہوگا ۔

باب النوم قبل الصلاة و انتقاض الوضوء منه

* * *

۱۹۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد عن إبراهيم قال: توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرج إلى المسجد، فوجد المؤذن قد أذن، فوضع جنبه، فنام حتى عرف منه النوم، وكانت له نومة تعرف، كان ينفخ إذا نام، ثم قام فصلى بغير وضوء. قال إبراهيم: إن النبي صلى الله عليه وسلم ليس كغيره. قال محمد: وبقول إبراهيم نأخذ، بلغنا أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن عيني تنامان ولا ينام قلبي، فالنبي صلى الله عليه وسلم في هذا ليس كغيره، فأما من سواه فمن وضع جنبه فنام فقد وجب عليه الوضوء، وهو قول أبي حنيفة.

۱۹۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا نمت قاعداً أو قائماً

نماز سے پہلے سونا اور اس سے وضو کے ٹوٹنے کا بیان

۱۹۵ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، مسجد تشریف لائے دیکھا مؤذن اذان دے چکا ہے چنانچہ آپ نے اپنا پہلو زمین پر لگایا اور ایسے سو گئے کہ آپ کا سونا مشاہد ہو گیا، آپ کا سونا معروف تھا آپ سونے میں خراٹے لیا کرتے تھے، پھر آپ کھڑے ہو گئے اور بغیر وضو کے نماز پڑھ لی، حضرت ابراہیم نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انسانوں کی طرح نہیں تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم حضرت ابراہیم کے قول کو اختیار کرتے ہیں ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دوسروں کی طرح نہیں ہوگا۔ آپ کے علاوہ اگر کوئی شخص پہلو لگا کر سو گیا تو اس پر وضو واجب ہو جائے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۹۶ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر تم بیٹھے بیٹھے، کھڑے کھڑے، رکوع اور سجدہ یا سواری کی حالت میں سو جاؤ تو تم پر وضو لازم نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اگر پہلو رکھ کر سو جاؤ وضو واجب ہو جائے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) سونا ناقض حقیقی نہیں بلکہ ناقض حکمی ہے اس لئے سونا فی نفسہ وضو توڑنے والا نہیں بلکہ چونکہ نیند میں مفاصل میں ڈھیلا پن آ جاتا ہے وہ بندش قائم نہیں رہتی ہوا خارج ہو جاتی ہے اس لئے

أو راكعاً أو ساجداً أو متكئاً فليس عليك وضوء. قال محمد: وبه نأخذ، فإذا وضع جنبه فنام وجب عليه الوضوء، وهو قول أبي حنيفة.

۱۴۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا إسمعيل بن عبد الملك عن مجاهد قال:

خروج ریح کا احتمال ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں چا ہے بے خبری کی وجہ سے حواس کا ادراک قائم نہیں رہتا اس لئے نیند کو حدث کے قائم مقام قرار دے کر اس سے وضوء واجب کیا گیا لیکن ہر نیند ایسی نہیں بلکہ اس نیند میں جس میں مقعد زمین پر نہ لگا ہو یا استرخاء مفاصل اچھی طرح سے ہو جاتا ہو اور نیند غالب آجاتی ہو اس لئے پہلو کے بل یا چت لیٹ کر یا تکیہ یا ٹیک لگا کر ایسے سونے کو ناقض وضوء قرار دیا گیا ہے کہ اگر اس تکیہ کو ہٹا دیا جائے تو سونے والا گر جائے نیند ایک ایسی طبعی کیفیت ہے جو انسان پر بلا اختیار طاری ہوتی ہے اور حواس ظاہرہ و باطنہ اور عقل کو عمل سے روک دیتی ہے حواس تو باقی رہتے ہیں لیکن وقتی طور پر معطل ہو جاتے ہیں اور انسان حقوق کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی نیند ناقض وضوء نہیں ہوتی اس لئے کہ ان کے حواس باطنہ برابر کام کرتے رہتے ہیں اور ادراک باطنی باقی رہتا ہے چنانچہ اگر حدث پیش آ جائے تو انہیں اس کا علم ہو جاتا ہے اس لئے ان کی نیند ناقض وضوء نہیں۔ لہذا اگر کوئی شخص باوضوء تھا اور وہ ان شکلوں میں سے کسی شکل میں سو گیا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ نیند میں خراٹے آنا قوت جسمانی کی علامت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے میں خراٹے آیا کرتے تھے اللہ جل شانہ نے آپ کو کامل ترین روحانی قوت کے ساتھ کامل قوت جسمانی سے بھی نوازا تھا۔ آپ رات کے طویل قیام اور عبادت کی تکان دور کرنے کے لئے بھی فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹ جایا کرتے تھے چند منٹ بعد فجر کی نماز پڑھایا کرتے تھے، جو لوگ رات بھر خواب غفلت میں مدہوش پڑے رہتے اور قیام اللیل سے ناآشنا ہیں ان کے لئے سنتوں کے بعد لیٹنا ثابت نہیں ہے۔ نماز کی حالت پر سونا یا بغیر ٹیک لگائے بیٹھے بیٹھے سونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ ایسی صورت میں استرخاء مفاصل نہیں ہوتا نہ نیند شدید ہوتی ہے جس کی وجہ سے خروج ریح کا قوی شبہ نہیں ہوتا اور وضوء برقرار رہتا ہے۔

۱۴۲ - حضرت اسماعیل بن عبد الملک نے فرمایا میں نے حضرت مجاہد سے عشاء کی نماز سے پہلے سونے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میں عشاء کی نماز تنہا پڑھ لوں یہ مجھے اس

ساعة من النوم قبل العشاء أو أكثر، فقال: لأن أصليها وحدي أحب إلي من أن أنام قبلها ثم أصليها في جماعة. قال محمد: ونحن نكره النوم قبل صلاة العشاء، وهو قول أبي حنيفة.

۱۶۸ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: عرّس رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة، فقال: من يحرسنا الليلة؟ فقال رجل من الأنصار شاب: أنا يا رسول الله أحرسكم. فحرسهم حتى إذا كان مع الصبح غلبته عينه، فما استيقظوا إلا بحر الشمس، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فتوضأ وتوضأ أصحابه، وأمر المؤذن فأذن، فصلى ركعتين

سے زیادہ پسند ہے کہ میں عشاء سے پہلے سو جاؤں پھر اسے جماعت سے ادا کروں۔ امام محمد نے فرمایا ہم عشاء سے پہلے سونے کو مکروہ سمجھتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونے اور عشاء پڑھ کر فضول باتوں میں مشغول ہونے سے منع فرمایا ہے اس لئے کہ نماز پڑھے بغیر سونے میں یا عشاء کی جماعت فوت ہو جائے گی یا قضاء ہو جائے گی دونوں صورتوں میں گناہ ہوگا لہٰذا عشاء سے پہلے نہیں سونا چاہیے ہاں اگر علاوہ جگانے والا موجود ہو تو سو سکتے ہیں۔ اگر عشاء کے بعد دیر سے سوئے گا تو فجر کی جماعت یا نماز قضاء ہوگی یا وقت گذر جائے گا۔ اس لئے عشاء کے بعد جلدی سونے کا حکم دیا گیا اور بیکار باتوں قصہ کہانیوں میں مشغول ہونے سے منع کیا گیا۔ پڑھنے پڑھانے اور قرآن حدیث یا امور مسلمین میں مشغول ہو سکتے ہیں بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ صبح جماعت یا نماز کے لئے اٹھنا مشکل ہو جائے۔

۱۶۸ ۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر شب میں پڑاؤ ڈالا اور فرمایا آج رات ہماری حفاظت و چوکیداری کون کرے گا؟ ایک انصاری جوان نے کہا اے اللہ کے رسول میں آپ حضرات کی حفاظت کروں گا چنانچہ وہ چوکیداری کرتے رہے یہاں تک کہ جب صبح کا وقت قریب ہو گیا تو ان پر نیند غالب آگئی اور دھوپ کی تمازت سے ان کی آنکھ کھلی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ اور آپ کے صحابہ نے وضو کیا اور مؤذن کو حکم دیا اس نے اذان دی، آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر جماعت کے لئے اقامت ہوئی اور آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی قرأت اس طرح زور سے پڑھی جس طرح وقت میں ادا کی صورت میں زور سے پڑھتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ثم أقيمت الصلاة فصلى النبي ﷺ بأصحابه، وجهر فيها بالقراءة كما كان يصلي بها في وقتها۔
قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

باب صلاة المغمى عليه

* * *

۱۹۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه سأله عن الرجل المغمى عليه فيدع الصلاة، فقال: إذا كان اليوم الواحد فإني أحب أن يقضيه، وإن كان أكثر من

(ش) یہ لیلۃ التعریس کا واقعہ ہے دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس جگہ نماز نہیں پڑھی وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا جب آگے پہنچ کر سورج بلند ہو گیا تو آپ نے نماز قضا کی چونکہ نیند میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری آنکھیں سوتی ہیں اور طلوع و غروب کا ادراک وہی کرتی ہیں اس لئے طلوع فجر کا آپ کو احساس نہ ہو سکا اور ساتھ ہی اللہ جل شانہ کو امت کو یہ بتلانا بھی تھا کہ اگر بشری تقاضے کی وجہ سے کسی کی نماز فوت ہو جائے تو کس طرح اور کب قضا کرے؟ جو چیزیں منصب نبوت کے منافی نہیں تھیں کسی دینی مصلحت کی خاطر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری کی گئیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سہو پیش آیا آپ نے سجدہ سہو کر کے امت کو اس کے احکام بتلائے اور فرمایا میں بھولتا نہیں بلکہ بھلایا جاتا ہوں تاکہ لوگوں کے لئے سنت جاری ہو، اور جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت اور عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی تھی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر طاری کر کے ان کے احکام بتلا دیئے گئے، اگر سب ساتھیوں کی کوئی نماز فوت ہو جائے تو اسے جماعت سے اسی طرح قضاء کیا جائے گا جس طرح اس کو وقت میں جماعت سے ادا کرتے تھے۔

بے ہوش آدمی کی نماز کا بیان

۱۹۹ - حضرت حماد نے فرمایا انہوں نے حضرت ابراہیم سے اس بیمار کے بارے میں دریافت کیا جس پر بیہوشی کا دورہ پڑتا ہو اور وہ نماز چھوڑ دیتا ہو، فرمایا اگر ایک دن کی نماز فوت ہو تو مجھے پسند ہے کہ وہ اس کی قضاء کرے اور اگر ایک دن سے زیادہ کی ہو تو ان شاء اللہ وہ معذور سمجھا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا اگر ایک دن رات تک بے ہوش رہا تو نماز قضاء کرے گا اور اگر اس سے

ذلك فإنه لا يقضي إن شاء الله تعالى. قال محمد: إذا أغمي عليه يوماً أو ليلة قضى، وإن كان أكثر من ذلك فلا قضاء عليه، وهو قول أبي حنيفة.

۱۲۰ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن ابن عمر رضي الله عنهما في المغمى عليه يوماً وليلة قال: يقضي. قال محمد: وبه نأخذ حتى يغمى عليه أكثر من ذلك، وهو قول أبي حنيفة.

باب السهو في الصلاة

* * *

۱۲۱ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يشك في السجدة الثالثة

زیادہ بے ہوش رہے تو اس پر قضا نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے۔

۱۲۰۔ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں جو ایک دن رات بیہوش رہے مروی ہے کہ وہ قضاء کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں جب تک ایک دن رات سے زیادہ بے ہوش رہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اغماء بے ہوشی ایک ایسی آفت ہے جو عقل پر غالب آتی ہے اس سے عقل مسلوب نہیں ہوتی اور جنون و دیوانگی میں عقل مسلوب ہو جاتی ہے، بے ہوشی میں قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں عقل سلب نہیں ہوتی، نشہ کی حالت میں حواس مختل اور شل ہو جاتے ہیں پینے میں فرحت بہت طاری ہوتی ہے مرد و عورت کا امتیاز نہیں رہتا، نشہ کی صورت میں خواہ کتنی ہی نمازیں فوت ہو جائیں سب کی قضاء لازم ہوگی اور نشہ کرنے کا گناہ بھی ہوگا، جنون و دیوانگی کی صورت میں نہ گناہ ہے نہ قضاء، البتہ بے ہوشی کی صورت میں گناہ نہیں قضاء میں تفصیل یہ ہے کہ اگر بے ہوشی ایک دن رات تک رہے پانچ نمازیں فوت ہوئی ہوں تو قضاء لازم ہے لیکن اگر ایک دن رات سے زیادہ نمازیں فوت ہو جائیں تو ان کی قضاء میں چونکہ مشقت ہوتی ہے اسلئے اسے معاف کر دیا۔

نماز میں سہو (بھول) پیش آنے کا بیان

۱۲۱۔ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں جسے سجدہ اولی، التحیات یا اس طرح نماز

أو التشهد أو نحو ذلك من صلاته ما لم تكن ركعة، فإنه يقضي ما شك فيه من ذلك ويسجد لذلك أيضاً سجدتي السهو، فإنهما المصلحتان بإذن الله ما كان قبلهما من نسيان، وكان يقال: إنهما المرغمتان الشيطان، وبه قال: لأن أسجد لذلك سجدتي السهو فيما لم يحق علي أحب إلي من أن أدعهما. قال محمد: وبه نأخذ، فإن كان يبتلى بذلك كثيراً مضى على أكبر رأيه ويسجد سجدتي السهو، وهذا قول أبي حنيفة.

١٧٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم فيمن نسي الفريضة، فلا يدري أربعاً صلى أم ثلاثاً؟ قال: إن كان أول نسيانه أعاد الصلاة، وإن كان يكثر النسيان يتحرى الصواب، وإن كان أكبر ظنه أنه أتم الصلاة سجد سجدتي السهو، وإن كان أكبر ظنه أنه صلى ثلاثاً أضاف إليها أخرى ثم سجد سجدتي السهو. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

کے کسی حصہ کے بارے میں شک ہو جائے تو جب تک ایک رکعت نہ ہوئی ہو وہ اس کو قضا کرے گا جس میں شک ہے اور سجدہ سہو کے دو سجدے بھی کرے گا اس لئے کہ یہ سجدے ان شاء اللہ اس اس بھول کی جو ان سے پہلے پیش آیا ہے اصلاح کر دیں گے۔ ان سجدوں کو شیطان کو رسوا و ذلیل کرنے والے کہا جاتا تھا۔ اور انہوں نے فرمایا سجدہ سہو کا جہاں مجھ پر واجب بھی نہ ہو وہاں سجدہ کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں انہیں چھوڑ دوں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر کسی شخص کو کثرت سے شک پیش آتا ہو تو ظن غالب پر عمل کر کے سجدہ سہو کرے گا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۷۳۔ ۔۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں جو فرض نماز میں بھول جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ چار رکعات پڑھی ہیں یا تین، مروی ہے کہ اگر یہ نسیان پہلی مرتبہ پیش آیا ہے تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کثرت سے پیش آتا رہتا ہو تو صحیح تعداد کے بارے میں غور و فکر کرے اگر ظن غالب یہ ہو کہ اس نے نماز پوری کر لی ہے تو سجدۂ سہو کرے، اور اگر ظن غالب یہ ہو کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں تو ان کے ساتھ ایک رکعت اور ملائے پھر سجدہ سہو کرے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۷۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يضرب الرجل إذا رآه تابع بين السجود في غير سهو. قال محمد: لا ينبغي أن يسجد الرجل لركعة أكثر من سجدتين، إلا أن يسهو فلا يدري أسجد سجدة واحدة أم ثنتين فيمضي على أكبر رأيه، وهذا كله قول أبي حنيفة.

۱۷۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن شقيق بن سلمة عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: إذا شك أحدكم في صلاته، فلا يدري أثلاثا صلى أم أربعا فليتحر، فلينظر أفضل ظنه، وإن كان أكبر ظنه أنها ثلاث قام فأضاف إليها الرابعة، ثم تشهد ثم سلم، ثم سجد سجدتي السهو. قال محمد: وبه نأخذ، إلا أنا نستحب له إذا كان ذلك أول ما أصابه أن يعيد الصلاة.

۱۷۵ - محمد قال: أخبرنا مالك بن مغول عن عطاء بن أبي رباح أنه قال: يعيد مرة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

---

۱۷۳ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اگر کسی شخص کو بغیر نسیان و سہو کے سجدہ سہو کرتے دیکھتے تھے تو اسے مارا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ایک رکعت میں دو سجدوں سے زیادہ سجدے کرے الا کہ سہو پیش آجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ ایک سجدہ کیا ہے یا دو تو پھر ظن غالب پر عمل کرے گا۔ یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۷۴ ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو جب نماز میں شک ہو جائے یہ معلوم نہ ہو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو اسے غور و فکر کرنا چاہیے اور غالب ظن پر عمل کرے۔ اگر غالب ظن یہ ہو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں تو کھڑا ہو کر چوتھی رکعت ملائے اور التحیات پڑھ کر سلام پھیر دے اور سجدہ سہو کرلے۔ اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ چار رکعتیں پڑھ لی ہیں تو التحیات پڑھ کر سلام پھیرے پھر سجدہ سہو کرلے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے اختیار کرتے ہیں لیکن اگر یہ شک اسے پہلی مرتبہ پیش آیا ہے تو اس وقت مستحب یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔

۱۷۵ ... حضرت عطاء بن ابی رباح نے فرمایا: وہ شخص نماز کا اعادہ کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

١٧٦۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا تخالجك أمران فظن أن أقربهما إلى الحق أوسعهما۔

١٧٧۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا سها الإمام فسجد سجدتي

١٧٦۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب آپ کو دو باتیں خلجان میں ڈال دیں تو ان میں سے حق کے جو زیادہ قریب ہوگا وہ زیادہ بہتر ہے۔

(ش): اگر نماز میں زیادتی یا کمی ہو جائے تو اس کے جبر یا تلافی کے لئے سجدۂ سہو کے دو سجدے مقرر کئے گئے ہیں جو سلام پھیرنے کے بعد ہوں گے ان کے بعد تشہد، صلوٰۃ اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے گا۔ سجدۂ سہو اس وقت واجب ہوتا ہے جب نماز میں اس کی جنس سے کوئی ایسا فعل زیادہ ہو جائے جو اس میں داخل نہ ہو یا کسی واجب کو چھوڑ دیا گیا ہو مثلاً سورۂ فاتحہ، دعاء قنوت، التحیات کو چھوڑ دیا گیا ہو، یا عیدین کی تکبیرات زائدہ چھوٹ گئی ہوں، یا امام نے جہری میں آہستہ قرأت کی ہو یا سری میں زور سے پڑھ لیا ہو۔

اگر نماز میں شک ہو جائے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہو تو حدیث کے مطابق ایسے شخص کو دوبارہ از سر نو نماز پڑھنا چاہیے لیکن اگر ایسا ہوتا رہتا ہو تو سوچے اور غالب ظن پر عمل کرے لیکن اگر غالب ظن نہ ہو تو بناء علی الاقل یعنی یقین پر مدار رکھ کر نماز پوری کرے اور جہاں یہ گمان ہو کہ یہ آخری قعدہ ہے وہاں ضرور بیٹھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے تو نماز ہو جائے گی۔

١٧٧۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر امام کو سہو پیش آ جائے اور وہ سجدۂ سہو کرے تو تم بھی اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرو اور اگر وہ سجدۂ سہو نہ کرے تو تم پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): مسئلہ یہ ہے کہ امام کے سہو کی وجہ سے مقتدیوں پر بھی سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے، اس لئے کہ امام اصل ہے مقتدی اس کا تابع، جب امام پر سجدہ لازم ہوگا تو مقتدیوں پر بوجہ اصل لازم ہوگا اس لئے کہ وہ اس کا متبع اور مقتدی ہے، اگر امام سجدہ کرے گا تو یہ بھی سجدہ کرے گا اگر امام سجدہ نہ کرے تو مقتدی بھی سجدہ نہیں کرے گا تاکہ امام کی مخالفت لازم نہ آئے حالانکہ اس نے اپنے اوپر نماز اس کی اتباع و پیروی میں لازم کی تھی لہٰذا جب وہ نہیں کر رہا ہے تو یہ بھی نہیں کرے گا، اگر مقتدی

السهو فاسجد معه، وإن لم يسجد هو فليس عليك أن تسجد. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

١٧٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل سجد ثلث سجدات ساهيا قال: عليه سجدتا السهو. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة.

١٧٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا انصرفت من صلاتك فشككت بعد ذلك في وضوء أو صلاة أو قراءة فلا تلتفت. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة.

کہ سہو پیش آ جائے تو اس کی وجہ سے مقتدی پر سجدہ آئے گا نہ امام پر، اس لئے کہ اگر مقتدی اکیلے سجدہ کرے تو امام کی مخالفت لازم آئے گی اور اگر امام اس کی اتباع کرے گا تو اصل تابع بن جائے گا اور قلب موضوع لازم آئے گا۔

۱۷۸۔ ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں جو غلطی سے تین سجدہ کر لے فرمایا اسے سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر نماز میں کوئی ایسا فعل زائد کر دے جو اس کی جنس سے ہو لیکن مطلوب نہ ہو یا کسی واجب کو چھوڑ دے تو سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔ سجدۂ سہو میں اصل یہ ہے کہ وہ ترک واجب اس کی تاخیر یا کسی رکن کو سہواً مؤخر کرنے پر واجب ہوتا ہے۔ زیادتی کی صورت میں اس لئے واجب ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے یا کسی رکن میں تاخیر ہوتی ہے یا کسی واجب کا ترک۔ تین سجدہ کرنے کی صورت میں ایک سجدہ زائد ہوا جو مطلوب نہیں ہے اور اس کی وجہ سے دوسرے رکن میں بھی تاخیر ہوگی اس لئے اس صورت میں سجدۂ سہو لازم آئے گا۔

۱۷۹۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا تم جب نماز پڑھ کر چھوڑ چکو اس کے بعد وضو یا نماز یا قرأت میں شک ہو جائے تو اس کی پرواہ مت کرو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) قاعدہ یہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا لہٰذا محض شک کی وجہ سے نہ وضو ٹوٹے گا نہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اس لئے نماز ہو گئی شک میں نہیں پڑنا چاہئے ورنہ اس سے وہم کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

باب من يسلم على قوم في الخطبة أو في الصلاة

١٨٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يرد السلام ويشمت العاطس والإمام يخطب يوم الجمعة قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكنا نأخذ بقول سعيد بن المسيب رحمه الله تعالى.

١٨١ - محمد قال: أخبرنا سفيان بن عيينة عن عبد الله بن سعيد بن أبي هند قال: قلت لسعيد بن المسيب: إن فلانا عطس والإمام يخطب فشمته فلان، قال: مره فلا يعودن. قال محمد: وبهذا نأخذ، الخطبة بمنزلة الصلاة لا يشمت فيها العاطس، ولا يرد فيها السلام، وهو قول أبي حنيفة.

اس شخص کا بیان جو خطبہ یا نماز کے دوران سلام کرے

١٨٠ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جمعہ میں خطبہ کے دوران سلام اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے ہم حضرت سعید بن المسیب کے قول پر عمل کرتے ہیں۔

١٨١ - ... حضرت سعید بن ابی ہند نے فرمایا میں نے حضرت سعید بن المسیب سے عرض کی فلاں صاحب کو چھینک آئی امام صاحب خطبہ دے رہے تھے میں نے ان کی چھینک کا جواب دے دیا فرمایا اس سے کہہ دو آئندہ دوبارہ نہ کرے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں خطبہ نماز کے حکم میں ہے اس میں چھینکنے والے کو چھینک کا جواب دیا جائے گا نہ سلام کا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نماز اور خطبہ کے دوران نہ چھینکنے والے کا جواب دے گا نہ سلام کرنے والے کا اگر نماز میں زبان سے سلام کا جواب دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر ہاتھ سے جواب دیا تو مکروہ ہے نماز فاسد نہ ہوگی خطبہ کے دوران بات چیت منع ہے حتی کہ امر بالمعروف سے بھی روکا گیا ہے فرمایا اگر تم خطبہ کی حالت میں اپنے کسی ساتھی سے یہ کہو خاموش ہو جاؤ تو تم نے بھی لغو کام کیا، سلام کرنے والوں کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہیے نماز پڑھنے والے تلاوت کرنے والے علم پڑھانے یا اذان کہنے والے اور رفع حاجت کرنے والے کو سلام نہیں کرنا چاہیے اگر کر دیا تو ان پر جواب دینا واجب نہیں ہے۔

١٨٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في الرجل يدخل على صاحبه
فيسلم عليه وهو يصلي، قال: أليس يقول إذا تشهد: السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين؟
فقد ردّ عليه. قال محمد: وبه نأخذ، ولا يجب أن يرد عليه السلام وهو يصلي، ولا يجب
أن يسلم الرجل عليه وهو يصلي، وهو قول أبي حنيفة.

١٨٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في الرجل يجلس خلف
الإمام قدر التشهد، ثم ينصرف قبل أن يسلم الإمام، قال: لا يجزئه، وقال عطاء بن أبي رباح:
إذا جلس قدر التشهد أجزأه. قال أبو حنيفة: أقول قول عطاء. قال محمد: وبقول عطاء
نأخذ نحن أيضا.

١٨٤ - محمد قال: أخبرنا شعبة بن الحجاج عن أبي الفيض قال: سمعت حنظلة بن
عبد الرحمن يقول: سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول: لا صلاة إلا بتشهد قال محمد

---

۱۸۲ - ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے کسی ساتھی کے پاس جائے وہ
نماز پڑھ رہا ہو یہ اسے سلام کرے (تو کیا کرے)؛ فرمایا کیا وہ التحیات میں السلام علینا وعلی عباد اللہ
الصالحین نہیں پڑھتا، یہ پڑھ کر گویا اس نے اس کے سلام کا جواب دے دیا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم
اسی کو اختیار کرتے ہیں نماز میں سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے اور نہ کسی نمازی کو حالت نماز میں
سلام کرنا چاہیے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۸۳ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں جو امام کے پیچھے التحیات کی مقدار بیٹھ جائے
اور امام کے سلام پھیرنے سے پہلے سلام پھیر لے، یہ مروی ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوگی اور حضرت
عطاء بن ابی رباح نے فرمایا: جب التحیات کی مقدار بیٹھ جائے گا تو نماز ہو جائے گی۔ امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ نے فرمایا میں حضرت عطاء کے قول کا قائل ہوں۔ امام محمد نے فرمایا ہم بھی حضرت عطاء کے
قول کو اختیار کرتے ہیں۔

۱۸۴ - ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے نماز التحیات کے بغیر جائز نہیں ہوتی۔
امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ التحیات پڑھ لی تو نماز پوری ہو گئی لہذا اگر سلام پھیرنے
سے قبل نماز ختم کر دی تو نماز ہو جائے گی البتہ قصداً ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

بعد ما أخذ، وإذا تشهد فقد قضى الصلاة، وإن انصرف قبل أن يسلم أجزأته صلاته، ولا ينبغي أن يتعمد لذلك.

باب تخفيف الصلاة

۱۸۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم: أن رجلا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أم قوما فأطال بهم، فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ما بال أقوام ينفرون عن هذا الدين؟ من أم قوما فليخفف، فإن فيهم الضعيف والكبير وذا الحاجة

(شرح): السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے ذریعہ نماز سے خارج ہونا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں واجب ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں فرض ہے، حنفیہ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام جب نماز کے آخر میں بیٹھ جائے اور سلام سے قبل اس کا وضو جاتا رہے تو اس کی نماز پوری ہو گئی، بہرحال اس صورت میں وضو کر کے اعادہ واجب ہے لیکن اعادہ نہیں کیا تو نماز ہو جائے گی فریضہ ساقط ہو جائے گا، بہرحال امام سے قبل سلام پھیرنا جائز نہیں اگر پھیر لیا تو نماز جائز مع الکراہت ہو گی۔

نماز مختصر اور ہلکی پڑھنے کا بیان

۱۸۵- ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب نے لوگوں کی امامت کی اور لمبی نماز پڑھائی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ) اطلاع ملی تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا بات ہے کہ بعض لوگ لوگوں کو اس دین سے متنفر کرتے ہیں! جو شخص کسی کی امامت کرے تو اسے ہلکی نماز پڑھانا چاہیے اس لئے کہ لوگوں میں بیمار، عمر رسیدہ اور حاجت مند ہوتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں البتہ رکوع و سجدہ پورا کرے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح): تنہا پڑھنے والا جتنی طویل قراءت چاہے کر سکتا ہے، البتہ امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے جماعت میں ہر طرح کے لوگ شامل ہوتے ہیں اس لئے امام کے لئے اتنی طویل نماز پڑھانا مکروہ ہے جس کی وجہ سے نمازیوں کو تکلیف ہو یا وہ جماعت میں شرکت کرنے سے رک جائیں، البتہ لوگوں کی سستی

قال محمد: وبه نأخذ، ولا بد أن يتم الركوع والسجود، وهو قول أبي حنيفة.

١٩٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثني ميمون بن سياه، عن الحسن البصري قال: سأل سائل أقرأ خمس مائة آية في ركعة؟ قال: فتعجب وقال: سبحان الله، من يطيق هذا؟ قال الرجل: أنا أطيق هذا، قال: إن أحب الصلاة إلى الله طول القنوت. قال محمد: طول القيام في صلاة التطوع أحب إلينا من كثرة الركوع والسجود، وكل ذلك حسن، وهو قول أبي حنيفة.

کاہلی اور دیر سے مقتدی کی وجہ سے نماز کے ارکان و فرائض اور مسنون قراءت میں کمی نہیں کی جائے گی، رکوع سجدہ اور تعدیل ارکان کا خیال رکھا جائے گا، قراءت میں اتنی تطویل یا ایسی تجوید، جو کہ مقتدیوں کے لئے باعث ملال تکلیف کا ذریعہ اور بوجھ بنے۔

١٩٦ - ... حضرت میمون بن سیاہ نے فرمایا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا: میں ایک رکعت میں پانچ سو آیتیں پڑھا کروں؟ فرمایا: انہوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا اور فرمایا: سبحان اللہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ ان صاحب نے عرض کیا: میں اس کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: اللہ جل شانہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز طویل قیام والی ہے۔ امام محمد نے فرمایا نفل نماز میں قیام کا طویل کرنا ہمیں رکوع سجدہ کی کثرت سے زیادہ محبوب ہے اور دونوں طریقے اچھے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) علماء میں اختلاف ہے کہ قیام افضل ہے یا سجدہ، ایک جماعت کی رائے ہے کہ قیام افضل ہے اس لئے کہ اس میں کتاب اللہ کی تلاوت ہوتی ہے جو تمام اذکار سے افضل ہے اور قیام زیادہ شاق بھی ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں طویل پڑھا کرتے تھے اگر سجدہ افضل ہوتا تو آپ سجدہ طویل کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے بہترین نماز طویل قنوت والی ہے یعنی نماز کا افضل ترین رکن طویل قیام ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ سجدہ افضل ہے اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے بندہ اللہ جل شانہ سے سجدہ میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، ایک صاحب نے آپ سے جنت میں رفاقت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا کثرت سجود سے اور جہد سے کام لو، سجدہ میں خضوع عاجزی اور ذلت و مسکنت کا اظہار بھی زیادہ ہوتا ہے اس لئے سجدہ افضل ہے۔ بعض حضرات نے یہ تفصیل کی ہے کہ رات میں طویل قیام افضل ہے اور دن میں کثرت رکوع، بعض نے دونوں کو مساوی قرار دیا

۱۸۶ - محمد قال: حدثنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم: أن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه أمّ أصحابه في صلاة الصبح، فقرأ بهم في الركعة الأولى بقل يا أيها الكافرون وفي الثانية لإيلاف قريش. قال محمد: وبه نأخذ، نراه مجزئا، وكذا نستحب للإمام إذا صلى الصبح وهو مقيم أن يطيل فيها القراءة، وأن يقرأ في كل ركعة بسورة تكون عشرين آية فصاعدا سوى فاتحة الكتاب، يطيل الأولى على الثانية، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۱۸۶۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں جماعت کرائی اور پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں لایلاف قریش پڑھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اسے پڑھنے کو بھی کافی قرار دیتے ہیں البتہ حالتِ اقامت میں فجر میں امام کے لئے مستحب یہ ہے کہ قراءت طویل کرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ ایسی سورت پڑھے جو بیس یا اس سے زائد آیات پر مشتمل ہو، اور پہلی رکعت کو دوسری سے طویل کرے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نماز میں اگر تین آیتیں یا ایک بڑی آیت کی بقدر پڑھ لیا جائے تو نماز ہو جائے گی، البتہ سنت یہ ہے کہ مغرب میں قصارِ مفصل جو اذا زلزلت سے سورۂ ناس تک مشتمل ہیں وہ پڑھی جائیں اور عشاء اور عصر میں اوساطِ مفصل جو سورۂ بروج سے لم یکن تک ہیں اور فجر و ظہر میں طوالِ مفصل پڑھی جائیں جو سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک ہیں، بعض حضرات نے کہا ہے کہ ظہر میں فجر سے کم قراءت کی جائے اس لئے کہ یہ مشغولیت کا وقت ہے لوگوں پر طویل قراءت بوجھ بنے گی مستحب یہ ہے کہ حالتِ اقامت میں فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ تیس یا چالیس آیات کی بقدر پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں بیس سے تیس تک، یہ مکروہ ہے کہ صرف سورۂ فاتحہ یا سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک دو آیتیں یا سورۂ فاتحہ نہ پڑھے صرف ایک دو آیتیں پڑھے۔

باب الصلاة في السفر

١٩٨ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد قال: حدثني موسى بن مسلم عن مجاهد عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: إذا كنت مسافرا فوطنت نفسك على إقامة خمسة عشر يوما فأتم الصلاة، وإن كنت لا تدري فاقصر. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

١٩٩ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه أنه صلى بالناس بمكة الظهر ركعتين، ثم انصرف فقال: يا أهل مكة، إنا قوم سفر، فمن كان من أهل البلد فليكمل، فأكمل أهل البلد. قال محمد: وبه نأخذ إذا دخل المقيم في صلاة المسافر فقضى المسافر صلاته قام المقيم فأتم صلاته، وهو قول أبي حنيفة.

سفر کی نماز کا بیان

١٩٨ ـ ... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تم مسافر ہو اور پندرہ دن ٹھیرنے کا ارادہ کر لو تو پوری نماز پڑھو اور اگر نہیں معلوم کہ کب سفر کرو گے تو قصر کرو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح: مسافر کا اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھیرنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے گا اور مقیم کے حکم میں ہو گا لیکن اگر اس سے کم ٹھیرنے کا ارادہ ہو یا خیال ہو کہ دو چار دن میں سفر کر جائے گا تو قصر نماز پڑھتا چلا جائے گا گو برسوں امام مالک و شافعی رحمہما اللہ کے یہاں مدت اقامت چار دن ہے۔

١٩٩ ـ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر سلام پھیر کر فرمایا: اے اہل مکہ ہم مسافر ہیں لہٰذا جو اس شہر کا ہو اسے پوری نماز پڑھنا چاہیے، چنانچہ شہر والوں نے نماز مکمل کی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں مقیم اگر مسافر کے پیچھے نماز پڑھے اور مسافر اپنی نماز پوری کر چکے تو مقیم کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری کرے گا۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۹۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم قال: إذا دخل المسافر في صلاة المقيم أكمل. قال محمد: وبه نأخذ، إذا دخل المسافر مع المقيم وجب عليه صلاة المقيم أربعاً، وهو قول أبي حنيفة.

۱۹۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم، عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: لا يغرنكم حشركم هذا من صلاتكم، يذهب الرجل منكم في ضيعته فيقصر ويقول: أنا مسافر. قال محمد: وبه نأخذ، إذا كان على مسيرة أقل من ثلاثة أيام ولياليها أتم الصلاة، وإذا كان على مسيرة ثلاثة أيام ولياليها فصاعداً، ولم يكن له بها أهل، ولم يوطن نفسه على إقامة خمس عشرة فليقصر الصلاة، وإذا وطن نفسه على إقامة خمس عشرة أتم الصلاة ما دام في ضيعته، وإذا خرج راجعاً إلى أهله قصر الصلاة، ومسيرة ثلاثة

۱۹۰۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: مسافر جب مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو نماز پوری کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں مسافر اگر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے چار رکعات نماز پڑھنا پڑے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو مسافر کے نماز ختم کرنے کے بعد مقیم (چار) رکعت والی نماز پوری کرے گا اور اگر مسافر مقیم کے پیچھے پڑھے گا تو اسے بھی چار رکعت والی نماز پڑھنا ہوگی۔

۱۹۱۔ ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا یہ جمع ہونا تمہیں تمہاری نماز سے دھوکہ میں نہ ڈالے تم میں سے ایک شخص اپنی زمینوں میں چلا جاتا ہے اور قصر کرتا ہے یہ کہتے ہوئے کہ میں مسافر ہوں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر تین دن و رات سے کم مسافت پر ہو تو پوری نماز پڑھے گا اور اگر تین دن و رات یا اس سے زیادہ مسافت پر ہو وہاں اس کے بیوی بچے بھی نہ ہوں اور پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ بھی نہ ہو تو نماز قصر پڑھے گا، پھر جب پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو جب تک اپنی زمینوں پر رہے پوری نماز پڑھے گا پھر جب وہاں سے اپنے گھر لوٹے گا تو نماز قصر پڑھے گا، قصر کے لئے تین دن و رات کی مسافت اونٹوں اور پاؤں سے چلنے کے اعتبار سے ہے۔

أيام ولياليها بالقصد بسير الإبل ومشي الأقدام، وهو قول أبي حنيفة.

۱۹۲ - محمد قال: أخبرنا سعيد بن عبيد الطائي، عن علي بن ربيعة الوالبي قال: سألت عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما: إلى كم تقصر الصلاة؟ فقال: أتعرف السويداء؟ قال: قلت: لا، ولكني قد سمعت بها، قال: هي ثلاث ليال قواصد، فإذا خرجنا إليها قصرنا الصلاة. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

۱۹۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد، عن إبراهيم قال: إذا دخل المقيم في صلاة المسافر فليصل معه ركعتين، ثم ليقم فليتم صلاته. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة.

(ف) ۱ جس سفر سے احکام بدلتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان کسی جگہ جانے کا قصد کرے جو اونٹوں پر سوار ہو کر یا پیدل چل کر اس کے گھر سے تین دن کی مسافت پر واقع ہو، چلنا بھی مسلسل دن بھر نہیں بلکہ جیسے قافلوں کی عادت ہوتی ہے کہ صبح چلے زوال کے وقت کسی منزل پر پہنچ کر ٹھہر گئے رات گزاری پھر دوسرے دن اسی طرح سفر کیا رات کو ٹھہر گئے پھر تیسرے دن اسی طرح زوال تک سفر کیا پھر ٹھہر گئے۔ امام شافعی کے یہاں دو دن کی مسافت کا اعتبار ہے ایک قول ایک دن و رات کا بھی ہے، امام مالک کے یہاں اڑتالیس میل کا۔ لہٰذا جو شخص تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر کرنا چاہتا ہو وہ مسافر کہلائے گا اور اس پر مسافروں کے احکام لاگو ہوں گے، متأخرین فقہاء احناف کے یہاں بھی اڑتالیس میل کی مسافت کا اعتبار ہے، فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

۱۹۲۔ ... حضرت علی بن ربیعہ والبی (والبہ بنو اسد بن خزیمہ کا قبیلہ ہے) نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ کتنی مسافت پر قصر کی جاتی ہے؟ فرمایا کیا تم سویداء نامی جگہ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: جی نہیں البتہ میں نے اس کے بارے میں سنا ہے، فرمایا: تین درمیانی راتوں کی مسافت پر واقع ہے ہم جب اس کا قصد کریں گے تو نماز قصر پڑھیں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱۹۳۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا مقیم جب مسافر کے پیچھے نماز پڑھے گا تو دو رکعتیں اس کے ساتھ پڑھے گا پھر کھڑے ہو کر اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

* * *

باب صلاة الخوف

۱۹۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم في صلاة الخوف قال: إذا صلى الإمام بأصحابه فلتقم طائفة منهم مع الإمام، وطائفة بإزاء العدو، فيصلي الإمام بالطائفة الذين معه ركعة ثم تنصرف الطائفة الذين صلوا مع الإمام من غير أن يتكلموا حتى يقوموا مقام أصحابهم، وتأتي الطائفة الأخرى فيصلون مع الإمام ركعة الأخرى ثم ينصرفون من غير أن يتكلموا حتى يقوموا إلى مقام أصحابهم، وتأتي الطائفة الأولى حتى يصلوا الركعة وحدانا، ثم ينصرفون فيقومون مقام أصحابهم وتأتي الطائفة الأخرى حتى تقضي الركعة التي بقيت عليهم وحدانا.

۱۹۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، قال: حدثنا الحارث بن عبد الرحمن عن عبد الله ابن عباس رضي الله عنهما مثل ذلك. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وأما الطائفة الأولى فيقضون ركعتهم بغير قراءة، لأنهم أدركوا أول الصلاة مع الإمام فقراءة

نمازِ خوف کا بیان

۱۹۴۔ ... حضرت ابراہیم نے نمازِ خوف کے بارے میں فرمایا امام لوگوں کے ساتھ جب جماعت کرے تو ان میں سے ایک جماعت امام کے ساتھ کھڑی ہو جائے اور ایک جماعت دشمن کے مدِمقابل رہے، امام اس جماعت کے ساتھ جو اس کے پیچھے ہے ایک رکعت پڑھے گا پھر وہ جماعت جس نے ایک رکعت پڑھ لی ہے وہ بغیر بات وغیرہ کے دشمن کے مدِمقابل اپنے ساتھیوں کی جگہ کھڑی ہو جائے گی اور دوسری جماعت آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گی پھر بات چیت کیے بغیر یہاں سے چلے جائیں گے اور ان لوگوں کی جگہ پر کھڑے ہو جائیں گے اور پہلی جماعت آ کر دوسری رکعت تنہا پڑھے گی پھر وہاں سے جا کر اپنے ساتھیوں کی جگہ پر کھڑی ہو جائے گی اور دوسری جماعت آ کر اپنی باقی ماندہ دوسری رکعت تنہا پڑھے گی۔

۱۹۵۔ ... حضرت حارث بن عبد الرحمن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح

الإمام لهم قراءة، وأما الطائفة الأخرى فإنهم يقضون ركعتهم بقراءة، لأنها فاتتهم مع الإمام، وهذا كله قول أبي حنيفة.

١٩٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، قال: حدثنا حماد، عن إبراهيم في الرجل يصلي الخوف وحده، قال: يصلي قائمًا مستقبل القبلة، فإن لم يستطع فراكبًا مستقبل القبلة، فإن

روایت نقل کرتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی سب پر عمل کرتے ہیں، پہلی جماعت دوسری رکعت بغیر قرأت کے پڑھے گی اس لئے کہ یہ لاحق ہیں، یہ شروع صلاۃ امام کے ساتھ مل چکی تھی لہٰذا امام کی قرأت ان کے لئے بھی قرأت ہے، رہی دوسری جماعت تو وہ دوسری رکعت قرأت کے ساتھ پوری کریں گے اس لئے کہ مسبوق ہیں ان سے یہ رکعت امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ گئی تھی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) امام ابو یوسف و مزنی رحمہما اللہ صلاۃ خوف کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص مانتے ہیں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کا جو اجر و ثواب ہے وہ کسی اور کے پیچھے حاصل نہیں ہو سکتا، لیکن جمہور ائمہ کے یہاں صلاۃ خوف اب بھی مشروع اور جائز ہے اگر سب لوگ ایک امام کے پیچھے نماز خوف پڑھنے کے خواہش مند ہوں تو ایک امام کے پیچھے اوپر مذکور روایت کی طرح ایک ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھیں گے اور دوسری رکعت اکیلے، لیکن اگر دو دو امام کے پیچھے پڑھیں تو دونوں جماعتوں کو امام الگ الگ نماز پڑھائے گا۔ اگر مقیم ہوں گے تو پوری نماز پڑھیں گے مسافر ہوں گے تو نماز قصر پڑھیں گے، پوری نماز کی شکل میں امام ہر جماعت کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھے گا، مغرب میں پہلی جماعت کے ساتھ دو رکعتیں اور دوسری کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گا۔ نماز کے دوران جنگ نہیں کی جائے گی اگر جنگ کرلی تو لڑنے والوں کی نماز باطل ہو جائے گی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے جو نماز میں جائز نہیں۔

١٩٧ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں جو نماز خوف اکیلے تنہا پڑھے یہ فرمایا کہ وہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا اگر اس طرح نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو قبلہ رخ سواری پر نماز پڑھ لے اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اشارے سے جدھر کو بھی منہ ہو نماز پڑھ لے، اشارہ کرے گا اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے گا، [illegible] اور دونوں رکعتوں میں قرأت کو نہیں چھوڑے گا

لم يستطع فليؤم إيماء، لأن وجهه لا يسجد على شيء. يؤم إيماء، و يجعل سجوده أخفض من ركوعه ولا يدع الوضوء والقيامة في الركعتين. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة.

باب صلاة من خاف النفاق

۱۹۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، قال: حدثنا حواب التيمي، عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه أن رجلا أتاه فقال: إني أتخوف على نفسي النفاق، فقال له أبو موسى رضي الله عنه

امام محمد نے فرمایا ہم اس سب پر عمل کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر میدان کا سفر اگر گرم ہو اور جماعت سے نماز پڑھنا مشکل ہو جائے اور زمین پر اتر کر نماز پڑھنے کا موقعہ نہ ہو تو سواری پر بیٹھے بیٹھے الگ الگ نماز پڑھیں گے رکوع سجدہ اشارے سے کریں گے قبلہ رخ منہ کر سکیں تو بہتر ورنہ جس طرف رخ کر کے نماز پڑھ سکتے ہوں پڑھ لیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فإن خفتم فرجالا أو ركبانا البقرة - ۲۳۹	لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو تو تم پیدل ہی پڑھ لیا کرو، یا سواری پر۔

نفاق سے ڈرنے والے کی نماز

۱۹۷ - ... حضرت حواب تیمی (تابعی)، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب ان کے پاس آئے اور ان سے عرض کیا مجھے اپنے اوپر نفاق کا ڈر ہے، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کیا تم نے کبھی کسی ایسی جگہ نماز تنہا پڑھی جہاں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ دیکھ رہا ہو؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں، فرمایا منافق تو ایسی جگہ نماز نہیں پڑھتا جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دیکھنے والا موجود نہ ہو۔

(ش) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو اطمینان دلانے کے لئے یہ جواب دیا تھا، اس لئے کہ منافقین نماز پڑھتے ہی نہ تھے وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور دکھانے کے لئے نمازوں میں شامل ہو جاتے تھے، لہٰذا تنہائی میں نماز پڑھنے والا نفاق کی صورت سے اللہ تعالیٰ کے لئے

أما صليت قط حيث لا يراك أحد إلا الله؟ قال: بلى، قال: فإن هذا لا يصلي حيث لا يراه أحد إلا الله عز وجل.

باب تشميت العاطس

۸۱۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم قال: إذا عطس الرجل فقال: الحمد لله، فقل: يرحمنا الله وإياك، وليقل الذي عطس: يغفر الله لنا ولك.

عبادت کر رہا ہے جو مومن کا وصف ہوتا ہے لہٰذا ایسا شخص منافق نہیں ہو سکتا۔

چھینکنے والے کو جواب دینے کا بیان

۸۱۹ ـ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تم یرحمنا اللہ و ایاک، اللہ تعالیٰ ہم اور تم پر رحم کرے، کہو اور چھینکنے والا یغفر اللہ لنا و لک، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے، کہے۔

ش: چھینکنے سے دماغ کا ابخار اور بوجھ ختم ہوتا ہے اور نشاط پیدا ہوتا ہے اس لحاظ سے اللہ جل شانہٗ کی نعمت ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا چاہیے۔ جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتا ہے اس کے لئے دعا کرنا چاہیے لہٰذا الحمد للہ سننے والے کو دعا دینا چاہیے، آپ کو جس مسلمان نے دعا دی ہے آپ کا فریضہ ہے کہ آپ بھی اس کے لئے دعا کریں لہٰذا چھینک پر الحمد للہ سننے والا یرحمک اللہ کہے اور پھر اس کے جواب میں چھینکنے والا غفر اللہ لنا و لکم کہے۔ اگر کوئی شخص الحمد للہ نہیں کہتا ہے تو اس کو یرحمک اللہ نہیں کہا جائے گا۔ اگر تین مرتبہ یا اس سے زیادہ چھینکیں آتی ہیں تو اس کا جواب دینا ضروری نہیں اس لئے کہ وہ شخص بیمار ہے اسے زکام ہو گیا ہے۔ چھینک پر الحمد للہ یا الحمد للہ رب العالمین کہنا چاہیے ایک روایت میں آتا ہے کہ جو چھینک آنے پر الحمد للہ رب العالمین علی کل حال کہتا ہے اسے کان اور داڑھ کا درد کبھی نہیں ہوگا۔ چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لینا چاہیے اور جتنی پست کر سکتے ہوں کریں، کوئی سامنے بیٹھا ہو تو اس کی طرف سے منہ پھیر لیں۔

باب صلاة يوم الجمعة والخطبة

۱۹۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، قال: حدثنا غيلان عن أيوب بن عائذ الطائي عن محمد بن كعب القرظي رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أربعة لا جمعة عليهم: المرأة، والمملوك، والمسافر، والمريض. قال أبو حنيفة: فإن فعلوا أجزأهم. قال محمد: وبه نأخذ.

جمعہ کی نماز اور خطبہ کا بیان

۱۹۹ - ... حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار افراد پر جمعہ واجب نہیں، عورت، غلام، مسافر اور بیمار۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا اگر یہ لوگ پڑھ لیں تو جمعہ ہو جائے گا امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

ش: جمعہ شہروں میں ہوتا ہے گاؤں میں نہیں، جمعہ آزاد، مرد، مقیم اور تندرست پر واجب ہوتا ہے، مسافر، عورت، بیمار، بچے، غلام، نابینا پر جمعہ واجب نہیں لیکن اگر یہ جمعہ میں شریک ہو کر نماز پڑھ لیں تو جمعہ ہو جائے گا۔ مسافر پر جمعہ اس لئے فرض نہیں کیا گیا کہ اسے اس کی وجہ سے تکلیف ہو گی شہر جانا پڑے گا، اتنی دیر ٹھہرنا پڑے گا جس کی وجہ سے سفر میں خلل پیدا ہو گا لہٰذا روزہ کی طرح اس سے جمعہ بھی ساقط ہے۔ عورت سے اس لئے کہ اسے گھر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، گھر کے کام کاج اور شوہر کی خدمت میں مشغول رہتی ہے۔ اور بیمار بیماری کی وجہ سے جمعہ میں شرکت نہیں کر سکے گا، بچہ غیر مکلف ہے اس لئے اس پر جمعہ فرض نہیں، اور غلام آقا کی خدمت میں مصروف ہوتا ہے، اگر مولیٰ اس کی اجازت دے دے تو اس پر جمعہ واجب ہو جائے گا اگر نابینا کو لے جانے والا مل جائے تو امام ابو یوسف و محمد کے یہاں اس پر جمعہ واجب ہو گا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں تب بھی واجب نہ ہو گا اس لئے کہ صاحبین کے یہاں قادر بقدرۃ الغیر بھی قادر ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں نہیں۔

۲۰۰ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم، عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، أن رجلا سأله عن خطبة يوم الجمعة. قال: أما تقرأ سورة الجمعة؟ قال: بلى، ولكني لا أدري كيف هي؟ قال: ﴿وإذا رأوا تجارة أو لهوا انفضوا إليها وتركوك قائما﴾ فإنها الخطبة قائما يوم الجمعة. قال محمد: وبه نأخذ، إلا أنها خطبتان بينهما جلسة خفيفة. وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى

باب صلاة العيدين

۲۰۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد قال: سألت إبراهيم عن الرجل يخرج

---

۲۰۰ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ ایک صاحب نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جمعہ کے خطبہ کے بارے میں پوچھا کہ کھڑے ہو کر پڑھا جائے گا یا بیٹھ کر؟ انہوں نے فرمایا کیا تم سورۂ جمعہ نہیں پڑھتے؟ فرمایا کیوں نہیں! لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ اسے کیسے پڑھا جائے گا؟ فرمایا:

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا (الجمعہ: ۱۱)

اور بعض لوگوں نے، جب انہوں نے ایک سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھا تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے بکھر گئے اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ دیا۔

◆ ◆ ◆ ◆

یعنی جمعہ کے دن خطبہ کھڑے ہو کر دیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں البتہ یہ دو خطبے ہوں گے دونوں کے درمیان مختصر سا جلسہ (بیٹھنا) ہوگا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح): جمعہ کی شرائط میں سے خطبہ بھی ہے، خطبہ نماز سے پہلے ہوگا، امام دو خطبے دے گا، دونوں کے درمیان مختصر سا بیٹھے گا، خطبے باوضو کھڑے ہو کر دیئے جائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور یہی مندرجہ بالا روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے، اگر کوئی شخص بیٹھ کر خطبہ دے تو خطبہ تو ہو جائے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل کے خلاف ہے۔

عیدین کی نماز کا بیان

۲۰۱ - ... حضرت حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو عیدگاہ جائے اور امام کو سلام پھیرتا ہوا پائے کیا اب وہ نماز پڑھے گا؟ فرمایا: اس پر نماز پڑھنا لازم

إلى المصلى فيجد الإمام قد انصرف أيصلي ؟ قال : ليس عليه أن يصلي ، وإن شاء صلى . قلت : فإن لم يخرج إلى المصلى أيصلي في بيته كما يصلي الإمام ؟ قال : لا . قال محمد : وبه نأخذ ، إنما صلاة العيد مع الإمام ، فإذا فاتتك مع الإمام فلا صلاة ، وهو قول أبي حنيفة .

٢٠٢ - محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه كان قاعدًا في مسجد الكوفة ، ومعه حذيفة بن اليمان رضي الله عنه وأبو موسى الأشعري رضي الله عنه ، فخرج عليهم الوليد بن عقبة بن أبي معيط وهو أمير الكوفة يومئذ ، فقال : إن غدًا عيدكم ، فكيف أصنع ؟ فقالا : أخبره يا أبا عبد الرحمن كيف يصنع ؟ فأمره عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أن يصلي بغير أذان ولا إقامة ، وأن يكبر في الأولى خمسًا وفي الثانية أربعًا ، وأن يوالي بين القراءتين ، وأن يخطب بعد الصلوة على راحلته . قال محمد : وبه

نہیں چاہے تو پڑھ لے میں نے کہا اگر عیدگاہ نہ گیا ہو تو کیا گھر میں امام کی طرح نماز پڑھے گا ؟ فرمایا نہیں امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں عید کی نماز امام کے ساتھ ہی ہوتی ہے لہٰذا اگر امام کے سا

[illegible] نماز عید [illegible] یہی ابو جعفر رحمہ اللہ کا قول ہے ۔

(ش) عیدین کی نماز اس پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہے، بعض نے سنت مؤکدہ کہا ہے، عیدین کے لیے بھی وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں البتہ ان میں خطبہ نماز کے بعد ہوگا، عید الفطر میں نماز کو جانے سے پہلے کچھ کھا لینا مستحب ہے، غسل کر کے خوشبو لگا کر عمدہ سے کپڑے پہن کر عید گاہ جانا چاہیے، عیدین کا وقت اشراق کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور زوال تک رہتا ہے اگر کسی کو امام کے ساتھ عید کی نماز نہ ملے تو وہ اس کی قضاء نہیں کرے گا، اس لیے کہ اس کے لیے جماعت شرط ہے اور جماعت نماز پڑھ چکی ہے ۔

۲۰۶ - ... حضرت ابراہیم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کوفہ کی مسجد میں حضرت عبد اللہ کے ساتھ بیٹھے تھے ان کے ساتھ حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہما بھی تھے کہ ولید بن عقبہ بن أبی معیط جو ان دنوں امیر کوفہ تھے وہ آگئے اور کہا کل آپ لوگوں کی عید کا دن ہے میں کیسے کروں؟ حضرت حذیفہ نے فرمایا اے ابو عبد الرحمن (حضرت عبد اللہ کی کنیت) ان کو بتلا دیجیے کہ یہ کیا کریں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

نأخذ، ولا بأس أن يخطبها قائما وإن لم يكن على راحلته، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٠٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كانت الصلاة في العيدين قبل

نے انہیں یہ حکم دیا کہ وہ بغیر اذان واقامت کے نماز پڑھیں، پہلی رکعت میں پانچ تکبیرات اور دوسری میں چار تکبیرات کہیں، اور دونوں قراءتوں میں موالات کریں پے در پے کہیں (فصل نہ کریں) اور نماز کے بعد سواری پر خطبہ دیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اگر کھڑے ہو کر سواری پر سوار ہوئے بغیر خطبہ دیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٢٠٣۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ہوتی تھی پھر نماز کے بعد امام سواری پر کھڑے ہو کر دعا کرتا اور نماز عیدین بغیر اذان واقامت کے ہوتی تھی۔

(ش) عیدین میں خطبہ نماز کے بعد دیا جائے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین میں نماز کے بعد ہی خطبہ دیا تھا، جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے اس لئے کہ وہ جمعہ کے لئے شرط ہے اور شرط پہلے ہوتی ہے، عید کے لئے خطبہ شرط نہیں ہے، لیکن اگر عید کی نماز سے پہلے خطبہ دے دیا گیا تب بھی

جائز ہے البتہ افضل یہ ہے کہ بعد میں دے لیکن اگر پہلے دیا گیا تو بعد میں اس کا اعادہ نہیں کیا جائے گا، عید الفطر کے خطبہ میں صدقۃ الفطر کے فضائل اور اس کے احکام بتلائے جائیں گے اور عید الاضحیٰ کا خطبہ قربانی کے احکامات وفضائل اور تکبیرات تشریق اور اس کے مسائل پر مشتمل ہوگا۔ عیدین کیلئے اذان واقامت نہیں ہوگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز بلا اذان واقامت پڑھایا کرتے تھے۔

حنفیہ کے یہاں عیدین میں دونوں رکعتوں میں چھ تکبیراتِ زوائد ہیں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے یہاں پہلی رکعت میں سبحانک اللھم اور تعوذ وبسم اللہ کے بعد قرأت سے پہلے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ثناء کے بعد، تعوذ، بسم اللہ اور قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد رکوع سے پہلے، امام شافعی واحمد کے یہاں پہلی رکعات میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیراتِ زوائد ہیں، حنفیہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن سے تکبیراتِ زوائد چھ معلوم ہوتی ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہی کیفیت بتلائی تھی جو حنفیہ کے یہاں معمول ہے۔ پہلی رکعت میں پانچ تکبیرات سے مراد تکبیر تحریمہ تین تکبیراتِ زوائد

الخطبة ، ثم يخطب الإمام على راحلته بعد الصلاة ، فيدعو ويصلي بغير أذان ولا إقامة .

باب خروج النساء في العيدين ورؤية الهلال

٢٠٤ - محمد قال : أخبرنا أبو حنيفة عن عبد الكريم بن أبي المخارق عن أم عطية رضي الله عنها قالت : كان يرخص للنساء في الخروج في العيدين : الفطر والأضحى . قال محمد : لا يعجبنا خروجهن في ذلك إلا العجوز الكبيرة ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

ایک تکبیر رکوع اور دوسری میں چار سے مراد تین تکبیر زوائد اور ایک تکبیر رکوع ہے۔ امام طحاوی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی تفصیل نقل کی ہے۔ سواری پر خطبہ اس لئے دیا تاکہ بلند جگہ پر ہونے سے سب کو دیکھ بھی سکیں اور آواز بھی دور دور تک پہنچ سکے۔

عیدین میں عورتوں کے نکلنے اور چاند دیکھنے کا بیان

۲۰۴ ۔۔۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عیدین، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تب عورتوں کو گھروں سے نکلنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ امام محمد نے فرمایا عورتوں کا عیدین کے لئے نکلنا ہمیں اچھا معلوم نہیں ہوتا الا یہ کہ عمر رسیدہ بڑی بوڑھی ہو، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ابتدائے اسلام میں عورتوں کو بھی عیدگاہ لے جایا جاتا تھا وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ نماز اور دعا میں شریک ہوتی تھیں خیر القرون کا دور تھا فتنہ کا احتمال کم تھا اور کافروں پر مسلمانوں کے عظیم اجتماع کے ذریعہ رعب ڈالنا بھی مقصود تھا لیکن جب فتنوں کا زمانہ آیا تو عورتوں کو اس سے روک دیا گیا اس لئے عورت گھر کی کوٹھری میں جو نماز پڑھتی ہے اس کا اس پر مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب تھا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے زمانے کی عورتوں کی حالت دیکھ لیتے تو مسجد جانے سے انہیں اس طرح روک دیتے جس طرح یہودی عورتوں کو مسجد میں جانے سے روک دیا گیا، یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چند ہی سالوں کے اندر پیدا ہونے والے تغیرات کی ترجمانی فرما رہی ہیں آپ نے ان ہی کے اثر کے دور میں عورتوں کو کسی نماز کیلئے بھی نکلنا موجب فتنہ و شر ہے لہذا عورتوں کو مسجد نہیں جانا چاہیے گھر میں نماز پڑھ سکتی۔

۲۰۵- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في قوم شهدوا أنهم رأوا هلال شوال، فقال حماد: سألت إبراهيم عن ذلك فقال: إن جاءوا من أول النهار فليفطروا وليخرجوا، وإن جاءوا من آخر النهار فلا يخرجوا ولا يفطروا حتى الغد. قال محمد: وبه نأخذ إلا في خصلة واحدة، يفطرون ويخرجون من الغد إذا جاءوا بعد العشي، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۰۵- ... حضرت ابراہیم سے اس قوم کے بارے میں مروی ہے جنہوں نے شوال کا چاند دیکھنے کی گواہی دی ہو۔ حماد نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابراہیم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تھا تو انہوں نے فرمایا اگر وہ لوگ دن کے ابتدائی حصے میں آجائیں تو لوگوں کو روزہ افطار کر کے عید کی نماز کے لئے چلے جانا چاہیے اور اگر وہ لوگ دن کے آخری حصہ میں آئیں تو دوسرے دن نماز کے لئے نکلیں گے اور افطار کریں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے اور وہ یہ کہ اگر چاند دیکھنے کی اطلاع شام کو دی ہے تو اس دن افطار کریں گے اور نماز عید کے لئے دوسرے دن نکلیں گے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا ہو اور زوال سے قبل لوگوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دے دی تو روزہ توڑ دیں گے اور زوال سے پہلے عید کی نماز پڑھ لیں گے لیکن اگر زوال کے بعد اطلاع دی گئی تو روزہ توڑ دیں گے البتہ عید کی نماز دوسرے روز پڑھیں گے۔ اسی طرح اگر بارش کی وجہ سے عید الفطر کی نماز پہلے روز نہ پڑھ سکے ہوں تو دوسرے روز پڑھیں گے لیکن تیسرے روز عید الفطر کی نماز نہیں پڑھ سکتے اس لئے کہ اصل تو یہ تھی کہ جمعہ کی طرح اس کی قضاء نہ کی جائے لیکن چونکہ حدیث سے دوسرے دن اس کی قضاء ثابت ہے اس لئے دوسرے دن کی اجازت دے دی۔ لیکن اگر بلا عذر پہلے دن نماز نہیں پڑھی اور زوال شمس ہو گیا تو دوسرے دن قضاء نہیں کر سکتے۔ عید الاضحیٰ میں عذر کی وجہ سے قربانی کے تینوں دنوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں چوتھے دن نہیں پڑھ سکتے اس لئے کہ یہ قربانی کے ساتھ موقت ہے البتہ بلا عذر مؤخر کرنے کا گناہ ہو گا۔

باب من يطعم قبل أن يخرج إلى المصلى

٢٠٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كان يعجبه أن يطعم شيئا قبل أن يأتي المصلى. يعني يوم الفطر.

٢٠٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كان يطعم يوم الفطر قبل أن يخرج، ولا يطعم يوم الأضحى حتى يرجع. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

عیدگاہ جانے سے قبل کھانے کا بیان

٢٠٦ - ... حضرت حماد نے فرمایا حضرت ابراہیم کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے قبل کچھ کھا لیں۔

٢٠٧ - ... حضرت ابراہیم عید الفطر میں گھر سے نکلنے سے پہلے کھایا کرتے تھے اور عید الاضحیٰ میں واپس آنے سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) عید الفطر میں مستحب یہ ہے کہ عیدگاہ جانے سے قبل کچھ کھا لے خواہ کھجوریں ہوں یا اور کوئی میٹھی چیز، کھجوریں زیادہ بہتر ہیں، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز عیدگاہ جانے سے قبل چند کھجوریں کھایا کرتے تھے، البتہ عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد کھانا چاہیے اور جو قربانی کرے تو وہ کھانے کی ابتداء اپنی قربانی کے گوشت سے کرے، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام عید الاضحیٰ میں نماز سے واپس آکر اپنی قربانی کے جانور کے گوشت سے ابتداء کیا کرتے تھے، بہرحال نماز سے پہلے کھانا بلا کراہت جائز ہے البتہ اولیٰ و افضل یہ ہے کہ بعد میں کھائے۔

باب التكبير في أيام التشريق

٢٠٨ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه كان يكبر من صلاة الفجر من يوم عرفة إلى صلاة العصر من آخر أيام التشريق. قال محمد: وبه نأخذ، ولم يكن أبو حنيفة يأخذ بهذا، ولكنه كان يأخذ بقول ابن مسعود رضي الله عنه

ایامِ تشریق میں تکبیر کہنے کا بیان

۲۰۸ - ... حضرت ابراہیم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نو تاریخ کی فجر کی نماز سے ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک تکبیر تشریق پڑھا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کو اختیار نہیں کرتے تھے بلکہ وہ حضرت ابن مسعود کے قول کو اختیار کرتے ہیں کہ نویں تاریخ کی فجر سے تکبیر شروع کرے گا اور قربانی کے دنوں کے آخری دن کی عصر تک تکبیر کہنا بند کر دے گا۔

(ش) تکبیر تشریق کی ابتداء نویں ذی الحجہ کی فجر سے ہوگی، امام شافعی کے یہاں دس تاریخ کی ظہر سے ابتداء ہوگی، انتہاء تکبیر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں دسویں تاریخ کی عصر کے بعد ہوگی کل آٹھ نمازیں ہوں گی، صاحبین کے یہاں ایام تشریق کی عصر کی نماز پر ہوگی۔ کل تیئیس نمازیں ہوں گی فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ صحیح قول کے مطابق تکبیر تشریق واجب ہے بعض حضرات سنت کہتے ہیں۔ تکبیر تشریق فرض نمازوں کے بعد کہی جائے گی، مرد بلند آواز سے کہیں گے تکبیر تشریق یہ ہے: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ کہتے ہیں جب اللہ جل شانہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے واسطے لٹایا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت اسماعیل کے بدلے دنبہ لے جانے کا حکم دیا، حضرت جبرئیل نے جب یہ دیکھا کہ وہ ذبح کے لئے انہیں لٹا چکے ہیں تو انہوں نے ذبح کرنے سے روکنے کے لئے نعرہ سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا، حضرت ابراہیم نے جب حضرت جبرئیل کی آواز سنی تو انہیں یقین ہوگیا کہ وہ خوشخبری لانے والے ہیں اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لا الہ الا اللہ واللہ

بر من صلاة الفجر يوم عرفة إلى صلاة العصر من يوم النحر يكبر في العصر ثم يقطع.

باب السجود في ص

٢٠٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه لم يكن يسجد في ص. وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه لم يكن يسجد فيها. قال محمد: ولكنا نرى السجود فيها، ونأخذ بالحديث الذي روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

٢١٠ - محمد قال: أخبرنا عمر بن ذر الهمداني عن أبيه عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال في سجدة ص: سجدها داود توبة ونحن نسجدها شكرا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ دونوں تکبیریں سن کر سمجھ لیا کہ ان کی طرف سے فدیہ دے دیا گیا ہے؟ چنانچہ انہوں نے فرمایا اللہ اکبر وللہ الحمد۔

سورۂ صٓ میں سجدہ کا بیان

۲۰۹۔ ... حضرت ابراہیم سورۂ ص میں سجدہ نہیں کیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورۂ ص میں سجدہ نہیں کیا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا: لیکن ہم اس صورت میں سجدہ کے قائل ہیں اور اس حدیث پر عمل کرتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

۲۱۰۔ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سورۂ ص کے سجدہ کے بارے میں فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ سجدہ توبہ کا کیا تھا اور ہم اسے شکر کے طور پر کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) ۱: علامہ عبدالحی سے قرآن کریم میں چودہ سجدے ہیں ان میں سورۂ حج میں ایک پہلا والا سجدہ ہے دوسرا نہیں اور سورۂ ص میں ایک ہی سجدہ ہے، امام شافعی و احمد کے یہاں بھی چودہ سجدے ہیں البتہ ان کے یہاں سورۂ ص کا سجدہ نہیں، سورۂ حج میں دو سجدے ہیں، امام مالک کے یہاں گیارہ سجدے ہیں مفصلات کے سجدے نہیں، سجدۂ تلاوت ہمارے یہاں واجب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے یہاں سنت ہے، امام احمد سے مطلق سجدۂ کے بارے میں ایک روایت وجوب کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ص میں سجدہ کیا۔

باب القنوت في الصلاة

٢١١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن ابن مسعود رضي الله عنه كان يقنت السنة كلها في الوتر قبل الركوع. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢١٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن القنوت في الوتر واجب في شهر رمضان وغيره قبل الركوع، فإذا أردت أن تقنت فكبر، وإذا أردت أن تركع فكبر أيضا. قال محمد: وبه نأخذ، ويرفع يديه في التكبيرة الأولى قبل القنوت كما يرفع يديه

نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان

٢١١ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وتر میں رکوع سے قبل سارا سال دعاء قنوت پڑھا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٢١٢ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ وتر میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھنا واجب ہے خواہ رمضان کا مہینہ ہو یا غیر رمضان کا، آپ جب دعاء قنوت پڑھنے کا ارادہ کریں تو اللہ اکبر کہیں اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کریں تب بھی اللہ اکبر کہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، دعاء قنوت سے پہلی والی تکبیر میں اسی طرح ہاتھ اٹھائے گا جس طرح تکبیر اولیٰ میں اٹھاتے تھے پھر ہاتھ باندھ کر دعا پڑھے گا، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

اش؛ حنفیہ کے یہاں وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے قبل دعاء قنوت ہمیشہ پڑھی جائے گی ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر دعاء قنوت پڑھیں گے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں رمضان کے نصف اخیر میں پڑھیں گے، دعاء قنوت واجب ہے اس کے ترک پر سجدہ سہو کرنا ہوگا، آہستہ پڑھنا اولیٰ ہے۔ اگر کوئی شخص رمضان میں امام کے ساتھ تیسری رکعت میں ملے تو اس میں دعاء قنوت

في افتتاح الصلاة، ثم يضعهما و يدعو، و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۱۳۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن ابن مسعود رضي الله عنه لم يقنت هو ولا أحد من أصحابه حتى فارق الدنيا، يعني في صلاة الفجر.

۲۱۴۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الصلت بن بهرام عن أبي الشعثاء عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه قال: أحق ما بلغنا عن إمامكم أنه يقوم في الصلاة، ولا يقرأ القرآن، ولا يركع. قال محمد: يعني بذلك ابن عمر رضي الله عنهما القنوت في صلاة الفجر.

۲۱۵۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن النبي صلى الله عليه وسلم لم ير قانتا في الفجر حتى فارق الدنيا إلا شهرا واحدا قنت فيه يدعو على حي من المشركين، لم ير قانتا قبله ولا بعده، وأن أبا بكر رضي الله عنه لم ير قانتا بعده حتى فارق الدنيا.

۲۱۶۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن الأسود بن يزيد عن

پڑھے گا اس کے بعد اپنی تیسری رکعت میں نہیں پڑھے گا۔ مطلق دعاء قنوت واجب ہے اللھم انا نستعینک کا پڑھنا سنت ہے اگر کسی کو دعاء قنوت یاد نہ ہو تو تین مرتبہ اللھم اغفرلی پڑھ لے۔

۲۱۳۔ ... حضرت ابراہیم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فجر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھی نہ ان کے کسی اور ساتھی نے یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

۲۱۴۔ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا یہ بات پکی ہے جو ہم تک تمہارے امام کے بارے میں پہنچی ہے کہ وہ نماز (فجر) میں قیام کرتے ہیں اور قرآن کی تلاوت اور رکوع نہیں کرتے۔ امام محمد نے فرمایا اس سے ابن عمر کی مراد فجر کی نماز میں قنوت پڑھنا ہے۔

۲۱۵۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر میں دعاء قنوت پڑھتے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے سوائے ایک ماہ کے جس میں آپ نے دعاء قنوت پڑھی آپ مشرکین کے کچھ قبیلوں کے لئے بددعا کر رہے تھے نہ آپ کو اس سے پہلے قنوت پڑھتے دیکھا گیا نہ اس کے بعد اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قنوت (نماز) پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

۲۱۶۔ ... حضرت اسود بن یزید حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتلاتے

عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه صحبه سنتين في السفر والحضر، فلم يره قانتا في الفجر حتى فارقه. قال إبراهيم: وإن أهل الكوفة إنما أخذوا القنوت عن علي رضي الله عنه قنت يدعو على معاوية حين حاربه، وأما أهل الشام فإنما أخذوا القنوت عن معاوية رضي الله عنه قنت يدعو على علي رضي الله عنه حين حاربه. قال محمد: وبقول إبراهيم نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب المرأة تؤم النساء وكيف تجلس في الصلاة

٢١٧ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم عن عائشة أم المؤمنين

ہیں کہ وہ ان کے ساتھ سفر و حضر میں کئی سال رہے لیکن انہوں نے انہیں فجر میں دعاء قنوت پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ ان سے رخصت ہو گئے، حضرت ابراہیم نے فرمایا اہل کوفہ نے قنوت نازلہ حضرت علی سے لی ہے وہ حضرت معاویہ سے جنگ کے موقع پر قنوت نازلہ پڑھتے تھے، اہل شام نے حضرت معاویہ سے لی وہ حضرت علی سے جنگ میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم حضرت ابراہیم کے قول کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اکثر اہل علم کے یہاں قنوت نازلہ اس وقت پڑھی جائے گی جب کوئی آفت نازل ہو یا دشمن چڑھائی وغیرہ کرے، البتہ وتر میں دعاء قنوت ہمیشہ پڑھی جائے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص موقع پر قنوت نازلہ کچھ دن پڑھی تھی پھر جب اس کی ضرورت ختم ہو گئی تو اسے چھوڑ دیا، امام مالک و شافعی کے یہاں فجر میں ہمیشہ دعاء قنوت پڑھی جائے گی اور آفت وغیرہ کے موقع پر تمام نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھیں گے، ہمارا استدلال حضرت ابن عمر و انس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر میں ایک ماہ قنوت نازلہ پڑھی پھر اسے چھوڑ دیا تھا۔

عورت کی امامت اور نماز میں اسکے بیٹھنے کا بیان

۲۱۷۔ ... حضرت ابراہیم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رمضان میں عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں اور درمیان صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔ امام محمد

رضي الله عنها أنها كانت تؤم النساء في شهر رمضان فتقوم وسطا. قال محمد: لا يعجبنا أن تؤم المرأة، فإن فعلت قامت في وسط الصف مع النساء كما فعلت عائشة رضي الله عنها وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢١٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في المرأة تجلس في الصلاة، قال: تجلس كيف شاءت. قال محمد: أحب إلينا أن تجمع رجليها في جانب ولا تنتصب انتصاب الرجل.

نے فرمایا ہمیں یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ عورت امامت کرے، اگر کرے تو وہ عورتوں کی صف کے درمیان میں اس طرح کھڑی ہوگی جس طرح حضرت عائشہؓ کھڑی ہوتی تھیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مردوں کے بغیر صرف عورتوں کی جماعت عورتوں کے لئے منعقد کرنا مکروہ ہے چاہے فرض نماز ہو یا سنت یا تراویح، عورت اگر حافظ ہو اور قرآن بھولنے کے ڈر اور عورتوں کے قرآن کریم سننے کے شوق کو پورا کرنے کے لئے تراویح کی جماعت کرائے تو بعض حضرات نے اسے بھی مکروہ کہا ہے بعض حضرات کسی وجہ سے اس کی اجازت دے دیتے ہیں۔ عورت عورتوں کی امامت کراتے وقت مردوں کے امام کی طرح آگے نہیں کھڑی ہوگی، بلکہ امام عورت عورتوں کی صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی، اس لئے کہ اس کے لئے اس میں ستر و پردہ زیادہ ہے، عورتیں بلا اذان و اقامت کے نماز پڑھیں گی، اگر عورتوں کی امام آگے کھڑی ہوگئی تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

۲۱۸ - ... حضرت ابراہیم سے عورت کے نماز میں بیٹھنے کے بارے میں مروی ہے فرمایا وہ جس طرح چاہے بیٹھ سکتی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہمیں یہ پسند ہے کہ وہ اپنے پاؤں ایک جانب کرے اور مرد کی طرح پاؤں کھڑے کرکے نہ بیٹھے۔

(ش) چونکہ عورت کو ستر و پردے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے اس کو وہ ہیئت اختیار کرنا چاہئے جس میں پردہ و ستر زیادہ ہو لہذا وہ مرد کی طرح نہیں بیٹھے گی بلکہ وہ دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر مقعد زمین پر ٹکا کر بیٹھے گی، تورک میں ستر زیادہ ہے اس لئے عورت مرد کی طرح افتراش نہیں کرے گی بلکہ تورک کے ساتھ بیٹھے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو عورتوں کے پاس سے گذر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ نے ان سے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو جسم کو ملایا کرو، گویا صاحب شریعت علیہ الصلاۃ والسلام کا مقصد یہ ہے کہ عورت ہر حالت میں ایسی کیفیت کو اختیار کرے جس میں اس کے لئے پردہ و ستر زیادہ سے زیادہ ہو۔

باب صلاة الأمة

٢١٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الأمة قال: تصلي بغير قناع ولا خمار، وإن بلغت مائة، وإن ولدت من سيدها.

٢٢٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يضرب الإماء أن يتقنعن، يقول: لا تشبهن بالحرائر. قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى على الأمة قناعا في صلاة ولا غيرها وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٢١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في المرأة تكون في الصلاة

باندی کی نماز کا بیان

٢١٩ - ... حضرت ابراہیم نے باندی کے بارے میں فرمایا وہ بغیر اوڑھنی اور دوپٹے کے نماز پڑھے گی خواہ وہ سو سال کی عمر کو کیوں نہ پہنچ جائے اور ام ولد (مولیٰ کے بچے کی ماں) کیوں نہ بن جائے۔

٢٢٠ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ باندیوں کو اوڑھنی اوڑھنے پر مارا کرتے تھے فرمایا کرتے تھے تم آزاد عورتوں کی مشابہت اختیار مت کرو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، باندی کے لئے دوپٹے کو نہ نماز میں ضروری سمجھتے ہیں نہ نماز کے باہر، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) آزاد عورت کا تمام بدن مستور جسم کی طرح ہے لہٰذا اسے سر کے بال وغیرہ ڈھانک کر رکھنا چاہئے ورنہ نماز نہ ہوگی، البتہ باندی کے جسم کا وہ حصہ عورت ہے جو مرد کا عورت شمار ہوتا ہے البتہ باندی کا پیٹ اور پیٹھ بھی عورت ہے اس کے علاوہ سر کے بال چہرہ وغیرہ عورت نہیں ہے اس لئے اگر باندی سر کھول کر نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔

٢٢١ - ... حضرت حماد حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عورت اگر نماز میں ہو اور اسے کوئی ضرورت پیش آ جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تالی بجائے (داہنی ہتھیلی) سیدھے ہاتھ کا اوپری حصہ الٹے ہاتھ کی پشت پر مارے، امام محمد نے فرمایا: اس کا اس کو بھی چھوڑ دینا مجھے بہت پسند ہے۔

فتريد الحاجة، جوزنا أن تصفق. قال محمد: وبكل ذلك منها أحب إلينا.

باب الصلاة في الكسوف

٢٢٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: انكسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم مات إبراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الناس: انكسفت الشمس لموت إبراهيم، فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فخطب الناس، فقال: إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله، لا ينكسفان لموت أحد ولا لحياته، ثم صلى ركعتين ثم كان الدعاء حتى انجلت. قال محمد: وبه نأخذ، ولا نرى إلا ركعة واحدة في كل ركعة وسجدتين على صلاة الناس في غير ذلك، ونرى أن يصلوا جماعة في كسوف الشمس، ولا يصلى جماعة إلا الإمام الذي يصلي بهم الجمعة، فأما أن يصلي الناس في مساجدهم فلا. وأما الجهر بالقراءة فلم يبلغنا أن النبي صلى الله عليه وسلم جهر بالقراءة فيها، وبلغنا أن علي بن أبي طالب رضي الله عنه جهر فيها بالقراءة بالكوفة. وأحب إلينا أن لا يجهر فيها بالقراءة. وأما كسوف القمر فإنما يصلي الناس وحدانا، ولا يصلون جماعة، لا الإمام ولا غيره.

(شرح) عورت کی آواز سے فتنہ کا احتمال ہوتا ہے اس لئے عورت کو ہاتھ پر ہاتھ مارنے کا حکم دیا گیا ہے جب کہ مردوں کا سبحان اللہ کہنے کا۔

سورج گرہن کی نماز کا بیان

٢٢٢ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اس روز سورج گرہن ہوا جس روز آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا، لوگوں نے کہا حضرت ابراہیم کے انتقال کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی آپ نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور فرمایا سورج اور چاند اللہ جل شانہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو گرہن کسی کی موت یا زندگی کی بنا پر نہیں لگتا پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور دعا کی یہاں تک کہ گرہن ختم ہو گیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو

وكذلك الأفزاع كلها. وإذا انكسفت الشمس في ساعة لا يصلى فيها، عند طلوع الشمس، ونصف النهار، أو بعد العصر، فلا صلاة في تلك الساعة، ولكن الدعاء حتى تنجلي، أو تحل الصلاة فيصلي وقد بقي من الكسوف شيء.

سجدوں کے قائل ہیں جیسے اور نمازوں میں ہوتا ہے۔ سورج گرہن میں جماعت سے نماز پڑھیں گے اور وہی نماز پڑھائے گا جو جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے لوگوں کے اپنی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کے ہم قائل نہیں ہیں۔ زور سے قرات کے بارے میں ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نہیں پہنچی کہ آپ نے زور سے قرات پڑھی ہو۔ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں زور سے قرات پڑھی تھی۔ ہمیں یہ زیادہ پسند ہے کہ زور سے قرات نہ پڑھی جائے۔ چاند گرہن میں لوگ اکیلے نماز پڑھیں گے جماعت سے نہیں۔ نہ امام نہ اور کوئی۔ اسی طرح اور دوسری پریشانیوں یا آفات کے موقعہ پر بھی۔ اگر سورج گرہن ایسے وقت ہو جس میں نماز پڑھنا منع ہے مثلاً طلوع شمس یا زوال کے وقت یا عصر کے بعد تو ان اوقات میں نماز نہیں پڑھی جائے گی البتہ اس وقت تک دعا کی جائے گی جب تک گرہن ختم نہ ہو جائے یا نماز پڑھنا جائز ہو جائے تو نماز پڑھی جائے گی اگر گرہن کا کچھ حصہ باقی ہو۔

ش: سورج گرہن میں نفل نماز کی طرح امام طحاوی ان روایات کے ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھائے گا چار بھی پڑھ سکتے ہیں اور اس سے زیادہ بھی۔ قرات طویل پڑھے گا اور آہستہ پڑھے گا۔ امام شافعی کے یہاں ہر رکعت میں دو رکوع ہوں گے۔ لیکن ہم ان روایات کو لیتے ہیں جن میں ایک رکوع مذکور ہے اور یہی تمام نمازوں میں ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے یہاں قرات آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی اور صاحبین جہراً پڑھنے کے قائل ہیں۔

چاند گرہن میں جماعت مسنون نہیں لوگ اکیلے نماز پڑھیں۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کئی مرتبہ چاند گرہن ہوا لیکن یہ منقول نہیں کہ آپ نے جماعت کرائی ہو اور پھر چاند گرہن رات کو ہوتا ہے اس میں لوگوں کو جماعت کے لئے جمع کرنا مشکل بھی ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اس طرح کی کوئی پریشانی کی بات دیکھو تو نماز میں لگ جاؤ۔ سخت آندھی، تاریکی، شدید مسلسل بارش، دشمن سے خوف وغیرہ کا حکم چاند گرہن کا سا ہے ان میں نفل نماز بلا جماعت پڑھی جائے گی۔

باب الجنائز وغسل الميت

۲۲۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يغسل الميت وترا، المرتين بماء، والمرة بالسدر بينهما الوسطى، ويجمر وترا، ولا يكون آخر زاده إلى القبر نار يتبع بها، ويكون كفنه وترا. قال محمد: وبه نأخذ إلا في خصلة واحدة: إن شئت جعلت كفنه وترا وإن شئت شفعا.

۲۲۴- بلغنا عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه أنه قال: اغسلوا ثوبي هذين وكفنوني فيهما

جنازوں اور مُردے کو نہلانے کا بیان

۲۲۳- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: مُردے کو طاق مرتبہ غسل دیا جائے گا دو مرتبہ پانی سے اور ان کے درمیان ایک مرتبہ بیری سے، اور طاق مرتبہ دھونی دی جائے گی، اور قبر میں جاتے ہوئے اس کا آخری توشہ ایسی آگ نہیں ہونا چاہیے جو اس کے ساتھ لیجائی جائے، اس کو طاق کپڑوں میں کفن دیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے، اس میں وہ کہ اگر تم چاہو تو اس کے کفن کو طاق بنا دو اور چاہو تو جفت بنا دو۔

۲۲۴- ... ہمیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میرے ان دو کپڑوں کو دھو کر مجھے ان دونوں میں کفن دے دینا، یہ دو کپڑے جفت تھے، یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

(ش) میت کو ایک تختے پر لٹا کر اس کی شرمگاہ پر ایک کپڑا ڈال دیا جائے گا، کپڑے اتار دیئے جائیں، غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے استنجاء کرائے گا، پھر اسے پہلے وضو کرایا جائے گا البتہ کلی نہیں کرائی جائے گی اور ناک میں پانی نہیں ڈالا جائے گا، ناسمجھ بچے کو وضو بھی نہیں کرایا جائے گا، بیری یا اشنان کے پتوں کے ساتھ پکائے ہوئے پانی یا صرف سادہ پانی سے اسے غسل دیا جائے گا، سر اور داڑھی کو گل خطمی سے دھویا جائے گا، بائیں کروٹ پر لٹا کر اس کے دائیں حصے کو دھویا جائے گا یہاں تک کہ پانی نیچے تک پہنچ جائے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر بائیں پہلو کو دھویا جائے گا تاکہ نیچے تک پانی پہنچ جائے، پھر اپنے جسم سے سہارا دے کر اس کو بٹھائے گا

فهذا شنيع، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٢٣- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عاصم بن سليمان عن ابن سيرين عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سألته عن المسك يجعل في حنوط الميت قال: أوليس من

اور اس کے پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرے گا اگر کچھ نکلے تو اسے دھو دے، دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں، پھر ایک کپڑے سے اس کے جسم کو خشک کرکے کفن میں لپیٹ دیا جائے گا، سر اور داڑھی پر حنوط (خوشبو) لگا دی جائے گی اور سجدہ کے وقت زمین پر لگنے والے حصوں پر کافور لگا دیا جائے گا۔

مرد کے لئے کفن سنت یہ ہے کہ تین کپڑے ہوں ۱۔ چادر نیچے کے حصے کے لئے جو سر سے پاؤں تک ہوگی، قمیص اوپر کے حصے کے لئے جو گردن سے پاؤں تک ہوگی اور ایک لفافہ (بڑی چادر) سر سے پاؤں تک کی، اگر دو کپڑوں میں کفن دینا چاہیں تو جائز ہے پہلا کفن کفن سنت ہے دوسرا کفن کفایہ ہے اور دو کپڑے نہ ہوں تو ایک میں کفن دے دیا جائے جو کفن ضرورت ہے۔ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے گا ازار، قمیص، اوڑھنی، ایک کپڑا جس سے چھاتی کو باندھا جائے، لفافہ یہ کفن سنت ہے اور اگر تین کپڑوں پر اقتصار کرنا چاہیں تو جائز ہے اسے کفن کفایہ کہتے ہیں۔

دھونی طاق مرتبہ دی جائے گی اور اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ دھونی کے برتن کو میت کی چارپائی کے اردگرد ایک یا تین یا پانچ مرتبہ پھرایا جائے گا اس سے زائد مرتبہ نہیں۔

جنازے کے ساتھ آگ یا نوحہ کرنے والیوں کو نہیں لے جایا جائے اس لئے کہ نوحہ کرنا منع ہے اس سے مردے کو تکلیف پہنچتی ہے اور اگر وہ اس فعل سے راضی ہو یا اس کی وصیت کر گیا ہو تو اسے سزا دی جاتی ہے کہا جاتا ہے کیا تو ایسا ہی تھا؟ آگ کو ساتھ لے جانے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ مال کا فضول ضیاع بھی نہ ہو اور ساتھ ہی جاہلیت کے ساتھ مشابہت سے بھی بچا جائے، اور میت کے لئے بدفالی بھی نہ ہو اس لئے کہ آگ سے جہنم میں عذاب دیا جائے گا لہٰذا جنازے کے ساتھ آگ نہیں لینا چاہیے، موم بتی یا اگربتی یا دیا نہیں جلانا چاہیے۔

۲۲۵۔ ... حضرت ابن سیرین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر میت کی خوشبو مشک

أطيب طيبكم؟ قال محمد: وبه نأخذ.

۲۲۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كان يكره أن يجعل في حنوط الميت زعفران أو ورس، قال: ويجعل فيه من الطيب ما أحببت، قال محمد: فبه نأخذ.

۲۲۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها رأت ميتا يسرح رأسه، فقالت: علام تنصون ميتكم؟ قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى أن يسرح رأس الميت، ولا يؤخذ من شعره، ولا يقلم أظفاره، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

میں ڈال دیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کیا مشک تمہاری بہترین خوشبو میں سے نہیں ہے؟ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

۲۲۶ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا یہ مکروہ سمجھا جاتا تھا کہ میت کی خوشبو میں زعفران یا ورس ڈالا جائے فرمایا اس میں جو خوشبو پسند ہو ڈالو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں۔

(ش) مردوں کی خوشبو میں ورس اور زعفران نہیں ڈالا جائے گا عورتوں کے لئے ڈال سکتے ہیں۔

۲۲۷ - ... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک میت کو دیکھا کہ اس کے سر میں کنگھی کی جا رہی ہے انہوں نے فرمایا تم اپنے مردوں کے کنگھی کیوں کرتے ہو؟ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں، مناسب نہیں سمجھتے کہ اس کی مانگ نکالی جائے یا اس کے بال یا ناخن کاٹے جائیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) میت کے سر یا داڑھی میں کنگھی نہیں کی جائے گی اس لئے کہ بال زینت کے لئے بنائے جاتے ہیں اور میت کو اس کی حاجت نہیں، بلکہ اب وہ قبر کی طرف منتقل ہو رہا ہے، اور پھر اگر اس کے بالوں میں کنگھی کی گئی تو اس کے کچھ بال جھڑیں گے انہیں بھی اس کے ساتھ دفن کرنا پڑے گا لہٰذا انہیں الگ کرنے کی ضرورت ہی نہیں، ناخن یا بال کاٹنے میں اس کے اجزاء کو کاٹنا ہے جو کہ کاٹنا مرنے کے بعد مسنون نہیں لہٰذا ان کو ویسے ہی چھوڑ دیا جائے گا۔

٢٢٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن النبي صلى الله عليه وسلم كفن في حلة يمانية وقميص. قال محمد: وبه نأخذ: نرى كفن الرجل ثلاثة أثواب، والثوبان يجزيان، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب غسل المرأة وكفنها

٢٢٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن إبراهيم في المرأة تموت مع الرجال، قال: يغسلها زوجها، وكذلك إذا مات الرجل مع النساء غسلته امرأته. قال أبو حنيفة: لا يجوز أن يغسل الرجل امرأته. قال محمد: وبقول أبي حنيفة نأخذ، لأن الرجل لا عدة عليه، وكيف يغسل امرأته وهو يحل له أن يتزوج ابنتها إن لم يكن دخل بأمها.

٢٣٠ - بلغنا عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال: نحن كنا أحق بها إذا كانت حية.

۲۲۸۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی پوشاک اور قمیص میں کفن دیا گیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں مرد کے کفن میں تین کپڑے ہوں گے دو کپڑے بھی کافی ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

عورت کے غسل اور کفن کا بیان

۲۲۹۔ ... حضرت ابراہیم اس عورت کے بارے میں جو مردوں کے ساتھ مرے، عورتیں موجود نہ ہوں، اسے اس کا شوہر غسل دے گا۔ اسی طرح اگر وہ مرد ایسی عورتوں میں ہو جہاں مرد نہ ہوں تو اسے اس کی بیوی غسل دے گی۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا مرد کے لئے اپنی بیوی کو غسل دینا جائز نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم امام ابو حنیفہ کے قول ہی کو اختیار کرتے ہیں کہ مرد پر عدت نہیں بھلا اس کے لئے یہ کیسے حلال ہوگا کہ اپنی بیوی کو غسل دے حالانکہ اس کے لئے اس کی بہن اور بیٹی سے شادی کرنی جائز ہو گئی ہے بشرطیکہ اس کی ماں سے دخول نہ کیا ہو۔

۲۳۰۔ ... ہمیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے انہوں نے فرمایا جب وہ بیوی زندہ تھی تو ہم اس کے زیادہ حقدار تھے جب وہ مر گئی تو تم اس کے زیادہ حقدار ہو گئے

فإذا ماتت فأنتم أحق بها. قال محمد: وبه نأخذ.

۲۳۱- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في كفن المرأة: إن شئت فثلاثة أثواب، وإن شئت أربعاً، وإن شئت شفعاً، وإن شئت وتراً. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الغسل من غسل الميت

۲۳۲- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الاغتسال من غسل الميت قال:

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

وضاحت: چونکہ موت کی وجہ سے عورت سے نکاح ختم ہو جاتا ہے اس لئے وہ عورت شوہر کے لئے اجنبی کے حکم میں ہو جاتی ہے ایسی صورت میں شوہر کا اس کو ہاتھ لگانا یا غسل دینا درست نہیں لیکن چونکہ مرد کے انتقال کی وجہ سے عورت کا نکاح ختم نہیں ہوتا، عدت گزرنے کے بعد عورت مرد کے نکاح سے نکلتی ہے اس لئے عورت شوہر کو ہاتھ بھی لگا سکتی ہے غسل بھی دے سکتی ہے۔ بیوی کے انتقال کے بعد اس کی بہن سے نکاح جائز ہے اسی طرح اگر اس سے دخول نہ کیا ہو تو اس کی دوسرے شوہر سے جو بیٹی ہو اس سے نکاح جائز ہے۔

۲۳۱- ... حضرت ابراہیم نے عورت کے کفن کے بارے میں فرمایا اگر چاہو تو تین کپڑے دے دو اور چاہو تو چار دے دو، چاہے جفت دو چاہے طاق۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: ابھی گزر چکا ہے کہ عورت کا کفن سنت پانچ کپڑے ہیں اور کفن کفایت تین کپڑے عورت کو بلا ضرورت دو کپڑوں میں کفن دینا مکروہ ہے، قریب البلوغ لڑکی کا حکم بالغ کی طرح ہے۔

میت کو غسل دینے سے غسل کا بیان

۲۳۲- ... حضرت ابراہیم سے میت کو غسل دینے سے غسل کرنے کے بارے میں مروی ہے فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر تمہارا مرنے والا ساتھی نجس ہے تو

كان عبد الله بن مسعود رضي الله عنه يقول: إن كان صاحبكم نجساً فاغتسلوا منه، والوضوء يجزئ. قال محمد: وإن شاء أيضاً لم يتوضأ، وإن كان أصابه شيء من الماء الذي غسل به الميت غسله، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٣٣ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم، أن علي بن أبي طالب رضي الله عنه كان يأمر بالغسل من غسل الميت. قال محمد: فلا نراه أمر بهذا أنه رآه واجباً.

٢٣٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل تحضره الجنازة وهو

اس (کو غسل دینے) کی وجہ سے غسل کرو صرف وضو کرنا بھی کافی ہے۔ امام محمد نے فرمایا اگر چاہے تو وضو بھی نہ کرے اگر اس کو میت کے غسل کا پانی لگ جائے تو اس جگہ کو دھولے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۳۳ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میت کو غسل دینے پر غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم یہ نہیں سمجھتے کہ انہوں نے غسل کا حکم واجب سمجھ کر دیا۔

(ف) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں آتا ہے کہ جو مردے کو غسل دے وہ اسے غسل اور جو اسے اٹھائے اسے وضو کرنا چاہیے بعض حضرات اس کے ظاہر سے مردے کے غسل دینے والے پر وجوب غسل کے قائل ہیں اس لئے کہ غسل دینے میں چھینٹیں پڑتی ہیں اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں کہاں پڑی ہیں اس لئے پورا جسم دھونا چاہیے لیکن اگر یہ اندازہ ہو کہ چھینٹیں نہیں پڑی ہیں تو غسل ضروری نہیں ہوگا۔ جمہور کے یہاں غسل کا حکم استحبابا ہے تاکہ اگر اسے نجاست سے تو طبیعت و آستین لگی ہو تو وہ دور ہو جائے غسل ضروری نہیں اس لئے کہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ تم مردے کو غسل دو تو اس کی وجہ سے تم پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ وضو کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ جنازہ پڑھا جائے گا تو پہلے سے تیاری کرنا چاہیے تاکہ نماز جنازہ کے اجر و ثواب سے محروم نہ ہو۔

۲۳۴ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جس کے سامنے جنازہ آجائے اور اس کا وضو نہ ہو فرمایا مٹی سے تیمم کر کے جنازہ پڑھے عورت اگر حالت حیض میں ہو تو وہ تیمم نہیں

على غير وضوء، قال: يتيمم بالصعيد، ثم يصلي ولا تفعل ذلك المرأة إذا كانت معا ثقتا

قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب حمل الجنائز

۲۳۵ - محمد عن أبي حنيفة قال: حدثنا منصور بن المعتمر عن سالم بن أبي الجعد عن عبيد بن نسطاس عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: إن من السنة حمل الجنازة بجوانب السرير الأربعة، فما زدت على ذلك فهو نافلة. قال محمد: وبه نأخذ، يبدأ الرجل فيضع يمين الميت المقدم على يمينه، ثم يضع يمين الميت المؤخر على يمينه

کر سکتی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) میت کا متولی یا وصی دار یا وضو نہ ہو تو اسے وضو کرنا چاہیے اس لئے کہ اس کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ شروع نہیں ہوگی اگر اس کی اجازت کے بغیر جنازہ پڑھ لیا جائے تو وہ جنازہ دوبارہ کر سکتا ہے لیکن دوسرے لوگوں میں سے اگر کسی کا وضو نہ ہو اور یہ خیال ہو کہ وضو کرنے سے نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو چونکہ جنازہ کی نماز کا اعادہ اور تکرار نہیں ہوتی اس لئے اس کے لئے تیمم کر سکتے ہیں تیمم کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ یہی حکم نماز عید کا ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ وضو کرنے کی وجہ سے امام کے ساتھ سلام سے پہلے شریک نہیں ہو سکے گا تو تیمم کر کے نماز میں شریک ہو سکتا ہے جمعہ میں ایسا نہیں کر سکتے یعنی تیمم اور فقہاء کی بھی جگہ اگر قضاء کا ڈر ہو تب بھی تیمم نہیں کر سکتے اس لئے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کا قائم مقام اور خلیفہ ہو اس کے لئے تیمم نہیں کر سکتے جمعہ کا بدل ظہر موجود ہے اگر جمعہ کی جماعت نہ ملے تو ظہر کی چار رکعات پڑھ لے گا اور اگر وقت نہ ملے تو قضاء پڑھ لے گا لیکن عید اور جنازہ کی قضاء نہیں ہوتی اس لئے ان کے لئے تیمم کر سکتا ہے۔

جنازہ کے اٹھانے کا بیان

۲۳۵ ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ جنازہ کے پلنگ کو چاروں جانب سے پکڑا جائے اس سے زیادہ مرتبہ اٹھانا مزید ثواب کے حصول کا ذریعہ ہے۔ امام محمد نے

ثم يجيء إلى المقدم الأيسر فيضعه على يساره، ثم يأتي المؤخر الأيسر فيضعه على يساره، وهذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الصلاة على الجنازة

۲۳۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا قراءة على الجنائز، ولا ركوع ولا سجود، ولكن يسلم عن يمينه وشماله إذا فرغ من التكبير. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۳۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس في الصلاة على الميت

فرمایا امام اسی کو اختیار کرتے ہیں، انسان جنازہ اس طرح اٹھائے گا کہ پہلے میت کا اگلا دایاں حصہ اپنے دائیں کاندھے پر رکھے گا پھر اس کا پچھلا دایاں حصہ اپنے دائیں کاندھے پر رکھے گا پھر آگے کی جانب دوبارہ آئے اور اگلے بائیں حصے کو اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر پھر پچھلے بائیں حصے کو اپنے بائیں کندھے پر رکھے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) مسئلہ یہ ہے کہ میت کی چارپائی کے چاروں حصوں کو یکے بعد دیگرے اوپر مذکورہ ترتیب کے مطابق اٹھانا چاہیے، حدیث میں آتا ہے جو کسی جنازے کو چالیس قدم تک اٹھاتا ہے اللہ جل شانہ لازمی طور سے اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ جنازہ کا اٹھانا بھی عبادت ہے اس لئے نیکی اور عبادت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا چاہیے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا ہے۔

نماز جنازہ کا بیان

۲۳۶ ۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا نماز جنازہ میں نہ قراءت (قرآن) ہے نہ رکوع و سجدہ البتہ تکبیر کے بعد دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۳۷ ۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا نماز جنازہ میں کوئی سورت پڑھنا مقرر نہیں البتہ آپ ابتداء میں اللہ جل شانہ کی حمد وثنا بیان کریں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں

شيء موقت، ولكن تبدأ فتحمد الله، وتصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، وتدعو الله لنفسك وللميت بما أحببت.

۲۳۸ - قال محمد: وأخبرنا سفيان الثوري عن أبي هاشم عن إبراهيم النخعي قال: الأولى الثناء على الله، والثانية صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، والثالثة دعاء للميت، والرابعة تسليم. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۳۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الصلاة على الجنائز، قال: يصلي عليها أئمة المساجد. وقال إبراهيم: ترضون بهم في صلواتكم المكتوبات، ولا ترضون بهم على الموتى. قال محمد: وبه نأخذ، ينبغي للولي أن يقدم إمام المسجد، ولا يجبر على ذلك، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۴۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن الناس كانوا يصلون على الجنائز خمساً، وستاً، وأربعاً، حتى قبض النبي صلى الله عليه وسلم ثم كبروا بعد ذلك في ولاية

اور اپنے اور میت کے لئے جو دعا چاہیں پسند کریں مانگیں۔

۲۳۸ - ... حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا پہلی تکبیر کے بعد اللہ جل شانہ کی حمد و ثناء بیان کی جائے گی دوسری کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے گا تیسری کے بعد میت کے لئے دعا ہوگی اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۳۹ - ... حضرت ابراہیم سے نماز جنازہ کے بارے میں یہ مروی ہے فرمایا: مسجد کے ائمہ نماز جنازہ پڑھائیں گے حضرت ابراہیم نے فرمایا ان لوگوں کے پیچھے فرض نمازیں خوشی سے پڑھتے ہو ان کے پیچھے جنازے کی نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے، عجیب بات ہے! امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ولی کو چاہیے کہ مسجد کے امام کو آگے کر دے لیکن اسے اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا (یعنی دوسرے سے بھی جنازہ پڑھوا سکتا ہے) یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۴۰ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ لوگ جنازوں پر پانچ چھ اور چار تکبیرات کہا کرتے تھے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ

أبي بكر حتى قبض أبو بكر رضي الله تعالى عنه ثم ولي عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، ففعلوا ذلك في ولايته، فلما رأى ذلك عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال: إنكم معشر أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم متى ما تختلفون يختلف من بعدكم، والناس حديث عهد بالجاهلية، فأجمعوا على شيء يجتمع عليه من بعدكم، فاجتمع رأي أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم أن ينظروا آخر جنازة كبر عليها النبي صلى الله عليه وسلم حين قبض فيأخذون به ويرفضون ما سوى ذلك، فنظروا فوجدوا آخر جنازة كبر عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعا. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۲۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن أبي يحيى معمر بن سعيد النخعي عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه أنه صلى على يزيد بن المكفف، فكبر عليه أربعا وهو آخر شيء كبره علي رضي الله عنه على الجنائز.

اسی طرح تکبیر کہتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی وفات پاگئے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور ان کے دورِ خلافت میں بھی لوگوں نے یہی کیا، جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہ اختلاف دیکھا تو فرمایا آپ حضرات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی جماعت ہیں جب خود آپ لوگوں ہی میں اختلاف ہوگا تو آپ کے بعد آنے والوں میں اس سے زیادہ اختلاف ہوگا، لوگ ابھی ابھی دورِ جاہلیت سے نکلے ہیں اس لئے آپ لوگ کسی ایک ایسی بات پر اتفاق کرلیں جس پر آپ کے بعد آنے والے سب متفق ہو جائیں چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی متفقہ رائے سے یہ طے کر دیا کہ تشریف لیجانے سے پہلے آپ کے پڑھائے ہوئے آخری جنازے کی تکبیرات کو دیکھا جائے اور جو آپ نے جتنی تکبیرات کہی ہوں انہیں اختیار کرلیا جائے اور اس کے علاوہ دوسری عدد کو چھوڑ دیا جائے چنانچہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری جنازہ پر چار تکبیرات کہی تھیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۲۱۔ ۔۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے یزید بن المکفف پر نماز جنازہ پڑھی تو چار تکبیرات کہیں، اور یہ آپ کی آخری نماز جنازہ تھی جس پر چار تکبیرات کہیں۔

۲۴۲- محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا سعيد بن المرزبان عن عبد الله بن أبي أوفى

۲۴۲- ... حضرت سعید بن المرزبان حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازہ پر چار تکبیرات کہیں۔

(ش) اگر حاکم وقت موجود ہو اور مسائل و احکام سے واقف ہو تو اسے امامت کے لئے مقدم کرنا چاہیے، اگر وہ موجود نہ ہو تو مسجد کے امام کو مقدم کرنا مستحب ہے پھر ولی کو، اگر ولی اور حاکم کے علاوہ کوئی اور ولی کی اجازت کے بغیر نماز پڑھا دے تو ولی اگر چاہے تو اعادہ کر سکتا ہے لیکن اگر ولی نے یا ولی کی اجازت سے کسی اور نے نماز پڑھا دی تو کسی اور کے لئے اعادہ کرنا درست نہیں اس لئے کہ فرض پہلی نماز سے ادا ہو گیا نماز جنازہ ایک ہی مرتبہ ہوتی ہے اس کا نفلاً اعادہ نہیں ہوگا۔

نماز جنازہ بالاتفاق فرض کفایہ ہے اسی طرح غسل و تجہیز و تکفین اور دفن بھی، نماز جنازہ کیلئے میت کا مسلمان ہونا، پاک ہونا، میت کا سامنے ہونا ساتھ رکھنا، اس کا پورا یا اکثر حصہ نمازیوں کے آگے قبلہ کی جانب ہونا ضروری ہے، میت موجود نہ ہو تو جنازہ درست نہیں اسی طرح اگر میت سواری پر ہو یا جنازہ پیچھے ہو اور لوگ آگے ہوں تب بھی نماز جنازہ میں چار تکبیرات اس کے رکن ہیں اسی طرح قیام، بلا عذر بیٹھ کر جنازہ پڑھنا درست نہیں نماز جنازہ میں تین سنتیں ہیں ۱- حمد ۲- ثنا ۳- دعا

اگر کسی میت کو نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا جائے تو تین دن کے اندر اندر یا جب تک اس کے پھولنے پھٹنے کا امکان نہ ہو اس دوران اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کے بعد جنازہ نہیں پڑھا جائے گا، مستحب یہ ہے کہ امام میت کے بالکل سامنے میت کے سینے کے محاذات میں کھڑا ہو۔

نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جائے گی، نمازی الثناء پڑھے گا سورۂ فاتحہ یا قرآن کریم کی تلاوت نہیں ہوگی (امام شافعی کے یہاں سورۂ فاتحہ پڑھی جائے گی) دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھے گا تیسری تکبیر کے بعد اپنے اور میت اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کی جائے گی، دعا مسنون یاد ہو تو پڑھے، بچے کے لئے اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا وذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا اور بچی کے لئے شافعۃ ومشفعۃ پڑھیے، دعا وغیرہ سب آہستہ آہستہ مانگے گا اس لئے کہ دعا میں سنت آہستہ سے مانگنا ہے اور چوتھی تکبیر کے بعد فوراً سلام پھیر دے گا۔

أوفى رضي الله تعالى عنه أنه كبر على ابنة له أربعاً.

باب إدخال الميت القبر

٢٤٣ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال سألت إبراهيم من أين يدخل الميت في القبر؟ قال: مما يلي القبلة من حيث يصلى عليه، فقال إبراهيم: وحدثني من رأى أهل المدينة يدخلون موتاهم في الزمن الأول من قبل القبلة، وأن السل شيء صنعه أهل المدينة بعد ذلك. قال محمد: يدخل من قبل القبلة ولا يسل سلاً من قبل الرجل، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٤٤ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يدخل القبر إن شاء شفعاً،

تکبیرات میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے، اس کے بعد کسی تکبیر میں ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں ہر تکبیر پر ہاتھ اٹھائیں گے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے استدلال کرتے ہیں حنفیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے باقی میں نہیں اٹھاتے تھے۔

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے حدیث میں آتا ہے جس نے مسجد میں میت پر نماز پڑھی اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا لیکن اگر مسجد اسی غرض سے بنائی گئی ہو تو پڑھ سکتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں مسجد میں نماز جنازہ بلا کراہت پڑھ سکتے ہیں۔

مُردے کو قبر میں داخل کرنے کا بیان

۲۴۳- ... حضرت حماد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے پوچھا کہ میت کو قبر میں کس طرف سے داخل کیا جائے گا؟ فرمایا قبلہ کی جانب سے جس طرف سے اس پر جنازہ پڑھا جاتا ہے، اور مجھ سے اہل مدینہ کے عمل کے دیکھنے والے نے بیان کیا کہ وہ اپنے مُردوں کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل کیا کرتے تھے، قبر کے پاؤں والے حصے کی جانب سے داخل کرنا بعد کے اہل مدینہ کا عمل ہے۔ امام محمد نے فرمایا میت کو قبلہ کی جانب سے داخل کیا جائے گا پاؤں کی جانب سے داخل نہیں کیا جائے گا، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۴۴- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا مُردے کو قبر میں اتارنے کے لئے چاہے جفت (دو) آدمی

وإن شاء ربّعه، كل ذلك حسن. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اونچی یا ایک سی سب برابر ہے، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) میت کو قبر میں داخل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کو قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اس سے میت کو نکال کر لحد میں اس طرح رکھا جائے کہ اگر اس میت کو لینے والے کا منہ میت کو لیتے وقت قبلہ کی طرف ہو، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میت کو قبر کے پاؤں کی جانب رکھ کر سر کی جانب سے کھینچ کر قبر میں رکھ دیا جائے گا، بہر حال ضرورت یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے دوسرے طریقہ کو بھی اختیار کر سکتے ہیں، قبر میں اتارنے کے لئے جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو وہ اندر جا کر میت کو آسانی سے قبر میں اتاریں، لحد میں رکھتے وقت بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ پڑھیں اور میت کو دائیں کروٹ پر قبلہ رخ لٹا دیں، کفن کی گرہیں کھول دیں اس لئے کہ انہیں کفن کھلنے کے ڈر سے باندھا گیا تھا اب وہ ڈر ختم ہو گیا لیکن اگر گرہیں نہ کھولی جائیں تب بھی جائز ہے، قبر اگر لحد والی ہو تو لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیا جائے گا پکی اینٹیں اور لکڑی لگانا مکروہ ہے، بانس کی کھپچیاں لگا سکتے ہیں، قبر اگر شق کی شکل میں ہے تو اس پر بڑے پتھر وغیرہ رکھ کر اسے بند کر دیں گے، سوراخوں میں پتھر وغیرہ لگا کر بند کر دیں مٹی ڈال دی جائے گی، مٹی خواہ ہاتھ سے ڈالیں یا پھاوڑے وغیرہ سے سب جائز ہے، مٹی وہی ڈالی جائے گی جو قبر کھودتے وقت اس سے نکلی ہے، مٹی کو اڑنے سے بچانے کے لئے پانی چھڑک سکتے ہیں، مستحب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ مٹی ڈالیں اور میت کے سرہانے کی جانب سے ڈالیں پہلی مرتبہ میں مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ دوسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری مرتبہ میں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ پڑھیں۔

قبر کو کوہان نما بنایا جائے گا چھت کی طرح مربع نہیں بنائیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بھی کوہان نما ہے، امام شافعی چھت نما کو افضل قرار دیتے ہیں، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی کوہان نما ہیں، چوکور بنانے میں اہل کتاب سے مشابہت ہوتی ہے جو ممنوع ہے۔

پیدا ہونے والا بچہ اگر زندہ پیدا ہو، آواز نکالے وغیرہ اس میں آثار حیات ہوں تو اس کا نام بھی رکھا جائے گا اور غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی ہوگی، اور اگر مردہ پیدا ہو تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بلا جنازہ کے دفن کر دیا جائے گا۔

باب الصلاة على جنائز الرجال والنساء

۲۴۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الجنائز إذا اجتمعت قال: تصفه صفا، بعضها أمام بعض، وتصفها جميعا يقوم الإمام وسطها، وإذا كانوا رجالا ونساء جعل الرجال هم يلون الإمام، والنساء أمام ذلك يلين القبلة، كما أن الرجال يلون الإمام إذا كانوا في الصلاة والنساء من ورائهم. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۴۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن سليمان الشيباني عن عامر الشعبي قال: صلى ابن عمر رضي الله عنهما على أم كلثوم بنت علي رضي الله عنهما وعلى زيد بن عمر ابنها فجعل أم كلثوم تلقاء القبلة، وجعل زيدا مما يلي الإمام. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۴۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عيسى بن عبد الله بن موهب قال: رأيت

مردوں اور عورتوں کی نماز جنازہ کا بیان

۲۴۵ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں تو صف کر کے ایک دوسرے کے آگے ترتیب سے رکھ دیں گے امام ان کے درمیان میں کھڑا ہو جائے گا (جنازے اس کے آگے ہوں گے) اگر جنازے عورتوں اور مردوں دونوں کے ہوں تو مردوں کے جنازے امام کے قریب ہوں گے اور عورتوں کے ان سے آگے قبلہ کی جہت میں جیسے نماز میں مرد امام کے قریب ہوتے ہیں اور عورتیں ان کے بعد ہوتی ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۴۶ - ... حضرت عامر الشعبی نے فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے زید بن عمر رضی اللہ عنہم پر نماز جنازہ پڑھی تو ام کلثوم کو قبلہ کی طرف آگے رکھا اور زید کو امام کے قریب۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۴۷ - ... حضرت عیسیٰ بن عبداللہ بن موہب نے فرمایا میں نے حضرت ابوہریرہ کو مروان اللہ

أبا هريرة رضي الله عنه يصلي على جنائز الرجال والنساء، فيجعل الرجال يلونه والنساء يلين القبلة.

٢٤٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا الهيثم عن سعيد بن عمرو عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه صلى على امرأة ولدت من الزنا ماتت هي وابنها فصلى عليهما ابن عمر رضي الله عنهما. قال محمد: وبه نأخذ لا يترك أحد من أهل القبلة إلا يصلى عليه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

عورتوں کے جنازوں پر ایک ساتھ نماز پڑھتے دیکھا انہوں نے مردوں کو اپنے قریب رکھا اور عورتوں کو قبلہ کی جہت میں آگے کر کے رکھا۔

(ش) کئی جنازوں پر ایک ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں اگر عورتوں مردوں کے کئی جنازے ہوں تو ان میں پہلے مردوں کے جنازوں کو رکھیں گے ان کے آگے قبلہ کی طرف عورتوں کے جنازوں کو رکھا جائے گا اس میں ستر و پردہ زیادہ ہے اور مردوں کا حق تقدم بھی باقی رہتا ہے۔

۲۴۸ - ... حضرت سعید بن عمرو سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک زانیہ عورت جس نے زنا کے بچے کو جنا تھا اور وہ اور اس کا بچہ دونوں انتقال کر گئے تھے، ان پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ کسی مسلمان پر جنازہ نہ چھوڑا جائے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ہر کلمہ گو کا جنازہ پڑھا جائے گا البتہ ایسا فاسق و فاجر شخص جو کھلم کھلا گناہ کرتا ہو اس کا جنازہ مقتدیٰ اور شیخ بزرگ وغیرہ کو نہیں پڑھنا چاہیے کسی عام آدمی سے پڑھایا جائے تاکہ اس جیسے مجرموں کی ہمت افزائی نہ ہو۔

* * *

باب المشي مع الجنازة

٢٤٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: رأيت إبراهيم يتقدم الجنازة حتى يبعد منها إلى حيث أن يتوارى عنها. قال محمد: لا نرى بتقدم الجنازة بأسا إذا كان قريبا منها، والمشي خلفها أفضل، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٥٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يكره أن يتقدم الراكب أمام الجنازة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٥١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: سألت إبراهيم عن المشي أمام الجنازة، قال: امش حيث شئت، إنما يكره أن ينطلق القوم فيجلسوا عند القبر ويتركوا الجنازة.

جنازہ کے ساتھ چلنے کا بیان

٢٤٩ - ... حضرت حماد سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے حضرت ابراہیم کو جنازہ سے پہلے اور آگے دور چلتے دیکھا کہ اس سے مخفی نہ ہو جائیں۔ امام محمد نے فرمایا اگر جنازہ کے قریب ہو تو اس سے آگے بڑھنے میں ہمارے یہاں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس کے پیچھے چلنا افضل ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٢٥٠ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا سوار کو جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٢٥١ - ... حضرت حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے جنازہ کے آگے چلنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا جہاں چاہو چلو مکروہ ہے کہ لوگ آگے جا کر قبر کے پاس بیٹھ جائیں اور جنازے کو یونہی چھوڑ دیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) جنازہ کو تیز لیجایا جائے گا لیکن اتنا تیز نہیں کہ جس کی وجہ سے اس کو جھٹکے لگیں، حدیث میں آتا ہے اپنے مردوں کو جلدی لیجایا کرو اس لئے کہ اگر وہ نیک ہیں تو تم نے انہیں ان کی شاندار آرام کی جگہ پہنچا دیا اور اگر برے ہیں تو تم نے انہیں جلدی اپنے کاندھوں سے اتار دیا، آپ نے فرمایا جو شخص

قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٥٢- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: كنت أجالس أصحاب عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، علقمة، والأسود، وغيرهما فتمر عليهم الجنازة وهم

کی رفتار سے کم رفتار سے لے جاؤ۔

جنازہ کے آگے پیچھے دونوں جگہ چل سکتے ہیں، امام شافعی و احمد رحمہما اللہ کے یہاں آگے چلنا افضل ہے حنفیہ کے یہاں پیچھے چلنا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ اگر کندھے کی ضرورت پڑی تو اٹھا لے گا اور پیچھے میں جنازہ سامنے ہو تو اسے دیکھ دیکھ کر عبرت ہوتی ہے اپنی موت یاد آتی ہے، حدیث میں آتا ہے سوار پیچھے چلے گا اور پیدل چلنے والا پیچھے چلے گا اور آگے اور دائیں بائیں جس اس کے قریب قریب۔ ایک اور روایت میں آتا ہے جنازہ متبوع ہوتا ہے تابع نہیں ہوتا جو اس سے آگے بڑھا وہ اس کے ساتھ نہیں۔

جنازہ جب تک زمین پر رکھ دیا جائے اس وقت تک لوگوں کیلئے بیٹھنا مکروہ ہے اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے جو جنازہ کے پیچھے پیچھے جائے اسے جنازہ رکھنے سے پہلے نہیں بیٹھنا چاہیے ہو سکتا ہے کہ کندھوں سے اتارنے کے لئے تعاون کی ضرورت پڑے جس میں کھڑا ہونا زیادہ معاون ہوتا ہے۔

جنازہ اگر قریبی قبرستان لیجایا جا رہا ہو تو اس کے ساتھ پیدل جانا چاہیے الا یہ کہ عذر ہو قبرستان دور ہو تو بلا کراہت سوار ہو سکتے ہیں، حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے آپ نے کچھ لوگوں کو سواری پر دیکھ کر فرمایا کیا تم لوگ شرم نہیں کرتے، اللہ جل شانہ کے فرشتے تو پیدل ہیں اور تم جانوروں پر سوار ہو؟ اور پھر سوار ہونا آرام پسندی اور لذت کوشی کی علامت ہے جو اس موقعہ کے مناسب نہیں، اسلئے کہ یہ عبرت نصیحت حاصل کرنے اور حسرت و ندامت کا وقت ہے۔

٢٥٢- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ حضرت علقمہ اور اسود وغیرہ کے ساتھ بیٹھتا تھا ان کے پاس سے جنازہ گزرتا یہ حضرات احتباء کی کیفیت سے بیٹھے ہوتے تھے ان میں سے کوئی بھی اپنی اس کیفیت کو ختم نہیں کرتا تھا بلکہ اس طرح بیٹھے

محتبون فيما بعد أيديهم حبوته. قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى أن يقام للجنازة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۵۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: سألت إبراهيم متى يجلس القوم؟ قال: إذا وضعت الجنازة عن مناكب الرجال، وقال: أرأيت لو انتهوا إلى القبر ولم يحفر بعد، أكنت قائماً حتى يحفر القبر؟ قال محمد: إذا وضعت الجنازة على الأرض فلا بأس بالقعود، ويكره قبل ذلك، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۵۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن إبراهيم أن الحارث بن أبي ربيعة ماتت أمه النصرانية، فشيع جنازتها في رهط من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم. قال محمد: لا نرى

رہتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں ہم جنازے کے لئے قیام کے قائل نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) اگر کوئی شخص بیٹھا ہو اور اس کے پاس سے جنازہ گزرے تو کیا اسے کھڑا ہونا چاہیے؟ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہوتے تھے پھر چھوڑ دیا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوتے دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہو گئے اور بیٹھے رہے تو ہم بھی بیٹھے رہے۔ معلوم ہوا کہ آپ جو شروع میں کھڑے ہوتے تھے بعد میں وہ حکم منسوخ ہو گیا یا کسی مصلحت سے کھڑے ہوتے تھے کھڑے ہونے کا حکم عام نہیں ہے بعد میں آپ بیٹھے رہتے تھے اسی پر ان حضرات صحابہ و تابعین کا عمل دلالت کر رہا ہے۔

۲۵۳۔ ۔ ۔ ۔ حضرت حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے دریافت کیا جنازہ جب لوگوں کے کاندھوں سے اتار دیا جائے تو لوگ کب بیٹھیں؟ فرمایا بتلاؤ اگر وہ قبر تک پہنچ گئے ہوں اور ابھی قبر بھی کھودی نہ گئی ہو تو کیا قبر کھودے جانے تک تم کھڑے رہو گے؟ امام محمد نے فرمایا جب جنازہ زمین پر رکھ دیا جائے تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے قبل بیٹھنا مکروہ ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۵۴۔ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت حارث بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کی عیسائی والدہ کا انتقال ہو گیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کی معیت میں اس کے جنازے کے ساتھ گئے۔ امام محمد نے فرمایا عیسائی کے جنازے کے ساتھ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ جنازے سے کچھ

بأساً بها إذا رأوا أنه يتنحى ناحية من الجنازة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب تسنيم القبور وتجصيصها

٢٥٥- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أخبرني من رأى قبر النبي صلى الله عليه وسلم وقبر أبي بكر رضي الله عنه وقبر عمر رضي الله عنه مسنمة ناشزة من الأرض، عليها فلق من مدر أبيض. قال محمد: وبه نأخذ، يسنم القبر تسنيماً، ولا يربع، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

طرف ہو کر چلے تو یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) غیر مسلم کے جنازے کے ساتھ جانا منع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب مر گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک نہ ہوئے فرمایا اس کو لے جا کر دفن کر دو۔ حضرت ابن عمرؓ کی ایک غیر مسلم باندی مر گئی تو وہ اس کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے اس کو دفن کرنے بھجوا دیا اس لئے کسی مسلمان کو غیر مسلم کے جنازے میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ اس واقعہ میں حضرت حارثؓ یا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان کے جنازے میں شریک ہونا اس وجہ سے تھا کہ ان کا ہم مذہب کوئی موجود نہ تھا اور کسی انسان کی میت کو بہرحال مٹی میں چھپانا ہی ہے اس لئے یہ حضرات ساتھ گئے اس سے غیر مسلم کے جنازے میں شرکت کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ امام محمد کی مراد بھی اس شکل میں ہے جب اس کا کوئی اور لیجانے والا موجود نہ ہو۔

قبر کو کوہان نما بنانا اور اس پہ گچ (چونا) لگانا

۲۵۵۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ ان صاحب نے خبر دی جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک دیکھی ہے کہ وہ کوہان نما اور زمین سے ابھری ہوئی تھیں اور سفید مٹی کے ٹکڑے لگے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ قبر کو کوہان نما بنایا جائے چوکور نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) پہلے گزر چکا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں قبر کو چھت نما بنانا افضل ہے اور احناف کے ہاں کوہان

۲۵۶- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كان يقال: ارفعوا القبر حتى يعرف أنه قبر فلا يوطأ. قال محمد: وبه نأخذ، ولا نرى أن يزاد على ما خرج منه، ونكره أن يجصص، أو يطين، أو يجعل عنده مسجد أو علم، أو يكتب عليه، ويكره الآجر أن يبنى به، أو يدخل القبر، ولا نرى برش الماء عليه بأسا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۵۷- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا شيخ لنا يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن تربيع القبور وتجصيصها. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۵۸- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كان عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه يقول: لأن أطأ على جمرة أحب إلي من أن أطأ على قبر. قال محمد: قال

۲۵۶- . . . حضرت ابراہیم نے فرمایا کہا جاتا تھا کہ قبر کو اتنا اونچا کرو کہ معلوم ہو جائے کہ یہ قبر ہے اور اسے روندا نہ جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں البتہ ہم اس کے قائل نہیں کہ قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ مٹی اس پر ڈال دی جائے، نیز اس پر چونا لگانے یا مٹی سے لیپنے کو مکروہ سمجھتے ہیں، اسی طرح وہاں پر مسجد بنانے یا نشانی لگانے یا اس پر لکھنے کو ناپسند کرتے ہیں، پکی اینٹوں سے اس کی تعمیر مکروہ ہے یا یہ کہ پکی اینٹوں کو قبر میں داخل کیا جائے البتہ قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے یہی ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۵۷- . . . حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہمیں ہمارے ایک شیخ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مرفوع حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چوکور بنانے اور چونا لگانے سے منع فرمایا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۵۸- . . . حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی انگارے پر چلوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی قبر پر قصداً چلوں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں قصداً قبروں کو روندنا اور ان پر چلنا مکروہ ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) پہلے گزر چکا ہے کہ قبر فنا اور بوسیدگی کی جگہ ہے اس لئے اسے پکا بنانا یا اس میں پکی اینٹیں یا لکڑی سے بنانا منع ہے، کچی اینٹیں یا اس کے منہ کو بند کرنے کے لئے پتھر لگا سکتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ

محمد، وبه نأخذ، يكره الوطأ على القبور متعمدا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

باب من أولى بالصلاة على الجنازة

۲۵۹-۲۶۰ - محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم، وعن عون بن عبد الله

کہ یہاں قبر کوہان نما بنائی جائے گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں کوہان نما ہی ہیں، امام شافعی چوکور چھت نما کو پسند کرتے ہیں، قبر کو بہت اونچا نہیں بنانا چاہیے اتنا اونچا رکھا جائے کہ لوگ اس کو قبر سمجھ کر اس پر بیٹھنے اور اسے روندنے سے بچیں اور درندوں وغیرہ سے بچانے کے لئے قبر پر پتھر رکھ سکتے ہیں۔ قبر پر پختہ وغیرہ ایسی چیزیں لگانا منع ہے جو پختہ کرنے کے لئے استعمال ہوں البتہ قبر کی مٹی کو اڑنے سے بچانے کے لئے اسے بھوسا ملا کر مٹی سے لیپ سکتے ہیں اسی طرح چھڑکاؤ بھی کر سکتے ہیں۔

قبر سے ہٹ کر مسجد بنا سکتے ہیں قبرستان کے کنارے پر بھی مسجد بنا سکتے ہیں اس طرح نہیں بنانا چاہیے کہ قبر سامنے ہو بیچ میں دیوار وغیرہ حائل نہ ہو تاکہ عبادت قبروں سے مشابہت لازم نہ آئے۔

بلاضرورت قبر پر نام وغیرہ کا کتبہ لگانا مکروہ ہے البتہ عام قبرستان یا ایسی جگہ جہاں اکثر دوسری قبروں سے ممتاز کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو وہاں نشانی لگا سکتے ہیں تاکہ اس کی پہچان رہے البتہ اگر کتبہ قرآن کریم کی آیات یا احادیث لکھنا منع ہے اس سے قرآن و حدیث کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

مٹی اگر نرم ہو قبر گرنے کا اندیشہ ہو تو اندر تختے لگا سکتے ہیں لیکن بلاضرورت صرف قبر کو مضبوط کرنے کے لئے ایسا کرنا منع ہے۔

قبرستان میں احتیاط سے دیکھ بھال کر چلنا چاہیے، قبروں کو روندنا ان پر چلنا منع ہے اس سے گناہ ہوتا ہے، اس لئے کسی قبر پر نہ بیٹھے نہ اس کو پاؤں سے روندے مسلمان کو زندگی میں بھی اکرام کیجئے اور اس کے مرنے کے بعد بھی۔

جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق کون ہے!

۲۵۹-۲۶۰ ... حضرت حماد حضرت ابراہیم سے اور عون بن عبد اللہ حضرت شعبی رحمہما اللہ سے روایت

عن الشعبي أنهما قالا: الزوج أحق بالصلاة على الميت من الأب.

۲۶۱ - قال أبو حنيفة: أخبرنا رجل عن الحسن عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال: الأب أحق بالصلاة على الميت من الزوج. قال محمد: وبه نأخذ وبه كان يأخذ أبو حنيفة رحمه الله تعالى.

باب استهلال الصبي والصلاة عليه

۲۶۲ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في السقط: إذا استهل صلي عليه، وورث، وإذا لم يستهل لم يصل عليه، ولم يورث. قال محمد: وبه نأخذ.

کے متعلق کہ ان دونوں حضرات نے فرمایا میت پر نماز جنازہ پڑھانے کا شوہر باپ سے زیادہ حقدار ہے۔

۲۶۱ - امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا مجھے ایک شخص نے حضرت حسن سے انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا شوہر کی نسبت باپ جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اسی کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اختیار کرتے تھے۔

(ف) حاصل یہ ہے کہ اگر بادشاہ و حکام اور علماء و فقہاء ہوں تو پہلے بادشاہ و حاکم کو مقدم کیا جائے گا ورنہ اس کے نائب پھر قاضی کو، لیکن آج کل کے حالات میں پہلے امام مسجد کو مقدم کیا جائے گا اگر وہ نہ ہو تو ولی کو مقدم کریں گے اولیاء میں ترتیب یہ ہے باپ اولیٰ ہے کہ باپ جاہل ہو بیٹا عالم ہو تو بیٹے کو مقدم رکھیں گے، اولیاء میں ترتیب اس طرح ہے بیٹا، بیٹوں کے بیٹے پھر باپ پھر دادا پھر بھائی پھر تایا اور چچا اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو شوہر کو مقدم کیا جائے گا۔ امام محمد باپ کے مقدم کرنے کے قائل ہیں اور امام ابو حنیفہ و ابو یوسف بیٹے کو مقدم کرنے کے قائل ہیں جیسے نکاح میں ہے۔

بچے کا آواز نکالنا اور اس پر نماز پڑھنا

۲۶۲ - ... حضرت ابراہیم نے ناتمام بچے کے بارے میں فرمایا اگر اس سے آواز آئے تو اس پر نماز

ملہ ردالمختار ج ۲ - ۲۱۹ و ۲۲۰

والاستهلال أن يقع حيا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۲۶۳۔ محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الصبي يقع ميتا وقد كمل خلقه قال: لا يحجب، ولا يرث، ولا يصلى عليه، قال محمد: وبه نأخذ، ولكنه يغسل ويكفن ويدفن، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

باب غسل الشهيد

۲۶۴۔ محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يستشهد، فيموت مكانه إلا ما في قتل فيه قال: ينزع عنه خفاه وقلنسوته، ويكفن في ثيابه التي كانت عليه۔ قال محمد: وبه نأخذ، وينزع عنه أيضا كل جلد وسلاح ويزيدون ما أحبوا من الأكفان

پڑھی جائے گی اور وہ وارث بنے گا اور اگر آواز نہ آئے تو نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا نہ وارث بنایا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ آواز آنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زندہ پیدا ہو یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۶۳ - ... حضرت ابراہیم نے اس بچے کے بارے میں جو کامل الخلقت ہو لیکن مردہ پیدا ہو فرمایا، نہ وہ حاجب بنے گا نہ وارث اور نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں البتہ اسے غسل و کفن دیا جائے گا اور دفن کر دیا جائے گا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) بچے کے آواز نکالنے کے بارے میں نماز کے لئے دائی اور ماں کا قول معتبر ہے لیکن میراث کے سلسلے میں ماں کا قول با اتفاق معتبر نہیں اس لئے کہ وہ اس سلسلے میں متہم ہے میراث کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں دائی کا قول بھی غیر معتبر ہے صاحبین کے ہاں اگر وہ نیک ہو تو اس کا قول معتبر ہے۔ بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو نام بھی رکھا جائے گا اور غسل دے کر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور اگر مردہ پیدا ہو تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے گا غسل کے بارے میں اختلاف ہے

شہید کو غسل دینے کا بیان

۲۶۴ - ... حضرت ابراہیم اس شخص کے بارے میں جو شہید ہو جائے اور جس جگہ اسے مارا گیا ہے

ولا يغسل، ولكن يصلى عليه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۶۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقتل في المعركة قال: لا يغسل، والذي يضرب ثم يحمل إلى أهله قال: يغسل. قال محمد: وبه نأخذ، وإذا

اسی جگہ جان دے دے مروی ہے فرمایا اس کے موزے ٹوپی اتار لیے جائیں گے اور اسے انہی کپڑوں میں کفن دیا جائے گا جو اس پر ہوں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اس سے پوستین اور غسل کا کپڑا اور ہتھیار بھی اتار لیے جائیں گے اور کفن سے زائد چیز اور بوجھ اتار لیا جائے گا اور اسے غسل نہیں دیا جائے گا البتہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۶۵ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں جو جنگ میں قتل کر دیا جائے مروی ہے فرمایا اسے غسل نہیں دیا جائے گا اور جسے مارا جائے اور وہاں سے اٹھا کر اس کے گھر لے آیا جائے اسے غسل دیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر لوگ اسے زندہ اٹھا کر لے جائیں پھر مر جائے تو اسے غسل دیا جائے گا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) شہید اسے کہتے ہیں جسے کافر و مشرک لڑائی یا جنگ میں قتل کر دے اور اس کے جسم پر قتل کے نشانات ہوں یا مسلمان یا ذمی اسے ناحق ظلماً اس طرح قتل کر دیں کہ اس کی وجہ سے دیت نہ آئے بلکہ قصاص آئے ایسے شہید کو کفن دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی البتہ غسل نہیں دیا جائے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں ایسے شہید کو نہ غسل دیا جائے گا نہ اس کی نماز جنازہ ہوگی اس لئے کہ شہداء احد کو بغیر غسل و نماز کے دفن کیا گیا تھا۔ نماز سفارش کے لئے ہوتی ہے اور شہید اس سے مستغنی ہے اور حق تعالیٰ نے شہداء کو زندہ قرار دیا ہے نماز جنازہ مردہ کی ہوتی ہے گناہوں کو تلوار (یعنی شہادت) نے گناہوں کو ختم کر دیا ہے اس لئے شفاعت کی ضرورت نہیں۔

حنفیہ حضرت ابن عباس و ابن الزبیر رضی اللہ عنہم کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر حضرت حمزہ سمیت نماز پڑھی جو دس دس افراد ہوتے تھے ایک حضرت حمزہ کے ساتھ ان دس پر آپ نے نماز جنازہ پڑھی، نماز جنازہ میت کے اکرام و احسان کی ہوتی ہے، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے شایان شان ہوتی ہے شہید اولاد سے زیادہ اس کا حقدار ہے گناہوں سے پاک انبیاء علیہم السلام کے احترام اور بچے جو معصوم ہیں ان کی جنازہ کی نماز بھی ہوتی ہے باقی شہید کا زندہ ہونا تو (مظاہر)

حتى أتى على أيدي الرجال ثم مات غسل، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٦٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا سالم الأفطس قال: ما من نبي إلا وقد هرب من قومه إلى الكعبة يعبد ربها، وإن حولها لقبور ثلاثمائة نبي.

٢٧٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عطاء بن السائب قال: قبر هود ،

ہے دنیاوی احکام کے لحاظ سے شہید ہونے کے حکم میں نہیں ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو مال میراث ملتا ہے اس کی بیوی عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

شہادت کے صحیح ہونے کے لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں مقتول کا جنابت سے پاک اور مکلف ہونا ضروری ہے لہذا اگر جنبی یا بچہ شہید ہو تو اسے غسل دیا جائے گا، لیکن صاحبین کے یہاں شہید کا قتل ہونا غسل معروف کے قائم مقام ہے جیسے جنبی کی طہارت کے لئے ذبح کر دیا موت کے قائم مقام کر دیا گیا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حنظلہ بن ابی عامر کے واقعہ سے استدلال کرتے ہیں وہ حالت جنابت میں شہید ہو گئے تھے فرشتوں نے انہیں غسل دیا تھا۔

شہید کے جسم سے خون نہ دھویا جائے گا، اس کے کپڑے نہ اتارے جائیں گے البتہ فالتو کپڑے پوستین موزے اور ہتھیار وغیرہ اتار دیئے جائیں گے۔

جس شخص کو میدان جنگ سے زندہ اٹھایا جائے یعنی کھا پی لے یا دوا دارو کی جائے یا اتنا زندہ رہے کہ اس پر ایک نماز کا وقت گزر جائے اور وہ عقل و ہوش رکھتا ہو پھر اس کا انتقال ہو جائے تو اسے غسل دیا جائے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارے جانے کے بعد گھر لایا گیا وہ دن زندہ رہے پھر وفات پا گئے وہ اگرچہ شہید ہوئے لیکن انہیں غسل دیا گیا اس طرح حضرت علی و سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کو بھی غسل دیا گیا لیکن حضرت عثمان کی روح اسی جگہ پرواز کر گئی اس لئے انہیں غسل نہیں دیا گیا۔

٢٦٩ - ... حضرت سالم الافطس رحمہ اللہ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ وہ اپنی قوم سے بھاگ کر کعبہ کی جانب آیا ہو اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہا اور کعبہ کے اردگرد تین سو نبیوں کی قبریں ہیں۔

٢٧٠ - ... حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام کی قبریں مسجد حرام میں ہیں۔

تشریح: نا عاقبت اندیش لوگوں نے جب اپنی طرف مبعوث نبیوں کو ایذا اور تکلیف پہنچائی ،

وصالح ابو شعیب فی المسجد الحرام۔

۲۹۸۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا زياد بن علاقة عن عبد الله بن الحارث عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فناء أمتي بالطعن والطاعون، قيل: يا رسول الله، الطعن قد عرفناه، فما الطاعون؟ قال: وخزٌ أعدائكم من الجن، وفي كل شهادة۔

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو دعوت و تبلیغ کرتے رہے لیکن جب یہ سمجھ لیا کہ انکے دلوں پر زنگ چڑھ چکا ہے وعظ و نصیحت کا اثر نہ ہوگا تباہی و بربادی ان کا مقدر بن گئی ہے تو وہ انہیں چھوڑ کر بیت اللہ آکر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے اور اللہ کی دعوت پر لبیک کہہ کر وہیں مدفون ہو گئے۔

۲۹۸۔۔۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کی تباہی نیزہ بازی اور طاعون سے ہوگی۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول نیزہ بازی کو تو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا ہے؟ فرمایا تمہارے دشمن جنوں کا چبھانا (چوکے لگانا) اور ہر ایک صورت میں شہید شمار ہوں گے۔

(ش) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ امت کیلئے ایسا دشمن مسلط نہ فرمائیں جو ان کو تباہ کر دے یہ دعا قبول کر لی گئی لیکن یہ امت ایک دوسرے سے لڑے گی جس میں خون خرابہ ہوگی نیزہ بازی سے اسی کی طرف اشارہ کیا گیا۔

طاعون سے مرنے والے کو بھی حکماً شہید قرار دیا گیا ہے، اسی طرح بہہ جانے والا، آگ سے جلنے والا، پانی میں ڈوبنے والا، دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے والا، مسافر، اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دینے والا، جمعہ کے دن انتقال کرنے والا، شب جمعہ کو وفات پانے والا وغیرہ بھی حکماً شہید ہیں شہداء جس اجر و ثواب کے مستحق ہیں یہ ان میں سے کسی نہ کسی درجے کے اجر و ثواب میں شہداء کے ساتھ یہ حضرات بھی شریک ہوں گے۔

طاعون کیا ہے؟ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کی طرف سے حملہ کی وجہ سے یہ آفت آتی ہے۔ البتہ اسے ایک بیماری قرار دیتے ہیں جو پھوڑا کی شکل میں آتی ہے جسم میں بغلوں، انگلیوں اور جسم کے دوسرے حصوں میں زخم پڑ جاتے ہیں سخت سوزش ہوتی ہے ان کے ارد گرد کا حصہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ بعض حضرات وبا اور مرض عام کو بھی طاعون کہتے ہیں۔

باب زيارة القبور

۲۶۹- محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة قال، حدثنا علقمة بن مرثد عن ابن بريدة الأسلمي عن أبيه رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: نهيتكم عن زيارة القبور، فزوروها، ولا تقولوا هجرا فقد أذن لمحمد في زيارة قبر أمه ونهيتكم عن لحوم الأضاحي أن تمسكوها فوق ثلاثة أيام، فأمسكوها ما بدا لكم، وتزودوا فإنما نهيتكم ليتسع موسعكم على فقيركم، ونهيتكم عن النبيذ في الدباء والحنتم والمزفت، فانتبذوا في كل ظرف، فإن ظرفا لا يحل شيئا ولا يحرمه

قبروں کی زیارت کا بیان

۲۶۹۔۔۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو اور بری بات منہ سے مت نکالو، اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی ہے، اور ہم نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت روکنے سے منع کیا تھا اب جب تک چاہو روک سکتے ہو اور توشہ بنا سکتے ہو، اس لئے کہ ہم نے تمہیں اس وجہ سے منع کیا تھا تاکہ تمہارے مالدار فقراء پر وسعت کریں۔ اور ہم نے کدو، سبز مٹکے اور زفت روغن لگے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا اب تم ہر برتن میں نبیذ بنا سکتے ہو اس لئے کہ برتن نہ کسی چیز کو حلال کرتا ہے نہ حرام لیکن نشہ آور چیز کو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں، مردوں کے لئے دعا اور آخرت یاد کرنے کے لئے زیارت قبور میں کوئی حرج نہیں۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں زیارت قبور سے روک دیا تھا مگر عقیدہ کی اصلاح ہو چکی اور شرک وغیرہ سے نفرت پیدا کر دی اور جب یہ چیز پیدا ہو گئی تو آپ نے زیارت قبور کی اجازت دے دی قبروں کی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ اس سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے، موت یاد آتی ہے اپنا انجام سامنے آتا ہے، اعمال آخرت کی فکر ہوتی ہے۔ میت کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنت البقیع جایا کرتے وہاں کے مدفونین کو سلام کرتے ان کیلئے استغفار کرتے۔

ولا تشربوا مسكرًا. قال محمد: وبهذا نأخذ، لا بأس بزيارة القبور للدعاء للميت ولذكر الآخرة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

زیارت کے آداب میں سے ہے کہ قبر کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے چہرے کے سامنے کھڑا ہو، سلام کہے، قبر کو چھونا یا بوسہ دینا نہیں چاہیے نہ اس کے سامنے جھکے۔ جمعہ کے روز زیارت افضل ہے خصوصاً ابتدائی حصہ میں۔ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے بعض حضرات نے کہا صرف مردوں کو اجازت دی گئی عورتوں کے لئے بدستور ممانعت باقی ہے البتہ زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم درست ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ اجازت کا حکم مرد و عورت دونوں کو شامل ہے، عورتوں کو روکنے کی وجہ ان کا صبر نہ کرنا اور زیادہ رونا پیٹنا ہے۔

ابتداء اسلام میں مسلمان خستہ حالت میں تھے، غربت کا دور دورہ تھا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر وسعت کے لئے قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ جمع رکھنے سے منع کر دیا تھا لیکن جب وسعت آگئی تو یہ حکم ختم ہو گیا، اب جب تک چاہیں رکھ کر کھا سکتے ہیں۔ البتہ افضل اور اعلیٰ یہ ہے کہ ایک حصہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے رکھ لے ایک حصہ عزیزوں رشتہ داروں پڑوسیوں میں تقسیم کر دے اور ایک حصہ غریبوں ناداروں میں بانٹ دے لیکن اگر کسی کے گھر کے افراد زیادہ ہوں یا ویسے ہی اپنے استعمال کے لئے سب گوشت رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔

شروع میں چونکہ شراب کے عادی تھے اس لئے یہ ڈر تھا کہ نشہ آور اور غیر نشہ آور میں فرق نہ کر سکیں اس لئے بعض ایسے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کر دیا تھا جن میں نشہ جلد ہی پیدا ہوتا ہے لیکن جب یہ بات نہ رہی تو ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی البتہ نشہ آور کے استعمال سے منع کر دیا۔

* * *

باب قراءة القرآن

۲۷۰- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا يحيى بن عمرو بن سلمة عن أبيه عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: من قرأ منكم بالثلاث الآيات الأواخر من آخر سورة البقرة في ليلة فقد أكثر وأطاب.

۲۷۱- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: قال عبد الله بن مسعود رضي الله عنه: لا تهذوا القرآن كهذّ الشعر، ولا تنثروه كنثر الدقل. قال محمد: وبه نأخذ.

قرآن کریم کی تلاوت کرنے کا بیان

۲۷۰- ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے جو شخص رات کو وہ تین آیتیں پڑھے جو سورۂ بقرہ کے اخیر میں ہیں (آمن الرسول سے آخر سورت تک) اس نے بہت تلاوت کی اور بہت اچھا کام کیا۔

وضاحت: قرآن کریم کی مختلف سورتوں اور آیات کے بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں۔ اس کے بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں کسی رات کو پڑھ لے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتی ہیں یعنی دوسرے وظائف اور اوراد کی ضرورت نہیں رہتی یا یہ آفات و بلیات دور کرنے کے لئے کافی ہو جاتی ہیں، یا جن و انس کے شر سے بچاتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک تحریر لکھی تھی اس میں دو آیتیں (آمن الرسول سے آخر سورت تک) نازل فرمائیں جس گھر میں تین رات تک پڑھی جائیں گی شیطان اس کے قریب نہیں پھٹکے گا۔ ان کو اللہ جل شانہ کے عرش کے نیچے کے ان خزانوں میں سے شمار کیا گیا ہے جو اس امت کو عطا کئے گئے ہیں، یہ دنیا و آخرت کی ہر بھلائی پر مشتمل ہیں۔ انہیں سیکھنے اور عورتوں کو سکھانے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے کہ یہ استغفار و رحمت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں ان سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔

۲۷۱- ... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن کریم کو اس طرح جلدی جلدی کاٹ کر نہ

ينبغي للقارئ أن يفهم ما يقرأ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

٢٧٢ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عاصم بن أبي النجود عن أبي الأحوص عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: أما إن بكل حرف يتلوه تال عشر حسنات أما إني لا أقول لكم: الم حرف، ولكن ألف ولام وميم ثلاثون حسنة.

٢٧٣ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا يتحول الرجل من قراءة إلى قراءة، قال أبو حنيفة: يعني حرف عبد الله عن حرف زيد وغيره.

پڑھو جس طرح شعروں کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور اس طرح بکھیرو جس طرح ردی کھجور کو بکھیرتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں تلاوت کرنے والے کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) قرآن کریم اللہ جل شانہ کا کلام ہے اسے آداب و قواعد کا خیال رکھ کر پڑھنا چاہیے نہ جلدی جلدی چبا چبا کر پڑھے نہ دل کے ساتھ گا گا کر بلکہ تجوید اور ادب کا خیال رکھ کر عظمت و احترام اور عقیدت و محبت سے ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا چاہیے۔

۲۷۲ ۔۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا سن لو ہر وہ حرف جسے انسان پڑھتا ہے اس کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف لام میم تین حرف ہیں ان کے پڑھنے پر تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

(ش) قرآن کریم کی تلاوت پر اللہ جل شانہ نے ہر ہر حرف پر دس دس نیکیاں دینے کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ صرف الٓمٓ کے پڑھنے پر تیس نیکیاں ملتی ہیں اسی طرح جس قدر تلاوت کی جائے گی نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی اور اجر و ثواب ملتا رہے گا یہ اجر و ثواب دنیا کا ہے آخرت میں اس سے کہا جائے گا کہ ایک ایک آیت پڑھتا جا اور جنت کے درجات پر چڑھتا جا جہاں قرآن کریم کی آخری آیت ہوگی وہیں تیرا ٹھکانا ہوگا۔

۲۷۳ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ انسان ایک قراءت سے دوسری قراءت کی طرف نہ پھرے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا یعنی قراءت عبداللہ سے قراءت زید وغیرہ کی طرف۔

(ش) قرآن کریم کو قراءت متواترہ کے مطابق پڑھنا چاہیے، شاذ قراءتوں کی تعلیم دینے کے لئے پڑھنا تو ٹھیک ہے ورنہ تلاوت وغیرہ کے موقع پر متواتر قراءت کو ہی اختیار کرنا چاہیے۔

٢٧٤ ۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن ابن مسعود رضي الله عنه كان يقرئ رجلا أعجميا: إن شجرة الزقوم طعام الأثيم، فلما أن أعياه قال له عبد الله: أما تحسن أن تقول: طعام الفاجر؟ وقال عبد الله بن مسعود رضي الله عنه: إن الخطأ في كتاب الله ليس أن تقرأ بعضه في بعض، أن تقول: الغفور الرحيم، والغفور الحكيم، والعزيز الرحيم، كذلك الله تبارك وتعالى، ولكن الخطأ أن تقرأ آية العذاب آية الرحمة، وآية الرحمة آية العذاب، وأن تزيد في كتاب الله ما ليس فيه. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٧٥ ۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه

---

٢٧٤ ۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک عجمی شخص کو اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ پڑھا رہے تھے جب ان صاحب نے (انہیں) تھکا دیا (یعنی اس کو صحیح نہ پڑھ سکے) تو حضرت عبد اللہ نے ان صاحب سے فرمایا کیا آپ طعام الفاجر نہیں پڑھ سکتے ؟ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ جل شانہ کی کتاب (قرآن کریم) میں غلطی کرنا یہ نہیں ہے کہ تم کسی لفظ کی جگہ دوسرا لفظ پڑھ دو کیونکہ الغفور الرحیم، الغفور الحکیم، العزیز الحکیم، العزیز الرحیم اللہ تبارک و تعالیٰ تو ایسے ہی ہیں غلطی یہ ہے کہ تم آیت رحمت کی جگہ آیت عذاب پڑھ دو اور آیت عذاب کی جگہ آیت رحمت پڑھ دو اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں وہ داخل کر دو جو اس میں سے نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) قرآن کریم جس طرح نازل ہوا اور جس طرح مصاحف میں لکھا ہوا ہے اسی طرح پڑھنا چاہیے کسی لفظ کی جگہ دوسرے لفظ کو پڑھنا گناہ ہے، البتہ اگر العزیز الحکیم کی جگہ العزیز الرحیم، الغفور الرحیم کی جگہ الغفور الحکیم پڑھ دیا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن اگر اس طرح پڑھا جس سے بالکل معنی ہی تبدیل ہو جائیں جیسے آیت عذاب کی جگہ آیت رحمت یا آیت رحمت کی جگہ آیت عذاب تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی بہرحال قرآن کریم خوب اچھی طرح سے یاد کر کے پڑھنا چاہیے نماز فاسد ہو یا نہ ہو اس کو یاد کرنے کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

٢٧٥ ۔ ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اپنی آواز کو قرآن کریم کے ذریعہ زینت دیا کرو

أنه كان يقول: حسّنوا أصواتكم بالقرآن. قال محمد: وبه نأخذ، والقراءة عندنا ما روي عن طاووس قال: إن من أحسن الناس قراءة الذي إذا سمعته يقرأ حسبته أنه يخشى الله.

۲۲۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: كان يقال: إن الله تبارك وتعالى لم يأذن لشيء إذنه للصوت الحسن بالقرآن.

کرو۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، قراءت سے مراد ہمارے نزدیک وہ ہے جو حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے مروی ہے فرمایا: لوگوں میں سب سے عمدہ قاری وہ ہے جس کی قراءت سن کر تمہیں یقین ہو جائے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

۲۲۶۔ ... حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا کہا جاتا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسی چیز کی ایسی اجازت نہیں دی جیسی قرآن کریم کو عمدہ آواز سے پڑھنے کی دی ہے۔

(ش) قرآن کریم کو تجوید کے مطابق خوب عمدگی سے مخارج سے ادا کرتے ہوئے اچھی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، صرف عمدہ آواز سے قرآن کریم پڑھنا مطلوب نہیں، نہ ہی گا کر اشعار اور گانوں کی طرح پڑھنا درست ہے اس سے تو روکا گیا ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تجوید کے مطابق خوش الحانی سے اس طرح پڑھا جائے کہ سننے والوں کے دلوں پر اثر کرے اور وہ یہ محسوس کریں کہ یہ شخص دل سے تلاوت کر رہا ہے۔ ہمارے شیخ حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دل سے تلاوت کر رہے ہیں، دل پر اس کا ایسا اثر ہوتا تھا کہ سننے سے ہی تعلق رکھتا تھا، مجھے بچپن سے ہی حضرت مولانا رحمہ اللہ کی تلاوت سننے کا بہت شوق تھا، میں تلاوت سننے کی خاطر جمعہ ہمیشہ ان کے پیچھے پڑھا کرتا تھا، حرمین میں ان کے قریب بیٹھ کر ان کی تلاوت سے محظوظ ہوتا رہتا، تہجد میں ان کی تلاوت بڑی سحر انگیز اور پرکیف ہوا کرتی تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی طرح دل سے تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائے۔

باب القرأة في الحمام والجنب

۲۷۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن سعيد بن جبير: أن أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كان يقرأ أحدهم جزأه من القرآن وهو على غير وضوء.

قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى به بأساً، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۷۸ - محمد قال: أخبرنا شعبة بن الحجاج عن عمرو بن مرة الجملي عن عبد الله بن سلمة قال: دخلت أنا ورجل من بني أسد أحسب على علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه،

حمام اور جنابت کی حالت میں قرآن کریم پڑھنے کا بیان

۲۷۷۔ ... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض حضرات قرآن کریم کا ایک جزء بغیر وضو کے پڑھ لیا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ ———— اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۷۸۔ ... حضرت عبداللہ بن سلمہ نے فرمایا میں اور بنو اسد کے ایک صاحب میرا خیال ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے ہمیں کسی کام سے بھیجنا چاہا، فرمایا تم دونوں طاقتور اور جوان ہو لہذا اپنے دین کا خیال رکھنا، فرمایا پھر بیت الخلاء گئے وہاں سے نکلے کچھ پانی لیا اس کو اپنے ہاتھوں اور کہنیوں پر بہایا پھر آپ قرآن کریم تلاوت کرنے لگے، ہم نے گویا اسے اجنبی سمجھا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور آپ کو اس سے کوئی چیز نہیں روکتی تھی۔ بسا اوقات یوں فرمایا آپ کو سوائے جنابت کے اور کوئی چیز اس سے نہیں روکتی تھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور سوائے جنابت کے ہر حال میں قراءت قرآن کی اجازت دیتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

نوٹ: قرآن کریم کو بلا وضو چھونا گناہ ہے البتہ الگ کپڑے یا اوپر والے غلاف کے ساتھ پکڑ سکتے ہیں لیکن جو کپڑا اس کے ساتھ سلا ہوتا ہے اس کے ساتھ بے وضو چھونا منع ہے البتہ اگر جنبی نہ ہو

وقد بعثهما في حاجة له. فقال لهما: إنكما علجان فعالجا عن دينكما. قال: ثم دخل المخرج فخرج، فأخذ من الماء شيئاً فمسح وجهه وكفيه، ثم رجع يقرأ القرآن، فكأنهما أنكرا ذلك فقال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ القرآن ولا يحجبه عن ذلك شيء وربما قال: لا يحجبه عن ذلك شيء ليس الجنابة. قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى بأساً بقراءة القرآن على كل حال إلا أن يكون جنباً، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۷۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: سألت إبراهيم عن القراءة في الحمام، فقال: ليس لذلك بني. قال محمد: وإن شئت فاقرأ.

۲۸۰ - قد بلغنا عن الضحاك بن مزاحم أنه قرأ في الحمام.

۲۸۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أربعة لا يقرؤون القرآن

وہ بلا وضو قرآن کریم کی تلاوت کر سکتا ہے تلاوت کے لئے وضو لازم نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں تلاوت نہیں کرتے تھے اس کے علاوہ با وضو بھی تلاوت کرتے تھے اور بلا وضو بھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے آتے اور وضو کے بغیر قرآن کریم پڑھا کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آتا ہے کہ حائض عورت اور جنبی قرآن کریم کی تلاوت نہیں کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو ابن حزم رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا تھا جس میں لکھا تھا قرآن کریم کو پاک آدمی ہی چھوئے گا۔

۲۷۹ - ۔۔۔ حضرت حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے حمام میں قراءت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اس کے لئے نہیں بنا ہے۔ امام محمد نے فرمایا اگر چاہو تو پڑھ لو۔

۲۸۰ - ۔۔۔ ہمیں حضرت ضحاک بن مزاحم سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے حمام میں قراءت کی۔

(ش) قرآن کریم کو وضو کر کے با ادب بیٹھ کر پڑھنا چاہیے لیکن کھڑے چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہیں بلا وضو پڑھنا بھی جائز ہے۔ البتہ نجس اور گندگی کے مقامات پر تلاوت سے منع کیا گیا ہے۔ حمام بھی چونکہ نجاست کی جگہ ہوتی ہے وہاں میل کچیل دور کیا جاتا اور جنابت کا غسل ہوتا ہے اس لئے وہاں تلاوت سے منع کیا گیا ہے۔ بیت الخلاء کی دعا کے بارے میں بھی آتا ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پہلے پڑھے اندر داخل ہو کر زبان سے نہیں پڑھنا چاہیے۔

۲۸۱ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا چار انسان قرآن کریم کی تلاوت نہیں کریں گے سوائے ایک آیت یا اس کے قریب قریب: جنبی، حائض، عورت سے ہمبستری میں مشغول اور

إلا الآية ونحوها: الجنب، والحائض، والذي يجامع أهله، وفي الحمام.

۲۸۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: اذكر الله على كل حال: في الحمام وغيره إذا عطست. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۸۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: احمد الله على أي حال كنت في خلاء أو غيره. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الصوم في السفر والإفطار

۲۸۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا إبراهيم بن مسلم عن رجل من بني سواءة قال: خرجت أريد مكة، فلقيت رفقتين: في إحداهما حذيفة رضي الله عنه، وفي الأخرى أبو موسى رضي الله عنه. قال: فكنت في أصحاب حذيفة، قال: فصام حذيفة وأصحابه، وأبو موسى وأصحابه

حمام میں۔

۲۸۲۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اللہ جل شانہ کا ذکر ہر حالت میں کرو حمام وغیرہ میں بھی جب چھینک آئے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۸۳۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا تم ہر حالت میں اللہ جل شانہ کی حمد بیان کرو بیت الخلاء میں ہو یا کسی اور جگہ۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ابھی گذر چکا ہے کہ حمام یا بیت الخلاء میں بندہ اللہ کا نام نہیں لینا چاہیے البتہ دل میں لے سکتے ہیں اسی طرح اگر قضاء حاجت کے لئے جنگل وغیرہ میں جاتا ہے تو کپڑے اتارنے سے پہلے دعا پڑھ سکتے ہیں، اگر چھینک آجائے تو دل میں الحمد للہ پڑھے زبان سے نہیں پڑھنا چاہیے۔

سفر میں روزے اور افطار کا بیان

۲۸۴۔ ... حضرت ابراہیم بن مسلم بنی سواءۃ کے ایک صاحب سے ذکر کرتے ہیں فرمایا: میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے نکلا میری دو جماعتوں سے ملاقات ہوئی ایک میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور دوسری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ فرمایا میں حضرت حذیفہ کے ساتھیوں کے

فكان حذيفة رضي الله عنه يعجل الإفطار و يؤخر السحور، وكان أبو موسى رضي الله عنه يؤخر الإفطار و يعجل السحور. قال محمد: و بقول حذيفة رضي الله عنه نأخذ، و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۲۸۵- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أفطر عمر بن الخطاب رضي الله عنه و أصحابه في يوم غيم ظنوا أن الشمس قد غابت، قال: فطلعت الشمس،

ساتھ چل گیا، حضرت حذیفہ، ان کے ساتھیوں اور حضرت ابوموسیٰ اور ان کے ساتھیوں نے روزے رکھے، حضرت حذیفہ افطار جلدی کرتے تھے اور سحری دیر سے کھایا کرتے تھے، اور حضرت ابوموسیٰ افطار دیر سے کرتے اور سحری جلدی کھایا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری وقت میں سحری کھاتے اور افطار میں جلدی کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگ اس وقت تک خیریت سے رہیں گے جب تک افطار جلدی کرتے رہیں یعنی وقت داخل ہونے کے بعد افطار میں بلاوجہ تاخیر نہیں کرنا چاہیے اس لئے کہ اہل کتاب دیر سے افطار کرتے تھے یہی طریقہ ہمارے یہاں کے اہل تشیع کا ہے، اس لئے جب وقت افطار داخل ہو جائے سورج غروب ہو جائے تو اللہ جل شانہ کے حکم کی تعمیل، اظہار عبودیت، اتباع سنت اور قبول رخصت کے واسطے فوراً افطار کرنا چاہیے تاخیر کی تو سنت کی مخالفت ہوگی، البتہ اتنی جلدی بھی نہ ہو کہ وقت افطار داخل ہونے سے پہلے افطار کر لے ورنہ روزہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ بہت پسند ہیں جو افطار میں جلدی کرتے ہیں، ایک روایت میں آتا ہے کہ دین اسلام اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ جلدی افطار کرتے رہیں اس لئے کہ یہود و نصاریٰ دیر سے افطار کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے تذکرہ کیا گیا کہ حضرت ابن مسعود جلدی افطار کرتے اور سحری اخیر وقت میں کھاتے ہیں، انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا ہے۔ البتہ سحری اتنی مؤخر نہیں کرنا چاہیے کہ طلوع فجر کا شبہ ہونے لگے یا طلوع کے بعد کھا لے ورنہ اگر صبح صادق کے بعد کھایا ہے تو روزہ نہ ہوگا قضاء رکھنا پڑے گی۔

۲۸۵- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے

فقال عمر رضي الله عنه: ما تعرضنا لجنف، نتم هذا اليوم ثم نقضي يوماً مكانه. قال محمد: وبه نأخذ، أيما رجل أفطر في سفر في شهر رمضان، أو حائض أفطرت ثم طهرت في بعض النهار، أو قدم المسافر في بعض النهار إلى مصره، أتم ما بقي من يومه فلم يأكل ولم يشرب وقضى يوماً مكانه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

بادلوں والے دن روزہ افطار کیا یہ سمجھ رہے تھے کہ غروب شمس ہو گیا ہے پھر سورج نکل آیا (غروب اس وقت تک نہیں ہوا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے گناہ کا قصد نہیں کیا تھا (قصداً روزہ نہیں توڑا) آج کا روزہ مکمل کریں گے پھر اس کے بدلے ایک روزہ قضاء رکھیں گے۔ امام محمد نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے مہینے میں بادل والے دن روزہ کھول لیا یا حائض جس نے روزہ نہیں رکھا پھر دن کے کسی حصے میں پاک ہو گئی یا مسافر دن کے کسی حصے میں اپنے وطن یا شہر لوٹ آیا تو باقی دن کچھ کھائے پئے گا نہیں اور اس دن کے بدلے قضاء روزہ رکھے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھ کر سحری کھائے کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی بعد میں معلوم ہو کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا صبح صادق ہو گئی تھی یا کسی نے یہ سمجھ کر افطار کر لیا کہ سورج غروب ہو چکا ہے پھر معلوم ہوا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا ہے تو اس کو اس دن کے روزے کی قضاء رکھنی ہوگی کفارہ نہیں آئے گا اس لئے کہ اس نے قصداً ایسا نہیں کیا لہٰذا صرف قضاء آئے گی کفارہ نہیں آئے گا اسی طرح اگر مسافر دن کے کسی حصے میں اپنے شہر واپس آ گیا یا حائض پاک ہو گئی تو دن کے باقی حصے میں کچھ نہیں کھائے پئیں گے البتہ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر مسافر زوال کے بعد یا اس سے پہلے سفر سے وطن آ جائے اور وہ صبح صادق کے بعد کچھ کھا پی چکا ہو لیکن اگر اس نے کچھ کھایا نہ ہو اور زوال سے پہلے اپنے شہر آیا تو اسے روزہ رکھنا چاہئے اور اس کا روزہ ہو جائے گا البتہ اگر نیت کرنے کے بعد توڑ دیا تو قضاء آئے گی کفارہ پھر بھی نہیں آئے گا لیکن حائض اگر کچھ نہ کھائے اور زوال سے پہلے پاک ہو جائے اور روزہ کی نیت کرے تو اس کا روزہ نہیں ہوگا اس لئے کہ ابتداء نہار میں منافی صوم موجود تھا اور روزہ کا تجزیہ نہیں کر سکتے اس لئے وہ اہل نہیں تھی لہٰذا اس کی نیت درست نہیں ہوگی بعد میں قضاء کرے گی۔

باب قبلة الصائم ومباشرته

۲۸۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقبل وهو صائم.

۲۸۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا زياد بن علاقة عن عمرو بن ميمون، عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقبل وهو صائم.

۲۸۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا رجل عن عامر الشعبي، عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصيب من وجهها وهو صائم. قال محمد: لا نرى بذلك بأسا إذا ملك الرجل نفسه من غير ذلك أي الإنزال، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۸۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن النبي صلى الله عليه وسلم

روزہ دار کے بوسہ لینے اور مباشرت کرنے کا بیان

۲۸۶۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لیا کرتے تھے۔

۲۸۷۔ ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لیا کرتے تھے۔

۲۸۸۔ ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں ان کے چہرے سے فائدہ حاصل کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا انسان کو اگر اپنے اوپر قابو ہو اور انزال کا ڈر نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۸۹۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں مباشرت (جسم سے جسم ملانا وغیرہ) کیا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا اگر مباشرت سے اور آگے بڑھنے کا خطرہ نہ ہو تو مباشرت میں کوئی حرج نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

كان يباشر وهو صائم. قال محمد: لا نرى بذلك بأساً ما لم يخف على نفسه من المباشرة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب ما ينقض الصوم

٢٩٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في الرجل يتمضمض أو يستنشق وهو صائم، فيسبقه الماء فيدخل حلقه، قال: يتم صومه ثم يقضي يوماً مكانه. قال محمد: وبه نأخذ إن كان ذاكراً لصومه، فإذا كان ناسياً لصومه فلا قضاء عليه وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

(ف) روزہ کی حالت میں بوسہ اور مباشرت سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ اگر انزال ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضاء رکھنا پڑے گی کفارہ نہیں آئے گا اس لئے کہ یہاں جماع کے معنی تو پائے گئے کہ بوسہ یا مباشرت کی وجہ سے انزال عن شہوۃ ہوا لیکن کامل جنابت نہیں پائی گئی اور کفارہ کامل جنابت پر آتا ہے جو شرمگاہ میں جماع سے لازم آتی ہے۔

اگر انسان کو معلوم ہو کہ بوسہ سے جذبات اتنے برانگیختہ نہیں ہوں گے کہ ہمبستری یا انزال کی نوبت آ جائے تو بوسہ لے سکتے ہیں، ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کی حالت میں بوسہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ایسا ہے جیسے کوئی پھول سونگھ لے۔ البتہ بوسہ کی حالت میں ہونٹ چوسنا مکروہ ہے، شرمگاہ کے علاوہ سے مباشرت کا حکم بوسہ کی طرح ہے بعض حضرات نے مباشرت کو مکروہ کہا ہے۔

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

٢٩٠۔ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو روزہ کی حالت میں کلی کرے یا ناک میں پانی ڈالے اور پانی خود بخود بلا قصد و ارادہ حلق میں چلا جائے فرمایا وہ اپنا روزہ پورا کرے گا پھر اس کے بدلے ایک اور دن قضاء کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں بشرطیکہ اسے اپنا روزہ یاد ہو، اگر روزہ یاد نہ ہو تو اس پر قضاء بھی نہیں ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۹۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال في القيء: لا قضاء عليه إلا أن يكون تعمده فليتم صومه ثم يقضيه بعد. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۹۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يصيب أهله وهو صائم في شهر رمضان. قال: يتم صومه ويقضي ما أفطر ويتقرب إلى الله تعالى بما استطاع من خير، ولو علم به الإمام عزره. قال محمد: وبه نأخذ ونرى مع ذلك أن عليه الكفارة.

---

۲۹۱ - ... حضرت ابراہیم نے قے کے بارے میں فرمایا اس پر قضا نہیں الا یہ کہ قصداً قے کی ہو تو روزہ پورا کرے گا بعد میں اس کی قضا کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) قے اگر خود بخود ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جسے خود بخود قے آ جائے اس پر قضا نہیں اور اگر جان بوجھ کر منہ بھر کر قے کرے گا تو روزہ کی قضا دے گا۔

۲۹۲ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں جو رمضان کے مہینے میں روزہ کی حالت میں بیوی سے ہمبستری کر لے یہ مروی ہے کہ وہ روزہ پورا کرے گا اور جو روزہ توڑ دیا ہے اس کی قضا کرے گا اور خیر کے ان کاموں سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا جو اس کے بس میں ہوں اور اگر اس کا علم امام کو ہو گیا تو وہ اسے سزا دے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس پر کفارہ آئے گا جو ایک غلام کو آزاد کرنا ہے اگر وہ نہ پائے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے گا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے گا ہر مسکین کو گندم کا نصف صاع یا کھجور یا جو کا ایک صاع، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) روزہ کی حالت میں کوئی شخص اگر بھول سے کھا پی لے یا ہمبستری کر لے تو روزہ فاسد نہ ہو گا۔ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ روزہ فاسد ہو جیسے بھول سے بات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یہی امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب بھی ہے اس لئے کہ یہ چیزیں روزہ کی ضد ہیں لیکن ہم نے اس کے بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل کیا جس میں آتا ہے ایک شخص نے بھول سے کھا پی لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا روزہ پورا کرو اس لئے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے۔ روزہ میں نسیان کو اس لئے معاف کیا گیا ہے کہ روزہ کی حالت میں کوئی یاد دلانے والی چیز نہیں برخلاف نماز کے کہ اس میں

عتق رقبة، فإن لم يجد فصيام شهرين متتابعين، فإن لم يستطع فإطعام ستين مسكيناً، لكل مسكين نصف صاع من حنطة أو صاع من تمر أو شعير، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

باب فضل الصوم

۲۹۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير قال: صوم يوم عاشوراء يعدل بصوم سنة، وصوم يوم عرفة يعدل صوم سنتين سنة قبلها أو سنة بعدها.

مگر زیادہ ملانے والی چیز (یعنی) موجود ہے اور وہ ہے نماز کی ہیئت اس لئے وہاں نسیان کو معتبر نہیں مانا گیا۔

روزہ کی حالت میں قصداً جماع کرنے یا کھانے پینے سے قضاء اور کفارہ دونوں آتے ہیں اس لئے کہ شہوت رانی یا اکل و شرب کی وجہ سے کامل و مکمل جنایت پائی گئی۔ وجوب کفارہ کے لئے جماع میں انزال شرط نہیں ہے اس لئے کہ اس کے بغیر بھی شہوت پوری ہو جاتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں کفارہ صرف جماع کی صورت میں آئے گا اکل و شرب کی صورت میں نہیں لیکن حنفیہ کھانے پینے کا بھی وہی حکم دیتے ہیں جو جماع کا ہے اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے جس نے رمضان میں افطار کیا الخ۔

روزہ کی فضیلت کا بیان

۲۹۳ - ... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا عاشوراء کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور نویں ذی الحجہ کا روزہ دو سال کے روزوں کے برابر ہے ایک سال پچھلا اور ایک اس کے بعد والا۔

(ش) عاشوراء کے روزے کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا روزہ رکھنا چاہیے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو نویں کا روزہ بھی ضرور رکھوں گا۔ عرفہ (نویں ذی الحجہ) کے روزہ کی گو بڑی فضیلت آئی ہے لیکن یہ حکم غیر حاجیوں کے لئے ہے حاجیوں کے لئے روزہ نہ رکھنا افضل ہے تاکہ حج کے فرائض و واجبات صحیح طریقے سے ادا کر سکے۔

٢٩٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا علي بن الأقمر: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يظل صائماً، ويبيت طاوياً وافاقتاً، ثم ينصرف إلى شربة من لبن قد وضعت له فيشربها فتكون فطره وسحوره إلى مثلها من القابلة، قال: فانصرف إلى شربته، فوجد بعض أصحابه قد بلغ مجهوده فشربها، فطلب له في بيوت أزواجه طعاماً أو شراباً، فلم يوجد، فطلبوا عند أصحابه فلم يجدوا عندهم شيئاً، فقال: من يطعمنا أطعمه الله. مرتين. فلم يجدوا شيئاً يطعمونه إياه. قال: فأقبلوا على العنز فوجدوها أحفل ما كانت، فحلبوا منها مثل شربة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

---

٢٩٤ - ...حضرت علی بن الاقمر نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہوتے تھے اور رات بھوک کی حالت میں فاقہ گزارتے پھر اس دودھ کی طرف متوجہ ہوتے جو آپ کے لئے رکھا جاتا تھا آپ اسے پیتے تو آپ کے افطار اور اگلے دن کی سحری تک کے لئے ہو جاتا تھا، فرمایا ایک روز آپ اپنے دودھ کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا ایک صحابی سخت بھوکے تھے، انہوں نے دودھ پی لیا آپ نے اپنی ازواج مطہرات کے گھروں سے ان کے لئے کھانا یا پینے کی چیز منگائی لیکن وہاں کچھ نہ ملا پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہاں سے منگایا وہاں بھی انہیں کھانے کے لئے کچھ نہ ملا فرمایا پھر بکری کی طرف متوجہ ہوئے تو اس کے تھن پہلے سے زیادہ دودھ سے بھرے ہوئے تھے انہوں نے اس سے اتنا ہی دودھ پھر نکال لیا جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نکالا تھا۔

(ش) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر و فاقہ اختیاری تھا آپ کے پاس قیمتی سے قیمتی ہدایا اور عظیم مال غنیمت آتا آپ سب تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسلسل پے در پے بلا افطار و سحر روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے لیکن خود ہفتہ ہفتہ بھر مسلسل روزے رکھتے اور چند گھونٹ دودھ پر اکتفا کر لیتے، بعض مرتبہ مہمانوں کے لئے بھی گھر میں کچھ نہ ہوتا تھا، اس روایت سے ظاہر ہے مجاہدۂ نفس، نفس امارہ کو قابو کرنے اور اللہ جل شانہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے روزہ بڑا عمدہ علاج ہے۔ اس روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزہ کا بھی اظہار ہو رہا ہے کہ وہ جانور جو کافی وقفے کے بعد دودھ دیتا ہے آپ کے لئے اس نے نہایت مختصر وقفے سے دوبارہ پہلے کی طرح دودھ دے دیا۔

باب زكاة الذهب والفضة ومال اليتيم

۲۹۵- محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس في أقل من عشرين مثقالاً
من الذهب زكاة، فإذا كان الذهب عشرين مثقالاً ففيه نصف مثقال، فما زاد فبحساب
ذلك، وليس فيما دون مائتي درهم صدقة، فإذا بلغت الورق مائتي درهم ففيها خمسة
دراهم، فما زاد فبحساب ذلك. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وكان أبو حنيفة يأخذ بذلك
كله إلا في خصلة واحدة، فما زاد على مائتي درهم فليس في الزيادة شيء حتى تبلغ أربعين

سونے، چاندی اور یتیم کے مال کی زکوٰۃ کا بیان

۲۹۵- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا بیس مثقال سے کم سونے میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، جب بیس مثقال ہو جائے تو اس میں آدھا مثقال آئے گا، اس سے جتنا زائد ہوگا اس میں اسی حساب سے زکوٰۃ آتی رہے گی دو سو درہم سے کم میں زکوٰۃ نہیں جب چاندی دو سو درہم کے برابر ہو جائے تو اس میں پانچ درہم آتے ہیں اس سے جتنی زائد ہوتی جائے گی اسی حساب سے زکوٰۃ آتی جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب پر عمل کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی اس سب پر عمل کرتے تھے سوائے ایک کے، دو سو درہم سے جو زائد ہوگا اس زیادتی میں اس وقت تک کچھ نہیں آئے گا جب تک وہ چالیس درہم کی مقدار نہ ہو جائے جب چالیس درہم کی مقدار ہو جائے گی تو اس میں ایک درہم آئے گا، سونا جب بیس مثقال سے زیادہ ہوگا تو اس میں اس وقت تک کچھ نہیں آئے گا جب تک چار مثقال نہ ہو جائے جب چار مثقال ہو جائے تو اس میں اسی حساب سے زکوٰۃ آئے گی۔

ف: سونا اگر بیس مثقال سے کم ہو تو اس میں کچھ نہیں جب بیس مثقال (تقریباً ۷½ تولہ) ہو جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس میں نصف مثقال لگے گا پھر ہر چار مثقال میں دو قیراط آتے رہیں گے پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں چار مثقال سے کم پر زکوٰۃ نہیں آئے گی صاحبین کے یہاں بیس مثقال سے جتنا زیادہ ہوگا اس کی زکوٰۃ اسی حساب سے دی جاتی رہے گی زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ دینا پڑتا ہے ایک دینار کو دس درہم کے برابر فرض کیا گیا ہے۔

و درهماً فيكون فيها درهم، فما زاد على العشرين مثقالاً من الذهب فليس فيه شيء حتى يبلغ أربع مثاقيل فيكون فيه بحساب ذلك.

۲۹۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس في مال اليتيم زكاة، ولا يجب عليه الزكاة حتى يجب عليه الصلاة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۹۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا ليث بن أبي سليم عن مجاهد عن ابن مسعود

دو سو درہم سے کم چاندی پر زکوٰۃ نہیں آتی جب دو سو درہم (یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی) کے برابر ہو اور اس پر سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم آئیں گے یعنی چالیس پر ایک جو چالیسواں حصہ بنتا ہے، دو سو کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں اس وقت کچھ نہیں آئے گا جب تک چالیس درہم نہ ہو جائیں چالیس درہموں میں ایک درہم آئے گا پھر ہر چالیس درہموں میں ایک درہم دیتے رہیں گے، صاحبین کے یہاں جتنے بڑھتے جائیں گے ان کا چالیسواں حصہ دیتے رہیں گے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا دو سو درہم پر پانچ درہم اور بیس مثقال سونے پر نصف مثقال ہے۔

۲۹۶ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں آتی اور اس پر اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک نماز واجب نہ ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۹۷ - ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں۔

وضاحت: زکوٰۃ آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ پورے نصاب کا اپنے طور پر مالک ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو۔ بچے، دیوانے، مکاتب غلام پر زکوٰۃ نہیں آتی۔ اس لئے کہ بچہ غیر مکلف ہے اسے عبادات کی ادائیگی کا حکم نہیں دیا گیا چنانچہ اس پر عبادات بدنیہ نماز، روزہ، جہاد، اور مالی و بدنی عبادت حج فرض نہیں، البتہ عشر آئے گا اس لئے کہ وہ زمین پر آتا ہے اسی لئے زمین وقف میں بھی آتا ہے۔ اگر کوئی شخص پورے سال مجنون رہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ امام شافعی کے یہاں ان دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے اس لئے کہ زکوٰۃ مالی حق ہے لہٰذا بیویوں کے

رضي الله عنه أنه قال: ليس في مال اليتيم زكاة.

٢٩٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو بكر عن عثمان بن عفان رضي الله عنه أنه كان يقول إذا حضر شهر رمضان: أيها الناس، إن هذا شهر زكاتكم قد حضر، فمن كان عليه دين فليقضه ثم ليزك ما بقي. قال محمد: وبه نأخذ، عليه الزكاة بعد قضاء دينه.

٢٢٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن ابن سيرين عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: إذا كان لك دين على الناس فقبضته فزكه لما مضى. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٣٠٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل أقرض رجلاً ألف درهم قال: زكاتها على الذي يستعملها وينتفع بها. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا ولكنا نأخذ

نفقات اور عشر پر قیاس کی وجہ سے ان کے مال میں زکاۃ بھی آئے گی۔ ہم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ زکاۃ عبادت ہے اور بچے اور مجنون تو اس کے مخاطب ہی نہیں ہیں۔ رہا یہ کہ ان کا نفقہ حقوق العباد میں سے ہے اور عشر وخراج کا تعلق زمین کی پیداوار سے ہے جس کے لئے اہلیت شرط نہیں، مکاتب چونکہ من کل الوجوہ مال کا مالک نہیں ہوتا اس لئے اس کے مال پر بھی زکاۃ نہیں۔

٢٩٨۔ ... حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ رمضان کے آنے پر فرمایا کرتے تھے لوگو! یہ تمہاری زکاۃ کا مہینہ آگیا ہے لہذا جس پر قرض ہو وہ اسے ادا کر دے پھر جو باقی بچے اس کی زکاۃ دے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں زکاۃ قرضہ ادا کرنے کے بعد ادا کی جائے گی۔

٢٩٩۔ ... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تمہارا ایسے لوگوں پر قرض ہو اور تم اسے وصول کر لو تو گذشتہ سالوں کی زکاۃ دو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٣٠٠۔ ... حضرت حماد حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں جس نے کسی شخص کو ایک ہزار درہم قرض دیئے انہوں نے فرمایا اس کی زکاۃ اس شخص پر آئے گی جو اسے استعمال کرے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار نہیں کرتے اس کی زکاۃ اس کے مالک پر آئے گی جب اسے وہ قرضہ وصول ہو جائے گا تو گذشتہ سالوں کی زکاۃ ادا کرے گا۔

يقول على: إن زكاتها على صاحبها إذا قبضها لما مضى.

باب زكاة الحلى

٣٠١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أن امرأة قالت له: إن لي حليا فهل علي فيه زكاة؟ فقال لها: نعم. فقالت: إن لي بني أخ يتامى في حجري أفتجزئ عني أن أجعل زكاته فيهم؟ قال: نعم. قال محمد: وبه نأخذ لا بأس بأن يعطي من الزكاة كل ذي رحم إلا ولدا أو والدا أو ولد ولد أو جدا أو جدة، وإن كان في عياله، والزوجة لا تعطى من الزكاة. وقال أبو حنيفة: ولا يعطى الزوج أيضا، وأما نحن فلا نرى بأسا بأن يعطى الزوج من الزكاة، ولا نرى في

(شرح) اگر کسی شخص کے پاس دس ہزار روپے ہوں اور اس پر اتنا ہی قرض بھی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی اس لئے کہ زکوٰۃ اس مال پر آتی ہے جو حاجت اصلیہ سے فاضل ہو۔ اس پر دین آ رہا ہے اور اس کے پاس فاضل مال ہے ہی نہیں لہٰذا وہ مال کا عدم ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں یہ فرمایا تھا کہ جس پر قرض ہو وہ ادا کرکے باقی مال پر زکوٰۃ دے اس پر کسی نے نکیر نہیں کی تو یہ گویا اجماع ہو گیا۔ دوسرے یہ مقروض کی ملک ناقص ہوتی ہے اس لئے کہ قرض دینے والا جب موقع ملے اس سے لے سکتا ہے لہٰذا اس کا مال مکاتب کے مال کی طرح ہوگا۔

جو مال قرض دیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ قرض دینے والے پر آتی ہے لہٰذا جب اس کو مال ملے گا اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا خواہ ایک سال بعد ملے یا دو تین سال بعد۔ قرض لینے والے پر اس کی زکوٰۃ نہیں آئے گی اس لئے کہ وہ اس کی ملکیت ہی نہیں ہے اور زکوٰۃ ملکیت پر آتی ہے۔

زیورات کی زکوٰۃ کا بیان

۳۰۱۔ ... حضرت ابراہیم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے ان سے عرض کی میرے پاس زیورات ہیں کیا مجھ پر ان کی زکوٰۃ ہے؟ انہوں نے اس سے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے کہا میرے دو یتیم بھتیجے میری زیر کفالت ہیں کیا یہ درست ہے کہ میں ان دونوں کو زکوٰۃ

شيء من الحلي زكاة إلا في الذهب والفضة، وأما في الجوهر واللؤلؤ فلا زكاة فيه إلا أن يكون للتجارة.

۳۰۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس في الجوهر واللؤلؤ

سے دوں؟ فرمایا کہ ہاں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں زکاۃ سوائے بیٹے، والد، پوتے، دادا اور والدی کے ہر رشتہ دار کو دی جا سکتی ہے خواہ وہ اس کی زیر کفالت ہوں اور بیوی کو زکاۃ نہیں دی جا سکتی۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا شوہر کو زکاۃ نہیں دی جا سکتی، ہم شوہر کو زکاۃ دینے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے، اور سونے چاندی کے زیور کے علاوہ کسی زیور میں زکاۃ کے قائل نہیں؛ جواہرات اور موتی میں زکاۃ نہیں الا یہ کہ وہ تجارت کے لئے ہوں۔

۳۰۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جواہرات اور موتی اگر تجارت کے لئے نہ ہوں تو ان میں زکاۃ نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں زیورات میں زکاۃ نہیں ہے، سونے اور چاندی کے زیورات اگر نصاب ذہب و فضہ کو پہنچیں یا عورت صاحب نصاب ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں ان پر زکاۃ واجب ہے، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو عورتیں حاضر ہوئیں کنگن پہنے ہوئے تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم دونوں ان کی زکاۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالی تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، فرمایا پھر ان کی زکاۃ دو، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں سونے کی پازیب پہنا کرتی تھی، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا یہ کنز (خزانہ) میں داخل ہیں؟ فرمایا جو زکاۃ کی مقدار کو پہنچے اور اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں رہتا۔ اس طرح کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے سونے چاندی کے زیورات پر زکاۃ ہے۔ البتہ موتیوں اور جواہرات میں زکاۃ نہیں لیکن اگر وہ سونے کے ساتھ ہوں گے تو اس کے ساتھ ——— تبعاً شامل ہوں گے بصورت دیگر اگر تجارت کے لئے ہوں تو زکاۃ ہے اگر استعمال کے لئے ہیں تو ان پر زکاۃ نہیں۔

زکاۃ کے مستحق یہ لوگ ہیں، فقراء، مساکین، زکاۃ وصول کرنے والا، اس کو بقدر عمل دیا

زكاة إذا لم يكن للتجارة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب زكاة الفطر والمملوكين

٣٠٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في صدقة الرجل عن كل مملوك أبيض أو أسود صغير أو كبير، نصف صاع من بر أو صاع من تمر. قال محمد: وبه نأخذ، وإن أدى صاعاً من شعير أجزأه أيضاً. وقال أبو حنيفة: نصف صاع من زبيب يجزئه وأما في قولنا فلا يجزئه إلا صاع من زبيب.

٣٠٤ - محمد قال: أخبرنا سفيان الثوري عن عثمان بن الأسود المكي عن مجاهد قال:

جائے گا، غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے، مقروض، مسافر، غازی۔ زکوٰۃ باپ دادا پردادا وغیرہ بیٹا پوتا، اولاد کی اولاد وغیرہ، ماں، دادی پردادی وغیرہ نانی پرنانی وغیرہ کو نہیں دے سکتے۔ شوہر بیوی کو نہیں دے سکتا اس لئے کہ عادۃً میاں بیوی میں اشتراک منافع ہوتا ہے لہٰذا یہ اصول و فروع کی طرح ہیں۔ عورت شوہر کو دے سکتی ہے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہ کے یہاں نہیں دے سکتی، امام شافعی و صاحبین کے یہاں غریب شوہر کو دے سکتی ہے۔

صدقۂ فطر اور غلاموں کی زکوٰۃ کا بیان

۳۰۳۔ ... حضرت ابراہیم سے صدقۂ فطر کے بارے میں یہ مروی ہے کہ انسان پر صدقہ آتا ہے ہر غلام یا آزاد، چھوٹے اور بڑے کی طرف سے گیہوں کا آدھا صاع اور کھجور کا ایک صاع۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر جو کا ایک صاع دیا تب بھی جائز ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا آدھے صاع منقے کافی ہیں لیکن ہمارے قول کے مطابق منقوں کا صاع دینا ہوگا۔

۳۰۴۔ ... حضرت مجاہد نے فرمایا گیہوں کے علاوہ دوسری چیزوں میں ایک صاع آئے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

(ش) صدقۂ فطر ایسے ہر آزاد مسلمان پر فرض ہے جو مقدار نصاب کا مالک ہو اور وہ اس کی رہائش، کپڑوں، ساز و سامان، ہتھیار، سواری اور خدمت کے غلاموں کے علاوہ ہو۔ انسان پر صدقۂ فطر

ما سوى البر فصاعاً صاعاً. قال محمد: وبهذا نأخذ.

٣٠٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس في المملوكين والذين يؤدون الضريبة زكاة، ولكن إذا كانوا في التجارة كانت الزكاة في القيمة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٣٠٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: إذا كان المملوكون للتجارة فالصدقة من القيمة، في كل مائتي درهم خمسة دراهم. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

طرف سے بھی آتا ہے اور اپنے چھوٹے بچوں اور خدمت کے غلاموں کی طرف سے بھی، البتہ بیوی اور بڑی اولاد اپنا صدقۂ فطر خود دے گی۔

صدقۂ فطر گیہوں سے آدھا صاع اور کھجور، منقٰی اور جو کا ایک صاع دینا ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں ہر چیز سے ایک صاع آئے گا۔ جمہور صحابہ کا مذہب نصف صاع ہی کا ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں بھی گیہوں کا نصف صاع ہی ذکر فرمایا تھا۔

۳۰۵- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا غلاموں اور کما کر دینے والے غلاموں میں زکاۃ نہیں لیکن اگر وہ تجارت کے لئے ہوں تو پھر ان کی قیمت میں زکاۃ آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۰۶- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر غلام تجارت کے لئے ہوں تو ان کی قیمت میں ہر دو سو درہم میں پانچ درہم زکاۃ آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) غلام اگر خدمت کے لئے ہوں تو ان میں زکاۃ نہیں آتی لیکن اگر تجارت کے لئے ہوں تو دوسرے اموالِ تجارت کی طرح ان میں بھی زکاۃ آئے گی اور وہ ان کی قیمت لگا کر ہر دو سو درہم میں پانچ درہم نکلے گی۔ حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکاۃ نہیں آتی یعنی جو استعمال اور ذاتی کام کاج کے لئے ہوں۔

باب زكاة الدواب العوامل

٣٠٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في الخيل السائمة التي يطلب نسلها: إن شئت في كل فرس دينار، وإن شئت عشرة دراهم، وإن شئت فالقيمة ثم كان في كل مائتي درهم خمسة دراهم في كل فرس ذكر أو أنثى. قال محمد: وبهذا كان يأخذ أبو حنيفة، وأما في قولنا فليس في الخيل صدقة.

٣٠٨ - بلغنا عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: عفوت لأمتي عن صدقة الخيل والرقيق.

٣٠٩ - محمد قال: أخبرنا خيثم بن عراك بن مالك قال: سمعت أبي يقول: سمعت أبا هريرة رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليس على المرء المسلم في فرسه ولا في عبده صدقة.

کام کاج کرنے والے چوپایوں کی زکاۃ کا بیان

٣٠٧ - ... حضرت ابراہیم نے ان سائمہ گھوڑوں کے بارے میں جس سے افزائش نسل مقصود ہو یہ فرمایا کہ اگر چاہو تو ہر گھوڑے کے بدلے ایک دینار دے دو اور چاہو تو دس درہم دے دو اور چاہو تو قیمت لگا کر دو سو درہم میں پانچ درہم آئیں گے، ہر گھوڑے میں خواہ وہ نر ہو یا مادہ۔ امام محمد نے فرمایا ان سب پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ عمل کرتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک گھوڑوں میں زکاۃ نہیں۔

٣٠٨ - ... ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت پہنچی ہے آپ نے فرمایا میں نے اپنی امت کے لئے گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ معاف کر دی ہے۔

٣٠٩ - ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے مسلمان شخص پر اس کے گھوڑے اور غلام میں زکاۃ نہیں ہے۔

(ش) اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غلام اور گھوڑا جو خدمت کے لئے ہو اس میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی لیکن جو غلام اور گھوڑا تجارت کے لئے ہوں ان میں زکاۃ آئے گی ہر گھوڑے کے بدلے ایک دینار یا دس درہم یا قیمت لگا کر دو سو درہم میں پانچ درہم۔ حدیث میں عبدہ و فرسہ کی ضمیر اس شخص کی طرف راجع کر کے بتلایا کہ اس سے خدمت کا غلام اور سواری کا گھوڑا مراد ہے۔

۳۱۰۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس في الحمر الأهلية زكاة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۱۱۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا حماد عن إبراهيم قال: ليس فيما يعمل عليه من الثيران صدقة، ولا فيما يكون من الإبل الطحانات والعوامل صدقة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب زكاة الزرع والعشر

۳۱۲۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: في كل شيء أخرجت الأرض مما سقت السماء أو سقي سيحاً العشر، وما سقي بغرب أو دالية ففيه نصف العشر

۳۱۰۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا پالتو گدھوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: خچر اور گدھے میں زکوٰۃ نہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ البتہ اگر تجارت کے لئے ہوں تو پھر دوسرے اموال تجارت کی طرح ان کی قیمت پر بھی زکوٰۃ آئے گی۔

۳۱۱۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جن بیلوں پر کام کیا جاتا ہے ان پر زکوٰۃ نہیں یا ان اونٹوں سے چکی یا دوسرا کام لیا جاتا ہے ان پر بھی زکوٰۃ نہیں امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: کام کرنے اور بوجھ اٹھانے والے اونٹوں اور ہل چلانے والے بیل میں زکوٰۃ نہیں ہے اس لئے کہ زکوٰۃ مال نامی یا تجارت کے مال پر آتی ہے اور ان میں دونوں میں سے کوئی چیز بھی نہیں پائی جا رہی ہے۔

کھیتی کی زکوٰۃ اور عشر کا بیان

۳۱۲۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا ہر وہ چیز جسے زمین پیدا کرے اور وہ بارش کے پانی سے سیراب

قال محمد: وبهذا كان يأخذ أبو حنيفة، وأما في قولنا فليس في الخضر صدقة. والخضر البقول والرطاب وما لم يكن له ثمرة باقية نحو البطيخ والقثاء والخيار. وما كان من الحنطة والشعير والتمر والزبيب وأشباه ذلك فليس فيه صدقة حتى يبلغ خمسة أوسق والوسق ستون صاعا، والصاع القفيز الحجاجي وربع الهاشمي وهو ثمانية أرطال.

۳۱۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في قوله تعالى: ﴿وآتوا حقه يوم حصاده﴾ قال: منسوخة.

۳۱۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن أبي صخرة المحاربي عن زياد بن حدير قال: بعثني عمر بن الخطاب رضي الله عنه مصدقا أو على عين التمر، فأمرني أن آخذ من المسلمين من أموالهم ربع العشر، ومن أموال أهل الذمة إذا اختلفوا بها للتجارة نصف العشر، ومن أموال أهل الحرب العشر

ہو یا بہنے والے پانی سے، اس میں عشر آئے گا اور جو رہٹ ڈول یا عام ڈول سے سیراب ہو اس میں بیسواں حصہ آئے گا۔ امام محمد نے فرمایا اس کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اختیار کرتے تھے لیکن ہمارے یہاں سبزیوں میں عشر نہیں اور سبزیوں سے ترکاریاں اور تر چیزیں مراد ہیں جو ہمیشہ باقی نہ رہیں جیسے تربوز، کھیرا، ککڑی اور گیہوں، جو، کھجور، منقے وغیرہ میں اس وقت تک عشر نہیں آئے گا جب تک پانچ وسق کی مقدار کو نہ پہنچ جائیں ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع سے حجاجی قفیز اور ہاشمی کا چوتھائی مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہے

۳۱۳۔ ... حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک

﴿وآتوا حقه يوم حصاده﴾ (انعام ۱۴۱) اور اس کھیتی کا حق اس کے کاٹنے کے دن دو۔

کے بارے میں فرمایا یہ منسوخ ہے۔

(ف) مراد یہ ہے کہ زمین کی ہر پیداوار پر عشر ہے چاہے قلیل ہو یا کثیر باقی رہنے والی ہو یا باقی نہ رہنے اور خراب ہونے والی، صاحبین اور امام شافعی کے یہاں سبزیوں وغیرہ پر عشر نہیں امام ابوحنیفہ اس کے قائل ہیں، اسی پر آیت کریمہ اور حدیث "زمین کی پیداوار پر عشر ہے" دلالت کرتی ہے۔

۳۱۴۔ ... حضرت زیاد بن حدیر کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین التمر کی جگہ کی جانب زکوٰۃ و عشر وصول کرنے بھیجا اور یہ حکم دیا کہ مسلمانوں سے ان کے مال کا چالیسواں حصہ لیں اور اہل ذمہ سے اگر وہ وہاں تجارت کے لئے آتے جاتے ہوں تو بیسواں حصہ اور اہل حرب سے دسواں حصہ

۳۱۵۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن أنس بن سيرين عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كان عمر بن الخطاب رضي الله عنه يبعث أنس بن مالك رضي الله عنه مصدقاً لأهل البصرة، قال: فأرادني أن أعمل له، فقلت: لا حتى تكتب لي عهد عمر بن الخطاب رضي الله عنه الذي كتب لك، فكتب لي أن آخذ من أموال المسلمين ربع العشر، ومن أموال أهل الذمة إذا اختلفوا بها للتجارة نصف العشر، ومن أموال أهل الحرب العشر. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، فأما ما أخذ من المسلمين فهو زكاة فيوضع في موضع الزكاة للفقراء والمساكين ومن سمى الله في كتابه، وما أخذ من أهل الذمة ومن أهل الحرب يوضع موضع الخراج في...

۳۱۵۔ ۔۔۔ حضرت انس بن سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک کو اہل بصرہ سے زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا کرتے تھے، حضرت انس نے چاہا کہ میں ان کے لئے عامل بن جاؤں۔ میں نے عرض کیا اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک آپ مجھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا وہ عہد نامہ لکھ کر دے دیں جو انہوں نے آپ کو لکھا تھا، انہوں نے مجھے لکھا کہ میں مسلمانوں کے مال میں سے چالیسواں حصہ لوں اور ذمی اگر تجارت کیلئے آتے جاتے ہوں تو ان کے مال میں سے بیسواں حصہ لوں اور اہل حرب کے مال میں سے عشر لیا جائے گا، امام محمد نے فرمایا ہم اس سب پر عمل کرتے ہیں مسلمانوں سے جو وصول کیا جائے گا وہ زکوٰۃ ہوگا اور اسے مصارف زکوٰۃ فقراء مساکین اور اللہ جل شانہ کے قرآن میں مذکور مصارف زکوٰۃ کو دیا جائے گا اور جو اہل ذمہ اور اہل حرب سے لیا جائے گا اسے بیت المال میں خراج کی جگہ جمع کرنے کے لئے رکھ دیا جائے گا۔

تشریح: مسلمانوں کے پاس اگر نصاب سے زائد مال نامی ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو ان پر مال کا چالیسواں حصہ لازم ہوتا ہے جو مال کی طہارت اور اللہ جل شانہ کے احسان کے شکر کے طور پر واجب ہوتا ہے سو میں ڈھائی روپے ہزار میں پچیس اور لاکھ پر ڈھائی ہزار روپے، جو کافر مسلمانوں کی حفاظت میں ہوں ان کو وہ سہولتیں حاصل ہوتی ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اس لئے ان پر ان کے مال کا بیسواں حصہ آتا ہے اور جو کافر مسلمانوں کے عہد و پیمان میں نہ ہوں وہ مسلمانوں کی ایذا کے درپے رہتے ہیں اس لئے ان پر ان کے مال کا دسواں حصہ آتا ہے نیز مسلمانوں پر ابتداً خراج اور کافروں پر زکوٰۃ نہیں آتی، زکوٰۃ کا ظہر

بيت المال للمقاتلة.

باب كيف تعطى الزكاة

۳۱۶- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عمرو بن حبيب عن إبراهيم النخعي أن رجلا أراد أن يعطي زكاة أربعمائة درهم، فذهب إلى إبراهيم يدله، فكان يعطي أهل البيت عشرة دراهم، فقال إبراهيم: لو كنت أنا كان أن أغني بها أهل بيت من المسلمين أعجب إلي. قال محمد: وبه نأخذ، نعطي من الزكاة ما بينه وبين المائتين، ولا يبلغ بها مائتين إلا أن يكون

کو نہیں دی جائے گی، اور خراج کا مال مسلمانوں کی ضروریات اور جنگ وغیرہ میں صرف کیا جائے گا۔

زکوٰۃ کس طرح دی جائے گی؟

۳۱۶۔۔۔ حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے چار سو درہم کی زکوٰۃ دینا چاہی تو اپنی رہنمائی کے لیے وہ حضرت ابراہیم کے پاس گئے وہ صاحب ایک گھر والے کو دس درہم دینے لگے حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر میں تقسیم کرتا تو مجھے ایک گھر والوں کو بھیک سے بے نیاز کر دینا زیادہ پسند ہوتا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ زکوٰۃ میں دو سو درہم سے کم کو دوں گا پورے دو سو درہم نہ دوں گا الا یہ کہ وہ مقروض ہو تو اس کو قرضہ کے مطابق دیا جائے گا اور دو سو سے کچھ کم ہو۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) امام شافعی فرماتے ہیں کہ ساتوں مصارف زکوٰۃ میں سے ہر ایک قسم میں سے تین تین آدمیوں سے کم کو نہ دیا جائے، حنفیہ کے یہاں زکوٰۃ دینے والا چاہے تو ہر قسم کے ایک ایک آدمی کو دے یا صرف ایک قسم میں سے ایک آدمی کو دے یہی حضرت عمر، علی، ابن عباس، معاذ بن جبل اور حذیفہ بن الیمان وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول ہے اس میں ان میں سے کسی کا اختلاف منقول نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ (البقرۃ - ۲۷۱)

اور اگر انہیں چھپاؤ اور فقیروں کو دو جب تو یہ تمہارے حق میں اور بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ فقراء مصرف زکوٰۃ ہیں خواہ اور باقی مصارف کو دیا جائے یا نہیں لہٰذا سب کو دینا

عشرة أو يعطي قدر دينه ويفضل ما بين درهم إلا قيراط، وهذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب زكاة الإبل

٣١٧- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: في خمس من الإبل شاة إلى تسع، فإذا زادت واحدة ففيها شاتان إلى أربع عشرة، فإذا زادت واحدة ففيها ثلاث شياه إلى تسع عشرة، فإذا زادت واحدة ففيها أربع شياه إلى أربع وعشرين، فإذا زادت واحدة ففيها ابنة مخاض إلى خمس وثلاثين، فإذا زادت واحدة ففيها ابنة لبون إلى خمس وأربعين، فإذا زادت واحدة ففيها حقة إلى ستين، فإذا زادت واحدة ففيها جذعة إلى خمس وسبعين، فإذا زادت واحدة ففيها ابنتا لبون إلى تسعين، فإذا زادت واحدة ففيها حقتان إلى عشرين ومائة، ثم تستقبل الفريضة، فإذا كثرت الإبل ففي كل خمسين حقة. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

ضروری نہیں۔ زکاۃ کافر ذمی کو نہیں دی جا سکتی نہ اسے مسجد کی تعمیر اور راستے بنانے یا کنویں وغیرہ میں لگا سکتے ہیں نہ اس سے کسی میت کو کفن دے سکتے ہیں اس لئے کہ ان شکلوں میں تملیک نہیں پائی گئی جو ادائیگی زکاۃ کے لئے شرط ہے۔

اونٹوں کی زکاۃ کا بیان

۳۱۷۔ ... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا پانچ اونٹوں سے نو تک ایک بکرا آئے گا پھر جب ایک بڑھ جائے تو چودہ تک دو بکرے آئیں گے، پھر جب ایک بڑھ جائے گا تو انیس تک تین بکرے آئیں گے، پھر جب ایک بڑھ جائے تو چوبیس تک ان میں چار بکرے آئیں گے، پھر جب ایک بڑھ جائے تو پینتیس تک ایک بنت مخاض آئے گی، پھر جب ایک بڑھ جائے تو ساٹھ تک ایک حقہ آئے گا، پھر جب ایک بڑھ جائے تو پچھتر تک ایک جذعہ آئے گا، پھر جب ایک بڑھ جائے تو نوے تک دو بنت لبون آئیں گی، پھر جب ایک بڑھ جائے تو ایک سو بیس تک دو حقے آئیں گے، پھر استیناف ہوگا، پھر جب اونٹ زیادہ ہو جائیں تو ہر پچاس میں ایک حقہ آئے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب پر عمل کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

۳۱۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: في مائة وخمسة وعشرين من الإبل حقتان وشاة، وفي ثلاثين ومائة حقتان وشاتان، وفي خمس وثلاثين ومائة حقتان وثلاث شياه، وفي أربعين ومائة حقتان وأربع شياه، وفي خمس وأربعين ومائة حقتان وابنة مخاض، وفي خمسين ومائة ثلاث حقاق. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، ثم تستقبل الفريضة أيضاً، فإذا بلغت خمسين أخرى كانت فيها حقة ثم تستقبل الفريضة، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

---

۳۱۸ - - - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک سو پچیس اونٹوں میں دو حقے اور ایک بکری آئے گی اور ایک سو تیس میں دو حقے اور دو بکریاں آئیں گی، اور ایک سو پینتیس میں دو حقے اور تین بکریاں آئیں گی اور ایک سو چالیس میں دو حقے اور چار بکریاں آئیں گی، ایک سو پینتالیس میں دو حقے ایک بنت مخاض، ایک سو پچاس میں تین حقے آئیں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب پر عمل کرتے ہیں پھر فریضہ کا ازسرنو استیناف ہوگا پھر جب ایک اور پچاس کا عدد مل جائے تو اس میں ایک اور حقہ آجائے گا پھر ازسرنو استیناف ہوگا یہی سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں ایک سو بیس کے بعد ایک استیناف ہوگا جو ایک سو پچاس تک چلے گا ایک سو بیس کے بعد ہر پانچ پر ایک بکری بڑھتی جائے گی جب پچیس ہو جائیں گے تو بنت مخاض آجائے گی جب تیس ہو جائیں گے تو یہ ایک سو پچاس ہو گئے لہٰذا ان پر تین حقے آجائیں گے۔ اس کے بعد پھر استیناف ہوگا اور پانچ پر ایک بکری دس پر دو پندرہ پر تین بیس پر چار پچیس پر بنت مخاض چھتیس پر بنت لبون، چھیالیس پر حقہ، ایک سو چھیانوے سے دو سو تک چار حقے، اس کے بعد پھر استیناف ہوگا جو اس دوسرے استیناف کی طرح ہوگا اور ہر پچاس پر ایک حقہ بڑھتا جائے گا پہلا استیناف مختصر تھا اس میں بنت مخاض کے بعد حقہ آگیا تھا اور یہ مفصل ہے اس میں بنت مخاض کے بعد بنت لبون بھی ہے پھر حقہ آئے گا اس کے بعد پھر استیناف اسی دوسرے استیناف کی طرح ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں ایک سو بیس کے بعد ہر چالیس میں بنت لبون اور پچاس میں حقہ آتا ہے گا ایک سو تیس پر دو بنت لبون ایک حقہ ایک سو چالیس پر دو حقے ایک بنت لبون، ایک سو پچاس پر تین حقے یعنی جتنے اربعین ہوں گے اتنے بنت لبون اور جتنے خمسین ہوں گے اتنے حقے آئیں گے۔

باب زکاۃ الغنم

۳۱۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: ليس في أقل من الأربعين من الغنم زكاة، فإذا كانت أربعين ففيها شاة إلى مائة وعشرين، فإذا زادت واحدة ففيها شاتان إلى مائتين، فإذا زادت واحدة على مائتين ففيها ثلاث شياه إلى ثلاث مائة، فإذا كثرت الغنم ففي كل مائة شاة. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۲۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عطاء بن السائب عن الحسن عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه بعث سعدًا أو سعيد بن مالك مصدقًا، فأتى عمر رضي الله عنه يستأذنه في الجهاد، فقال: أولست في جهاد؟ قال: ومن أين والناس يزعمون أني أظلمهم!

بکروں کی زکاۃ کا بیان

۳۱۹۔ ... حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا چالیس سے کم دنبوں (بھیڑ بکریوں) پر زکاۃ نہیں، جب چالیس ہو جائیں تو ان پر ایک بکرا آئے گا ایک سو بیس تک، جب ایک سو اکیس ہو جائیں تو دو سو تک دو بکرے آئیں گے، دو سو ایک سے تین سو تک تین، پھر جب اس سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سو پر ایک بکرا آئے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): یہ بکریوں، دنبوں، بھیڑوں کا نصاب ہے اور ان سب کا یہی حکم ہے۔

۳۲۰۔ ... حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت سعد یا سعید بن مالک کو زکاۃ وصول کرنے بھیجا، وہ حضرت عمر سے جہاد کی اجازت طلب کرنے آئے تو انہوں نے فرمایا کیا تم جہاد میں نہیں ہو؟! انہوں نے عرض کیا وہ کیسے! جب کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں ان پر ظلم کرتا ہوں، انہوں نے پوچھا: وہ کیوں؟ عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ بکری کے بچے کو بھی شمار کرتے ہیں، حضرت عمر نے فرمایا اس کو بھی شمار کرو خواہ چرواہا اسے ہاتھ میں اٹھا کر لائے، کیا تم ان کے لئے ماخض (حاملہ)، اور ربی (بچے کو پالنے والی)، الاکولہ (ذبح کے لئے تیار کی جانے والی) اور تیس الغنم (دنبوں کی جفتی کے لئے تیار کردہ نر) کو نہیں چھوڑتے ہو؟ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، ماخض سے وہ

قال، فسمع ذلك فقال: يعدونها، تحسب عليه السخلة في العدد، قال: احسبها وإن جاء بها الراعي على كتفه، أو لست تدع لهم الماخض والربى والأكيلة وتيس الغنم؟ قال محمد: وبهذا نأخذ، والماخض التي في بطنها ولدها، والربى التي تربي ولدها، والأكيلة التي تسمن للأكل، وإنما ينبغي للمصدق أن يأخذ من أوسط الغنم، يدع المرتفع والنازل ويأخذ من الأوسط الثني فصاعداً.

باب زكاة البقر

۳۲۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس في أقل من ثلاثين من البقر شيء، فإذا كانت ثلاثين من البقر ففيها تبيع أو تبيعة إلى أربعين، فإذا كانت أربعين ففيها مسنة، ثم ما زاد فبحساب ذلك. قال محمد: وبهذا كان يأخذ أبو حنيفة، وأما في قولنا فليس في الزيادة

مراد ہے جس کے پیٹ میں بچہ ہو اور ربی سے وہ جو اپنے بچے کو پال رہی ہو اور اکیلہ سے وہ مراد ہے جسے ذبح کرنے اور کھانے کیلئے خوب موٹا تازہ کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ درمیانہ جانور لے عمدہ اور بالکل معمولی کو چھوڑ دے اور درمیانہ یا اس سے کچھ بہتر لے لے۔

وضاحت: جانوروں میں ان کے بچے بھی شامل کئے جائیں گے البتہ زکوٰۃ وصول کرتے ہیں زکوٰۃ وصول کرنے والے کو نہ بہت اعلیٰ لینا چاہیے جس سے مالک کا نقصان ہو اور نہ بالکل معمولی لے جس سے غرباء و فقراء کی حق تلفی ہو بلکہ درمیانے قسم کا جانور لینا چاہیے۔

گائے کی زکاۃ کا بیان

۳۲۱۔ … حضرت ابراہیم نے فرمایا تیس سے کم گائیوں میں کچھ نہیں جب تیس ہو جائیں تو ان میں چالیس تک ایک تبیع یا تبیعہ آئے گا، جب چالیس ہو جائیں تو ان میں ایک مسن یا مسنہ آئے گا پھر جتنی بڑھتی رہیں گی اسی حساب سے ان کی زکاۃ آتی رہے گی۔ امام محمد نے فرمایا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اسی سب پر عمل کرتے تھے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جب چالیس سے زیادہ ہوں تو ان پر اس وقت تک کچھ نہیں آئے گا جب تک ساٹھ نہ ہو جائیں، جب ساٹھ ہو جائیں گی تو ان میں دو تبیع یا مونث تبیعہ آئیں گے، تبیع ایک سال کے جوان

على الأربعين شيء حتى تبلغ البقر ستين، فإذا بلغت ستين كان فيها تبيعان أو تبيعتان، والتبيع الجذع الحولي، والمسنة الثنية فصاعداً.

باب الرجل يجعل ماله للمساكين

۳۲۲- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا جعل الرجل ماله في المساكين صدقةً فلينظر إلى ما يسعه ويسع عياله فليمسكه وليتصدق بالفضل، فإذا أيسر تصدق بمثل ما أمسك. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وإنما

کو اور مسنۃ دو سال یا اس سے زیادہ والے کو کہتے ہیں۔

ش: تبیع اسے کہتے ہیں جو ایک سال پورا کر کے دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہو اور مسنہ اسے کہتے ہیں جو دو سال پورے کر کے تیسرے میں داخل ہو گیا ہو۔ چالیس سے زائد پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں ساٹھ تک اسی حساب سے زکوٰۃ آئے گی مثلاً اکتالیس پر ایک مسنہ اور اس کا چالیسواں حصہ، بیالیس پر ایک مسنہ اور اس کا بیسواں حصہ اور تینتالیس پر ایک مسنہ اور مسنہ کے تین چالیسویں حصے۔ صاحبین یہ کہتے ہیں کہ چالیس سے انسٹھ تک وہ معاف رہیں گے جب ساٹھ ہو جائیں گے تو ان پر دو تبیع آئیں گے جب ستر ہو جائیں تو ان میں ایک مسنہ اور ایک تبیع آئے گا۔ اسی میں دو مسنے آئیں گے۔ نوے میں تین تبیع اور سو میں دو تبیعے اور ایک مسنہ آئے گا۔ اس طرح سے فریضہ ہر دس میں تبیع سے مسنہ کی طرف بدلتا رہے گا۔ گائے بھینس کا نصاب زکوٰۃ یہی ہے۔

اپنے مال کو مساکین کیلئے وقف کرنے کا بیان

۳۲۲- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب انسان اپنے مال کو مساکین کے لئے وقف کر دے تو اسے اتنا مال روک لینا چاہیے جو اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لئے کافی ہو اور زائد کو صدقہ کر دینا چاہیے پھر جب مال آ جائے تو جتنا روکا تھا اتنا مال صدقہ کر دے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اس شخص پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں سے اموال زکوٰۃ سونا چاندی تجارت کے سامان، سائمہ اونٹ، گائے، اور بکریوں کو صدقہ کر دے، رہا سازو سامان، غلام، مکان، گھر

عليه أن يتصدق من ماله بأموال الزكاة الذهب والفضة والمتاع للتجارة والإبل والبقر والغنم السائمة، فأما المتاع والرقيق والدور وغير ذلك مما ليس للتجارة فليس عليه أن يتصدق به إلا أن يكون عناه في يمينه۔

كتاب المناسك

☆ ☆ ☆

باب الإحرام والتلبية

۲۲۳۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير قال: لما انبعث به بعيره قال: لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، إن الحمد والنعمة لك والملك

وغیرہ جو تجارت کا مال نہیں ہیں، اس پر ان کا صدقہ کرنا لازم نہیں ہوسکے اس کے کہ اس نے قسم کھاتے وقت ان کو بھی اس میں شامل کیا ہو۔

وضاحت: مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ نذر مانے کہ وہ اپنی فلاں چیزوں کو صدقہ کر دے گا تو اس پر تمام چیزوں کو صدقہ کرنا لازم ہوگا لیکن چونکہ ایسی صورت میں اگر وہ سب مال صدقہ کر دے گا تو اس کو نقصان پہنچے گا اور وہ محتاج اور صدقہ کا مستحق بن جائے گا حالانکہ یہاں ایک ایسی صورت درپیش ہے کہ وہ دونوں کام ہو جائیں اور کسی کا نقصان بھی نہ ہو اور وہ یہ کہ اس سے کہا جائے گا کہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات کی مقدار روک لو پھر جب اور مال کما لے تو جتنا روکا تھا اتنا مال صدقہ کر دینا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ نذر مانتا ہے کہ اپنے مال کو صدقہ کر دے گا تو اس پر صرف لازم ہوگا کہ جو اس جنس سے ہے جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ صدقہ کرنا پڑے گا، اور دوسرا نہیں یعنی روپیہ پیسہ سامان تجارت سائمہ جانور۔

کتاب المناسک

احرام اور تلبیہ کا بیان

۲۲۳۔ ۔۔حضرت حماد حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب ان کا اونٹ ان کو

لا شریک لک لبیک إلٰہ الحق لبیک، غفار الذنوب لبیک۔ قال محمد: إن شاء الرجل أحرم

سے کر اٹھا تو انہوں نے فرمایا اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، إن الحمد و النعمة لک و الملک لا شریک لک، لبیک إلٰہ الحق لبیک، غفار الذنوب لبیک (یعنی اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر خدمت ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں آپ ہی کے لئے ہیں اور ملک بھی آپ کا کوئی شریک نہیں۔ اے معبود برحق میں حاضر ہوں، حاضر ہوں اے گناہوں کے معاف فرمانے والے میں حاضر ہوں)۔

امام محمد نے فرمایا اگر انسان چاہے تو اس وقت احرام کی نیت کر لے جب اس کا اونٹ اسے لے کر کھڑا ہو اور چاہے تو دو رکعتیں پڑھنے کے فوراً بعد نیت کرے۔ معروف تلبیہ و الملک لا شریک لک تک ہے۔ آپ اس میں جتنے کلمات دعائیہ حمد و ثنا کا اضافہ کرنا چاہیں کر لیں۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش:) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مقامات متعین کئے ہیں جہاں سے احرام کے بغیر نہیں گزرنا چاہئے۔ مدینہ منورہ کی سمت سے آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ جسے بئر علی بھی کہتے ہیں جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ سے نکلے تو یہاں ظہر پڑھتے۔ عراق والوں کے لئے ذات عرق ہے جو عراق سے مکہ کی جانب تین دن کی مسافت پر واقع ہے۔ عرق چھوٹے پہاڑ کو کہتے ہیں وہاں ایک چھوٹا پہاڑ تھا۔ شام والوں کے لئے جحفہ ہے جو رابغ کے قریب ہے شام سے ذوالحلیفہ کی جانب واقع ہے۔ اس کو پہلے مہیعہ کہا جاتا تھا پھر سیلاب نے اسے نیست و نابود کر دیا تو جحفہ کہا جانے لگا۔ نجد والوں کے لئے قرن المنازل ہے۔ یہ طائف کی طرف مائل ایک پہاڑ ہے مکہ مکرمہ اور اس کے درمیان بیالیس میل کی مسافت ہے۔ یمن والوں کے لئے یلملم ہے۔ یہ تہامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ یہ بھی مکہ مکرمہ سے دو مرحلوں کے فاصلے پر واقع ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات اسی طرح مقرر فرمائے تھے۔ یہ میقات ان علاقوں کے رہنے والوں کے لئے بھی ہیں اور جو ان جہات سے گزرے اس کے لئے بھی اور دوسرے علاقے والے جب اپنی جہت میں واقع ہونے والے میقات کی محاذات سے گزریں تو انہیں احرام باندھ لینا چاہئے ورنہ دم لازم آئے گا۔ اگر کسی کے راستے میں دو میقات پڑتے ہوں تو وہ پہلے کی بجائے دوسرے میقات سے احرام باندھ سکتا ہے

اگر کوئی شخص اپنے گھر سے احرام باندھ لے یا ان مواقیت میں سے کسی میقات تک پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لے تب بھی درست ہے اس لئے کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ (البقرہ۔ ۱۹۶) حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔

حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عمرہ و حج کا اتمام یہ ہے کہ اپنے گھر سے ان کا احرام باندھے اسے افضل قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اتمام کی یہی تفسیر کی گئی ہے۔ پھر اس میں مشقت بھی زیادہ ہے اور سب سے زیادہ بھی گوارا ہے گا۔ البتہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ یہ اس شخص کے لئے افضل ہے جو اپنے آپ کو ممنوعات احرام سے بچا سکے ورنہ میقات سے احرام باندھنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص میقات کے بعد والے علاقے میں رہتا ہو تو اس کا میقات یہ ہے کہ وہ حدود حرم سے حل میں چلا جائے یعنی وہ جگہ جو میقات اور حدود حرم کے درمیان ہے ایسے علاقے والوں کے لئے ضرورۃً بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے اس لئے بلا احرام جا سکتے ہیں البتہ عمرہ یا حج کا ارادہ ہو تو احرام باندھنا پڑے گا جو شخص مکہ مکرمہ میں رہتا ہو تو حج میں اس کا میقات حرم ہے یعنی وہیں سے احرام باندھے گا اور عمرہ کے لئے حدود حرم سے باہر نکل کر احرام باندھے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حج کا احرام مکہ میں ہی باندھنے کا حکم دیا تھا اور حضرت عائشہ کو عمرہ کرانا تھا ان کے بھائی کو حکم دیا کہ انہیں تنعیم سے عمرہ کا احرام بندھوا کر لائیں۔ مکہ مکرمہ میں رہنے والا اگر حج کا احرام حل سے باندھے اور عمرہ کا حرم سے تو اس پر دم لازم آئے گا۔

جب احرام کا ارادہ ہو تو غسل یا وضو کر کے پاک صاف نئی یا دھلی ہوئی دو چادریں باندھے خوشبو موجود ہو تو خوشبو لگا لے دو رکعتیں نفل احرام کے لئے پڑھے اور کہے اے اللہ میں حج یا عمرہ جس کا ارادہ ہو جس کا نام لے کر چاہتا ہوں اسے میرے لئے آسان فرما دیجئے اور میری طرف سے قبول کر لیجئے نماز پڑھ کر تلبیہ پڑھے جو یہ ہے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک إن الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ ہے۔

افضل یہ ہے کہ نماز کے بعد تلبیہ پڑھے لیکن اگر کچھ دیر بعد یا سواری پر سوار ہو کر بعد تلبیہ پڑھا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں تلبیہ اس وقت سے پڑھے یا اس کے قائم مقام ہو جائے اور اگر تلبیہ کی جگہ سبحان

هذا والسلطان يلبي بذلك، فما زدت فحسن، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٢٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال له رجل: يا أبا عبد الرحمن! رأيتك تصنع أربع خصال، قال: ما هن؟ قال: رأيتك حين أردت أن تحرم ركبت راحلتك ثم استقبلت القبلة ثم أحرمت حين

یا الہ الا اللہ وغیرہ پڑھا یا اللہ تعالیٰ کا اور کوئی ذکر کیا اور احرام کی نیت کی تو محرم ہو جائے گا۔ مذکورہ لبیک میں اضافہ جائز ہے۔ امام شافعی عدم جواز کے قائل ہیں۔ تکبیر پڑھتے ہی محرم ہو جائے گا اب اسے ممنوعات احرام (فحش کلام) کرنا ہوں، (قرآن) جھگڑے عورتوں سے ہمبستری وغیرہ کی باتوں سے بچنا چاہیے۔ سلے کپڑے پہننا ممنوع ہے۔ شکار کرنا ممنوع، عمامہ، ٹوپی، قمیص، پاجامہ، موزے اور جوتے پہننا ممنوع، سر یا چہرہ ڈھانکنا، خوشبو لگانا، بال مونڈنا یا کاٹنا، ناخن کاٹنا، زعفران یا عصفر سے رنگا کپڑا پہننا منع ہے۔

حالت احرام میں غسل کرنا، سایہ میں بیٹھنا اور ہمیانی باندھنا درست ہے، سر اور داڑھی کو خطمی سے نہیں دھوئے گا۔ کثرت سے تکبیر پڑھے گا، فرض نمازوں کے بعد اونچائی پر چڑھتے نیچے اترتے، لوگوں اور قافلوں سے ملتے، صبح و شام ہر وقت کثرت سے تکبیر پڑھے۔

۴۲۳۔ ... حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک صاحب نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمن میں نے آپ کو چار کام کرتے دیکھا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے جب احرام کا ارادہ کیا تو آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے، قبلہ کی طرف منہ کیا، پھر جب آپ کا اونٹ آپ کو لے کر کھڑا ہوا تو آپ نے احرام کی نیت کی (یعنی تکبیر پڑھا)، اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے جب بیت اللہ کا طواف کیا تو آپ ان کے استلام سے پہلے حجر اسود سے آگے نہیں بڑھتے، اور میں نے آپ کو دیکھا آپ اپنی داڑھی زرد رنگ سے رنگتے ہیں، اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ سبتی جوتوں میں وضو کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سب کچھ کرتے دیکھا ہے اس لئے میں نے بھی کیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب پر عمل کرتے ہیں، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ نے سواری پر سوار ہو کر تکبیر پڑھا اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے نماز کے فوراً بعد تکبیر پڑھا۔ ہو سکتا ہے جنہوں نے نماز کے فوراً بعد کا تکبیر دیکھا ہو انہوں نے اونٹنی پر سوار ہو کر پڑھا جانے والا تکبیر پہلی مرتبہ تکبیر احرام والا تکبیر سمجھا ہو۔

تنبعث بك بعيرك، ورأيتك إذا طفت بالبيت لم تجاوز الركن اليماني حتى تستلمه، ورأيتك تلون لحيتك بالصفرة، ورأيتك تتوضأ في النعال السبتية. قال: إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع ذلك كله فصنعته. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب القرآن وفضل الإحرام

۴۲۵۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا منصور بن المعتمر عن إبراهيم النخعي عن أبي نصر السلمي عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: إذا أهللتم بالحج والعمرة فطوفوا لهما طوافين، واسعوا لهما سعيين بالصفا والمروة. قال منصور: فلقيت مجاهداً وهو يفتي بطواف واحد لمن قرن، فحدثته بهذا الحديث فقال: لو كنت سمعته لم أفت إلا

حجر اسود کا بوسہ لیا جائے گا یا اس کا موقع نہ ملے تو کوئی چیز اس پر لگا کر چوم لے یا ہاتھ سے اشارہ کر کے چوم لے، رکن یمانی پر جب پہنچے اس کا بھی استلام کرے لیکن اس کا استلام بوسہ لینا نہیں بلکہ صرف ہاتھ پھیرنا ہے۔

داڑھی میں کالے رنگ کے علاوہ ہر طرح کا خضاب لگا سکتے ہیں احادیث میں کالے خضاب سے منع کیا گیا ہے۔

ایسی چپلوں کو پہن کر وضو کر سکتے ہیں جو پاؤں تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ نہ بنیں اور دباغت والی کھال سے یا مذبوحہ جانور کی کھال سے بنائی گئی چپلوں میں بھی وضو کر سکتے ہیں۔

حج قران اور احرام کی فضیلت کا بیان

۴۲۵۔ ۔۔۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جب حج اور عمرہ کا احرام باندھو تو دو طواف اور صفا و مروہ کے درمیان دو سعیں کرو۔ حضرت منصور نے فرمایا پھر میری ملاقات حضرت مجاہد سے اس حالت میں ہوئی کہ وہ قارن کو ایک طواف کا حکم دے رہے تھے میں نے انہیں یہ حدیث سنائی تو انہوں نے فرمایا اگر میں نے یہ حدیث سنی ہوتی تو دو طواف کا ہی فتویٰ دیتا لیکن آج کے بعد میں دو کا فتویٰ ہی دوں گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی

يطوف لهما، وأما نحن اليوم فنرى أن نقرن بينهما. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۲۶- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن طاووس قال: لو حججت ألف حجة لم أدع القران، حتى لقد كانوا يدعون الحج الأكبر الحج الأصغر، ورأى أن حج من لم يقرن لم يكمل. قال محمد: وبه نأخذ، القران عندنا أفضل من غيره، وكل جميل حسن، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۲۷- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۲۶۔ ... حضرت طاؤس نے فرمایا میں اگر ایک ہزار حج بھی کروں تب بھی قران کو نہ چھوڑوں گا، حتاکہ ہم قران سے حج اکبر اور حج اصغر کہا کرتے تھے اور یہ کہ جس نے حج کے ساتھ قران نہیں کیا اس نے پورا کام نہیں کیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، ہمارے یہاں قران دوسروں سے افضل ہے ویسے سب ٹھیک ہی ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۲۷۔ ... حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ انہوں نے افراد سے منع کیا قران سے نہیں، یہی افراد سے منع کرنے سے مراد ہے کہ صرف عمرہ کرنے سے منع کیا۔

فائدہ: حنفیہ کے یہاں قران تمتع اور افراد سے افضل ہے۔ قران کے معنی ملانے کے ہیں یہاں حج اور عمرہ کو ایک سفر اور ایک احرام میں جمع کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حج افراد اسے کہتے ہیں کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور تلبیہ کے وقت زبان سے حج کا نام لے، دل سے اس کی نیت کرے یا صرف دل میں نیت کرے زبان سے کچھ نہ کہے اور پھر افعال حج ادا کرے۔ حج میں دو چیزیں رکن ہیں، وقوف عرفہ اور طواف زیارت، احرام باندھنا شرط ہے۔ قران کے معنی یہ ہیں کہ میقات یا اس سے قبل اشہر حج میں یا اس سے پہلے حج و عمرہ کا احرام باندھے اور تلبیہ کے وقت زبان سے حج و عمرہ کا ذکر کرے اور دل سے قصد کرے یا زبان سے کچھ نہ کہے صرف دل سے قصد کرے۔ تمتع اسے کہتے ہیں کہ میقات یا اس سے پہلے اشہر حج میں عمرہ کا احرام باندھے یا عمرہ کا اکثر حصہ اشہر حج میں کرے پھر عمرہ کرکے حلال ہو جائے احرام کھول دے اور حج کے دنوں میں اسی سال حج کا احرام باندھ کر حج کرے اس

أنه إنما نهى عن الإفراد وأما القران فلا. يعني بقوله: نهى عن الإفراد إفراد العمرة.

دوران اپنے گھر نہ جائے۔ عمرہ میں میقات پر یا اس سے قبل اشہرِ حج یا اس سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔ تلبیہ کے وقت زبان سے عمرہ کا لفظ کہے اور دل سے اس کی نیت کرے یا صرف دل میں ارادہ کرے۔ زبان سے کچھ نہ کہے اور عمرہ کا طواف کرے اور اسی سال حج کرے یا عمرہ کرکے گھر چلا جائے۔ احرام صحیح کرے (یعنی حلال ہو) اور گھر چلا جائے۔ عمرہ، احرام، طواف، سعی اور حلق کا نام ہے عمرہ کے لئے احرام شرط ہے اور عمرہ کے احرام سے نکلنے کے لئے حلق شرط ہے اور طواف و سعی رکن ہیں۔

قارن مکہ جا کر طوافِ بیت اللہ کرکے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے گا پھر طوافِ قدوم کرے اور حج کے لئے سعی کرے۔ عمرہ کے احرام سے فارغ ہو گیا لیکن احرام نہیں کھولے گا محرم رہے گا ۸ آٹھ تاریخ کو منیٰ چلا جائے گا وہاں پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پڑھے گا پھر میدانِ عرفات جائے گا ظہر کے بعد وقوفِ عرفات شروع ہوگا، مغرب کے بعد عرفات سے مزدلفہ جائے گا، آج مغرب کی نماز کا وقت عشاء کا وقت داخل ہونے پر شروع ہوگا۔ عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء جمع کرے گا پھر رمی جمرات کے لئے کنکریاں جمع کرے، صبح صادق کے بعد وقوفِ مزدلفہ شروع ہوگا سورج نکلنے سے پہلے پہلے منیٰ چلا جائے گا، وہاں جمرۂ عقبہ کو رمی کرکے جانور ذبح کرے گا اسے دمِ قران کہتے ہیں۔ یہ دمِ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں عبادتوں کو ایک احرام میں جمع کرکے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے خود بھی کھا سکتا ہے اغنیاء بھی کھا سکتے ہیں، امام شافعی کے یہاں یہ دمِ جبر ہے اس لئے یہ صرف فقراء کھا سکتے ہیں اغنیاء اور خود نہیں کھا سکتا، ذبح کے بعد حلق کرکے کپڑے پہن سکتا ہے احرام کھل گیا سوائے بیوی کے اب سب چیزیں حلال ہو گئیں اب مکہ جا کر طوافِ زیارت کرے، اگر طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی کر لی ہے تو اب سعی کی ضرورت نہیں ورنہ طواف کے بعد سعی بھی کرنا ہوگی۔

طوافِ زیارت کرکے واپس منیٰ چلا جائے، گیارہ ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کرنا ہوگی اور اس کا وقت زوال کے بعد شروع ہوگا، پہلے جمرۂ اولیٰ کو سات کنکریاں مارے گا پھر جمرۂ وسطیٰ کو پھر جمرۂ عقبہ کو، جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کے بعد دعا مانگے گا عقبہ کے بعد فوراً روانہ ہو جائے گا اسی طرح بارہ کو بھی تینوں کو کنکریاں مارنا ہیں۔ تیرہ کا غروبِ آفتاب اگر منیٰ میں رہتے ہوئے ہو جائے تو اس کی کنکریاں بھی مارنا پڑیں گی اگر اس سے پہلے وہاں سے نکل گیا تو تیرہ کی رمی ضروری نہیں۔

۳۲۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: تمام الحج والعمرة أن تحرم بهما من جوف دويرتك.
قال محمد: وبه نأخذ، ما عجلت من الإحرام فهو أفضل إذا ملكت نفسك، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۲۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا شيخ من ربيعة عن معاوية بن إسحاق

قران کے بعد تمتع کا درجہ ہے پھر افراد کا، امام صاحب سے ایک روایت افراد کے تمتع سے افضل ہونے کی بھی ہے۔ امام شافعی کے یہاں افراد افضل ہے پھر تمتع پھر قران یہی امام مالک و احمد کا بھی ایک قول ہے، امام احمد کے یہاں تمتع افضل ہے پھر افراد پھر قران۔

۳۲۸ - ... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام حج و عمرہ یہ ہے کہ تم ان دونوں کا احرام اپنے گھر سے باندھو، امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں احرام جتنا جلدی باندھا جائے بہتر ہے بشرطیکہ اپنے اوپر کنٹرول ہو یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر محظورات احرام کے ارتکاب کا خطرہ نہ ہو تو افضل یہی ہے کہ گھر سے احرام باندھ کر چلے تاکہ وہیں سے تلبیہ پڑھنا شروع کر دے، وہ سب مقامات جہاں جہاں تلبیہ کی آواز پہنچے گی قیامت کے روز اس کے لئے گواہی دیں گے، احرام جتنا طویل ہوگا اتنا اجر ملے گا۔ اگر بالفرض راستے ہی میں روح پرواز کر گئی تو محرم کو حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کا ثواب ملتا رہے گا، لیکن اگر کوئی شخص اپنے اوپر قابو نہیں رکھتا، محظورات کے ارتکاب کا ڈر ہے تو اسے میقات سے ہی احرام باندھنا چاہیئے تاکہ گناہگار نہ ہو۔

۳۲۹ - ... حضرت معاویہ بن اسحاق قریشی رحمہ اللہ نے فرمایا حاجی کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے بھی جس کے لئے وہ ماہ محرم ختم ہونے تک استغفار کرے۔

(ش) حج اور عمرہ گناہ معاف کرتے ہیں، حاجی جب تک اپنے گھر نہ پہنچے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوتا ہے اس کی دعا خصوصیت سے قبول ہوتی ہے اگلی روایت میں اس کی اور تفصیل آرہی ہے بظاہر محرم ختم ہونے

القرشي قال: إن الحاج مغفور له ولمن استغفر له إلى انسلاخ المحرم.

۳۳۰۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أيوب بن عائذ الطائي عن مجاهد قال: حاج بيت الله والمجاهد في سبيل الله وفد الله، دعاهم فأجابوه، ويعطيهم ما سألوه.

۳۳۱۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا محمد بن مالك الهمداني عن أبيه قال: خرجنا في رهط نريد مكة، حتى إذا كنا بالربذة رفع لنا خباء، فإذا فيه أبو ذر الغفاري رضي الله عنه:

مراد یہ ہے کہ محرم تک پہنچ جائے اس لئے کہ حج کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوتے تھے وہ دور دراز والوں کو راستہ میں کئی دن لگ ہی جاتے تھے۔

۳۳۰۔ ... حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیت اللہ کا حج کرنے والا، عمرہ کرنے والا اور اللہ جل شانہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں دعوت دی انہوں نے اس دعوت پر لبیک کہا، اللہ تعالیٰ انہیں وہ سب کچھ عطا کرے گا جو وہ اس سے مانگیں گے۔

(ش) حقیقت یہ ہے کہ اجابت کے یقین کے ساتھ جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے بشرطیکہ متعلق حلال ہو گئی ہوں سے تو یہ جو بھی قرآن میں ہے کہ دعا کی قبولیت کے تین درجات ہیں ۱۔ جو مانگا وہ مل گیا۔ ۲۔ جو مانگا اس کے بجائے اس سے بہتر اور نفع بخش چیز دے دی جائے۔ ۳۔ دنیا میں دینے کی بجائے آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیا جائے۔ لوگ عام طور سے پہلی قسم کو قبولیت سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ دعائیں ضرور قبول فرماتے ہیں البتہ چونکہ وہ عالم الغیب ہیں اور مؤمنین کے بڑے ہمدرد، رحیم و شفیق ہیں اس لئے ان کو وہ عطا فرماتے ہیں جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہو، اس لئے جلد بازی نہیں کرنا چاہیے اور نہیں ہوا کہنا چاہیے، تضرع، عاجزی اور گڑگڑاہٹ کے ساتھ مانگتے رہنا چاہیے۔

۳۳۱۔ ... حضرت محمد بن مالک ہمدانی اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا ہم ایک جماعت کے ساتھ مکہ کے ارادہ سے نکلے جب ربذہ نامی جگہ پر پہنچے تو ایک خیمہ ہمارے سامنے آیا کیا دیکھا اس میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ موجود تھے، ہم ان کے پاس گئے انہیں سلام کیا، انہوں نے خیمہ کا ایک کنارہ ہٹایا سلام کا جواب دیا اور فرمایا: آپ لوگ کہاں سے آرہے ہیں؟ ہم نے کہا بہت دور گھاٹی سے، فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کیا بیت عتیق (بیت اللہ) کا، فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ تمہیں حج کے علاوہ کسی اور مقصد نے نہیں نکالا؟ یہ بات انہوں نے مجھے کئی مرتبہ کہی ہم نے ان کے

فأتيناه فسلمنا عليه، فرفع جانب الخباء فرد السلام فقال: من أين أقبل القوم؟ فقلنا: من الفج العميق، قال: فأين تؤمون؟ قالوا: البيت العتيق، قال: الله الذي لا إله إلا هو ما أشخصكم غير الحج؟ فذكر ما الله علينا من ذلك فحلفنا، فقال: انطلقوا فقد غفر لكم ثم استقبلوا العمل.

باب الطواف والقراءة في الكعبة

٣٣٢- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رمل من الحجر إلى الحجر، قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٣٣٣- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن رجل عن عطاء بن أبي رباح قال: رمل رسول الله صلى الله عليه وسلم من الحجر إلى الحجر، قال محمد: وبه نأخذ، الرمل في الأشواط الثلاثة

سامنے قسم کھائی، انہوں نے فرمایا: جاؤ حج کرو پھر از سر نو عمل کرنا۔

ف: یعنی حج سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اب گویا نئی زندگی شروع ہو رہی ہے لہٰذا از سر نو عمل شروع ہو رہے ہیں اس لئے بہت احتیاط سے کام کرنا کیونکہ اعمال میں گناہوں سے بچنا بڑا کمال ہے۔

طواف اور کعبہ مطہرہ میں قرأت قرآن کا بیان

۳۳۲۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۳۳۔ ۔۔۔ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ پہلے تین چکروں میں رمل حجر سے شروع ہوگا جس وقت طواف شروع ہوگا اور حجر اسود کے پیچھے تک ہوگا پورے تین چکر اسی طرح لگائے جائیں گے آخری چار چکروں میں اپنی رفتار کے مطابق چلے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: رمل کا مطلب ہے کہ تیز چلے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے کاندھے ہلا کر سینہ تان کر چلے اس میں اضطباع بھی ہو گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا رمل سنت ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عمرۃ القضاء کے موقع پر مشرکین نے کہا تھا مدینہ کے بخار کی وجہ سے مسلمان کمزور ہو گئے ہیں، اہل مکہ پہاڑ پر چڑھ کر

الأركان من الحجر الأسود حين يبتدئ الطواف حتى ينتهي إليه ثلاثة أشواط كاملة ويمشي الأربعة الأشواط الأخرى على هينته، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۳۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد أنه سعى بين الصفا والمروة مع عكرمة فجعل حماد يصعد الصفا ولا يصعده عكرمة، ويصعد حماد المروة فلا يصعدها عكرمة قال: فقلت: يا أبا عبد الله، ألا تصعد الصفا والمروة؟ فقال: هكذا طاف رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال حماد: فلقيت سعيد بن جبير فذكرت ذلك له فقال: إنما طاف رسول الله صلى الله عليه وسلم على راحلته وهو شاك يستلم الأركان بمحجن، فطاف بالصفا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو آپ نے اضطباع کیا یعنی اوپر والی چادر کو دائیں کاندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈالا اور شروع کے تین چکروں میں رمل کیا اور صحابہ نے بھی اسی طرح کیا بعد میں یہ وجہ نہ ہونے کے باوجود یہ حکم برقرار رہا۔

۳۳۳۔۔۔ حضرت حماد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے ساتھ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی حضرت حماد صفا پر چڑھنے لگے حضرت عکرمہ نہ صفا اور نہ مروہ پر چڑھے حضرت حماد مروہ پر چڑھے عکرمہ نہ چڑھے فرمایا میں نے عرض کیا اے ابو عبد اللہ! آپ صفا مروہ پر کیوں نہیں چڑھتے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف اسی طرح تھا حضرت حماد نے فرمایا پھر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے ملا ان سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کی وجہ سے اپنی اونٹنی پر طواف کیا تھا اور حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام عصا سے کر رہے تھے، آپ نے صفا مروہ کے درمیان سعی بھی اپنی سواری پر کی اس لئے آپ نہیں چڑھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم حضرت سعید بن جبیر کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔ انسان کو صفا مروہ پر چڑھنا چاہیے لیکن صرف اتنا چڑھے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے پھر دعا کرے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) طواف کے بعد سعی کے لئے افضل یہ ہے کہ باب الصفا سے داخل ہو جو باب بنی مخزوم کا نام ہے لیکن یہ سنت نہیں ہے جس دروازے سے چاہے نکل سکتا ہے صفا مروہ پر چڑھے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے اس لئے کہ چڑھنے کا مقصد بیت اللہ کو دیکھنا اور اس کی طرف منہ کرنا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے

والمروة على راحلته فمن أجل ذلك لم يصعد. قال محمد: وبقول سعيد بن جبير نأخذ، ينبغي للرجل أن يصعد على الصفا والمروة فيستقبل الكعبة حيث يراها ثم يدعو، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٣٣٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير أنه قرأ في الكعبة في الركعة الأولى بالقرآن، وفي الركعة الثانية بقل هو الله أحد. قال محمد: ولسنا نرى بهذا بأسا إذا فهم ما يقول، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

میں آتا ہے کہ آپ صفا پر چڑھے جب بیت اللہ نظر آنے لگا تو اس کی طرف منہ کر کے دعا مانگی۔ صفا پر چڑھ کر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ پڑھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے پھر اتر کر مروہ کی جانب اپنی عام رفتار سے چلے جب بطن وادی میں پہنچے تو میلین اخضرین کے درمیان دوڑے، سبز ستونوں پر علامت کے طور پر سبز ٹیوب لائٹ بھی لگی ہوئی ہے ان کے درمیان دوڑے گا باقی حصہ پھر اپنی عام رفتار سے چلے گا، پھر مروہ پر اگر ایسا ہی کرے گا جیسا صفا پر کیا تھا، یہ ایک شوط ہوا سعی کے سات شوط میں ابتدا صفا سے ہوگی اختتام مروہ پر ہوگا۔

۳۳۵- ... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کعبہ میں پہلی رکعت میں قرآن کریم کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے جو پڑھ رہا ہے اگر وہ سمجھ میں آرہا ہو تو پڑھ سکتا ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) کعبہ میں فرض و نفل سب پڑھ سکتے ہیں، امام شافعی کے یہاں اس میں مطلقاً نماز جائز ہے نہ اندر پڑھ سکتے (اس کے اوپر اگر سامنے سترہ ہو)، امام مالک کے یہاں فرض جائز نہیں نفل پڑھ سکتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے۔

❖

باب متى يقطع التلبية؟ والشرط في الحج

۳۳۶- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يقطع المحرم التلبية بالعمرة إذا استلم الحجر، ويقطع التلبية بالحج في أول حصاة يرمي بها الجمرة العقبة- قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۳۷- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يشترط في الحج قال: ليس شرطه بشيء- قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

تلبیہ کب ختم کیا جائے گا؟ اور حج میں شرط لگانے کا بیان

۳۳۶- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عمرہ کا احرام باندھنے والا حجر اسود کے استلام کرنے پر تلبیہ پڑھنا موقوف کر دے گا، اور حاجی جب جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارے گا تو اسی وقت سے تلبیہ موقوف کر دے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

ف: حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کثرت سے تلبیہ پڑھنا چاہیے، فرض نمازوں کے بعد اونچائی پر چڑھتے اترتے، لوگوں سے ملتے، کسی وادی میں گاؤں میں اترتے، صبح و شام ہر وقت پڑھے، احرام کی حالت میں تلبیہ ایسا ہے جیسے نمازوں میں اللہ اکبر، اسے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتے ہوئے کہا جاتا ہے۔ اسی طرح رات میں بھی پڑھنا چاہیے، تلبیہ زور سے پڑھنا مستحب ہے، عورتیں آہستہ آہستہ پڑھیں گی، عمرہ کرنے والا حجر اسود کے استلام پر اسے پڑھنا بند کر دے گا اور حاجی دسویں تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی کو پہلی کنکری مارنے پر۔

۳۳۷- ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو حج میں کوئی شرط لگائے فرمایا اس کا شرط لگانا کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

ف: اگر کوئی شخص احرام باندھتے وقت یہ نیت کرے کہ اگر مجھے احصار پیش آگیا تو حلال ہو جاؤں گا۔

باب العمرة في أشهر الحج وغيرها

۲۲۸- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل إذا أهلّ بالعمرة في غير أشهر الحج ثم أقام حتى يحج، أو رجع إلى أهله ثم حج فليس بمتمتع، وإذا أهلّ بالعمرة في أشهر الحج ثم رجع إلى أهله ثم حجّ فليس بمتمتع، وإذا اعتمر في أشهر الحج ثم أقام حتى يحج فهو متمتع. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۲۲۹- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل من أهل مكة اعتمر في أشهر الحج ثم حج من عامه ذلك قال: ليس عليه هدي بمتعته. قال محمد: وبه

اشہر حج وغیرہ میں عمرہ کرنا

۲۲۸- ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو غیر اشہر حج میں عمرہ کا احرام باندھے پھر حج تک ٹھیرا رہے یا اپنے گھر لوٹ جائے پھر حج کرے تو وہ متمتع نہیں کہلائے گا۔ اور جب اشہر حج میں عمرہ کا احرام باندھے پھر اپنے گھر لوٹ جائے پھر حج کرے تب بھی متمتع نہیں اور جب اشہر حج میں عمرہ کرے پھر حج تک ٹھیرا رہے اور حج کرے تو وہ متمتع کہلائے گا۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۲۹- ... حضرت ابراہیم نے مکہ والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ اشہر حج میں عمرہ کرلے پھر اسی سال حج کرے تو اس پر تمتع کی وجہ سے ہدی نہیں آئے گی۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے، اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (البقرة - ۱۹۶)

یہ اس کے لئے درست ہے جس کے اہل مسجد حرام کے قریب نہ رہتے ہوں۔

(ش) گذر چکا ہے کہ تمتع اسے کہتے ہیں کہ حج اور عمرہ کو اشہر حج میں ایک سفر میں ادا کیا جائے عمرہ اور حج کے دوران حلال ہو کر اپنے گھر نہ جائے، اہل مکہ کے لئے نہ تمتع ہے نہ قران، اس لئے کہ [illegible]

نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، و ذلك لقول الله تعالى: ﴿ذلك لمن لم يكن أهله حاضري المسجد الحرام﴾.

٤٣٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقدم متمتعاً في شهر رمضان فلا يطوف حتى يدخل شوال قال: هو متمتع لأنه طاف في أشهر الحج. قال محمد: وبه

کے مطابق تمتع اس کے لئے جائز ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو، قران اس لئے جائز نہیں کہ اس صورت میں دو فرض جو وقتی (عمرہ اور حج) ان میں سے ایک میں خلل لازم آئے گا اس لئے کہ اگر ان دونوں کو حرم میں جمع کیا تو عمرہ کے احرام کی شرط فوت ہو جائے گی اس لئے کہ اس کے لئے عمرہ کے احرام کا میقات حل ہے، اور اگر دونوں کا احرام حل سے باندھتا ہے تو میقات حج میں خلل پڑے گا اس لئے کہ اس کا میقات حرم ہے، لیکن اگر کسی مکی نے تمتع یا قران کر لیا تو اس پر دم جبر آئے گا اس سے وہ نہیں کھا سکتا اور تمتع کی صورت میں اس کے بدلے روزے نہیں رکھ سکتا ہے، حضرت ابن عمر، ابن عباس اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اہل مکہ کے لئے تمتع نہیں ہے۔

متمتع اگر عمرہ کر کے اپنے شہر لوٹ گیا اور ہدی اس کے ساتھ نہ ہو تو اس کا تمتع باطل ہو جائے گا، اس لئے کہ تمتع کا مطلب ہے ایک سفر میں دونوں کو جمع کیا اور اس نے دونوں کے لئے مستقل سفر کیا ہے لہٰذا وہ معنی مفقود ہو گئے، امام شافعی کے یہاں اس سے تمتع باطل نہیں ہوتا، اس لئے کہ ان کے یہاں گھر جانے سے تمتع باطل نہیں ہوتا ــــــــــــــــ اور ان کے یہاں مکی کو تمتع کر سکتے ہیں، ہم نے جو ان کا جو حکم لگایا، حضرت ابن عمر، سعید بن جبیر، عطاء، ابراہیم وغیرہ جمہور تابعین سے مروی ہے۔

اگر کوئی شخص اشہر حج سے پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور طواف کے چار سے کم شوط کرے پھر اشہر حج داخل ہو جائیں اور باقی چار شوط اشہر حج میں کرے، پھر حج کا احرام باندھے تو وہ متمتع کہلائے گا۔ لیکن اگر اشہر حج سے پہلے عمرہ کے چار یا اس سے زیادہ شوط ادا کر لئے پھر اسی سال حج کیا تو متمتع نہ ہوگا اس لئے کہ عمرہ کا اکثر حصہ اشہر حج سے پہلے کیا ہے، اشہر حج شوال، ذو القعدۃ اور ذی الحجہ کے دس دن کہلاتے ہیں، اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ احرام گو وہ پہلے باندھا ہو اگر پورا طواف یا اس کا اکثر حصہ اشہر حج میں کیا ہو تو یہ شخص متمتع ہوگا۔

۴۳۰۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو رمضان کے مہینے میں متمتع بن کر آیا

نأخذ، عمرته في الشهر الذي يطوف فيه وليس في الشهر الذي يحرم فيه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٣٤١ - محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يفوته صوم ثلاثة أيام في الحج قال: عليه الهدي لا يجد منه ولو أن يبيع ثوبه. قال محمد: وبه نأخذ،

اور شوال کے داخل ہونے سے پہلے طواف نہ کرے فرمایا وہ متمتع ہے اس لئے کہ اس نے طواف اشہر حج میں کیا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں، اس کا عمرہ اس مہینے میں شمار کیا جائے گا جس میں وہ طواف کرے، اس مہینے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جس میں وہ احرام باندھے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۴۱- ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو ایام حج میں تین روزے نہ رکھ سکا ہو فرمایا اس پر ہدی لازم ہوگی اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں خواہ اس کے لئے اسے اپنے کپڑے بیچنے پڑیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر متمتع یا قارن کے پاس دم تمتع یا قران نہ ہو تو اسے دس روزے رکھنا ہوں گے اس لئے کہ قرآن کریم میں آتا ہے:

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ البقرۃ-۱۹۶	اور جس کسی کو میسر نہ آئے وہ تین دن کے روزے ایام حج میں رکھ ڈالے اور سات روزے جب تم واپس ہو یہ پورے دس روزے ہو گئے۔

* * *

تین روزے حج سے پہلے رکھے گا، ان روزوں کو بالکل اخیر میں رکھے گا یعنی سات آٹھ اور نو ذوالحجہ کو، مؤخر اس لئے کرے گا تاکہ ہو سکتا ہے ہدی پر قادر ہو جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس سے پہلے رکھ لے تب بھی جائز ہے آخری دنوں میں رکھنا افضل ہے۔ اگر حج سے پہلے تین روزے نہ رکھ سکے اور یوم نحر آجائے تو اب دم تمتع یا قران ہی دینا ہوگا روزہ بعد میں نہیں رکھ سکتا۔ اگر پہلے تین روزے رکھ لے اور ایام تشریق گزرنے کے بعد جب گھر چلا جائے تو سات روزے رکھے لیکن اگر مکہ میں ہی رکھ لیں تب بھی جائز ہے البتہ امام شافعی کے نزدیک ایام تشریق گزرنے کے بعد گھر پہنچ کر رکھے گا اس سے پہلے نہیں رکھ سکتا حنفیہ کہتے ہیں کہ سبعۃ اذا رجعتم سے مراد ہے اعمال حج سے فارغ ہونا اس لئے کہ فارغ ہونا گھر

وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۴۳ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا يزيد بن عبد الرحمن عن ميمون عن العنيقة عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها أنها قالت: لا بأس بالعمرة في أي السنة شئت إلا خمسة أيام: يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى إلا أنا نقول: عشية عرفة، فأما غداة عرفة فلا بأس بالعمرة فيها.

واپس لوٹنے کا سبب ہے لہٰذا قارن فارغ ہونے کے بعد رکھ سکتے ہیں خواہ گھر ہی گیا ہو۔

۳۴۳ ۔ ... ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پانچ دن نویں، دسویں ذی الحجہ اور ایام تشریق (یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ) کے علاوہ سال کے جن دنوں میں چاہو عمرہ کر سکتے ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے البتہ ہم نو ذی الحجہ کی شب کو عمرہ ممنوع کرتے ہیں نو ذی الحجہ کی صبح کو عمرہ ہو سکتا ہے۔

ش: اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں جس کے گذر جانے کی وجہ سے وہ فوت ہو جاتا ہو۔ عمرہ احرام، طواف، سعی اور حلق کا نام ہے۔ احرام اور طواف رکن ہیں اور سعی اور حلق واجب ہے۔ عمرہ سال میں پانچ دنوں کے علاوہ جب چاہیں کر سکتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث اور ابن عباس کے قول کہ ان پانچ دنوں میں عمرہ نہ کرو ان سے پہلے اور بعد میں جب چاہو کر لینا کی وجہ سے ان دنوں میں عمرہ کرنا منع ہے ان دنوں میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی نے پہلے سے احرام باندھا ہے جیسے قارن اور وہ کسی وجہ سے وقوف عرفات نہ پا سکا تو اس کے لئے ان دنوں میں عمرہ کی اجازت ہے ان پانچ ایام میں عمرہ کرنا اس لئے مکروہ ہے کہ یہ حج کے لئے متعین ہیں۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا عرفہ (نو ذی الحجہ) کے دن زوال سے پہلے عمرہ کرنا مکروہ نہیں اس لئے کہ وقوف عرفات کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ بہر حال اگر کسی نے ان دنوں عمرہ کر لیا تو ہو جائے گا لیکن کراہت آئے گی۔ عمرہ سنت مؤکدہ ہے بعض احناف واجب اور بعض فرض کفایہ بھی کہتے ہیں۔ امام شافعی کا قدیم قول سنت کا تھا قول جدید فرض ہونے کا ہے۔ امام مالک بھی سنت مؤکدہ کے قائل ہیں۔

باب الصلاة بعرفة وجمع

٣٤٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا صليت يوم عرفة في رحلك فصل كل واحدة من الصلاتين لوقتها، ولا ترتحل من منزلك حتى تفرغ من الصلاة. قال محمد: وبهذا كان يأخذ أبو حنيفة رحمه الله تعالى، فأما في قولنا فإنه يصليها في رحله كما يصليها مع الإمام، يجمعهما جميعاً بأذان وإقامتين، لأن العصر إنما قدمت للوقوف.

عرفات اور مزدلفہ میں نماز پڑھنے کا بیان

۳۴۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر تم عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے دن اپنے خیمے میں نماز پڑھو تو ظہر و عصر دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت پر پڑھنا اور نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنی جگہ سے کوچ مت کرو۔ امام محمد نے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسی پر عمل کرتے تھے۔ لیکن ہمارا قول یہ ہے کہ خیمہ میں بھی دونوں نمازوں کو ایک ساتھ اسی طرح پڑھے گا جس طرح امام کے ساتھ دونوں کو ایک کے وقت میں جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اس لئے کہ عصر کی نماز کو وقوف عرفات کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے (لہٰذا خیمہ میں پڑھے یا امام کے ساتھ دونوں صورتوں میں ظہر کے ساتھ عصر کو بھی پڑھے گا) اسی طرح کا قول بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور حضرت عطاء بن رباح اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے بھی منقول ہے۔

(شرح) جمع حقیقی دو جگہ جائز ہے ایک عرفات میں جو جمع تقدیم ہے اس میں عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھا جاتا ہے اسے جمع تقدیم کہتے ہیں۔ حنفیہ کے یہاں اس جمع بین الصلاتین کے لئے شرط ہے کہ امام وقت یا اس کا نائب یا مقرر کردہ آدمی نماز پڑھائے اور محرم ہو۔ امام مقیم ہو تو اقامت کی نماز پڑھائے گا مسافر ہو تو سفر کی۔ زوال شمس کے بعد مؤذن منبر کے سامنے ان دونوں نمازوں کے لئے ایک اذان دے گا، اذان کے بعد امام کھڑے ہو کر جمعہ کی طرح خطبہ دے گا پہلے ظہر پڑھے گا پھر عصر کو جو ظہر کے وقت میں اقامت (تکبیر) کے ساتھ پڑھے گا۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان سنتیں نفلیں نہیں پڑھی جائیں گی۔ امام ابوحنیفہ کے یہاں جمع بین الصلاتین کیلئے دو شرطیں ہیں ۱. امام وقت کا ہونا ۲. حج کا احرام باندھے ہونا صاحبین کے یہاں صرف حج کا احرام باندھے ہونا کافی ہے۔

وكذلك بلغنا عن عائشة أم المؤمنين وعن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما وعن عطاء بن أبي رباح وعن مجاهد۔

۳۴۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الصلاة قال: إذا صليتهما بجمع صليتهما بإقامة واحدة، وإن تطوعت بينهما فاجعل لكل واحدة إقامة. قال محمد: وبه

اگر کوئی شخص اکیلے ظہر پڑھتا ہے تو عصر اس کے وقت میں پڑھے گا امام کیساتھ نہیں پڑھے گا۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں امام کو دونوں نمازوں میں ہونا شرط ہے، صاحبین کے یہاں منفرد بھی جمع کرے گا اس لئے کہ جمع کی اجازت وقوف عرفات کی وجہ سے دی گئی ہے تاکہ اس کو وسیع وقت مل جائے اور منفرد کو بھی اس کی ضرورت ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ وقت پر نماز پڑھنا فرض ہے قرآن و احادیث سے یہی ثابت ہے اسے صرف اسی مقام پر چھوڑ سکتے ہیں جہاں اس کی اجازت دی گئی ہو، اور تقدیم معتاد وقوف کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جماعت فوت نہ ہو الگ الگ وقوف کریں گے اس کی وجہ سے دوبارہ جمع ہونا مشکل ہوگا۔ لہٰذا اپنے خیمہ میں نماز پڑھنے والے عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھ کر وقوف عرفات کریں گے۔

۳۴۴ ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے مزدلفہ میں نماز کے بارے میں مروی ہے فرمایا اگر تم انہیں مزدلفہ میں جمع پڑھو تو ایک اقامت کے ساتھ پڑھو گے اگر ان دونوں (مغرب و عشاء) کے درمیان نفل پڑھیں تو ہر ایک کے لئے الگ الگ اقامت کہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ مغرب و عشاء کے درمیان سنن و نوافل پڑھنا ہمیں اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

(تشریح) دسویں ذی الحجہ کی شب مغرب کا وقت غروب آفتاب کے ہو جانے کے ساتھ داخل ہو وقت عشاء سے شروع ہوتا ہے لہٰذا حجاج کرام خواہ مغرب کے وقت مزدلفہ کیوں نہ پہنچ جائیں تب بھی اس رات مغرب کی نماز عشاء کا وقت شروع ہونے پر پڑھی جائے گی۔ اگر کوئی شخص مغرب راستے میں یا عرفات میں پڑھ لے تب بھی امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے یہاں نماز واجب الاعادہ ہے امام ابو یوسف اور امام شافعی کے یہاں نماز ہو جائے گی۔

مغرب و عشاء کی نماز ایک اذان اور اقامت سے پڑھی جائے گی یہ جمع تاخیر ہے، امام شافعی اور امام زفر کے یہاں انہیں بھی ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ ان حضرات سے ایک

نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى ولا يعجبنا أن يتطوع بينهما.

۳۴۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه لم يكن يخرج يوم عرفة من منزله. وقال أبو حنيفة: التعريف الذي يصنعه الناس يوم عرفة محدث، وإنما التعريف بعرفات. قال محمد: وبه نأخذ.

روایت دو اذانوں کی بھی ہے۔ یہاں ایک اقامت اس لئے کافی جانی گئی کہ عشاء اپنے وقت پر ہو رہی ہے لوگ جمع ہیں مغرب پڑھ چکے ہیں ظاہر ہے اب عشاء کی ہی نماز ہوگی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کرتے ہیں۔ عرفات میں عصر کے لئے الگ اقامت اس لئے کہی گئی کہ وہ اپنے وقت سے پہلے پڑھی جا رہی تھی اور مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اب عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان سنتیں یا نفل نہیں پڑھیں گے اگر پڑھیں یا کسی اور کام میں لگ گئے تو اقامت دوبارہ کہلائیں گے۔

۳۴۵ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ وہ نویں تاریخ ذی الحجہ کو اپنے گھر سے نہیں نکلتے تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا لوگ عرفہ کے دن جو تعریف، یعنی حاجیوں کی مشابہت میں عرفات کے علاوہ دوسرے مقامات پر جا کر ایک گونہ مشابہت اختیار کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں حالانکہ یہ وقوف صرف عرفات میں ہی عبادت ہے اور یہ جو کچھ کرتے ہیں یہ نیا کام ہے تعریف کا مطلب ہے میدان عرفات میں جانا۔ امام محمد نے فرمایا ہے ہم اسی کو لیتے ہیں۔

تشریح: ظہر و عصر پڑھ کر امام اور سب لوگ موقف چلے جائیں گے میدان عرفات میں جہاں چاہیں وقوف کریں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عرفات سب وقوف کی جگہ ہے بطن عرنہ سے دور رہو اور مزدلفہ سب ٹھہرنے کی جگہ ہے وادی محسر سے دور رہو، اور مکہ کی تمام گلیاں قربان گاہ ہیں۔ وادی عرنہ میں شیطان ٹھہرا تھا اس لئے وہاں ٹھہرنے سے منع کیا گیا ہے۔ غروب آفتاب تک خوب رو رو کر گڑگڑا کر دعائیں مانگیں اور درود شریف پڑھیں۔ جبل رحمت پر چڑھنا کوئی عبادت نہیں عوام اسے عبادت سمجھ کر زیادہ اہتمام سے اس پر چڑھتے ہیں یہ کوئی عبادت نہیں۔ اسی طرح حج کے علاوہ کسی اور جگہ عرفہ کے دن (نویں ذی الحجہ) جمع ہونا دعا کرنا عبادت کرنا بے اصل ہے وقوف عبادت صرف میدان عرفات میں نویں ذی الحجہ کو کرنا ہے۔

باب من واقع أهله وهو محرم

۳۴۶۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عبد العزيز بن رفيع عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رجلا أتاه فقال: إني قبلت امرأتي وأنا محرم فعجلت شهوتي، فقال: رجل شبق أهرق دما وتمّ حجتك. قال محمد: وبه نأخذ، ولا يفسد الحج حتى يلتقي الختانان، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وكذلك بلغنا عن عطاء عن أبي رباح.

۳۴۷۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: إذا جامع بعد ما يفيض من عرفات فعليه بدنة ويقضي ما بقي من حجه وتمّ حجه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۴۸۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير عن ابن عمر رضي الله عنهما

حالتِ احرام میں بیوی سے ہمبستری کرنے والے کا بیان

۳۲۹۔ ۔۔۔ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ ایک صاحب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور عرض کیا میں نے حالتِ احرام میں اپنی بیوی کا بوسہ لیا اور میں نے اپنی شہوت کو دبایا، فرمایا تم شہوت ناک ہو، ایک جانور ذبح کرو اور حج پورا کرلو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس پر عمل کرتے ہیں، حج اس وقت تک فاسد نہ ہوگا جب تک شرمگاہیں آپس میں مل نہ جائیں۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔
اسی طرح ہمیں عطاء ابن ابی رباح سے روایت پہنچی ہے۔

(ف) حالتِ احرام میں بوسہ لینا شہوت کے ساتھ ہو تو موجبِ دم ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو، بلا شہوت ہو تو موجبِ دم نہیں ہے۔

۳۳۰۔ ۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر عرفات سے واپسی کے بعد جماع کیا تو اس پر ایک اونٹ لازم آئے گا اور باقی ماندہ افعال پورے کرے گا اور اس کا حج ہو گیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

۳۳۱۔ ۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر عرفات سے واپس ہونے کے بعد جماع کیا تو اس پر دم لازم ہوگا

قال: إذا جامع بعد ما يفيض من عرفات فعليه دم، ويقضي ما بقي من حجه، وعليه الحج من قابل. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا القول والقول ما قال فيه ابن عباس رضي الله عنهما.

٣٤٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: من قبّل وهو محرم فعليه دم. قال محمد: وبه نأخذ إذا قبّل بشهوة وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من نحر فقد حلّ

٣٥٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد في المتمتع: إذا نحر الهدي يوم النحر فقد حلّ. قال محمد: وبه نأخذ إذا حلق إلا أنه لم يحل له النساء خاصة حتى يزور البيت

اور باقی ماندہ افعال پورے کرے گا اور آئندہ سال حج کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس قول کو اختیار نہیں کرتے بات وہی ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی ہے۔

(ش) اگر وقوف عرفات سے پہلے کوئی شخص جماع کرے تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا اور اس پر ایک بکری لگے گی اور باقی ماندہ افعال پورے کرے گا اور آئندہ سال اس حج کی قضا کرے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ فرمایا تھا یہی فتویٰ حضرت عمر، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے دیا تھا۔ امام شافعی اونٹ واجب کرتے ہیں۔ اور جو شخص وقوف عرفات کے بعد جماع کرے گا اس کا حج فاسد نہ ہوگا البتہ اس جنایت کی وجہ سے اس پر ایک اونٹ ذبح کرنا لازم ہوگا۔ اگر حلق کرانے کے بعد جماع کیا تو ایک دنبہ یا بکری دینا ہوگی۔

۳۴۹ --- حضرت ابراہیم نے فرمایا جس نے حالت احرام میں بوسہ لیا اس پر دم لازم ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں اگر وہ شہوت کے ساتھ ہو یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

جس نے ذبح کر لیا وہ حلال ہو گیا

۳۵۰ --- حضرت حماد سے متمتع کے بارے میں یہ مروی ہے کہ اس نے جب یوم النحر میں ہدی کو ذبح کر لیا تو وہ حلال ہو گیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب کہ حلق کرا لیا ہو البتہ اس کے لئے عورت اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک وہ بیت اللہ کی زیارت نہ کر لے، عورتوں کے علاوہ باقی چیزیں مثلاً خوشبو وغیرہ

يطوف طواف الزيارة، وأما غير النساء والطيب فقد حلّ وذلك له إذا حلق رأسه قبل أن يطوف بالبيت، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

باب من احتجم وهو محرم والحلق

۳۵۱۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو الزبير عن ابن عباس: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم احتجم وهو صائم محرم. قال محمد: وبه نأخذ، ولكن لا ينبغي للمحرم أن يحلق شعراً إذا احتجم، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۳۵۲۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الأخذ من الرأس من النساء هو أفضل، والحلق للرجال أفضل يعني في الإحرام. وبه نأخذ وهو قول أبي

وہ سر منڈانے کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے ہی حلال ہو جاتی ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) دسویں تاریخ کو رمی کے بعد ذبح کرکے جب سر منڈالے گا تو اب اس کے لئے سلے کپڑے پہننا خوشبو لگانا وغیرہ سب جائز ہوگیا البتہ طوافِ زیارت سے پہلے جماع اور اس کے دواعی ممنوع ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے اسی لئے اگر کوئی شخص بوسہ لے یا ہمبستری کرے تو اس پر ایک بکری یا دم دینا آتا ہے۔

حالتِ احرام میں پچھنے لگوانے اور سر منڈانے کا بیان

۳۵۱۔ ... حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ روزہ احرام میں پچھنے لگوائے، امام محمد نے فرمایا ہم اسے اختیار کرتے ہیں لیکن محرم اگر پچھنے لگوائے تو اسے بال نہیں مونڈنا چاہئیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) حالتِ احرام میں پچھنے لگوا سکتے ہیں لیکن یہ شرط ہے کہ بال نہ منڈانا پڑیں ورنہ شیخین کے یہاں دم لازم آئے گا امام محمد رحمۃ اللہ کے یہاں صدقہ لازم آتا ہے۔

۳۵۲۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عورتیں بال کتروائیں یہ افضل ہے اور مردوں کے لئے حلق (سر منڈانا) افضل ہے یعنی احرام میں ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔ عورتوں کے لئے

حنيفة رحمه الله تعالى، وما نحب للمرأة أن تأخذ أقل من الأنملة من جوانب رأسها.

باب من احتاج من علة فهو محرم

۳۵۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: في الشقاق إذا أصابت قال: ادهنه بالسمن والودك. وقال سعيد بن جبير: بكل شيء تأكله. قال محمد: وبقول سعيد نأخذ ما لم يكن فيه طيب، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۵۴- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد قال: قلت لإبراهيم: يغتسل المحرم؟

وہ پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنے سر کے بالوں کے کناروں سے پورے سے کم کاٹیں۔

(ش) مردوں کے لئے سر منڈانا یعنی حلق افضل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لئے تین مرتبہ دعا کی تھی اور قصر کرانے والوں کے لئے ایک مرتبہ، اگر مونڈنے کے بجائے کتروائیں یعنی چھوٹے کرائیں یعنی قصر کرائیں تب بھی جائز ہے، عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں وہ قصر ہی کریں گی، پورے کے برابر بالوں کو کنارے کے پاس سے کاٹ لیں گی، مردوں کے لئے چوتھائی سر کو مونڈنا یا حلق کرانا فرض ہے سارے سر کو مونڈنا یا حلق کرانا افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اس شکل میں ہے۔

حالت احرام میں بیماری کی وجہ سے کسی چیز کا محتاج ہونا

۳۵۳- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر محرم کے ہاتھ پاؤں پھٹ جائیں تو گھی اور چربی سے مالش کر سکتے ہو اور حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا ہر اس چیز سے مالش کر سکتے ہو جو تم کھاتے ہو۔

(ش) پھٹی ایڑھیوں یا کسی اور زخم میں علاج کے لئے گھی، چربی یا بغیر خوشبو والا تیل یا دیسی گھی لگا سکتے ہیں، خوشبو والا تیل یا دیسی گھی لگانا منع ہے۔ بالوں میں دوا کے لئے بھی بغیر خوشبو والا تیل لگا سکتے ہیں، سر میں تیل لگانا منع ہے خواہ خوشبو دار ہو یا نہ ہو اس لئے کہ حاجی پراگندہ بال ہوتا ہے اور تیل لگانے سے پراگندگی ختم ہو جاتی ہے اس لئے مطلقاً منع ہے۔

۳۵۴- ... حضرت حماد نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم سے پوچھا محرم غسل کر سکتا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کو اس کے میل کچیل سے کیا سروکار، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس میں کوئی حرج

قال: ما يصنع الله بدرنه شيئاً. قال محمد: وبه نأخذ لا نرى به بأساً وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۵۵- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في ظفر المحرم ينكسر، قال: يكسره. قال سعيد بن جبير: يقطعه. قال محمد: وكل ذلك حسن وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۵۶- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يستاك المحرم من الرجال والنساء. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

نہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: حالتِ احرام میں غسل کر سکتے ہیں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غسل کیا تھا، حضرت عمر سے بھی غسل ثابت ہے۔ ویسے بھی غسل طہارت ہے جو محرم کے لئے ممنوع نہیں، محرم حمام میں داخل ہو سکتا ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جحفہ میں حمام میں تشریف لے گئے تھے اور یہ فرمایا اللہ تعالیٰ کو ہمارے میل کچیل سے کیا کام۔ میل کچیل دور کرنا مکروہ ہے صرف پانی سے غسل کر سکتا ہے۔ امام مالک کے یہاں حمام میں داخل ہو کر بدن ملنے اور گھسنے پر فدیہ لازم ہو جائے گا۔

۳۵۵- ... حضرت ابراہیم سے محرم کے ٹوٹے ہوئے ناخن کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا اسے توڑ دے گا، حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا: اسے کاٹ دے گا، امام محمد نے فرمایا یہ سب ٹھیک ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: حالتِ احرام میں ناخن تراشنا منع ہے اس لئے کہ یہ زینت کے لئے ہوتا ہے اور حاجی کو زینت سے روکا گیا ہے، حاجی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ پراگندہ بال اور میلا کچیلا ہوتا ہے۔ عاشق زار ہے دیار حبیب کی طرف جا رہا ہے اسے نہ کپڑوں کی فکر ہے نہ بدن کی، نہ راحت و آرام کی فکر ہے نہ کسی اور چیز کی۔ البتہ اگر ناخن ٹوٹ جائے تو اسے الگ کر سکتا ہے، کاٹنے میں شامل نہیں ہے۔

۳۵۶- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا محرم مرد اور عورتیں مسواک کر سکتے ہیں، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: حالتِ احرام میں مسواک کرنا جائز ہے۔

باب الصيد في الإحرام

۳۵۷۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أهللت بهما جميعاً العمرة والحج فأصبت صيداً كان عليك جزاءان، فإن أهللت بعمرة كان عليك جزاء، وإن أهللت بالحج كان عليك جزاء. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۵۸۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا محمد بن المنكدر عن أبي قتادة رضي الله عنه قال: خرجت في رهط من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس في القوم إلا محرم غيري فبصرت بعانة فشددت إلى فرسي فركبتها وعجلت عن سوطي فقلت لهم: ناولوني،

حالتِ احرام میں شکار کرنے کا بیان

۳۵۷۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا: اگر تم نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو اور پھر شکار کر لیا تو تم پر دو جزائیں آئیں گی، اگر تم نے عمرہ کا احرام باندھا ہو تو ایک جزا آئے گی اور اگر حج کا احرام باندھا ہو تب بھی ایک جزا آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) محرم اگر کسی شکار کو قتل کرے یا اس کی جانب کسی شکاری کی رہنمائی کرے تو اس پر جزاء آئے گی خواہ قتل ایسا ہو یا بھول کر، پہلی مرتبہ کیا ہو یا دوسری مرتبہ۔ اگر قارن کوئی جنایت کرے گا تو اس پر دو دم لگیں گے ایک عمرہ کے احرام کی وجہ سے اور دوسرا حج کے احرام کی بنا پر۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں ایک دم آئے گا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ دو احرام باندھے ہیں ایک عمرہ کا ایک حج کا اور اس نے ان پر تعدی کی ہے اس لئے اسے دو دم دینا ہوں گے۔

۳۵۸۔ ۔۔۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا میرے سوا سب لوگ حالتِ احرام میں تھے میں نے گورخر کا ایک ریوڑ دیکھا جلدی سے اپنے گھوڑے کی طرف لپکا، اس پر سوار ہوا اور جلدی میں کوڑا اٹھانا بھول گیا، میں نے ان حضرات سے کہا مجھے کوڑا دے دو انہوں نے اس سے انکار کیا میں گھوڑے سے اترا اپنا کوڑا لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر گورخروں کی جماعت کا پیچھا کیا اور میں نے ان میں سے ایک گورخر کو شکار کر لیا،

وأبوا فنزلت عنها فأخذت سوطي ثم ركبتها فطعنت العانة فأثبت منها حمارًا فأكلت وأكلوا.

٢٥٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو سلمة عن رجل عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: مررت في البحرين فسألوني عن لحم صيد يصيده الحلال هل يصلح للمحرم أن يأكله؟ فأفتيتهم بأكله وفي نفسي منه شيء، ثم قدمت على عمر بن الخطاب رضي الله عنه، فذكرت له ما أفتيت لهم، فقال: لو قلت غير هذا ما أفتيت بين اثنين ما بقيت.

٢٦٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن جده الزبير بن العوام رضي الله عنه قال: كنا نحمل لحم الصيد صفيفًا، و نتزوده ونأكله ونحن محرمون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم.

٢٦١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن محمد بن المنكدر عن عثمان بن محمد عن طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه قال: تذاكرنا لحم الصيد يأكله المحرم والنبي صلى الله عليه وسلم

پس میں نے اس کا گوشت کھایا اور ان لوگوں نے بھی۔

٢٥٩ - ... حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بحرین سے گزرا تو ان لوگوں نے مجھ سے اس شکار کے گوشت کے بارے میں دریافت کیا جسے حلال آدمی نے شکار کیا ہو کیا محرم اسے کھا سکتا ہے؟ میں نے انہیں کھانے کی اجازت دی لیکن میرے دل میں اس کے بارے میں کچھ شک تھا پھر میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہیں یہ جواب بتایا تو انہوں نے فرمایا اگر تم اس کے علاوہ کوئی بات کہتے تو جب تک زندہ رہو دو آدمیوں کے درمیان بھی فتویٰ نہیں دے سکتے تھے۔

٢٦٠ - ... حضرت الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم شکار کا خشک کیا ہوا گوشت ساتھ لے جاتے اور زاد راہ کے طور پر رکھتے اور اسے کھاتے تھے حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتے تھے۔

٢٦١ - ... حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے فرمایا محرم کے لئے شکار کا گوشت کھانے پر بحث کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما تھے، ہماری آواز بلند ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس چیز میں جھگڑ رہے تھے؟ ہم نے کہا شکار کے گوشت کے بارے میں کہ کیا محرم اسے کھا سکتا ہے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لحم، وقد تعالت أصواتنا، فاستيقظ النبي صلى الله عليه وسلم فقال: فيم تنازعون؟ فقلنا: لحم صيد يأكله المحرم، فأمر بأكله. قال محمد: وبهذا نأخذ، إذا ذبح الحلال الصيد فلا بأس بأن يأكله المحرم وإن كان ذبحه من أجله، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. قال محمد: وأراهم في هذا الحديث قد تنازعوا في أكله فارتفعت أصواتهم فاستيقظ النبي صلى الله عليه وسلم لذلك، فلم يعب عليهم.

٣٦٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا اشترك القوم المحرمون في صيد فعلى كل واحد منهم جزاؤه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

انہیں کھانے کی اجازت دی۔

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر کوئی غیر محرم شکار کو ذبح کرے تو محرم کیلئے اس کا کھانا جائز ہے خواہ اس نے اس کے لئے کیوں نہ ذبح کیا ہو۔ امام محمد نے فرمایا میرا خیال ہے یہ حضرات اس حدیث کی گہرائی میں جانا چاہتے تھے ان کی آوازیں بلند ہو گئیں اس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے انہیں کچھ نہیں فرمایا۔

(ش) محرم کے لئے بحالت احرام خشکی کا شکار منع ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ (المائدہ ۹۵) - تم حالت احرام میں شکار کو مت مارو۔

اسی طرح اس کی طرف اشارہ یا رہنمائی کرنا بھی منع ہے لیکن اگر کوئی حلال شخص شکار کرے خواہ اپنے لئے کرے یا محرم کے لئے ایسی صورت میں اس کا کھانا جائز ہے بشرطیکہ اس کی طرف اشارہ یا رہنمائی نہ کی ہو نہ اس کے شکار کا حکم دیا ہو، جیسا کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ امام شافعی و مالک نے فرمایا کہ اگر حلال نے محرم کے لئے شکار کیا ہو تو محرم کے لئے جائز نہ ہوگا۔ اس حدیث سے اہم دینی مسائل پر بحث کا جواز بھی نکل آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۶۳ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کئی محرم کسی شکار کے قتل کرنے پر جمع ہو جائیں تو ان میں سے ہر ایک پر اس کی پوری جزا آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اگر لوگ مل کر کسی ایک آدمی کو قتل کر دیں تو ان میں سے ہر ایک پر ایک مومن غلام آزاد کرنے کا کفارہ آئے گا، اگر وہ نہ ملے تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنا ہوں گے۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک شکار کے شکار کرنے میں کئی محرم شریک ہوں تو ان میں سے ہر ایک پر پوری

ألا ترى أن القوم يشتركون في الرجل جميعاً خطأً فعلى كل واحد كفارة عتق رقبة مؤمنة، فإن لم يجد فصيام شهرين متتابعين؟

۳۶۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم بن أبي الهيثم عن الصلت بن حنين عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: أُهدي له ظبيان وبيض نعام في الحرم، فأبى أن يقبله وقال: هلا ذبحتموهما قبل أن تجيئوا بهما؟ قال محمد: وبه نأخذ، إذا أُدخل شيء من الصيد الحرم حياً لم يحل ذبحه ولا بيعه ويخلى سبيله، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

پوری جزا آئے گی، امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں صرف ایک جزا آئے گی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ جنایت کی جزا ہے اور محل کا بدل ہے۔ لیکن اگر حرم کے جانور کو دو حلال آدمی شکار کریں تو ان پر ایک جزا آئے گی اس لئے کہ محل کا بدل ہے نہ کہ جنایت کی جزاء۔

۳۶۳ - ... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا انہیں حرم میں دو ہرن اور شتر مرغ کے انڈے ہدیہ کئے گئے، انہوں نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا تم ان کو لانے سے پہلے ذبح کر کے کیوں نہیں لائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر کوئی شکار حرم میں زندہ داخل کیا جائے تو اس کا ذبح کرنا یا بیچنا جائز نہیں، اسے چھوڑ دینا چاہیے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: حرم کی وجہ سے وہ امن کا مستحق تھا حدیث میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہاں، حرم کے شکار کو بھگایا نہیں جائے گا۔ اگر کوئی حلال (غیر محرم) حرم کے شکار کو مار دے تو اس پر اس کی جزا لازم آتی ہے اس میں زندہ رکھنا درست نہیں، زندہ شکار کو حرم میں پکڑ لانا یا اپنے پاس رکھنا منع ہے اس لئے اسے چھوڑ دینا چاہیے اسی لئے حضرت عبد اللہ بن عمر نے اسے قبول نہیں فرمایا، شتر مرغ وغیرہ کا انڈہ اگر کوئی شخص توڑ دے تو اس پر جزا لازم آتی ہے۔

باب من عطب هديه في الطريق

٣٦٤- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا منصور بن المعتمر عن إبراهيم النخعي عن خاله عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها قالت: سألتها عن الهدي إذا عطب في الطريق كيف يصنع به؟ قالت: أكله أحب إلي من تركه للسباع. وقال أبو حنيفة: فإن كان واجباً فاصنع به ما أحببت وعليك مكانه وإن كان تطوعاً فتصدق به على الفقراء، فإن كان ذلك في مكان لا يوجد فيه الفقراء فانحره واغمس نعله في دمه ثم اضرب به صفحته ثم خل بينه وبين الناس يأكلونه، فإن أكلت منه شيئاً فعليك مكان ما أكلت وإن شئت صنعت

اس شخص کا بیان جس کی ہدی (جانور) راستے میں مر جائے

۳۶۴۔ ... حضرت ابراہیم نخعی کی خالہ فرماتی ہیں میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہدی کے بارے میں پوچھا کہ اگر وہ راستے میں ہلاک ہو جائے تو اس کا کیا کیا جائے؟ انہوں نے فرمایا میرے نزدیک اس کا کھانا اسے درندوں کے لئے چھوڑنے سے بہتر ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر ہدی واجب ہے تو اس کا جو چاہے کرو البتہ اس کے بدلے تمہیں ایک اور ہدی دینی پڑے گی اور اگر وہ نفلی ہے تو اسے فقراء پر صدقہ کر دو۔ اگر وہ ایسی جگہ ہلاک ہوئی ہو جہاں فقراء نہ ہوں تو اسے ذبح کر دو اور اس کا قلادہ اس کے خون میں ڈبو کر اس کے کوہان پر مارو اور پھر لوگوں کے کھانے کے لئے چھوڑ دو۔ اگر تم نے اس سے کچھ کھایا ہے تو اس کا بدلہ دو اور اگر چاہو تو جو پسند کرو اس کے ساتھ کرو اور اس کے بدلہ دوسرا جانور دو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

(نوٹ) ہدی اس جانور کو کہا جاتا ہے جسے ثواب کے لئے حرم بھیجا جائے۔ ہدی کا ادنیٰ درجہ بھیڑ، دنبہ یا بکری کا ہے۔ ہدی کی تین قسمیں ہیں: اونٹ کم از کم پانچ سال کا ہو، گائے کم از کم دو سال کی، بکری، دنبہ یا بھیڑ کم از کم ایک سال کی۔ ہدی تطوع، ہدی تمتع اور ہدی قران اگر حرم پہنچ جائے تو اس سے کھا سکتے ہیں اگر راستے میں ذبح کرنا پڑ جائے تو خود اور اغنیاء نہیں کھا سکتے فقراء کھا سکتے ہیں۔ باقی دم جنایات یعنی کفارے، نذر، احصار کی ہدی وغیرہ سے نہیں کھا سکتے۔ ہدی تطوع اگر حرم نہ پہنچ سکے تو اس سے کوئی نہیں کھا سکتا (نفلی ہدی)

بها أعيت وعطبت مكانه. قال محمد: وبهذا نأخذ.

باب ما يصلح للمحرم من اللباس والطيب

٣٦٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن خارجة بن عبد الله قال: سألت سعيد بن المسيب عن الهميان يلبسه المحرم؟ فقال: لا بأس به. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

ہدی تمتع اور قران کو قربانی کے دن سے پہلے ذبح نہیں کر سکتے باقی ہدایا جب چاہیں ذبح کر سکتے ہیں، البتہ ہدایا کو حدود حرم میں ذبح کیا جائے گا، جو دم کفارہ ہو اسے حدود حرم میں ذبح کرنا ہوگا۔ انہیں مساکین حرم اور ان کے علاوہ دوسروں پر صدقہ کر سکتے ہیں۔ البتہ مساکین حرم پر خرچ کرنا افضل ہے الا یہ کہ دوسرے ان سے زیادہ غریب اور محتاج ہوں، ہدایا کو میدان عرفات میں لیجانا واجب نہیں، اس لئے کہ مقصود ہے اور حرم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا کہ عرفات لے جانا۔ امام مالک کے یہاں اس ہدی کو عرفات میں لیجانا واجب ہے جو حل سے خریدی گئی ہو۔

اگر کوئی شخص ہدی لے کر چلا ہو اور وہ راستے میں ہلاک ہو جائے تو اگر وہ نفل ہو تو اس کے ذمے دوسرا جانور لازم نہ ہوگا، لیکن اگر کسی واجب کی وجہ سے ہو تو اسے اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرنا ہوگا۔ اگر زیادہ عیب دار ہو جائے تب بھی دوسرا جانور لینا پڑے گا اور اس عیب دار کا جو چاہے کرے وہ اس کی ملک ہے۔ اگر ہدی راستے میں مرنے کے قریب ہو جائے تو اگر وہ نفل ہے تو اسے ذبح کر کے قلادہ کو اس کے خون سے رنگ کر اس کی گردن یا کوہان کے کنارے پر مار دے گا اور اس سے نہ تو وہ کھائے نہ کوئی دوسرا مالدار اور اگر ہدی واجب ہو تو اس کی جگہ دوسرا جانور خریدے گا اور اس ہدی کا جو چاہے کرے۔

محرم کے لئے کونسا لباس اور خوشبو جائز ہے؟

۳۶۵ ... حضرت خارجہ بن عبد اللہ نے فرمایا میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے ہمیانی کے بارے میں پوچھا کہ محرم اسے باندھ سکتا ہے؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: محرم سلے کپڑے نہیں پہن سکتا لیکن پٹی باندھ سکتا ہے اس لئے وہ سلے کپڑوں میں شامل نہیں ہے اور پیسہ وغیرہ کی حفاظت کے لئے اس کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔

۴۲۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عطاء بن السائب عن كثير بن جمهان قال: بينا عبد الله بن عمر رضي الله عنهما في السعي وعليه ثوبان لون المغرة إذ عرض له رجل فقال: أتلبس هذين المصبوغين وأنت محرم؟ قال: إنما صبغنا بمشق. قال محمد: وبه نأخذ، لا بأس به، لأنه ليس بطيب، ولا زعفران، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۲۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن أبيه قال: سألت عبد الله بن عمر رضي الله عنهما عن طيب الرجل حين يحرم، فقال: لأن أصبح أنضخ قطرانًا أحب إليّ من أن أصبح أتنضخ طيبًا. قال محمد: وبه نأخذ، لا ينبغي للمحرم أن يتطيب بشيء من الطيب بعد الإحرام.

---

۴۲۶ - ... حضرت کثیر بن جمہان نے فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سعی کی جگہ میں تھے انہوں نے گیروی رنگ سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہن رکھے ہوئے تھے ایک صاحب ان کے سامنے آئے اور ان سے عرض کیا کیا آپ حالت احرام میں یہ رنگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہم نے انہیں مٹی سے رنگا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ وہ خوشبو اور زعفران نہیں۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۲۷ - ... حضرت محمد بن المنتشر نے فرمایا میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انسان کے حالت احرام میں خوشبو لگانے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا میں تارکول لگا لوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں خوشبو لگاؤں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں محرم کے لئے احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا جائز نہیں ہے۔

(ش) حاجی کے لئے حالت احرام میں خوشبو لگانا منع ہے اس لئے کہ حاجی پراگندہ بال اور میلا کچیلا ہوتا ہے۔ محرم کے لئے ایسے کپڑے پہننا جائز نہیں جو زعفران یا ورس یا عصفر سے رنگے ہوئے ہوں الا یہ کہ دھلے ہوئے ہوں اور ان سے خوشبو نہ آتی ہو، حالانکہ گیروے خوشبودار گھاس وغیرہ سے رنگے ہوئے نہ تھے اس لئے انہیں استعمال کیا گیا۔ اگر محرم نے خوشبو لگائی تو اس پر کفارہ لازم آئے گا اگر عضو کامل یا اس سے زیادہ پر خوشبو لگائی تو دم لازم آئے گا اگر عضو سے کم پر لگائی تو اس پر صدقہ لازم ہوگا۔

باب ما يقتل المحرم من الدواب

٣٦٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: يقتل المحرم الفأرة والحية والكلب العقور والحدأة والعقرب. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وما عدا عليك من السباع فقتلته فلا شيء عليك.

٣٦٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا سالم الأفطس عن سعيد بن جبير قال: كنت مع ابن عمر رضي الله عنهما فرأى حدأة على دبرة بعيره، فأخذ القوس فرماها وهو محرم. قال محمد: وبهذا نأخذ، وما عدا عليك من السباع فقتلته فلا شيء عليك.

محرم کے لئے کن جانوروں کا قتل کرنا جائز ہے؟

٣٦٨ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا محرم چوہے، سانپ، کاٹ کھانے کے کتے، چیل اور بچھو کو مار سکتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے، اور جو درندہ تم پر حملہ کرے اور تم اسے مار دو تو تم پر کچھ تاوان لازم نہیں آئے گا۔

٣٦٩ ... حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ انہوں نے اپنے اونٹ کے پچھلے حصہ پر ایک چیل کو بیٹھے دیکھا اور کمان لے کر حالت احرام میں ہی اسے مار ڈالا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں جو درندہ آپ پر حملہ کر دے آپ اس کو مار ڈالیں تو اس میں آپ پر کچھ نہیں آئے گا۔

(شرح) حدیث شریف میں آیا ہے کہ پانچ فاسق جانوروں کو حل اور حرم سب جگہ قتل کیا جائے گا، چیل، سانپ، بچھو، چوہا اور کٹکھنا کتا۔ دوسری روایت میں بھیڑیے اور گرگٹ کا بھی ذکر ہے۔ تمام درندے اسی حکم میں داخل ہیں، لیکن اگر کوئی جانور حملہ آور نہ ہو تو اس کا مارنا حلال نہیں۔ جو جانور شکار میں داخل نہیں ان کے مارنے میں بھی کوئی دم نہیں آتا جیسے مکھی، مچھر وغیرہ۔ جو شخص اپنے بدن سے جوں پکڑ کر یا ٹڈی کو مارے گا اس پر جزا آئے گی لیکن وہ ایک بکری کی قیمت سے زائد نہیں ہوگی۔ اگر کوئی درندہ محرم پر حملہ کر دے اور وہ اسے مار دے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔

باب تزويج المحرم

٣٤٠ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم بن أبي الهيثم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوج ميمونة بنت الحارث رضي الله عنها بعسفان فهو محرم. قال محمد وبه نأخذ لا نرى بذلك بأساً، ولكنه لا يقبل ولا يلمس ولا يباشر حتى يحل، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

حالتِ احرام میں نکاح کا بیان

٣٤٠ ... حضرت الہیثم بن ابی الہیثم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے عسفان (نامی جگہ) میں حالتِ احرام میں شادی کی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے البتہ محرم جب تک حلال نہ ہو جائے بوسہ نہیں لے گا نہ چھوئے گا نہ مباشرت کرے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں محرم کے لئے حالتِ احرام میں نکاح کرنا جائز نہیں، محرم کو ان چیزوں سے روکا گیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں نکاح کر سکتے ہیں البتہ جماع اور اس کے مقدمات لمس و تقبیل نہیں کر سکتے۔ یہ حضرات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے استدلال کرتے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حالتِ احرام میں نکاح کیا تھا اگر یہ جائز نہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا قطعاً نہ کرتے۔ جن احادیث سے ممانعت معلوم ہوتی ہے ان سے مراد یہ ہے کہ محرم کو عبادت میں لگے رہنا چاہئے ان ایام میں ان چیزوں میں مشغول نہ ہو، لیکن اگر نکاح کر لیا تو ہو جائے گا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

❋

باب بيع بيوت مكة وأجرها

٣٤١ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عبيد الله بن أبي زياد عن ابن أبي نجيح عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أكل من أجور بيوت مكة شيئاً فإنما يأكل ناراً، وكان أبو حنيفة يكره أجور بيوت مكة في الموسم، وفي الرجل يعتمر ثم يرجع، فأما المقيم والمجاور فلا يرى بأخذ ذلك منهم بأساً. قال محمد: وبه نأخذ.

٣٤٢ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبيد الله بن أبي زياد عن ابن أبي نجيح عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إن الله حرم مكة،

مکہ کے گھروں کو بیچنے اور کرایہ پر دینے کا بیان

۳۴۱۔ ۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص مکہ کے گھروں کی کچھ بھی اجرت کھاتا ہے وہ گویا آگ کھاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ موسم حج اور عمرہ کے لئے آنے والوں کو مکہ کے گھر کرایہ پر دینے کو ناپسند کرتے تھے لیکن مقیم اور وہاں رہنے والوں سے اجرت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ ملاحظہ: آج کل کے حالات میں حنفیہ نے بھی جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

۳۴۲۔ ۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ جل شانہ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا ہے لہٰذا اس کے گھروں کا بیچنا اور ان کی اجرت کھانا حرام ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں زمین کا بیچنا منع ہے مکانات بیچنے میں کوئی حرج نہیں (یعنی) مکہ مکرمہ کے مکانات بیچنا درست ہے زمین کا بیچنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں مکروہ ہے، صاحبین اسے بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ ایک روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی ہے۔ اس لئے کہ زمین کے مالک ہیں لہٰذا مکان کے مالک بھی ہوں گے۔ امام ابوحنیفہ مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اس روایت سے بھی جس میں یہ آتا ہے کہ مکہ مکرمہ حرم محترم ہے۔ اس کے مکانات کو بیچا نہیں جائے گا اور نہ میراث بنیں گے۔ حضرت مجاہد نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ حرام ہے اسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار

فصار بیع رباعها او أكل ثمنها. قال محمد: وبه نأخذ لا ينبغي أن تباع الأرض، فأما البناء فلا بأس به.

باب الإيمان

۳۷۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الله بن أبي حبيبة قال: سمعت أبا الدرداء رضي الله عنه صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: بينا أنا رديف رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يا أبا الدرداء! من شهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله وجبت له الجنة. قال: قلت له: وإن زنى وإن سرق؟ فسكت عني، ثم سار ساعة ثم قال: من شهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله وجبت له الجنة. قلت: وإن زنى وإن سرق؟ قال: وإن زنى وإن سرق، وإن رغم أنف أبي الدرداء. قال: فكأني أنظر إلى إصبع أبي

درست ہے اس کے مکانوں کا بیچنا اور اس کے گھروں کا کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ مگر اس کی زمین کا فروخت کرنا منع کیا گیا ہے البتہ عمارت بیچنا بھی درست نہ ہوگا یہ خلاف [illegible] کے [illegible] جو کہتے ہیں کرایہ پر دینا درست نہیں [illegible] روایت کی وجہ سے اور اس روایت کی وجہ سے [illegible] آتا ہے کہ جس نے مکہ کی زمین کو کرایہ پر دیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں [illegible] کیا جاتا تھا [illegible] ہوتا تھا اس میں رہتا تھا جو اس سے مستغنی ہوتا تھا دوسرے کو رہنے کے لئے دے دیا کرتا تھا

ایمان کا بیان

۳۷۳ـ ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اس درمیان کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی سواری کے پیچھے بیٹھا تھا آپ نے فرمایا: اے ابو الدرداء! جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا چاہے وہ زنا کرے چاہے چوری کرے، آپ نے فرمایا: چاہے زنا کرے اور چوری کرے اگرچہ ابو الدرداء کی ناک خاک آلود کیوں نہ ہو

الدرداء السبابة يومئ بها إلى أنفه۔

٢٧٤۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الكريم بن أبي المخارق عن طاوس قال: جاء رجل إلى ابن عمر رضي الله عنهما فقال: يا أبا عبد الرحمن! أرأيت هؤلاء الذين يسرقون أعلاقنا ويستحلون أموالنا، أكفار هم؟ قال: لا. قال: أرأيت هؤلاء الذين يتأولون من القرآن ويشهدون علينا بالكفر ويستحلون دماءنا أكفار هم؟ قال: لا. قال: فكيف إذا؟ قال: حتى يجعلوا مع الله شريكاً مثنى مثنى. قال طاوس: كأني أنظر إلى إصبع ابن عمر رضي الله عنهما وهو يحركها۔

٢٧٥۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا علقمة بن مرثد عن ابن بريدة الأسلمي عن أبيه رضي الله عنه قال: كنا جلوساً عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: اذهبوا بنا

جائے، راوی کہتے ہیں گویا میں حضرت ابو الدرداء کی شہادت کی انگلی دیکھ رہا ہوں جس سے وہ اپنی ناک کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

۲۷۴۔ ... حضرت طاؤس نے فرمایا ایک صاحب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے ابو عبد الرحمن کیا آپ نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جو ہمارے تالے توڑ جاتے اور ہمارا مال لوٹ لیتے ہیں، کیا یہ کافر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا: یہ خلیفے، لوگ جو قرآن کریم میں تاویل کرتے ہیں اور ہم پر کفر کی شہادت دیتے ہیں ہمارے خون کو حلال سمجھتے ہیں کیا یہ کافر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا پھر کیسے کافر ہوں گے؟ فرمایا اس وقت تک کافر نہ ہوں گے جب تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا شریک نہ ٹھہرائیں دوسرا شریک نہ کرلیں۔ طاؤس نے فرمایا گویا میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی انگلی کو حرکت کرتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

۲۷۵۔ ... حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو اس یہودی پڑوسی کی عیادت کرتے ہیں، فرمایا ہم اس کے پاس گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم کیسے ہو؟ کیا حال ہے؟ حال پوچھ کر آپ نے فرمایا: تم اس بات کی گواہی دے دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس شخص نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو اس کے سرہانے بیٹھے تھے انہوں نے اسے کوئی جواب نہ دیا [illegible]

نعود جارًا له من اليهود، قال: فأتيناه، فقال: كيف أنت وكيف [illegible] فسأله ثم قال: يا فلان: اشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله، فنظر الرجل إلى أبيه وكان عند رأسه فلم يرد عليه شيئاً فسكت، فقال: يا فلان: اشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله، فنظر الرجل إلى أبيه فلم يكلمه فسكت، ثم قال: يا فلان: اشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله، فقال له أبوه: اشهد له، فقال: أشهد أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحمد لله الذي أعتق بي نسمة من النار. قال محمد: وبه نأخذ، لا نرى بعيادة اليهودي والنصراني والمجوسي

نے فرمایا: اے فلاں تم اس بات کی گواہی دے دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اس شخص نے اپنے والد کی طرف دیکھا انہوں نے اس سے کوئی بات نہیں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر فرمایا اے فلاں! تم گواہی دو اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اس کے والد نے اس سے کہا تم ان کے سامنے گواہی دے دو، چنانچہ ان صاحب نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ جل شانہ کے لئے ہیں جس نے میری بدولت اس کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہودی، نصرانی اور مجوسی کی عیادت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

(ش) خوارج مرتکب کبیرہ کو کافر اور اسلام سے خارج مانتے ہیں، معتزلہ کافر تو نہیں مانتے البتہ اسلام سے وہ بھی خارج مانتے ہیں جمہور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کی بناء پر انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ قرآن کریم میں مرتکب کبیرہ کو مومن کہا گیا ہے اور کئی احادیث میں گنہگاروں کو جنت میں داخل کیا جائے گا، کہہ کر انہیں مسلمانوں ہی میں شمار کیا گیا ہے قرآن کریم کی بہت سی آیات اور احادیث مبارکہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔

ایمان مرکب ہے یا بسیط اس میں اختلاف ہے جمہور محدثین و شوافع اس کے مرکب ہونے کے قائل ہیں اور وہ ان احادیث کے ظاہر سے استدلال کرتے ہیں جن سے اعمال بظاہر ایمان میں داخل معلوم ہوتے ہیں، لیکن جمہور اشاعرہ اور احناف ایمان کے بسیط اور مجرد تصدیق قلبی کا نام ہونے کے قائل ہیں اسلئے کہ بہت سی آیات اور احادیث مبارکہ میں [illegible] کو ایمان قرار دیا گیا ہے، اعمال کے تارک کو شوافع بھی کافر نہیں مانتے اور احناف اسے کامل مومن قرار نہیں دیتے ہیں اسلئے بنیاد اور اصل کے اعتبار سے دونوں میں اتفاق ہے

بابٌ

۳۷۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا قيس بن مسلم الجدلي عن طارق بن شهاب الأحمسي قال: جاء يهودي إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال: أرأيت قوله: وسارعوا إلى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والأرض، فأين النار؟ قال عمر رضي الله عنه لأصحاب محمد صلى الله عليه وسلم: أجيبوه، فلم يكن عندهم فيها شيء، فقال عمر رضي الله عنه: أرأيت النهار إذا جاء، أليس يملأ السماوات والأرض؟ قال: بلى، قال: فأين الليل؟ قال: حيث شاء الله، قال عمر: فالنار حيث شاء الله، فقال اليهودي: والذي نفسك بيده يا أمير المؤمنين إنها لفي كتاب الله المنزل كما قلت.

کے مذہب میں کوئی ایسا بنیادی فرق نہیں رہتا۔

۳۷۶۔ ... حضرت طارق بن شہاب احمسی نے فرمایا ایک یہودی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا بتلائیے قرآن الٰہی میں ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ	اور دوڑو اس مغفرت کی طرف جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کا عرض سارے آسمان اور زمین ہیں۔
آل عمران، ۱۳۳	

پھر دوزخ کہاں ہوگی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے فرمایا: ان کو جواب دو۔ ان حضرات کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جب دن آتا ہے تو کیا آسمان و زمین سب کو محیط نہیں ہوتا؟ اس نے کہا کیوں نہیں، فرمایا پھر رات کہاں گئی؟ اس نے کہا جہاں اللہ نے چاہا۔ اس یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں آپ کی جان ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے فرمایا آگ بھی وہیں ہوگی جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہوگا۔ آگ اللہ تعالیٰ کی کتاب منزل میں وہی مذکور ہے جیسا آپ نے بیان کیا۔

وضاحت: مطلب یہ تھا کہ اللہ جل شانہ کی مخلوقات بہت وسیع اور لامحدود ہیں۔ ہماری عقل محدود ہے اس لئے ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمیں یہ شبہ پیش آیا۔ تو بظاہر اس کو ایک مثال سے سمجھا دیا کہ جب دن آتا ہے تو رات غائب ہو جاتی ہے دن کی روشنی ہر جگہ پھیل جاتی ہے لیکن اس سے رات کا عدم ہونا لازم نہیں آیا۔ ایک عالم ہے اس کے مطابق ہر چیز ہماری دسترس سے باہر ہے اسی طرح دوزخ اور جنت کا معاملہ بھی ہے۔

۳۷۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: أتيت عطاء بن أبي رباح فسأله علقمة بن مرثد الحضرمي قال: إنا بمصر أقوامًا صالحين يقولون: نشهد أنا مؤمنون ونشهد أنا من أهل الجنة. قال: فقولوا: إنكم مؤمنون ولا تقولوا: إنا من أهل الجنة. على الله ما في السماء ملك مقرب ولا من نبي مرسل ولا عبد صالح إلا ولله عليه السبيل والحجة. وما منهم أطاع الله طاعة حسنة، فالله منّ عليه بتلك الطاعة فهو مفتقر على شكرها، وما من مرسل أو عبد صالح إلا ولله عليه السبيل والحجة.

۳۰۱- ... حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا میں حضرت عطاء بن ابی رباح کے پاس تھا کہ حضرت علقمہ بن مرثد حضرمی نے فرمایا ہمارے شہر میں کچھ نیک لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم مومن ہیں، ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم اہل جنت میں سے ہیں، انہوں نے فرمایا تم یہ تو کہا کرو کہ ہم مومن ہیں یہ مت کہا کرو کہ ہم جنتی ہیں اس لئے کہ خدا آسمان میں کوئی مقرب فرشتہ اور زمین کا کوئی نیک بندہ نہیں مگر یہ کہ اللہ جل شانہ کے پاس اس کے خلاف حجت و دلیل موجود ہے خواہ نبی ہو یا صالح، اگر انہوں نے بہت عمدہ طریقے سے اللہ جل شانہ کی اطاعت کی ان پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ توفیق دی، وہ اس کا شکر ادا کرنے میں محتاج ہیں، رسول ہوں اور نیک بندے ان سے اگر معصیت ہوئی تو اللہ جل شانہ کے پاس ان کے خلاف حجت و دلیل ہوگی۔

(ف) مقصد یہ ہے کہ انسان کو اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا چاہیے اپنے ظاہری اعمال پر مغرور اور گھمنڈ میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے، اس لئے کہ انسان سے کوئی نہ کوئی گناہ سرزد ہو ہی جاتا ہے، شکر میں کمی ہو ہی جاتی ہے، اس لئے انسان کو اللہ جل شانہ سے عفو و درگذر کی امید رکھنا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے گناہوں و بداعمالیوں، اور معاصی کی نحوست سے ڈرتے اور اللہ جل شانہ کی گرفت سے خوف زدہ رہنا چاہیے، ایمان کی خوف اور امید اور امید و بیم ہوتی ہی ہیں، معلوم نہیں کیا آزمائش ہوگی جس میں مبتلا ہو جائے، حسنات الابرار سیئات المقربین، خدا جانے کیا چاہتا ہے اور میں کیا کر بیٹھا ہوں، اس لئے دعویٰ نہیں کرنا چاہیے خاتمہ کس پر ہوگا، اعمال آخرت میں کیسے ہوں گے؟ اس کا کسی کو پتہ نہیں، اس لئے ڈرتا جائے اور اعمال صالحہ کرتا جائے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کا شکر بھی ادا کرتا جائے۔

٤٧٨ . محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عطاء بن أبي رباح عن عبد الله بن رواحة رضي الله عنه أنه سمى شاةً من غنمه لرسول الله صلى الله عليه وسلم وأوصى بها جاريةً له كانت في الغنم، وكان يتعاهدها وينظر إليها كلما أتى الغنم حتى سمنت وصلحت، فجاء يومًا فتفقدها من الغنم فسأل جاريته عنها؟ فقالت: ضاعت، فلطم وجهها، فلما سُرّي عنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره بالقصة، فقال: ما أملكت نفسي أن لطمتها، قال: فأعظم ذلك النبي صلى الله عليه وسلم وقال: لعلها مؤمنة، فقال: يا رسول الله، إنها سوداء، قال: ايت بها، فجاء بها فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم: أمؤمنة أنت؟ فقالت: نعم، قال: أين الله؟ قالت: في السماء، قال: من أنا؟ قالت: أنت رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هي مؤمنة، قال:

---

۴۷۸ ۔ ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کر دی اور بکریوں کی دیکھ بھال کرنے والی باندی سے اس کا خیال رکھنے کی وصیت کر دی۔ وہ جب بکریوں کی دیکھ بھال کے لئے آتے تو اس کا خیال رکھتے اس کی دیکھ بھال کرتے یہاں تک کہ جب وہ موٹی تازی اور کھانے کے قابل ہو گئی تو ایک روز جب وہ اسے دیکھنے آئے تو اسے بکریوں میں موجود نہ پایا باندی سے اس کے بارے میں دریافت کیا، اس نے جواب دیا وہ گم ہو گئی، انہوں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا، جب ان کا غصہ دور ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو پورا واقعہ بتایا اور عرض کیا میں اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور اسے ایک طمانچہ مار دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت بڑا سمجھا اور فرمایا ہو سکتا ہے وہ مومن ہو، عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ تو کالی حبشی ہے، فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے کر آؤ، جب وہ اسے لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تم مومن ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں، پوچھا اللہ جل شانہ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا آسمان میں، آپ نے دریافت فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ تو مومن ہے فرمایا پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول یہ آزاد ہے۔

ف: اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اعمال اس کی حقیقت میں داخل نہیں، اس نے شہادتین کا اقرار کیا تھا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مومن قرار دیا ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ غلام، باندی، خادمین اور ماتحت کام کرنے والے اعوان و انصار ہوتے ہیں ان پر ظلم نہیں کرنا چاہیے

فقال عبد الله بن رواحة رضي الله عنه: فلي حسرة يا رسول الله.

باب الشفاعة

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۷۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: سألته عن قول الله: ربما يود الذين كفروا لو كانوا مسلمين، قال: يعذب الله قوماً ممن كان يعبده فلا يعبد غيره وقوماً ممن كان يعبد غيره، ثم يجمعهم في النار فيعير الذين كانوا يعبدون غير الله الذين لم يعبدوا غيره فيقولون: عذبنا لأنا عبدنا غيره فما أغنت عنكم عبادتكم إياه وقد عذبتم معنا، فيأذن الرب تبارك وتعالى للملائكة والنبيين فيشفعون، فلا يبقى في النار أحد ممن كان يعبد

وہ عذر سنے گی (اس لئے) اختیار برتنا چاہیے اور یہ بیان ہوگیا ہے کہ کسی مناسب طریقے سے اس کی تلافی کرے خواہ کوئی انعام دے کر یا کام بٹا کر یا کسی اور مناسب طریقے سے۔

شفاعت کا بیان

◆

۳۷۹ - ... حضرت حماد سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابراہیم سے اللہ جل شانہ کے فرمان مبارک:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ — کافر بار بار تمنا کریں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے۔ (الحجر: ۲)

کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: اللہ جل شانہ ایک ایسی قوم کو عذاب دیں گے جو اس کی عبادت کرتے ہوں گے اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے ہوں گے اور ایک ایسی قوم کو بھی جو اس کے علاوہ دوسرے کی عبادت کرتے ہوں گے پھر ان سب کو دوزخ میں جمع فرما دیں گے، وہ لوگ جو غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے وہ ان لوگوں کو عار دلائیں گے جو اللہ جل شانہ کی عبادت کرتے تھے اور کہیں گے ہمیں اس لئے عذاب دیا گیا کہ ہم نے غیر اللہ کی عبادت کی تھی لیکن تمہیں تو اس کی عبادت نے بھی نہیں بچایا اور تمہیں بھی ہمارے ساتھ عذاب دیا جا رہا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں اور نبیوں کو اجازت دیں گے وہ سفارش کریں گے، پھر دوزخ میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو مگر اسے نکال لیں گے یہاں تک کہ شیطان بھی اپنی شریعت کی عبادت کی وجہ سے سفارش

حتى يتطاول للشفاعة إبليس رجاء أن تناله، قال: فيقول: «ربما يود الذين كفروا لو كانوا مسلمين».

۲۸۰- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن ربعي بن حراش العبسي عن حذيفة

کی امید کرنے لگے گا تو فرمایا وہ کہے گا:

«رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ» (الحجر) کافر بار بار تمنا کریں گے کاش! ہم مسلمان ہوتے۔

۲۸۰- ... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنت میں ایک ایسی قوم داخل ہوگی جو جہنمی ہوگی، ان کو دوزخ کی آگ نے جلا ڈالا ہوگا۔

(ش) شفاعت شفع سے ہے جس کے معنی کسی چیز کو اس کے مثل کے ساتھ ملانا۔ اسی سے شفاعت ہے جس کے معنی دوسرے کے ساتھ اس کی مدد و مساعدت کے لئے اپنی سفارش ملانا۔

اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت حق ثابت ہے آیات مبارکہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ارشاد ربانی ہے:

«يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا»
طٰہٰ - ۱۰۹

اس روز شفاعت (کسی کو) کچھ نفع نہ دے گی مگر اس شخص کو جس کے حق میں خدائے رحمٰن نے اجازت دے دی ہو اور اس کے حق میں بولنا اس نے پسند کیا ہو۔

* * *

مجموعی طور سے اس باب میں احادیث تواتر کی حد کو پہنچی ہیں کہ آخرت میں شفاعت ہوگی۔ اس پر اہل سنت اور سلف صالحین وغیرہ کا اجماع ہے۔ بعض معتزلہ اور خوارج نے اس کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ گناہ گار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

«فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ»
(المدثر - ۴۸)

سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش کچھ نفع نہ دے گی۔

اور فرمایا:

«مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ»
مومن - ۱۸

ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارشی جس کی بات مانی جائے۔

بن الیمان رضی اللہ عنہ قال: یدخل الجنة قوم مذنبین قد امتحشتهم النار۔

۳۸۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن سلمة بن كهيل عن أبي الزعراء عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: يعذب الله قوما من أهل الإيمان بذنوبهم ثم يخرجهم

لیکن اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ معتزلہ کی آیتیں کافروں کے لئے وارد ہوئی ہیں اور ظالمین سے مشرکین مراد ہیں۔ احادیث شفاعت میں یہ حضرات یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے زیادتی درجات مراد ہے لیکن یہ باطل قول ہے الفاظ حدیث ان کے مذہب کے بطلان پر صاف دلالت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ والوں میں سے ایسے لوگوں کو جن کے لئے دوزخ واجب ہو گئی ہو گی انہیں وہاں سے نکالا جائے گا اور ان مرتکبین کبائر کے لئے جنت میں زیادتی درجات کے لئے کوئی معنی ہی نہیں ہیں جن کے لئے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم ہو گا۔

شفاعت کی پانچ قسمیں ہیں: ۱۔ یہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے جو موقف کی ہولناکی اور حساب کتاب کی جلدی کے لئے ہو گی۔

۲۔ ایک قوم کو بلا حساب جنت میں داخل کرنے کے لئے یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وارد ہوئی ہے۔ ۳۔ اس قوم کے لئے سفارش جنہوں نے اپنے اوپر جہنم کو واجب کر لیا ہو گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اور جن کے لئے اللہ تعالیٰ چاہیں گے سفارش کریں گے۔ ۴۔ ان گنہگاروں کے لئے جو دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے انہیں وہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، فرشتے اور مومن بھائیوں کی سفارش سے نکالیں گے پھر اللہ تعالیٰ دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال دیں گے جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ ۵۔ جنت میں جنتیوں کے درجات میں زیادتی کے لئے سفارش۔

۳۸۱۔ ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے ایک قوم کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیں گے پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کی وجہ سے انہیں دوزخ سے نکال دیں گے یہاں تک کہ دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کا ذکر اللہ جل شانہ نے اس آیت میں فرمایا ہے:

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ	کہ تمہیں کس چیز نے دوزخ میں لا ڈالا؟ وہ کہیں گے
وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ	ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ ہم غریب کو کھانا

بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم حتى لا يبقى في النار إلا من ذكر الله: ما سلككم في سقر قالوا لم نك من المصلين، ولم نك نطعم المسكين، وكنا نخوض مع الخائضين، وكنا نكذب بيوم الدين، حتى أتانا اليقين، فما تنفعهم شفاعة الشافعين.

۳۸۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عطية العوفي عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار، قال: وسألته عن هذه الآية: ﴿ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى أن يبعثك ربك مقاما﴾

الْخَائِضِينَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ حَتَّى أَتَانَا الْيَقِينُ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ

(المدثر ۴۲ ۔ ۴۸)

کھوٹا کرتے تھے اور مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں پڑے رہتے تھے اور ہم روز جزا کو جھٹلایا کرتے تھے، یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش کوئی نفع نہ دے گی۔

* * *

* * *

الشرح: یعنی خلود فی النار صرف کافروں اور مشرکوں کے لئے ہوگا، اس لئے کہ

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

(النساء: ۴۸)

اللہ اس کو ہرگز نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، بخش اس کے علاوہ جس کسی کو بھی چاہے گا بخش دیوے گا۔

ان کے علاوہ مسلمان خواہ کتنے گنہگار کیوں نہ ہوں سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوں گے، بعض سفارش کی وجہ سے جنت میں چلے جائیں گے، بعض اللہ جل شانہ کی رحمت اور فضل و احسان کی وجہ سے اور بعض انبیاء، ملائکہ، مقربین اور صالحین کی سفارش سے۔

۳۸۲ ۔ ... حضرت عطیہ عوفی سے مروی ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہئے کہ دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بنا لے۔ فرمایا: میں نے ان سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا:

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا﴾

اور رات کے کچھ حصہ میں بھی سو اس میں تہجد پڑھا کیجئے، جو آپ کے حق میں زائد چیز ہے عجب کیا

محمودًا، قال: المقام المحمود الشفاعة، قال: يعذب الله قومًا من أهل الإيمان بذنوبهم ثم يخرجهم بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم فيؤتى بهم نهرًا يقال له: الحيوان، فيغتسلون فيه مثل الثعارير، ثم يدخلون الجنة فيسمون الجهنميين، ثم يطلبون إلى الله فيذهب ذلك الاسم عنهم.

۳۸۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن شداد بن عبد الرحمن عن أبي سعيد الخدري

محمودًا (بنی اسرائیل، ۷۹) کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں جگہ دے۔

فرمایا مقام محمود سے شفاعت مراد ہے اللہ جل شانہ مومنوں میں سے ایک قوم کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیں گے پھر انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے دوزخ سے نکال لیں گے، انہیں ایک نہر کے پاس لایا جائیگا جسے نہر حیوان (زندگی کی نہر) کہا جاتا ہے، یہ اس میں اس طرح دھل جائیں گے جس طرح ثعاریر دھل جاتی ہے۔ پھر جنت میں داخل ہوں گے ان کا نام جہنمی ہوگا پھر ان کو اللہ جل شانہ کے دربار میں طلب کیا جائے گا اور ان کا یہ نام ختم کر دیا جائے گا۔

۳۸۳ ۔ ۔ ۔ حضرت شداد بن عبد الرحمن حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

(ف) ثعاریر ثعرور کی جمع ہے نہایہ میں لکھا ہے کہ چھوٹی ککڑی کو کہتے ہیں اس کے ساتھ انہیں اس لئے مشابہت دی گئی ہے کہ وہ بہت تیزی سے اگتی ہے۔ بعض نے کہا کہ ثعاریر طراثیث کو کہتے ہیں جو طرثوث کی جمع ہے ایک قسم کی سبزی یا گھاس ہے جو ریت سے پیدا ہوتی ہے اور کھائی جاتی ہے۔ حضرت جابر کی روایت میں یہ الفاظ ہیں قال: إنه الضغابيس، ضغابیس بھی چھوٹی ککڑی کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں کو جہنمی تنقیص و تحقیر کے لئے نہیں بلکہ انہیں اللہ جل شانہ کی اس عظیم نعمت کو یاد دلانے کے لئے کہا جائے گا تاکہ ان کی خوشی میں مزید اضافہ ہو اور یہ ظاہر کیا جائے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ جل شانہ نے جہنم سے نجات عطا فرمائی ہے۔

بخاری و مسلم کی روایت میں آتا ہے کہ یہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے انہیں وہاں سے نکال کر جنت کے کنارے نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا اور وہاں سے ایسے صاف ستھرے ہو کر نکلیں گے جس طرح دانہ سیلاب کے پانی سے صاف ستھرا ہو کر بہت جلد پروان چڑھ کر نکلتا ہے، موتی کی طرح صاف ستھرے ہوں گے

رضي الله عنه بمثل ذلك.

٢٩٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن يزيد بن صهيب، الذي يقال له: الفقير، عن جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله عنهما قال: سألته عن الشفاعة فقال: يعذب الله قوماً من أهل الإيمان ثم يخرجهم بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم، قال: قلت له: فأين قول الله: ﴿يريدون أن يخرجوا من النار وما هم بخارجين منها ولهم عذاب مقيم﴾؟ فقال: هذه للذين كفروا، اقرأ ما قبلها.

ان کی گردنوں میں علامات ہوں گی جنہیں دیکھ کر اہل جنت کہیں گے یہ اللہ جل شانہٗ کے آزاد کردہ جہنمی ہیں جنہیں اللہ جل شانہٗ نے بلا کسی عمل اور نیک کام کے محض اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمایا ہے انہیں فرمایا جائے گا تمہیں جنت میں وہ ملے گا جہاں تک تمہاری نگاہ جائے اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور۔

۲۹۴۔ ... حضرت یزید بن صہیب جنہیں یزید فقیر کہا جاتا ہے سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے شفاعت کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا اللہ جل شانہٗ اہل ایمان میں سے ایک قوم کو عذاب دیں گے پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے انہیں وہاں سے نکال دیں گے۔ فرمایا میں نے عرض کیا پھر اللہ جل شانہٗ کے اس قول کا کیا مطلب ہے:

﴿يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ﴾

المائدۃ۔ ۳۷

چاہیں گے کہ نکل جائیں آگ سے حالانکہ اس سے نہیں نکل پائیں گے اور ان کے لئے مستقل عذاب ہے۔

انہوں نے جواب میں فرمایا یہ کافروں کے بارے میں ہے تم اس سے پہلی آیت تو پڑھو۔

تشریح: اس حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے، انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام سفارش کریں گے اور ولی سفارش کریں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سب نے سفارش کر لی اب ارحم الراحمین رہ گیا یعنی اکیلا میں ہوں پھر اللہ جل شانہٗ دوزخ میں سے ایک مٹھی بھر افراد کو نکالیں گے جو جل کر کوئلہ بنے ہوں گے، انہیں نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا وہ وہاں سے صاف ستھرے ہو کر سیلاب کے پودے کی طرح نکلیں گے، یہ مٹھی بھر افراد بے شمار اور لاتعداد افراد ہوں گے، بہر حال جس نے کلمہ پڑھا ہے وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا اللہ جل شانہٗ کا فضل بہت عظیم اور رحمت بہت وسیع ہے البتہ کفار و مشرکین ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے وہاں ان کو موت بھی نہیں آئے گی کہ وہ ان عذابوں سے چھٹکارا حاصل کر لیں۔

باب التصديق بالقدر

۲۸۵- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو الزبير عن جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: سأله سراقة بن مالك بن جعشم المدلجي رضي الله عنه فقال: يا رسول الله! أخبرنا عن عمرتنا هذه ألعامنا هذا أم للأبد؟ فقال: للأبد. قال: أخبرنا عن ديننا هذا كأنما خلقنا له، في أي شيء العمل؟ في شيء قد جرت به الأقلام وثبتت به المقادير، أم في شيء نستأنف فيه العمل؟ قال: في شيء قد جرت به الأقلام وثبتت به المقادير. قال: ففيم العمل يا رسول الله؟ فقال: اعملوا فكل عامل ميسر، من كان من أهل الجنة يسر لعمل أهل الجنة، ومن كان من أهل النار يسر لعمل أهل النار، ثم تلا هذه الآية: «فأما من أعطى واتقى وصدق بالحسنى فسنيسره لليسرى، وأما من

تقدیر کی تصدیق کا بیان

۲۸۵- ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمیں ہمارے اس عمرہ کے بارے میں بتائیے کیا اس کی اجازت صرف اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے؟ فرمایا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عرض کیا ہمیں اس دین کے بارے میں بتائیے گویا کہ ہم اس دین یا ابتداءً کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تو پھر عمل کا فائدہ کیا؟ کیا عمل اس چیز کے لئے ہے جو قلم نے پہلے لکھ دیا اور تقدیر میں لکھا جا چکا ہے یا ہم کسی چیز کے بارے میں ابتداءً عمل کرتے ہیں؟ فرمایا یہ اس کے مطابق ہے جو قلم لکھ چکا ہے تقدیر میں مقرر کر دیا گیا ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا عمل کرتے رہو اس لئے کہ ہر شخص کو توفیق دی گئی ہے جو جنتی ہوگا اس کے لئے جنت والوں کے کام آسان کر دیئے جائیں گے، اور جو اہل نار میں سے ہوگا اس کے لئے دوزخیوں والے کام آسان کر دیئے جائیں گے پھر (استشہاداً) یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

«فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى» سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا اچھی بات کو

بخل واستغنى وكذب بالحسنى فسنيسره للعسرى (١)-

٣٨٢- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عبد العزيز بن رفيع عن مصعب بن سعد بن أبي وقاص عن أبيه رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من نفس إلا قد كتب الله مدخلها ومخرجها وما هي لاقية، فقال رجل من الأنصار: ففيم العمل يا رسول الله؟

فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ (١)-

(الليل: ٥-١٠)

سو ہم اس کے لئے راحت کی چیز آسان کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی برتی اور اچھی بات کو جھٹلایا سو ہم اس کے لئے مصیبت کی چیز آسان کر دیں گے۔

* * * *

۳۸۲- ... حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نفس نہیں مگر یہ کہ اللہ جل شانہ نے اس کے داخل ہونے اور نکلنے کی جگہ اور جو کچھ اسے دنیا میں پہنچے گا سب کو تقدیر کو لکھ دیا ہے۔ ایک انصاری نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر عمل کا کیا فائدہ؟ فرمایا جو بھی اہل جنت میں سے ہوگا اس کے لئے جنت والوں کے کام آسان کر دیئے جائیں گے اور جو دوزخیوں میں سے ہوگا اس کے لئے دوزخیوں والے اعمال آسان کر دیئے جائیں گے۔ انصاری نے عرض کیا پھر تو اعمال واقعی بڑے فائدے کے اور سود مند ہیں۔

ف: یعنی تقدیر کو بہانہ کر کے اعمال چھوڑنے کی اجازت نہیں، ہم اس کے مکلف ہیں وہ کر گزرنا چاہیے۔ نیک اعمال کی توفیق ملنا خوش نصیبی کی علامت ہے، اس لئے شکر کرتا جائے اور آگے بڑھتا جائے۔ کوئی شخص نہ بالکل مجبور محض ہے نہ بالکل خود مختار۔ اللہ جل شانہ کے یہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ فلاں شخص اپنے اس اختیار کی وجہ سے جو ہم نے اسے دیا ہے نیک کام کر کے اہل جنت میں شامل ہو جائے گا اور فلاں شخص اپنے فعل و عمل کی وجہ سے دوزخ کا مستحق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی، خیر و شر کی تمیز دی، پھر بھولوں بھٹکوں کو راہ حق دکھانے اور صحیح راستہ بتانے کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، ڈرانے اور ترغیب دینے کے لئے مقدس کتابیں نازل فرمائیں، اور دونوں راہوں کو کھول کر رکھ دیا۔ اب انسان کو اختیار دے دیا کہ چاہے وہ راہ راست پر چل کر جنت کے مستحق بن جائے چاہے

قال: كل من كان من أهل الجنة ييسر لعمل أهل الجنة، ومن كان من أهل النار ييسر لعمل أهل النار. فقال الأنصاري: الآن حق العمل.

۲۸۷۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا علقمة بن مرثد الحضرمي عن يحيى بن يعمر قال: بينا نحن في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ رأيت ابن عمر رضي الله عنهما

راہ ضلالت پر چل کر جہنم کے راہی بنیں۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ انسان کس راہ کو اختیار کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھا ہوا ہے اس میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ بندہ نہ قادر مطلق ہے نہ مجبور محض۔

اس مسئلہ میں جبریہ انسان کو بالکل مجبور محض مانتے ہیں کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں بندوں کو ذرہ بھی اختیار نہیں، لہٰذا اگر ایمان کے ساتھ معصیت ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جیسے کفر کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔ ان کے بالمقابل قدریہ کا مذہب ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ تقدیر وغیرہ کچھ نہیں، بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ اگر تقدیر کو مانا جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ اللہ جل شانہ کی طرف خلق شر کی نسبت کی جائے جو اللہ جل شانہ کی شان سے بعید ہے لہٰذا بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اس لئے اسے گناہ پر سزا دینا درست ہے۔

اہل سنت والجماعۃ ان میں درمیانی راہ رکھتے ہیں اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خالق ہیں سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے، تقدیر اس کے فیصلہ کے مطابق ہے، خیر و شر دونوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، البتہ انسان کو اختیار دیا ہے لیکن اس میں انسان دائرہ تقدیر سے باہر نہیں نکل سکتا، اللہ جل شانہ کو معلوم تھا کہ بندہ اپنے اختیار سے اہل جنت والے کام کرے گا اس کے لئے جنت والا پروانہ لکھ دیا گیا، دوسرے کے لئے یہ معلوم تھا کہ اپنے کسب و اختیار سے جہنمیوں والے کام کرکے جہنم میں جائے گا اس کے لئے جہنمی ہونا لکھ دیا گیا۔ بندہ اپنے اس کسب و عمل میں نہ مجبور محض ہے نہ قادر مطلق، بالکل یوں سمجھئے جیسے استاد ایک جدول بنا کر طلبہ کو اس میں رنگ بھرنے کا حکم دیتا ہے، طلبہ اپنی محنت اور اختیار سے اس میں رنگ بھرتے ہیں اور ان لکیروں سے باہر نہیں نکلتے جو ان کے استاذ نے کھینچی ہیں۔

۲۸۷۔ ۔۔۔ حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مسجد کی ایک جانب بیٹھے دیکھا اور اپنے ساتھی سے کہا کیا تم پسند کرتے ہو کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جاکر تقدیر کے بارے میں دریافت کریں؟ اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا کہ تم چھوڑ دو میں خود ہی ان سے پوچھتا ہوں اس لئے کہ میں تم سے زیادہ ان کا قریبی ساتھی ہوں، لہٰذا

قاعدًا في جانبه، فقلت لصاحبي: هل لك أن نأتي ابن عمر فنسأله عن القدر؟ فقال: نعم، فقلت: دعني حتى أكون أنا الذي أسأله فإني أرفق به منك، فأتيناه فقعدنا إليه، فقلت له: يا أبا عبد الرحمن! إنا قوم نتقلب في هذه الأرضين، فربما قدمنا البلد به قوم يقولون: لا قدر، قال: أبلغهم أني منهم بريء، وأن لو أجد أعوانًا لجاهدتهم، قال: ثم أنشأ يحدثنا قال: بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناس من أصحابه إذ أقبل شاب جميل حسن اللمة طيب الريح، عليه ثوب بيض فقال: السلام عليك يا رسول الله، السلام عليكم، فرد النبي صلى الله عليه وسلم ورددنا، ثم قال: أدنو يا رسول الله؟ فقال: ادنه، فدنا دنوة أو دنوتين، ثم قام موقرًا له، ثم قال: أدنو يا رسول الله؟ فقال: ادنه، فدنا دنوة أو دنوتين، ثم قام موقرًا له، ثم قال: أدنو يا رسول الله؟ فقال: ادنه، فدنا دنوة أو دنوتين، ثم قام موقرًا له، ثم قال: أدنو يا رسول الله؟ فقال: ادنه، حتى جلس فألصق ركبتيه بركبتي رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال: أخبرني عن الإيمان ما هو؟ قال: الإيمان بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله، قال: صدقت، فتعجبنا لقوله، صدقت كأنه يعلم، قال: فأخبرني عن شرائع الإسلام ما هي؟ قال: إقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، وحج البيت، وصوم شهر رمضان، والاغتسال من الجنابة، قال: صدقت، فعجبنا لقوله، صدقت كأنه يعلم، قال: فأخبرني عن الإحسان ما هو؟ قال: تعمل لله كأنك تراه،

ہم وہاں گئے ان کے پاس بیٹھے میں نے عرض کیا: اے ابو عبد الرحمٰن! (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) ہم ان علاقوں میں آتے جاتے رہتے ہیں، بسا اوقات ہم ایسی بستی میں آتے ہیں جہاں ایسے لوگ رہتے ہیں جو کہتے ہیں تقدیر کچھ نہیں ہے، فرمایا ان کو میرا پیغام پہنچا دو کہ میں ان سے بری ہوں اور اگر مجھے اعوان و انصار مل جائیں تو میں ان کے ساتھ اس بات پر جہاد کروں گا۔

فرمایا پھر انہوں نے بیان کرنا شروع کیا فرمایا اس دوران کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ بہترین بالوں کے گچھے والے، شاندار خوشبو لگائے، سفید کپڑوں میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول السلام علیکم، حاضرین! السلام علیکم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ہم نے بھی جواب دیا، پھر انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا میں قریب ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا قریب ہو جاؤ، وہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ قریب ہوکر

فإن لم تكن تراه فإنه يراك. قال: صدقت. فتعجبنا لقوله: صدقت كأنه يعلم. قال: فأخبرني
عن قيام الساعة متى هو؟ قال: ما المسئول عنها بأعلم من السائل. قال: صدقت. فتعجبنا لقوله
صدقت. فانصرف ونحن ننظره، إذ قال النبي صلى الله عليه وسلم: الحق بالرجل. فخرج في إثره فما
ندري أين توجه؟ ولا رأينا منه شيئاً فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: هذا جبريل

ہوئے پھر آپ کے احترام کے لئے کھڑے ہوئے پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا میں قریب ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا قریب ہو جاؤ، وہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کر کے قریب ہوئے پھر آپ کے احترام میں کھڑے ہوئے پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول میں قریب ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا قریب ہو جاؤ وہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ قریب ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں کھڑے ہو گئے پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا قریب ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا قریب ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ بیٹھ گئے اور اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا لئے پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے ایمان کے بارے میں بتا دیجئے وہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، قیامت کے دن اور تقدیر اچھی اور بری سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس پر ایمان لانے کا نام ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے بالکل سچ فرمایا۔ ہمیں ان کے اس جملے سے کہ آپ نے بالکل سچ فرمایا بہت تعجب ہوا، اس لئے کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ انہیں پہلے سے اس کا علم ہے۔ انہوں نے کہا مجھے اسلام کے اصول اور علامات بتا دیجئے وہ کیا ہیں؟ فرمایا نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور غسل جنابت کرنا۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ ہمیں ان کے آپ نے سچ فرمایا کہنے سے بہت تعجب ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے یہ جانتے تھے۔

انہوں نے کہا مجھے احسان کے بارے میں بتلا دیجئے کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ جل شانہ کے لئے اخلاص سے اس طرح عمل کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ ہمیں ان کے آپ نے سچ فرمایا کہنے سے تعجب ہوا گویا انہیں پہلے سے ہی معلوم تھا۔ انہوں نے فرمایا مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے کہ وہ کب آئے گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: مسئول عنہ (جس سے پوچھا گیا ہے) سائل سے زیادہ اس کو نہیں جانتا۔ فرمایا انہوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہمیں ان کے آپ نے سچ فرمایا کہنے سے

أتاكم يعلمكم معالم دينكم، ما أتاني في صورة قط إلا وأنا أعرفه فيها إلا في هذه الصورة۔

تعجب ہوا، وہ واپس ہوئے ہم ان کو دیکھ رہے تھے کہ اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان صاحب کو میرے پاس لاؤ، ہم ان کی تلاش میں نکلے لیکن پتہ نہیں چلا کہ وہ کس طرف گئے نہ ان کے کوئی آثار قدم (نشانات قدم) ملے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے، تمہیں تمہارے دین کی اہم باتیں سکھانے آئے تھے، آج سے پہلے میرے پاس وہ جس شکل و صورت میں بھی آئے میں نے انہیں پہچان لیا، آج نہیں پہچان سکا۔

وش، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جب منکرین تقدیر کے بارے میں بتلایا گیا تو انہوں نے ان سے برأت کا اظہار کیا، اور اس بیان کا اظہار فرمایا کہ اگر وہ نہیں، صفا و مروہ میں مل گئے تو وہ ان سے جہاد کریں گے، اس لیے کہ مومن تقدیر پر ایمان رکھتا ہے اس کا انکار نہیں کرتا۔

یہ حدیث، حدیث جبرئیل کے نام سے مشہور ہے، اس کو اہم ترین حدیث قرار دیا گیا ہے، اسے ام الاحادیث کہتے ہیں، اس لئے کہ یہ دین اسلام کے بنیادی اور اہم ترین احکامات پر مشتمل ہے جیسے ایمان، عبادات، طہارت، اخلاص، قیامت، علامات قیامت وغیرہ کو اس میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ حدیث بخاری و مسلم میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ان چیزوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ علامات قیامت کا بھی تذکرہ ہے، ایمان کے بارے میں یہ بتلایا گیا کہ اللہ جل شانہ وحدہ لا شریک ہے، وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، ازل سے ہے ابد تک رہے گا، سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، خالق و مالک وہی ہے، رازق و معطی وہی ہے، اسی نے ہر چیز کو وجود بخشا وہی ان سب چیزوں کو فنا کرے گا وہی زبردست طاقت و قوت والا ہے۔

فرشتوں پر ایمان لایا جائے کہ وہ نورانی مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں وہ گناہ کرتے ہیں نہ نافرمانی، ہر حکم کی پیروی کرتے ہیں، وہ موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمے مختلف کام لگائے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوق میں سے وہ بھی ایک مخلوق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا یعنی اللہ جل شانہ نے چار کتابیں زبور، تورات، انجیل اور قرآن کریم نازل فرمائیں اور بہت سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو صحیفے عطا فرمائے وہ سب برحق ہیں مشتمل

ہدایت، تبلیغ فرد اور امت کے لئے آسمانی ہدایات سے روشناس ہونے کا ذریعہ ہیں۔

رسولوں پر ایمان لانا اللہ جل شانہ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مخلوق کا خالق سے ربط جوڑنے، لوگوں کو بھولا سبق یاد دلانے، راہ راست دکھانے اور مقتدا بر علم و عمل بنا کر ان مقدس ہستیوں کو دنیا میں بھیجا، کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد میں یہ حضرات دنیا میں تشریف لائے جن کے سردار سرور دو عالم، افضل الخلائق، خاتم النبیین والرسل، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے بعد یہ کام آپ کی امت کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ ان تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا فرض ہے جن کا اجمالاً تذکرہ کیا گیا ہے ان پر اجمالاً ایمان رکھنا جن کا تفصیلی تذکرہ آیا ہے ان پر تفصیلاً ایمان رکھنا۔

قیامت کے دن پر ایمان رکھنا، دنیا عارضی، فانی اور ختم ہونے والی ہے۔ آخرت اصل ٹھکانا اور مستقر ہے۔ دنیا والوں کے عمل اور نیکی بدی کی نیکیوں کی اصل جزا اور بدلہ وہیں ملے گا۔ یہ دنیا ایک دن ختم ہوگی اس کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ ایک فریق کو جنت میں بھیج دیا جائے گا ایک کو دوزخ میں، اللہ جل شانہ نے ان دونوں کو تیار کیا ہوا ہے۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے مومنوں کو جنت میں بھیجیں گے اور اپنے عدل و انصاف کے تحت کافروں مشرکوں کو دوزخ میں جو جہاں کا مستحق ہوگا اسے وہیں بھیجا جائے گا۔ گنہگار مومن اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں ضرور داخل ہوں گے۔ موت کو بھی موت آجائے گی، پھر جو جہاں کا مستحق ہوگا اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔ اللہ جل شانہ بندوں پر مطلق ظلم نہیں فرماتے۔

تقدیر کا مسئلہ گزر چکا ہے۔ اس پر ایمان رکھنا کہ جو کچھ ہو چکا ہے اچھا ہو یا برا فائدے کا ہو یا نقصان کا سب اللہ جل شانہ کے حکم سے ہوتا ہے، نہ کوئی کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ فائدہ، نہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر پتا حرکت کر سکتا ہے، جو آفت یا مصیبت پہنچ گئی وہ ٹل نہیں ہو سکتی تھی، اور جو نہیں پہنچی وہ کوئی دوسرا ہم پر مسلط نہیں کر سکتا۔ صدقہ سے بلا دور ہوتی ہیں، دعا قبول ہونے کا باعث ہوتی ہے لیکن یہ دونوں چیزیں بھی تقدیر کے تابع ہیں، جیسے جب وقت آجاتا ہے تو ساری تدبیریں بیکار ہو جاتی ہیں چوں اجل آید طبیب ابلہ شود۔ اسی طرح جب وقت آجائے تو کوئی نہیں بچا سکتا۔

اسلام کے بنیادی اور اہم ارکان میں سب سے پہلا فریضہ نماز ہے۔ جو دینِ اسلام کا ستون ہے، جو برائیوں سے روکتا ہے، قیامت کے روز سب سے پہلے اس کا سوال ہوگا، انسان کو نماز خالق سے ہمکلام کراتی ہے، مشکلات و پریشانیاں دور کرتی ہے، اس پر ہمیشگی رکھنا، پانچوں وقت کی باجماعت نماز پڑھنا، بلا عذر جماعت نہ چھوڑنا، ہر عاقل بالغ مرد و عورت پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ شروط و آداب کے ساتھ اس کو پابندی سے ادا کرنا چاہیے۔

زکوٰۃ دینا، ہر عاقل بالغ صاحبِ نصاب مرد و عورت پر زکوٰۃ فرض ہے، جو مالِ نامی پر ضرورتِ اصلیہ سے بچ کر کے حساب سے آتی ہے، زکوٰۃ کا نصاب اور مقدار وغیرہ کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ سال میں ایک مرتبہ زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

حج بیت اللہ۔ ساری زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا ہر ایسے عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو اور آمد و رفت کا خرچ اور راستہ مامون ہو۔ اس کی تفصیل بھی پہلے گذر چکی ہے۔

رمضان کے روزے۔ سال میں ایک مہینے کے روزے ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہیں، جو گناہوں کی معافی، درجات کی ترقی، نفس کی ریاضت اور گناہوں سے بچنے کی مشق کا اہم ترین ذریعہ ہیں۔ تفصیل گذر چکی ہے۔

غسلِ جنابت۔ مسلمان کا دل اور بدن دونوں نظیف، پاک صاف اور طاہر ہونے چاہئیں، جس طرح دینِ اسلام نے باطن اور قلب کی صفائی کا اہتمام کیا ہے اسے کفر و شرک اور باطل عقائد سے پاک صاف کیا اسی طرح اس کے ظاہر کو بھی ظاہری و باطنی آلودگیوں سے پاک کیا، چنانچہ اگر حدثِ اکبر پیش آجائے جو عورت سے ہمبستری کی ہو، احتلام ہو جائے یا کسی اور وجہ سے شہوت سے منی نکل آئے یا عورت حیض و نفاس سے پاک ہو تو ان صورتوں میں غسل فرض ہو جاتا ہے، اگر پانی نہ ہو تو مٹی سے تیمم کر کے بھی طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لئے بلاوجہ غسلِ جنابت میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے ایسے شخص سے فرشتۂ رحمت دور رہتے ہیں جو بلاوجہ غسلِ جنابت میں تاخیر کرتا ہے۔

اخلاص بڑا عظیم سرمایہ ہے۔ ریاکاری سے تمام اعمالِ حسنہ ضائع ہو جاتے ہیں، جبکہ اخلاص تھوڑے سے عمل کو بھی بڑا قیمتی بنا دیتا ہے۔ اخلاص مطلوب اور محمود ہے، ریاکاری اور دکھاوا مبغوض اور ناپسند ہے۔

انسان سب کے سامنے ہو یا گوشۂ تنہائی میں مالک الملک اور خالق، خبیر و بصیر ذات باخبر ہے، ہر چیز اس کے علم میں ہے، سیاہ و تاریک ترین رات میں کالی چٹان پر چلنے والی سیاہ چیونٹی کے پاؤں کی آہٹ اور پاؤں پڑنے کی جگہ اس کے سامنے ہے، دلوں کے راز اور بھید آنکھوں کی خیانت سے باخبر ہے، اس کے لئے ایک حدیث میں بتلایا کہ تم عبادت اس طرح کرو کہ تمہیں یہ یقین ہو کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اگر تمہارا ایمان و یقین اتنا مضبوط نہ ہو تو یہ دھیان میں رکھو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے، انسان ایک معمولی انسان کے دیکھنے کی وجہ سے نماز وغیرہ کو خوب اچھا کر کے پڑھتا ہے پھر بھلا اس کریم ذات سے کیوں نہیں شرماتا جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور سب چیزوں کو دیکھ رہا ہے۔

قیامت: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے امتِ محمدیہ کو تعلیم دینے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں بھی سوال کیا، چونکہ اللہ جل شانہٗ نے پانچ چیزوں کا علم اپنے پاس رکھا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صاف فرمایا کہ جس سے سوال کیا گیا ہے اسے بھی اس سے زیادہ معلوم نہیں جو سائل کو معلوم ہے، ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ۔

بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ عورتوں کے پیٹ میں کیا ہے اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور نہ کوئی جان سکتا ہے کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا۔

لقمان: ۳۴

لہٰذا یہ بتلانا کہ کس سال آئے گی یہ کسی کو معلوم نہیں، کچھ تفصیلات اور نشانیاں معلوم ہیں جن سے سال اور حقیقی وقت معلوم نہیں ہو سکتا، بعض احادیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ محرم کا مہینہ عاشورہ کا دن اور جمعہ کا روز ہوگا۔

اس روایت میں اسی پر اکتفا کیا گیا ہے بخاری و مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر انہوں نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلایا اولاد ماں باپ کے ساتھ ایسا سلوک کرنے لگے اولاد کا ماں باپ سے ایسا سلوک ہو جیسا غلام کا آقا کے ساتھ ہوتا ہے، غریب، مسکین

٢٨٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عبد الأعلى التيمي عن أبيه عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: بينا عمر يخطب الناس بالجابية إذ قال في خطبته: إن الله يضل من يشاء ويهدي من يشاء، فقال فتى من تلك القسوس: ما يقول أميركم هذا؟ قالوا: يقول: إن الله يضل من يشاء ويهدي من يشاء، فقال: بركست، الله أعدل من أن يضل أحداً، فبلغت عمر بن الخطاب رضي الله عنه مقالته فقال: كذبت، بل الله أضلك، والله لولا عهدك لضربت عنقك.

فاقہ مست بکریوں کے چرانے والے لمبی چوڑی بلند و بالا عمارتوں کے مالک بن جائیں، ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر عمارتیں تعمیر کرنے لگیں، بددین بدکردار بادشاہ بن جائیں، دوسری احادیث میں کچھ اور علامات بھی بتلائی گئی ہیں، مثلاً علم کا اٹھ جانا، جہالت عام ہونا، زنا کا پھیل جانا، شراب نوشی کی کثرت، مردوں کا کم ہونا عورتوں کا زیادہ ہونا، امانت ختم ہو جانا، عہدوں کا نااہلوں کے سپرد کرنا، مال و دولت کی کثرت، آگ کا نکلنا، دجال کا خروج، یاجوج ماجوج کا نکلنا وغیرہ وغیرہ۔

٢٨٨۔ ... حضرت عبد الاعلیٰ تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب جابیہ نامی جگہ پر خطبہ دے رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ جل شانہ جسے چاہتے ہیں گمراہ کر دیتے ہیں جسے چاہتے ہیں ہدایت دے دیتے ہیں، یہود کے عالموں میں سے ایک عالم نے کہا: امیر المؤمنین کیا کہہ رہے ہیں؟ لوگوں نے بتلایا یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ جل شانہ جسے چاہتے ہیں گمراہ کر دیتے ہیں، اور جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ اس یہودی عالم نے کہا: یہ تو بہک گئے ہیں، اللہ جل شانہ اس سے زیادہ عدل و انصاف والے ہیں کہ کسی کو گمراہ کریں، یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی، انہوں نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی تجھے گمراہ کیا ہے بخدا! اگر تمہیں امان نہ دیا ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔

ف: اس یہودی نے یہی کہا کہ اللہ جل شانہ کسی کو گمراہ نہیں فرماتے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بتلا دیا کہ اللہ جل شانہ نے جو فیصلہ کر رکھا ہے وہی ہوگا، ظلم بھی نہیں کرتے، اس لئے کہ انسان کو اختیار و قدرت دی ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے ارادہ و قدرت سے وہ کام کرتا ہے جس کا مستحق بنتا ہے، اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہے کہ یہ فلاں گروہ میں ہوگا، اس کے مطابق اس کے لئے لکھا جا چکا ہے۔ اس لئے حضرت عمر نے اسے جھوٹا قرار دیا اور بتلا دیا کہ منکر تقدیر کی گردن اڑا دی جائے گی تم سے معاہدہ ہے اس لئے تمہیں چھوڑ دیا۔

۳۸۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا يزيد بن عبد الرحمن عن أبي وائلة أو عن وائلة [illegible] محمد: عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: تكون النطفة في الرحم أربعين يوماً ثم تكون علقة أربعين يوماً، ثم تكون مضغة أربعين يوماً، ثم يشأ خلقه، فيقول: رب، أذكر أو أنثى؟ أشقي أو سعيد؟ إلى ما رزقه؟ قال محمد: وبه نأخذ، الشقي من شقي في بطن أمه، والسعيد من وعظ بغيره۔

باب ما يحل للرجل الحر من التزويج

۳۹۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا قيس بن مسلم الجدلي عن الحسن بن محمد عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه في قول الله: ﴿والمحصنات من النساء إلا ما ملكت

---

۳۸۹ - ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نطفہ رحم میں چالیس روز تک (نطفہ) رہتا ہے، پھر چالیس دن علقہ (جما ہوا خون) رہتا ہے، پھر چالیس دن مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) رہتا ہے، پھر اس کی خلقت (جسم اور شکل و صورت) بنائی جاتی ہے پھر (فرشتہ) کہتا ہے پروردگار (یہ) لڑکا ہے یا لڑکی، بدبخت ہے یا نیک بخت اور اس کا رزق کیا ہوگا؟ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بدبخت لکھ دیا گیا ہو، اور نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

(ش) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس موقوف روایت میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہر بندے کے لئے جو کچھ لکھنا ہے اس کو انسان کے پیدا ہونے اور دنیا میں آنے سے قبل اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے اور اس کے مطابق وہ نیک بخت بنتا ہے یا بدبخت لیکن چونکہ اختیار دیا ہے اس لئے اس سے باز پرس اور جزا و سزا ہوگی۔

آزاد مرد کتنی شادیاں کر سکتا ہے؟

۳۹۰ - ... حضرت قیس بن مسلم الجدلی حضرت الحسن بن محمد بن ابی طالب رحمہ اللہ سے اللہ جل شانہ کے فرمان،

﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ النساء ۲۴

اور وہ عورتیں بھی (حرام کی گئی ہیں) جو قید نکاح میں ہوں بجز ان کے جو تمہاری ملک میں آ جائیں۔

کے بارے میں روایت کرتے ہیں فرمایا وہ فرمایا کرتے تھے کہ تم دو دو تین تین چار چار عورتوں

أيمانكم؟ قال: كان يقول: ﴿فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث ورباع﴾ قال: أحل لكم أربع و﴿حرمت عليكم أمهاتكم﴾ إلى آخر الآية، قال: حرمت عليكم بعد ذلك إلا ما ملكت أيمانكم بعد الأربع.

۳۹۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا نكح الرجل الأمة على الحرة فنكاح الأمة فاسد، وإذا نكح الحرة على الأمة أمسكهما جميعاً، ويقسم للحرة ليلتين وللأمة ليلة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

سے چاہو شادی کرو۔ فرمایا تمہارے لئے چار تک عورتیں حلال کی گئی ہیں، اور تم پر تمہاری مائیں اور اس کے علاوہ جو آیت میں مذکور ہیں وہ بھی حرام ہیں فرمایا اس سے زیادہ آزاد یا کنواری عورتیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں، البتہ چار بیویوں کے بعد باندیاں جتنی چاہو رکھ سکتے ہو۔

(ش) آزاد مرد بیک وقت چار عورتوں کو نکاح میں رکھ سکتا ہے اس سے زائد آزاد عورتیں یا باندیوں کو نکاح میں رکھنا درست نہیں البتہ چار بیویوں کے علاوہ باندیاں جتنی چاہے رکھے اس پر اجماع ہے۔
امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں صرف ایک باندی سے نکاح کر سکتا ہے۔ غلام بیک وقت دو سے زیادہ سے شادی نہیں کر سکتا۔

۳۹۱ - ۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا آزاد بیوی (حرہ) کے ہوتے ہوئے جب کوئی شخص باندی سے شادی کرے تو باندی سے نکاح فاسد ہوگا لیکن اگر باندی کے ہوتے ہوئے آزاد عورت سے شادی کرے تو دونوں کو رکھ سکتا ہے اور آزاد عورت کو باری میں دو راتیں دے گا اور باندی کو ایک رات۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) باندی سے نکاح جائز ہے خواہ مسلمان ہو یا کتابیہ۔ اگر کسی کے نکاح میں آزاد عورت ہو تو وہ باندی کو رکھ سکتا ہے لیکن باندی سے شادی نہیں کر سکتا اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آزاد عورت کے ہوتے ہوئے باندی سے شادی نہیں کی جائے گی۔ اس میں آزاد عورت کے لئے عار کی بات بھی ہے اس لئے یہ ناجائز ہے البتہ اگر کسی کے نکاح میں باندی ہو تو اس پر آزاد عورت سے شادی کر سکتا ہے اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ باندی کے ہوتے ہوئے آزاد عورت سے شادی کر سکتے ہیں اس میں اس باندی کے لئے کوئی ننگ و عار کی بات بھی نہیں ہے۔

۳۹۲۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: للحر أن يتزوج أربع مملوكات و إن شاء اثنتين و واحدة. قال محمد: و به نأخذ، له أن يتزوج من الإماء ما يتزوج من الحرائر، و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب ما يحلّ للعبد من التزويج

۳۹۳۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس للعبد أن يتزوج إلا حرتين أو مملوكتين. قال محمد: و به نأخذ و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۹۲۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا آزاد مرد چار، تین، دو اور ایک باندی سے شادی کر سکتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، آزاد مرد کو یہ حق ہے کہ وہ جتنی آزاد عورتوں سے شادی کر سکتا ہے اتنی ہی تعداد میں باندیوں سے بھی نکاح کر سکتا ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں جس طرح ایک مرد چار عورتوں سے شادی کر سکتا ہے اسی طرح چار باندیوں سے بھی شادی کر سکتا ہے اس سے زیادہ سے شادی کرنا ناجائز ہے اس پر اجماع امت ہے۔ اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ تم دو دو تین تین چار چار جتنی عورتوں سے چاہو شادی کر سکتے ہو لہٰذا عورت آزاد ہو یا باندی بیک وقت چار سے زائد کو نکاح میں نہیں رکھ سکتے، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر باندی سے شادی کرنا چاہے تو صرف ایک سے شادی کر سکتا ہے زیادہ سے نہیں اس لئے کہ اسے ضرورتاً جائز قرار دیا گیا ہے اور ضرورت و حاجت ایک سے پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن حنفیہ نے قرآن کریم کی منقولہ بالا آیت کی وجہ سے جتنی آزاد عورتوں سے شادی کی اجازت دی ہے اتنی باندیوں سے بھی شادی کی اجازت دیتے ہیں۔

غلام کتنی عورتوں سے شادی کر سکتا ہے

۳۹۳۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا غلام کو یہ حق نہیں کہ دو آزاد یا دو باندیوں سے زائد سے شادی کرے، امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) غلام بیک وقت دو سے زیادہ عورتوں سے شادی نہیں کر سکتا، اس لئے کہ غلامی کی وجہ سے اس کو آدھی نعمتیں حاصل ہوں گی یہی حضرت عمر، علی، عبدالرحمٰن بن عوف اور جمہور تابعین اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

۳۹۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا يحل للعبد أن يتسرى، ولا يحل له فرج إلا فرج النكاح بتزويجه مولاه، قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۹۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا إسمعيل بن أمية المكي عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: لا يحل فرج من المملوك كان إلا من إن باع أو وهب أو تصدق أو أعتق جاز، يعني بذلك المملوك. قال محمد: وبه نأخذ، يعني أن المملوك لا يحل له فرج إلا فرج النكاح وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۹۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا يصلح للعبد أن يتسرى، ثم تلا هذه الآية: ﴿إلا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم﴾ فليست له بزوجة ولا ملك

۳۹۴۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا غلام کے لئے باندی رکھنا درست نہیں، اور حلال نہیں اس کے لئے کوئی فرج الا یہ کہ اس کا آقا کسی سے اس کی شادی کرا دے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) چونکہ غلام کو خریدنے فروخت کرنے کا اختیار نہیں اس لئے باندی اس کے لئے حلال نہیں ہوگی، آزاد مرد باندی کا مالک بن سکتا ہے لہٰذا اس کے لئے اس سے فائدہ اٹھانا بھی جائز ہے جس میں وطی بھی داخل ہے، اس لئے آزاد آدمی ہمبستری کے لئے باندیاں رکھ سکتا ہے غلام نہیں رکھ سکتا۔ یہی بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اگلے اثر سے مزید وضاحت سے آ رہی ہے۔

۳۹۵۔ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کسی مملوک عورت کا فرج (شرمگاہ) حلال نہیں ہوتا مگر اس کے لئے جو اسے خریدے یا اسے ہبہ کر دی جائے یا اس پر صدقہ کر دیا جائے یا غلام کو آزاد کر دیا جائے اس سے مراد غلام ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، غلام کے لئے باندی بغیر نکاح کے حلال نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۹۶۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا غلام کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ ہمبستری کے لئے باندی رکھے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

﴿إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ ہاں البتہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے نہیں

المؤمنون ۔ ۶

يمين. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۹۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في العبد إذا زوجه مولاه فالطلاق بيد العبد، وإذا تزوج العبد بغير إذن مولاه فالطلاق بيد مولاه، ويأخذ من المرأة ما أخذت من عبده. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۳۹۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا تزوج العبد بغير

چنانچہ وہ باندی نہ اس کی بیوی ہے (یعنی نکاح کے بغیر) اور نہ اس کی ملکیت ہے۔ اس لئے کہ وہ خود غلام ہے اسے تصرفات سے روکا گیا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۹۷ - ... حضرت ابراہیم سے اس غلام کے بارے میں جس کا مولیٰ اس کی شادی کرا دے، مروی ہے کہ اس عورت کی طلاق غلام کے ہاتھوں میں ہوگی، اور اگر غلام مولیٰ (آقا) کی اجازت کے بغیر شادی کر لے تو اس کی طلاق مولیٰ کے قبضہ میں ہوگی اور وہ عورت سے وہ لے لے گا جو عورت نے اس کے غلام سے لیا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) طلاق کا حق اسے ہوتا ہے جس کے نکاح میں وہ عورت ہو، اگر مولیٰ اپنے غلام کی شادی کرا دے تو اب طلاق کا حق غلام کو ہوگا مولیٰ اس کی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا اس لئے کہ مولیٰ نے خود یہ تعلق قائم کیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے طلاق کا حق اسے ہے جو اس عورت کا مالک ہے۔ اور دیکھئے یہ عورت اس غلام کے لئے حلال ہے، اس حلت کے ختم کرنے کا اختیار غلام ہی کو ہو سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں۔ غلام اگر طلاق دے گا تو واقع ہو جائے گی اس لئے کہ اس صورت میں مولیٰ کے حق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن اگر غلام اپنا آقا کی اجازت کے بغیر اپنی شادی کر لیں تو یہ نکاح درست نہیں ہوگا، اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے جس غلام نے مولیٰ کی اجازت کے بغیر نکاح کیا وہ زانی ہے۔ امام مالک اسے صحیح قرار دیتے ہیں لیکن یہ حدیث ان کے مذہب کی تردید کر رہی ہے۔ ایسے غلام کی طلاق مولیٰ کے قبضہ میں ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا نکاح ہی درست نہیں ہوا۔

۳۹۸ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا غلام جب اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح فاسد ہے، لیکن اگر غلام کے اس طرح نکاح کرنے کے بعد مولیٰ اس نکاح کو جائز قرار دے دے اس کی

إذن مولاه فنكاحه فاسد، وإن أذن له بعد ما تزوج فنكاحه ثابت. قال محمد: وبه نأخذ، وإنما يعني بقوله: "إن أذن له بعد ما تزوج" يقول: إن أجاز ما صنع فهو جائز، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الرجل يزوج أم ولده

٣٩٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ولد أم الولد من غير سيدها إذا ولدته وهي أم ولد بمنزلتها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

مخالفت نہ کرے تو یہ نکاح درست ہو جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یعنی اگر غلام مولیٰ کی اجازت کے بغیر شادی کرلے اور بعد میں مولیٰ اس کی اجازت دے دے تو نکاح جائز ہو جائے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: اگر غلام یا باندی اپنے آقا کی اجازت کے بغیر شادی کرلیں تو نکاح موقوف ہوگا۔ اگر مولیٰ اس پر اعتراض نہ کرے تو نکاح درست ہو جائے گا اور اگر رد کردے تو کالعدم ہو جائے گا۔ فضولی کا عقد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں اجازت پر موقوف ہوتا ہے اگر صاحب حق نے اجازت دے دی تو وہ معاملہ جائز ہو جائے گا ورنہ کالعدم۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں فضولی کے تمام تصرفات باطل ہیں اس لئے کہ عقد کا مقصد ہے اس کے احکامات لازم ہوں اور فضولی کسی حکم کو لازم نہیں کرسکتا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تصرف اس نے کیا ہے جو اہل ہے اور محل میں کیا ہے لہٰذا اس کا انعقاد موقوف ہے اگر فائدہ مند ہوگا تو نافذ کردے گا ورنہ نہیں۔ بعض مرتبہ کسی معاملہ کا حکم اس معاملہ سے مؤخر ہوتا ہے جیسے بیع بشرط الخیار ثابت ہوتا ہے کہ وہ بیع خیار ختم ہونے پر لازم ہوتی ہے۔

اپنی ام ولد کا کسی سے نکاح کرا دینے کا بیان

٣٩٩ - حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر ام ولد کا بچہ آقا کے علاوہ کسی اور سے پیدا ہو تو وہ بھی ام ولد کی طرح آزاد ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٤٠٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يزوج أم ولده عبدًا فتلد أولادًا ثم يموت، قال: هي حرة وأولادها أحرار، وهي بالخيار إن شاءت كانت مع العبد وإن شاءت لم تكن. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، ولها الخيار أيضًا وإن كانت تحت حر.

---

٤٠٠ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی ام ولد کا کسی غلام سے نکاح کرا دے پھر اس غلام سے اس کے یہاں اولاد ہو پھر آقا مر جائے فرمایا ام ولد آزاد ہو جائے گی اس کی اولاد بھی آزاد شمار ہوگی، اس ام ولد کو اختیار ہوگا چاہے غلام کے ساتھ رہے چاہے اس سے نکاح فسخ کرالے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور اگر ام ولد کسی آزاد آدمی کے نکاح میں ہو تو آقا کے مرنے کے بعد اس صورت میں بھی اسے (ام ولد کو) اختیار عتق حاصل ہوگا۔

(شرح) اگر کسی آقا سے باندی کے یہاں بچہ پیدا ہو جائے تو اس باندی کو ام ولد کہتے ہیں اب اس کا بیچنا اور کسی کو ہبہ کرنا درست نہیں، البتہ مولیٰ اس سے کام کاج کرا سکتا ہے اس سے ہمبستری کر سکتا ہے اس کی شادی کرا سکتا ہے، اسے اجرت پر کام کاج کے لیے دے سکتا ہے۔ اگر مولیٰ کسی سے اس کی شادی کرا دے تو اس کی اولاد بھی آزاد شمار ہوگی جس طرح آزاد عورت کا بچہ آزاد، باندی کا بچہ غلام اور مدبرہ کا بچہ مدبر ہوتا ہے اسی طرح ام ولد مولیٰ کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتی ہے اس بچہ کی وجہ سے اسے آزادی حاصل ہوتی ہے فرمایا کہ باندی کو اس کے بچے نے آزاد کرا دیا لہٰذا اس کا بیچنا درست نہیں۔ مولیٰ اگر اپنی باندی کی شادی کسی غلام سے کر دے پھر اسے آزاد کر دے تو باندی کو خیار عتق حاصل ہوگا، اس کا شوہر چاہے آزاد ہو یا غلام، اس لیے کہ اب تک اس کے شوہر کو اس پر دو طلاقوں کا اختیار تھا آزاد ہونے کے بعد تین طلاقوں کا مالک بن جائے گا اس لیے عورت کو اختیار ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد ہونے پر اپنے شوہر کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دیا تھا اس لیے ام ولد کو آزادی ملنے پر یہ اختیار حاصل ہوگا اگر چاہے تو اپنے شوہر کے ساتھ رہے ورنہ جس مجلس میں اسے آزاد ہونے کا علم ہو اس میں اگر بغیر فیصلہ کیے اٹھ گئی ہوگی تو اس کا یہ خیار عتق ختم ہو جائے گا، اگر وہ نکاح ختم کرنا چاہے تو بغیر طلاق کے جدائی اختیار کر سکتی ہے۔

باب الرجل يتزوج وبه العيب في المرأة

٤٠١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أنه قال في الرجل يتزوج وهو صحيح أو يتزوج وبه بلاء، ثم تخير امرأته وإن أعلمها إنها امرأته لهذا لا يجبر على طلاقها. قال: وإن تزوجها وهي هكذا فهي بتلك المنزلة. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. وأما في قولنا: فإن كانت المرأة بها العيب فالقول ما قال أبو حنيفة، وإن كان الرجل به العيب فكان عيبا يحتمل فالقول عندنا ما قاله أبو حنيفة رحمه الله تعالى، وإن كان عيبا لا يحتمل فهو بمنزلة المجبوب والعنين تخير امرأته، فإن شاءت أقامت معه وإن شاءت فارقته.

٤٠٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يتزوج المرأة وبها عيب أو داء إنها امرأته طلق أو أمسك، ولا تكون في هذا بمنزلة الإماء أن يرد منهن

شادی کے بعد عورت یا مرد میں عیب کا پتہ چلنے کا بیان

۴۰۱ ۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو تندرستی یا بیماری کی حالت میں شادی کرے تو اس عورت کو اختیار دیا جائے گا اس کے گھر والوں کو کہ یہ عورت ہمیشہ کے لئے اس کی بیوی ہے۔ اس مرد کو اسے طلاق دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ فرمایا اگر اسی کیفیت کی عورت سے کسی مرد نے شادی کی تو عورت کو بھی اسی طرح سے ہے۔ امام محمد نے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر عورت میں عیب ہو تو بات وہی ہے جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمائی لیکن اگر مرد میں عیب ہے تو اگر وہ قابل برداشت عیب ہو تو بات وہی ہوگی جو امام ابوحنیفہؒ نے فرمائی اور اگر عیب ناقابل برداشت ہو تو ایسا شخص مقطوع الذکر اور نامرد کی طرح ہوگا اس کی بیوی کو اختیار دیا جائے گا چاہے اس کے ساتھ رہے اور چاہے تو اس سے جدائی اختیار کرے۔

۴۰۲ ۔ ۔۔۔ حضرت حماد حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں نقل کرتے ہیں جو کسی عورت سے شادی کرے اور اس میں عیب ہو یا اسے بیماری لاحق ہو فرمایا وہ اس کی بیوی ہے طلاق دے یا روک کے رکھے

عيب، وقال: أرأيت لو كان بالرجل عيب أكان لها أن ترده؟ قال محمد: وبه نأخذ لأن الطلاق بيد الزوج إن شاء طلق وإن شاء أمسك، ألا ترى أنه لو وجدها رتقاء لم يكن له خيار، لأن الطلاق بيده، ولو وجدته مجبوباً كان لها الخيار لأن الطلاق ليس بيدها، وكذلك إذا وجدته مجنوناً أو موسوساً يخاف عليها قتله، أو وجدت به جذاماً متقطعاً لا تقدر على الدنو منه وأشباه هذا من العيوب التي لا تحتمل فهذا أشد من العنين والمجبوب، وقد جاء في العنين أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: إنها تؤجل سنة ثم تخير، وجاء أيضاً في الموسوس أثر عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه أجلها ثم خيرها، وكذلك العيوب التي لا تحتمل هي أشد من المجبوب والعنين.

٤٠٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يتزوج المرأة

وہ باندی کی طرح نہیں ہوگی کہ عیب کی وجہ سے اسے واپس کرنے کا اختیار ہو، اور فرمایا بتلاؤ اگر مرد میں عیب ہو تو کیا عورت کو اسے واپس کرنے کا حق ہوتا! امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اس لئے کہ طلاق کا اختیار مرد کو ہے چاہے طلاق دے دے چاہے روک رکھے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اگر عورت کا اگلا راستہ بند ہو تو ناقابل جماع ہو تو بھی مرد کو اختیار (فسخ نکاح) نہ ہوتا اس لئے کہ طلاق مرد کے قبضہ میں ہے، اور اگر عورت مرد کو مقطوع الذکر پائے تو عورت کو اختیار ہوگا اس لئے کہ طلاق دینا اس کے بس میں نہیں ہے، اسی طرح عورت اگر مرد کو دیوانہ پائے یا ایسا مرض پائے جس سے اسے قتل کا ڈر ہو یا شوہر جذامی (کوڑھی) ہو جھڑتے پھرنے کے قابل نہ ہو اس عورت کے قریب نہ آسکتا ہو یا اسی طرح کا ایسا عیب ہو جو ناقابل برداشت ہو تو یہ نامرد اور مقطوع الذکر سے زیادہ سخت مرض ہے، اور نامرد کے بارے میں یہ آیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی پھر اس کو اختیار دے دیا جائے گا، اور مرد اس مجنون کے بارے میں بھی حضرت عمر بن الخطاب سے یہ قول منقول ہے کہ انہوں نے عورت کو مہلت دی پھر اسے اختیار دے دیا اسی طرح حکم ہے ان عیوب کا بھی جو ناقابل برداشت ہوں اور مقطوع الذکر اور نامرد سے زیادہ سخت ہوں۔

٤٠٣ ۔ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کسی عورت سے شادی کرے اور اسے جذام زدہ یا برص کی مریض پائے فرمایا یہ اس کی بیوی ہے چاہے اسے طلاق دے دے چاہے

فيجد بها جنوناً أو جذاماً أو برصاً، قال: هي امرأته إن شاء طلق وإن شاء أمسك. قال محمد: وبه نأخذ لأن الطلاق في يده.

رو کے رکھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اس لئے کہ طلاق مرد کے قبضہ میں ہے، جب چاہے طلاق دے دے۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر شادی کے بعد عورت میں کوئی عیب معلوم ہو تو ایسی صورت میں شوہر کو نکاح فسخ کرنے کا حق نہ ہوگا اس لئے کہ عقد نکاح سے مرد کو حق وطی حاصل ہوتا ہے اور عیب کی وجہ سے یہ حق فوت نہیں ہوتا البتہ اس میں کچھ خلل آ جاتا ہے، موت کی وجہ سے یہ حق بالکل ہی فوت ہو جاتا ہے تب بھی نکاح فسخ نہیں ہوتا تو عیب کی صورت میں بدرجۂ اولیٰ نکاح فسخ نہیں ہوگا، باقی اگر اس کی وجہ سے حقوق زوجیت ادا نہ ہو سکتے ہوں تو طلاق دے دے۔

اگر مرد میں عیب ہو مثلاً جنون ہو یا جذام (کوڑھ) یا برص ہو تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے یہاں عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں ہوگا اس لئے کہ ان عیوب کے ساتھ بھی مقاصد نکاح حاصل ہو سکتے ہیں اور امام محمد فرماتے ہیں کہ عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا اس لئے کہ عورت کو اس سے نقصان پہنچنے کا ڈر رہتا ہے۔

اگر شوہر نامرد ہو، عورت سے جماع کرنے پر قادر نہ ہو تو حاکم مرد کو ایک سال کی مہلت دے گا اگر اس بیچ علاج کرا کر ٹھیک ہو گیا تو عورت کا حق خیار ختم ہو جائے گا ورنہ اگر عورت جدائی کا مطالبہ کرے تو ان دونوں میں تفریق کر دی جائے گی یہ تفریق ایک طلاق بائن کے حکم میں ہوگی اور اگر شوہر نے عورت کے ساتھ خلوت صحیحہ کر لی ہو تو عورت کو پورا مہر ملے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ لیکن اگر شوہر مقطوع الذکر ہو تو قاضی ان دونوں میں فوراً ہی تفریق کر دے گا علاج وغیرہ کی مہلت نہیں دے گا اس لئے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں، اس لئے کہ نامرد کو مہلت اس لئے دی گئی تھی تاکہ علاج وغیرہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ خلقۃً نامرد ہے یا کسی عارضی بیماری یا آفت کی وجہ سے، اور جس کے پاس آلہ تناسل ہی نہ ہو اسے یہ مہلت دینا بے سود ہے، خصی مرد کو نامرد کی طرح ایک سال کی مہلت دی جائے گی اس لئے کہ اس سے بہتری کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

باب ما نهي عنه من التزويج واستئمار البكر

۴۰۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة رحمه الله تعالى قال: حدثنا عبد الملك بن عمير عن رجل من أهل الشام عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أتاه رجل فقال: يا رسول الله، أتزوج فلانة؟

ممنوع نکاح اور کنواری لڑکی سے اجازت طلب کرنے کا بیان

۴۰۱ - ... حضرت عبد الملک بن عمیر شام کے ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا میں فلانی عورت سے شادی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے شادی کرنے سے منع کر دیا، پھر وہ صاحب آپ کی خدمت میں دوسری مرتبہ حاضر ہوئے، آپ نے انہیں اس سے روک دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کالے رنگ کی خوب بچے دینے والی عورت مجھے خوبصورت بانجھ عورت سے زیادہ پسند ہے، میں تمہاری کثرت کے ذریعہ دوسری امتوں پر فخر کروں گا، نا تمام بچہ بھی غصہ میں جھگڑا کرے گا، اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا، وہ کہے گا نہیں، اس وقت تک نہیں داخل ہوں گا جب تک میرے والدین کو جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔

تشریح: حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایسی عورت سے شادی کرو جو خوب بچے دینے اور محبت کرنے والی ہو اس لئے کہ قیامت میں تمہاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کروں گا، نکاح کا مقصد امت کا بڑھانا ہے اس لئے اس قسم کی عورتوں سے شادی کا حکم دیا گیا اور ساتھ ساتھ اولاد سے انسان کو خود بھی فائدہ پہنچتا ہے، دنیا میں طاقت و قوت کا ذریعہ بنتی ہے وحشت دور ہو جاتی ہے، آنکھوں کی ٹھنڈک اور صدقہ جاریہ ہے، اور اگر ان کی صحیح تربیت ہو تو وہ جتنے نیک عمل کریں گے ان کا پورا ثواب انہیں بھی ملے گا اور ان کے والدین کو بھی، نیک اولاد والدین کی مغفرت اور ترقی درجات کی دعا کرتی ہے، ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرتی ہے، ان کے لئے پڑھ پڑھ کر بخشتی ہے، ان کی خدمت کر کے جنت کماتی ہے، بلکہ نا تمام بچہ بھی اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک اس کے والدین کو جنت میں داخل نہ کر دیا جائے گا، نا تمام بچہ اللہ جل شانہ سے جھگڑے گا فرشتے کہیں گے اے وہ نا تمام بچے جو اپنے پروردگار سے جھگڑ رہا ہے جا اپنے والدین کو جنت میں داخل کر دے، وہ ناف کے ذریعہ گھسیٹ کر انہیں جنت میں داخل کر

فنهاه عنها، ثم أتاه ثلاث مرات فنهاه، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سوداء ولود أحب إليّ من حسناء عاقر، إني مكاثر بكم الأمم حتى أن السقط يظل محبنطئاً، يقال له: ادخل الجنة فيقول: لا حتى يدخل أبواي.

۵۰۴ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا تنكح البكر حتى تستأمر

دے گا۔

شادی میں دین کردار اور اخلاق کو ترجیح دینا چاہیے، ظاہری حسن وجمال اور مال و دولت کو حدیث شریف میں آتا ہے عورتوں سے ان کے حسن وجمال کی وجہ سے شادی نہ کرو اس لئے کہ ہو سکتا ہے ان کا حسن انہیں تباہ کر دے، مال کی وجہ سے شادی نہ کرو کہ ان کا مال انہیں سرکش بنا دے۔ فرمایا عورت سے چار باتوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب نسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی اور جمال کی وجہ سے اور اس کے دین و تقویٰ کی وجہ سے تم دیندار کو حاصل کرو اور اچھی بیوی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ عورت نیک ہو تو اولاد بھی نیک ہوتی ہے عورت بچے کے لئے پہلا مدرسہ پہلا مدرس اور استاد ہوتی ہے، عورت کی صفات عادات اور مزاج کا بچے پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے، دیندار عورت نیکیوں میں شوہر کی معاون بنتی ہے، گناہوں سے دور رکھتی ہے، حرام سے بچاتی ہے اور اپنی اور اس کی دونوں کی دنیا و آخرت بناتی ہے اس لئے ایسی عورت کو بہترین ساتھی قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا مومن کو تقویٰ کے بعد حاصل ہونے والی سب سے بہترین چیز ایسی نیک بیوی ہے جس کو اگر وہ حکم دے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے، اگر مرد اس کی طرف دیکھے تو اس کی خوش خلقی، اطاعت، نظافت و دیانت کی وجہ سے اس کا دل باغ باغ ہو جائے اگر اس کے بارے میں کسی بات پر قسم کھا لے تو وہ اس کی لاج رکھتے پورا کر دے شوہر اگر گھر پر موجود نہ ہو تو اس کے مال، گھر بار اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

یہ صاحب جس عورت سے شادی کرنا چاہتے تھے وہ بانجھ ہوگی اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب کو ان صاحبہ سے شادی کرنے سے منع کر دیا اس لئے کہ ان سے شادی کا اصل مقصد توالد و تناسل پورا نہیں ہو سکتا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلا دیا کہ صرف ظاہر پر نہیں جانا چاہیے، اصل مقصد کو سامنے رکھنا چاہیے۔

۵۰۴ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کنواری سے اس وقت تک شادی نہیں کی جائے گی جب تک

فرضاها سكوتها، وقال: وهي أعلم بنفسها لعل بها عيباً لا يستطيع له الرجال معه. قال محمد: وبه نأخذ، لا ينبغي أن تتزوج البكر إذا بلغت إلا بإذنها، زوجها أبوها أو غيره، ورضاها سكوتها وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اس سے اجازت طلب کرلی جائے، اور اس کی رضامندی اس کا خاموش ہونا ہے، اور فرمایا اپنی ذات کے بارے میں وہ خود زیادہ سمجھتی ہے، ہوسکتا ہے اس میں کوئی ایسا عیب ہو جس کی وجہ سے مرد اس کے ساتھ ہمبستری نہ کرسکتا ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ کنواری بالغ لڑکی کا اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کیا جائے گا شادی کرنے والا باپ ہو یا اور کوئی، اور اس کی رضامندی اس کا خاموش رہنا ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(س) کنواری عاقل بالغ لڑکی کو ولی نکاح پر مجبور نہیں کرسکتا، امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں باپ مجبور کرسکتا ہے، حنفیہ حضرت ابن عباس، ابن عمر و جابر رضی اللہ عنہم کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ ایک شخص نے زبردستی اپنی لڑکی کا نکاح پڑھا دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ختم کردیا، ایک روایت میں ہے کہ وہ لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے اسے اختیار دے دیا۔

حل اگر کنواری عاقل بالغ لڑکی سے اس کی شادی کی اجازت طلب کرے اور وہ خاموش رہے یا ہنس دے یا بلا آواز کے رونے لگے تو یہ اجازت شمار ہوگا اور اگر انکار کردے تو اس کی شادی وہاں نہ کرائی جائے، اور اگر لڑکی ثیبہ (یعنی بیوہ یا مطلقہ) مدخول بہا ہے تو اس کی اجازت زبانی ہوگی صرف خاموش رہنے یا ہنسنے سے کام نہیں چلے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے شادی شدہ کا نکاح اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک اس سے مشورہ (حق) اجازت نہ لے لی جائے، اور کنواری کا نکاح اس وقت تک نہیں پڑھایا جائے گا جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول اس کا اجازت دینا کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ وہ خاموش رہے، ہنسنا علامت رضامندی ہے، اس لئے کہ یہ اس خبر پر خوشی اور سرور کی علامت ہے لیکن اگر وہ مذاق اڑانے کے انداز سے ہنسے تو یہ رضامندی شمار نہ ہوگا البتہ بلا آواز رونا جو ماں باپ کی جدائی کے صدمہ کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے یہ رضامندی شمار ہوگا ثیبہ یعنی جس عورت کی پہلے شادی ہوچکی ہو اس کا زبانی اجازت دینا ضروری ہے، اس لئے کہ اس کے لئے منہ سے اجازت دینا عار کی بات نہیں ہے بخلاف کنواری کے کہ وہ اس سے شرماتی ہے اس کا زبانی اجازت دینا معیوب یا بے شرمی سمجھا جاتا ہے۔

باب من تزوج ولم يفرض لها صداقها حتى مات

۴۰۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أن رجلا أتاه فسأله عن رجل تزوج امرأة ولم يفرض لها صداقا ولم يدخل بها حتى مات. قال: ما بلغني في هذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم شيء. قال: فقل فيها برأيك. قال: أرى لها الصداق كاملا، ولها الميراث، وعليها العدة. فقال رجل من جلسائه: قضيت والذي يحلف به بقضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم في بروع بنت واشق الأشجعية. قال: ففرح عبد الله بن مسعود رضي الله عنه فرحة ما فرح قبلها مثلها لموافقة رأيه قول رسول الله صلى الله عليه وسلم. قال محمد: وبه نأخذ، لا يجب الميراث والعدة حتى يكون قبل ذلك صداق

اس شخص کا بیان جو مہر مقرر کئے بغیر شادی کرے اور تعین مہر سے قبل مر جائے

۴۰۹ - ... حضرت امام اعظم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جس نے شادی کی لیکن عورت کے لئے مہر مقرر نہ کیا وہ ابھی دخول بھی نہیں ہوا تھا کہ اس شخص کا انتقال ہو گیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مجھے کوئی روایت نہیں پہنچی ان صاحب نے کہا اس کے بارے میں آپ اپنی رائے ظاہر کر دیجئے، انہوں نے فرمایا میرے خیال میں اسے پورا مہر ملے گا، میراث بھی ملے گی اور عدت بھی آئے گی۔ ان کے ہمنشینوں میں سے ایک صاحب نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے آپ نے وہی فیصلہ کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بروع بنت واشق الاشجعیہ کے بارے میں کیا تھا۔ راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس سے اتنی خوشی ہوئی کہ اس سے قبل انہیں ایسی خوشی کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔ اس لئے کہ ان کی رائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے موافق ہو گئی تھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں میراث اور عدت اس وقت تک نہیں لازم ہوگی جب تک مہر لازم نہ ہو۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

امام محمد نے فرمایا وہ صاحب جنہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ بات کی تھی وہ

وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. قال محمد، والرجل الذي قال لعبد الله بن مسعود رضي الله عنهما ما قال معقل بن يسار الأشجعي رضي الله عنه وكان من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم.

حضرت معقل بن یسار الاشجعی رضی اللہ عنہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں۔

(ف) مہر کا نام لئے بغیر بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے اس لئے کہ نکاح عقد ازدواج کا نام ہے جو زوجین کی رضامندی سے مکمل ہو جاتا ہے، البتہ شرعاً مہر مقرر کرنا واجب ہے لیکن اگر مہر کا نام نہ لیا جائے یا نفی بھی کی جائے تب بھی نکاح صحیح ہوگا۔ اگر کوئی شخص مہر مقرر کر دے اور عورت سے دخول کرے یا شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت کو پورا مہر ملے گا لیکن اگر دخول اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے دے تو عورت کو مقرر کردہ مہر کا آدھا ملے گا اس لئے کہ فرمان الٰہی ہے:

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (البقرة: ۲۳۷)	اور اگر تم نے انہیں طلاق دے دی ہے قبل اس کے کہ انہیں ہاتھ لگایا ہو لیکن ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے ہو تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہے اس کا آدھا واجب ہے۔

لیکن اگر کسی نے شادی کی اور مہر مقرر نہیں کیا یا اس شرط پر شادی کی کہ اس کو مہر بالکل نہیں دیا جائے گا تو ایسی صورت میں اگر وہ دخول کر لے یا عورت یا مرد میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو عورت کو مہر مثل ملے گا، اس لئے کہ مہر شریعت نے مقرر کیا ہے اس کا نام نہ لینا یا انکار کرنے سے وہ ختم نہیں ہوتا البتہ ایسی صورت میں اس عورت کو وہ مہر ملے گا جو اس جیسی عمر، حسن و کمال اور خاندان والی عورتوں کا ہوتا ہے۔

لیکن ایسی صورت میں اگر دخول اور خلوت صحیحہ سے قبل شوہر طلاق دے دے تو عورت کو اس کی حیثیت کے مطابق تین کپڑے ملیں گے لیکن ان کی قیمت نصف مہر مثل سے زائد نہیں ہوگی۔ یہ چیزیں اس وقت ملیں گی جب جدائی مرد کی طرف سے طلاق یا ایلا وغیرہ کی شکل میں ہو لیکن اگر عورت کی جہت سے جدائی ہو مثلاً اس کا مرتد ہونا یا اسلام قبول نہ کرنا یا خیار بلوغ حاصل ہونا یا کفو نہ ہونا وغیرہ تو اس صورت میں اسے کچھ نہ ملے گا۔

◆

باب من تزوج امرأةً في عدتها ثم طلقها

٤٠٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يتزوج المرأة في عدتها ثم يطلقها، قال: لا يقع عليها طلاقه، وإن قذفها لم يجلد ولم يلاعن. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٠٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في امرأة تزوجت في عدتها فولدت، إن ادعاه الأول فهو ولده، وإن ادعاه الآخر فهو ولده، وإن تشاركا فيه فهو ولدهما يرثهما ويرثانه. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكنا نقول إذا طلقها فتزوجها غيره في عدتها فدخل بها، فإن جاءت بولد فيما بين سنتين منذ دخل بها الآخر فهو ابن الأول، وإن كان لأكثر من سنتين فهو ابن الآخر، وكان

عدت میں شادی کرنے پھر طلاق دینے کا بیان

۴۰۷ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں جو عورت سے اس کی عدت کے دوران شادی کرے پھر اسے طلاق دے دے یہ مروی ہے فرمایا: اس پر طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر وہ مرد اس عورت پر تہمت لگائے تو اسے حد قذف نہیں لگائی جائے گی اور لعان نہ ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۰۸ - ... حضرت ابراہیم سے اس عورت کے بارے میں مروی ہے جو اپنی عدت کے دوران شادی کرے اور اس کے ہاں بچہ ہو جائے اگر اس بچے کا پہلا شوہر دعویٰ کرے تو وہ اس کا شمار ہوگا اور اگر پہلا شوہر اس کا انکار کرے اور دوسرا شوہر اس کا دعویٰ کرے تو وہ بچہ اس کا ہوگا اور اگر دونوں کو اس کے بارے میں شک ہو تو بچہ ان دونوں کا ہوگا وہ ان کا وارث بنے گا اور وہ اس بچے کے وارث بنیں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے ہماری رائے یہ ہے کہ اگر شوہر طلاق دے دے اور عدت کے دوران دوسرا اس سے شادی کرے اور دخول کرے پھر اگر بچہ دوسرے کے دخول کے بعد دو سال کے اندر اندر ہو تو وہ بچہ پہلے شوہر کا ہوگا اور اگر بچہ دو سال کے بعد ہو تو وہ دوسرے کا ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ

أبو حنيفة يقول نحواً من ذلك في الطلاق البائن أيضاً.

٤٠٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه قال في امرأة تتزوج في عدتها قال: يفرق بينها وبين زوجها الآخر، ولها الصداق منه بما استحل من فرجها، وتستكمل ما بقي من عدتها من الأول، وتعتد من الآخر عدة مستقبلة ثم يتزوجها الآخر إن شاء. قال محمد: وبهذا كله نأخذ إلا أنا نقول: تستكمل عدتها من الأول وتحتسب بما مضى من ذلك من عدة الآخر إلى أن تستكمل عدة الأول، وتعتد ما بقي من عدة الآخر.

٤١٠ - محمد قال: أخبرنا سعيد بن أبي عروبة عن أبي معشر عن إبراهيم النخعي قال: إذا

طلاقِ بائن کی صورت میں بھی اسی طرح کی بات فرمایا کرتے تھے۔

۴۰۹ ۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے بارے میں جو عدت کے دوران شادی کرے فرمایا اس کے اور اس کے دوسرے شوہر کے درمیان جدائی اور تفریق کر دی جائے گی اور عورت کو مہر دلایا جائے گا اس لئے کہ اس نے اس کی فرج سے فائدہ اٹھایا ہے اور وہ عورت پہلے شوہر والی باقی ماندہ عدت پوری کرے گی پھر دوسرے شوہر کی مستقل عدت گزارے گی پھر اگر دوسرا شوہر چاہے تو اس سے نکاح کر لے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب پر عمل کرتے ہیں البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ پہلے والے کی عدت پوری کرے گی اور جو دن اس سے پہلے بیت چکے وہ دوسرے کی عدت میں بھی شمار ہوں گے یہاں تک کہ پہلے کی عدت پوری کرے اور جو دن دوسرے والے کے پہلے کی عدت میں بھی گزرے ہیں وہ بھی شمار کرے گی یعنی دوسرے اور پہلے کی عدت کے ایام مشترک دونوں کے شمار ہوں گے اور شروع کے صرف پہلے والے کے اور اخیر کے صرف دوسرے والے کے شمار ہوں گے۔

۴۱۰ ۔ ... حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا جب ایک عدت دوسری میں داخل ہو جائے تو وہ ایک عدت شمار ہوگی یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں پہلی حدیث میں ہم نے جو کچھ کہا ہے اس کی تفسیر ہے۔

(ش) طلاق کی صورت میں عورت کی عدت تین حیض یا تین ماہ ہیں۔ اگر حاملہ ہوگی تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ موت کی صورت میں چار مہینے دس دن اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔

دخلت عدة في عدة كانت عدة واحدة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو تفسير قولنا في الحديث الأول.

باب ما إذا أدخلت المرأتان كل واحدة منهما على زوج صاحبتها

۴۱۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أدخلت المرأتان كل

عدت کی حالت میں اگر اس معتدہ عورت سے کوئی دوسرا شخص شادی کرلے یا شبہ کی وجہ سے اس کے ساتھ کوئی شخص ہمبستری کرلے تو اس پر ایک اور عدت آئے گی اور دونوں عدتیں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گی یعنی جو اب حیض آئے گا وہ دونوں کی عدت شمار ہوگا پھر اگر پہلے کی عدت مکمل ہو جائے اور دوسرے کی مکمل نہ ہو تو عورت دوسرے کی عدت پوری کرے گی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس سے ایک حیض آیا تھا کہ کسی نے اس سے شبہۃً وطی کرلی یا شادی کرلی تو عورت تین حیض گزارے گی پہلے شوہر کے لئے دو حیض اور ہوں گے اور یہ دو حیض دوسرے والے کی عدت کے بھی شمار ہوں گے تیسرا ایک حیض اور عدت گزارے گی تاکہ دوسرے شوہر کی عدت مکمل ہو جائے تو دو حیض دونوں کی عدت میں سے شمار ہوں گے اور آخری تیسرا حیض دوسرے والے کی عدت کا تیسرا حیض ہوگا۔

عدت کے دوران نکاح منعقد نہیں ہوتا اس لئے دوسرے کی طلاق کا اعتبار ہوگا نہ قذف اور لعان کا اس لئے کہ عورت اس کی بیوی نہیں تھی لہٰذا طلاق واقع نہ ہوگی اور قذف کی وجہ سے حد قذف لگے گی لعان متحقق نہ ہوگا۔

وہ دو عورتیں جن میں سے ہر ایک کو دوسرے کے شوہر کے پاس بھیج دیا جائے

۴۱۱- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب دو عورتوں میں سے ہر ایک کو اس کے شوہر کے علاوہ کسی کے پاس بھیج دیا جائے اور ان میں سے ہر ایک سے صحبت کرلی جائے تو ان میں سے ہر ایک کو اس کے اصل شوہر کے پاس لوٹا دیا جائے گا اور اسے مہر ملے گا اس لئے کہ اس کی شرمگاہ سے فائدہ اٹھایا گیا ہے، اور اس کا شوہر اس کے قریب اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے۔ امام محمد فرماتے ہیں ہم اسی پر عمل کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

[illegible] ایسی عورت جس کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو یا شبہۃً اس سے ہمبستری کرلی گئی ہے اس کی عدت

واحدة منهما على نكاح زوجها فورثت كل واحدة منهما وإن ترد كل واحدة منهما إلى زوجها، ولها الصداق بما استحل من فرجها، ولا يقربها زوجها حتى تنقضي عدتها. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من تزوج مختلعةً أو مطلقةً

٤١٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن المولى منها والمختلعة التي زوجها لا يقدر على أن يراجعها إلا بنكاح جديد، وإن ماتا لم يتوارثا لأن الطلاق بائن، ولكنه يطلق ما دامت في العدة. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤١٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا تزوج الرجل المختلعة

عورت وجدائی دونوں صورتوں میں ترکہ کی مستحق ہوں گی اس لئے کہ عدت وطی کی وجہ سے واجب ہوئی ہے نہ کہ نکاح کی وجہ سے اور جو عدت وطی کی وجہ سے لازم آئے تو وہ تین حیض یا تین مہینے ہوتی ہے، عدتِ وفات صرف بیوی پر آتی ہے اس لئے کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ويذرون أزواجا﴾ البقرة: ۲۳۴   اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں۔

نکاحِ فاسد اور شبہ سے وطی کی گئی عورت بیوی نہیں ہوتی اس لئے عدتِ وفات نہیں آئے گی۔

اس شخص کا بیان جس نے مطلقہ یا خلع والی عورت سے نکاح کیا ہو

۴۱۲ - ... حضرت ابراہیم سے اس عورت کے بارے میں جس سے ایلاء یا خلع کیا گیا ہو یہ مروی ہے کہ اس کا شوہر اس کے بغیر نکاحِ جدید کے رجوع نہیں کر سکتا، اگر ان کا انتقال ہو جائے تو وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے اس لئے کہ طلاق بائن ہے، البتہ جب تک عورت عدت میں ہے مرد طلاق دے سکتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب پر عمل کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۱۳ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب انسان اس عورت سے شادی کرے جس کے ساتھ خلع کیا گیا ہو، پھر اسے عدت کے دوران آزاد کر دی گئی ہو پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دے تو عورت کو مہر ملے گا۔ امام محمد نے فرمایا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اسی طرح ان کا قول ہر اس عورت کے بارے

بالدخول منها أو التي اعتدت في عدتها ثم طلق قبل أن يدخل بها فلها الصداق. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى وكذلك قوله في كل امرأة كانت من رجل في عدة من نكاح جائز أو فاسد أو غير ذلك مثل عدة أم الولد فيتزوجها في عدتها منه، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها تطليقة فعليه الصداق كاملاً، والتطليقة يملك فيها الرجعة عليها، والعدة مستقبلة من يوم طلقها. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكنه إذا طلقها قبل أن يدخل بها فلها عليه نصف الصداق ولا رجعة له عليها، وتستكمل ما بقي من عدتها، وهو قول الحسن البصري

میں ہے جو کسی شخص سے جائز یا فاسد نکاح وغیرہ کی وجہ سے عدت گذار رہی ہو جیسے ام ولد کی عدت، عدت کے دوران وہی مرد اس سے شادی کرے پھر دخول سے قبل اسے ایک طلاق دے دے تو اس پر پورا مہر آئے گا، اور اس طلاق میں رجوع کا مالک ہوگا اور عورت پر اس روز سے عدت آئے گی جس دن اس مرد نے طلاق دی ہے امام محمد نے فرمایا ہم اس کو نہیں اختیار کرتے لیکن اگر مرد نے دخول سے قبل طلاق دی تو مرد پر آدھا مہر آئے گا، اور مرد کو رجوع کا حق نہیں ہوگا اور باقی ماندہ عدت پوری کرے گی یہی حضرت حسن بصری، عطاء بن ابی رباح اور ابن مجاہد کا قول ہے اور بعض نے اسے حضرت شعبی سے بھی روایت کیا ہے

ش: ایلاء اور خلع کی صورت میں عورت پر ایک طلاق بائن پڑتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة أشهر الآیة اس صورت میں مرد اس کے حق کو روک کر اس پر ظلم کرتا ہے اس لئے عدت کے گذرنے پر شریعت نے نعمت نکاح کو ختم کردیا اسی طرح حضرت عثمان، علی، ابن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے خلع کو ایک طلاق بائن کا حکم دیا اور اس لئے بھی کہ اس میں طلاق کا احتمال بھی ہے اس لئے یہ الفاظ کنایات میں سے ہے اور الفاظ کنایات سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے لیکن چونکہ یہاں مال کا ذکر آگیا اس لئے نیت کی ضرورت نہیں پڑتی، اور ویسے عورت اپنی جان چھڑانے کے لئے خلع میں مرد کو مال دیتی ہے اور اس کی جان بڑی دقت سے بری ہو سکتی ہے۔ جب یہ دونوں مطلقہ بائنہ ہیں تو طلاق بائن کی صورت میں بغیر نکاح کے عورت سے تعلقاً استوار کرنا جائز نہیں

اگر کوئی شخص عورت کو طلاق بائن دے دے اور عدت کے دوران اس سے شادی کرے پھر دخول سے قبل اسے طلاق دے دے تو عورت کو پورا مہر ملے گا، اس لئے کہ یہ شوہر وطی سابق کی وجہ سے اس پر قدرت رکھنے والا شمار ہوگا اس لئے پہلے دخول کی وجہ سے ابھی اس کے قبضہ میں ہے تو نئے دخول

عطاء بن أبي رباح و أهل الحجاز . الدار و بعضهم عن الشعبي .

کا محتاج نہیں ہے لہٰذا پورا مہر دینا ہوگا، اور عورت پر از سرِ نو عدت گزارنا لازم ہوگا، اس لئے کہ اس نے پہلی دخول کے بعد عورت کو طلاق دی ہے لہٰذا مہر بھی کامل آئے گا اور مستقل عدت بھی گزارے گی۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت کو نصف مہر ملے گا، اس لئے کہ مرد نے قربت سے پہلے طلاق دی اور طلاق قبل الدخول کی صورت میں نصف مہر ملتا ہے۔ اور عورت پہلی عدت مکمل کرے گی اس لئے کہ اسے قبل الدخول طلاق دی گئی ہے لہٰذا عدتِ جدید کی ضرورت نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ نکاح کی وجہ سے عدت باطل ہو گئی یہ ایسی عورت ہے جس کے ساتھ دخول ہو چکا ہے اس کو اس کے شوہر نے طلاق دی ہے لہٰذا طلاق کا حکم دخول کے بعد ہی متحقق ہوگا لہٰذا عدت طلاق کے بعد شروع ہوگی۔

اگر کوئی شخص عورت کی طلاق طلب کرنے اور رضامندی کے بغیر عورت کو مرض الموت میں طلاق بائنہ دے دے اور عورت عدت میں ہو اور یہ مرد مر جائے تو عورت وارث بنے گی لیکن اگر عورت کی عدت گزرنے کے بعد مرد کا انتقال ہوا ہو تو عورت کو میراث نہیں ملے گی۔ اگر عورت طلاق کا مطالبہ کرے اور وہ اسے طلاق بائن یا تین طلاقیں دے دے یا اس سے خلع کر لے یا عورت کو اختیار دے دے اور وہ اپنے نفس کو اختیار کر لے اور شوہر عورت کی عدت کے دوران مر جائے تو عورت کو میراث نہیں ملے گی اس لئے کہ اس نے اپنے حق کو اپنی رضامندی اور خوشی سے باطل کیا ہے۔ طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے دوران حق میراث ختم نہیں ہوتا خواہ عورت نے طلاق خود طلب کی ہو یا مرد نے اس کی مرضی کے بغیر طلاق دی ہو اس لئے کہ طلاق رجعی میں نکاح ختم نہیں ہوتا اس لئے اگر تندرستی کے زمانہ میں کوئی شخص طلاق رجعی دے دے اور عدت کے دوران مر جائے تو عورت وارث بھی بنتی ہے اور اس کی عدت عدتِ وفات میں بدل جاتی ہے۔

❖

باب من تزوج اليهودية أو النصرانية أنها لا تحصن

۴۱۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا بأس بنكاح اليهودية والنصرانية على الحرة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۱۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه أنه تزوج يهودية بالمدائن، فكتب إليه عمر بن الخطاب: أن خل سبيلها، فكتب

جو شخص یہودی یا نصرانی عورت سے شادی کرلے تو وہ اسکو محصن نہیں بناتی

۴۱۴ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا آزاد عورت کے ہوتے ہوئے بھی یہودی یا نصرانی عورت سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: اہل کتاب عورتوں سے شادی کرسکتے ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ﴾ (المائدہ - ۵)

(اور اسی طرح آپ کے لئے جائز ہیں) پارسا عورتیں ان کی جن کو تم سے پہلے کتاب ملی ہے۔

لہٰذا یہودی یا نصرانی عورت سے اگر وہ واقعۃً اصل یہودی یا نصرانی مذہب پر ہوں تو نکاح کرسکتے ہیں اسی طرح ان میں سے اگر کوئی باندی ہو تو اس سے ملک یمین کے ذریعہ صحبت بھی کرسکتے ہیں، لیکن مجوسیہ عورت سے شادی نہیں کرسکتے نہ ایسی باندی سے صحبت کرسکتے ہیں، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عورتوں سے شادی کرنے اور ان کے ذبح شدہ جانور کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ (البقرۃ - ۲۲۱)

اور نکاح مت کرو مشرک عورتوں کے ساتھ جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

۴۱۵ ... حضرت حماد حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مدائن (کسریٰ کا شہر) میں ایک یہودی عورت سے شادی کرلی۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا اسے چھوڑ دو۔ حضرت حذیفہ نے انہیں لکھا اے امیر المؤمنین کیا وہ حرام ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ

إليه: أتحرمها يا أمير المؤمنين؟ فكتب إليه: أعزم عليك أن لا تضع كتابي حتى تخلي سبيلها فإني أخاف أن يقتدي بك المسلمون فيختاروا نساء أهل الذمة لجمالهن، وكفى بذلك فتنة لنساء المسلمين. قال محمد: وبه نأخذ، لا نراه حراماً، ولكنا نرى أن يختار عليهن نساء المسلمين، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۱۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: لا يحصن المسلم باليهودية ولا بالنصرانية، ولا يحصن إلا بالحرة المسلمة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول

تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ میرا خط رکھنے سے قبل تم اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ اور مسلمان تمہاری پیروی کریں گے، اور ذمیوں کی عورتوں کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے پسند کریں گے جو مسلمان عورتوں کی آزمائش کے لئے ایک بڑا ذریعہ بنے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اسے حرام نہیں سمجھتے البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کے بجائے مسلمان عورتوں کو ترجیح دی جانی چاہیے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اولاد پر ماں کا بہت اثر پڑتا ہے اس لئے ایسی عورت بچوں کو بھی یہودی یا نصرانی بنانے کی کوشش کرے گی یا طبعاً اور فطرۃً بچوں کے ذہن پر اس کے عادات، اخلاق اور مذہب کا اثر پڑے گا، اس لئے انسان کو مسلمان نیک، دیندار اور خاندانی شریف عورت کو ترجیح دینا چاہیے جو دین و دنیا دونوں میں بہتری کا مددگار بن سکتی ہے، البتہ خصوصی حالات میں اگر کوئی شادی کرلے تو جائز ہے بشرطیکہ عورت کافر مشرک نہ ہو بلکہ یہودی یا نصرانی اہل کتاب میں سے ہو جس کا آج کل ملنا بہت مشکل ہے۔ آج کل غیر مسلم مسلمانوں کے اخلاق خراب کرنے اور جاسوسی کے لئے ان کے ساتھ اپنی عورتوں کو بھیج دیتے ہیں ان کی ظاہری چمک دمک اور حسن و جمال کی وجہ سے مسلمان نوجوان پھسل جاتے ہیں ان کے دام فریب میں گرفتار ہو کر دین و دنیا تباہ کر لیتے ہیں اس لئے بہت احتیاط کرنا چاہیے۔

۴۱۶ - حضرت ابراہیم نے فرمایا مسلمان یہودی یا نصرانی عورت کی وجہ سے محصن نہیں بنتا، آزاد مسلمان عورت کے ذریعہ محصن بنتا ہے، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) رجم کے لئے انسان محصن اس وقت بنتا ہے جب وہ آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان ہو اور اس نے کسی عورت سے نکاح صحیح کیا ہو اور دخول ایسی حالت میں ہوا ہو کہ وہ دونوں محصن ہوں اگر کوئی

أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من تزوج في الشرك ثم أسلم

٤١٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الذي يتزوج في الشرك ويدخل بامرأته ثم أسلم بعد ذلك ثم يزني أنه لا يرجم حتى يحصن بامرأة مسلمة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤١٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كانا يهوديين أو نصرانيين فأسلم الزوج فهما على نكاحهما أسلمت المرأة أو لم تسلم، وإذا أسلمت المرأة عرض على الزوج الإسلام فإن أسلم أمسكها بالنكاح الأول، وإن أبى أن يسلم فرق

مجنون، بچی یا مملوکہ باندی سے حالتِ غلامی میں نکاح کر کے دخول کیا تو اس سے محصن نہیں بنے گا۔ اس لئے کہ نعمت کامل نہیں ہوئی، چونکہ اہل کتاب بھی مسلمان نہیں ہیں، اس لئے یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرنے سے مسلمان مرد محصن نہیں بنے گا۔

اس شخص کا بیان جس نے حالتِ شرک میں نکاح کیا ہو پھر مسلمان ہو گیا ہو

٣١٧ ۔ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو حالتِ شرک میں نکاح کرے اور اپنی بیوی سے ہمبستری کرے پھر مسلمان ہو جائے پھر زنا کرے تو اسے اس وقت تک رجم (سنگسار) نہیں کیا جائے گا جب تک کسی مسلمان عورت کے ساتھ شادی کر کے (ذریعہ) محصن نہ بنے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) گزر چکا ہے کہ رجم اسی شخص کو کیا جاتا ہے جو محصن ہو اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو آزاد، عاقل، بالغ مسلمان ہو اور اس نے کسی عورت سے نکاح صحیح کیا ہو، عورت سے دخول اس حالت میں کیا ہو کہ وہ دونوں یعنی مرد و عورت ان اوصاف والے ہوں، لیکن اگر مرد غلام، نابالغ، مجنون یا کافر ہو یا عورت باندی، کافر، مجنون یا بچی ہو تو اس سے محصن نہیں بنے گا۔

٣١٨ ۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر میاں بیوی یہودی یا نصرانی ہوں اور شوہر اسلام لے آئے تو ان

بينهما، فإن كانا مجوسيين فأسلم أحدهما عرض على الآخر الإسلام، فإن أسلم كانا على نكاحهما الأول، وإن أبى أن يسلم فرق بينهما. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۱۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه سئل عن اليهودي واليهودية يسلمان

کا نکاح برقرار رہے گا اگر وہ عورت اسلام لے آئے، اور اگر عورت مسلمان ہو جائے تو شوہر پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر اس نے اسلام قبول کر لیا تو بیوی کو نکاح سابق کی بنا پر اپنے پاس رکھے گا اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ اگر وہ دونوں مجوسی (آتش پرست) ہوں اور ان میں سے ایک مسلمان ہو جائے تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام لے آیا تو سابق نکاح پر برقرار رہیں گے اور اگر اس نے انکار کر دیا تو ان میں تفریق کر دی جائے گی۔ امام محمد فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۱۹ - حضرت حماد سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم سے اس یہودی مرد و عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو اسلام لے آئیں یا عیسائی مرد و عورت اسلام قبول کر لیں فرمایا وہ اپنے نکاح پر برقرار رہیں گے، اسلام ان کے لئے خیر و بھلائی ہی زیادہ بڑھاتا ہے۔

(ف) یہودی یا نصرانی عورت کا شوہر اگر مسلمان ہو جائے تو ان دونوں کا نکاح برقرار رہے گا اس لئے کہ جب مسلمان مرد عیسائی یا یہودی عورت سے شادی کر سکتا ہے تو اگر پہلے عیسائی یا یہودی ہو بعد میں مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح بدرجہ اولیٰ باقی رہے گا۔ لہٰذا اگر دونوں یہودی یا نصرانی ہوں اور شوہر اسلام لے آئے تو عورت مسلمان ہو یا نہ ہو ان کا نکاح برقرار رہے گا۔ لیکن اگر عورت اسلام لے آئے اور اس کا شوہر مسلمان نہ ہو تو قاضی اس پر اسلام پیش کرے گا اگر وہ اسلام قبول کر لے تو عورت اس کی بیوی رہے گی اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو ان دونوں میں تفریق کر دے گا۔ اور یہ تفریق امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے یہاں طلاق بائن کے حکم میں ہو گی اور امام ابو یوسف کے یہاں یہ جدائی بغیر طلاق کے ہو گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا جس میں عیسائی عورت مسلمان ہو گئی تھی مرد نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تھا، اس انکار کی وجہ سے انہوں نے ان دونوں میں جدائی کر دی تھی۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت اگر دخول سے قبل اسلام قبول کرے تو شوہر سے فوراً

أو النصراني والنصرانية، قال: هما على نكاحهما الأول إذا دخلا الإسلام جميعاً. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٢٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أسلم الرجل قبل أن يدخل بامرأته وهي مجوسية عرض عليها الإسلام، فإن أسلمت فهي امرأته، وإن أبت أن تسلم فرق بينهما ولم يكن لها مهر، لأن الفرقة جاءت من قبلها، وإذا أسلمت قبل زوجها ولم يدخل بها عرض على الزوج الإسلام، فإن أسلم فهي امرأته،

جدا ہو جائے گی اور اگر دخول ہو چکا ہو تو عدت گذرنے تک انتظار کیا جائے گا، اگر عدت گذرنے پر بھی اس کا شوہر مسلمان نہ ہوا تو ان دونوں کے درمیان تفریق واقع ہو جائے گی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر کردہ واقعہ سے استدلال کرتے ہیں، انہوں نے اس عیسائی شوہر سے فرمایا تھا تم اسلام قبول کر لو ورنہ میں تم دونوں میں تفریق کر دوں گا، اس نے اسلام قبول نہیں کیا حضرت عمر نے ان دونوں میں تفریق کر دی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح منقول ہے، عدت کا اعتبار کسی سے منقول نہیں چونکہ یہ واقعہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ہوا کسی نے نکیر نہ کی تو گویا اس پر اجماع ہو گیا۔

اگر دونوں حربی ہوں مرد اسلام قبول کرے تو عورت پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ مسلمان ہو گئی تو اس کی بیوی رہے گی اور اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کرے تو قاضی ان کے درمیان تفریق کر دے گا یہ تفریق طلاق کے حکم میں نہیں ہوگی اس لئے کہ یہاں عورت کے اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے ہوئی ہے عورت طلاق دینے کی اہل نہیں اس لئے اسے طلاق کے حکم میں قرار نہیں دیا گیا اس کے برخلاف پہلی صورت میں مرد کے انکار کی وجہ سے تفریق ہوئی تھی مرد طلاق دینے کا اہل ہے اس لئے اسے طلاق بائن کے حکم میں قرار دیا گیا، دوسری صورت میں مجوسی عورت جب اسلام قبول کرنے سے انکار کرے اور مرد اس کے ساتھ دخول کر چکا ہو تو اسے پورا مہر ملے گا اور اگر اس سے دخول نہ کیا ہو تو عورت کو مہر نہیں ملے گا، اس لئے کہ تفریق عورت کی وجہ سے ہوئی ہے تو گویا انکار اسی کی طرف سے پایا جا رہا ہے، اس کی تفصیل اگلی روایت میں بھی آرہی ہے، نیز یہ حکم دارالاسلام میں ہوگا، دارالحرب میں تین حیض کو عرض اسلام کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔

۴۲۰ ۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر شوہر مجوسی بیوی کے ساتھ دخول سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اس بیوی پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام قبول کر لے تو اس کی بیوی رہے گی اور اگر اسلام قبول کرنے سے انکار

وإن أبى فرق بينهما وكانت تطليقة بائنة وكان لها نصف الصداق. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى إذا جاءت الفرقة من قبل الزوج كانت طلاقاً، وكان لها نصف الصداق، لأنه هو الذي أبى الإسلام، وإذا كانت المرأة هي التي أبت الإسلام فالفرقة من قبلها فلا شيء لها من الصداق وليست فرقتها بطلاق.

۴۲۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا جاءت الفرقة من قبل الرجل فهي طلاق، وإذا جاءت من قبل المرأة فليست بطلاق، فإن كان دخل بها فلها المهر كاملاً، وإن لم يكن دخل بها فلا صداق لها إن كانت الفرقة من قبلها. قال محمد:

کردے تو ان میں تفریق کردی جائے گی عورت کو مہر نہیں ملے گا اس لئے کہ یہ جدائی عورت کے فعل کی وجہ سے ہوئی ہے، اور اگر عورت شوہر سے قبل اسلام لے آئے شوہر نے ابھی دخول نہ کیا ہو تو شوہر پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام لے آیا تو عورت اس کی بیوی رہے گی اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردے تو ان دونوں میں تفریق کردی جائے گی اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوگی اور عورت کو نصف مہر ملے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر جدائی شوہر کی طرف سے آئے تو یہ طلاق کے حکم میں ہوگی اور عورت کو نصف مہر ملے گا اس لئے کہ مرد نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا ہے، لیکن اگر عورت اسلام قبول کرنے سے انکار کرے تو یہ جدائی عورت کی طرف سے شمار ہوگی اور اسے کچھ مہر نہیں ملے گا اور یہ تفریق طلاق کے حکم میں نہ ہوگی۔

۴۲۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر جدائی مرد کی وجہ سے ہو تو یہ طلاق کے حکم میں ہوگی اور اگر جدائی عورت کی طرف سے ہو تو یہ طلاق نہ ہوگی پھر اگر مرد نے عورت سے دخول کرلیا ہو تو عورت کو پورا مہر ملے گا اور اگر دخول نہ ہوا ہو تو جدائی اگر عورت کی طرف سے ہو تو عورت کو کچھ مہر نہ ملے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے سوائے ایک بات کے اور وہ یہ کہ اگر شوہر اسلام سے مرتد ہو جائے تو امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ عورت مرد سے بغیر طلاق کے جدا ہو جائے گی ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ طلاق کے حکم میں ہوگی یہی حضرت ابراہیم کا قول ہے۔

وضاحت: میاں بیوی میں سے کوئی ایک اگر اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو امام ابوحنیفہ و ابو یوسف رحمہما اللہ کے

وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى إلا في خصلة واحدة. وأبو حنيفة قال: إذا ارتد الزوج عن الإسلام بانت امرأته منه ولم يكن ذلك طلاقا، وأما في قولنا فهو طلاق وهو قول إبراهيم.

باب الرجل يتزوج الأمة ثم يشتريها أو تعتق

۴۲۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يتزوج الأمة ثم يطلقها واحدة ثم يشتريها قال: يطؤها، وإن أعتقها فله أن يتزوجها، وإن طلقها

میاں بیوی دونوں میں بغیر طلاق کے جدائی واقع ہو جائے گی، امام محمد نے فرمایا ہے کہ شوہر اگر مرتد ہو تو یہ تفریق طلاق کے حکم میں ہوگی بشرطیکہ شوہر عدت میں مرتد نہ ہو۔

اگر شوہر مرتد ہو اور عورت سے دخول کر چکا ہو تو اسے پورا مہر دے گا اور اگر دخول نہ کیا ہو تو عورت کو نصف مہر دے گا، اور اگر عورت مرتد ہوئی ہو اور ابھی دخول نہ ہوا ہو تو عورت کو کچھ مہر نہ ملے گا، اگر دخول ہو چکا ہو تو پورا مہر دے گا، اس لئے کہ دخول کی وجہ سے مہر لازم ہو گیا تھا، البتہ اسے نان نفقہ نہیں دے گا اس لئے کہ زیادتی عورت کی طرف سے ہے۔ اگر ایسا ہو کہ بالفرض میاں بیوی دونوں ایک ساتھ مرتد ہو جائیں پھر ایک ساتھ مسلمان ہو گئے تو استحساناً انہیں اپنے سابق نکاح پر برقرار رکھا جائے گا۔ بنو حنیفہ والے مرتد ہوئے پھر مسلمان ہو گئے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں تجدید نکاح کا حکم نہیں دیا، یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دور خلافت کا واقعہ ہے۔

اس شخص کا بیان جو باندی سے شادی کرے پھر اسے خرید لے یا اسے آزاد کر دیا جائے

۴۲۲ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کسی باندی سے شادی کرے پھر اسے ایک طلاق دے دے پھر اسے خرید لے، فرمایا اس سے ہمبستری کر سکتا ہے اور اگر اسے آزاد کر دے تو اس سے شادی کر سکتا ہے اور اگر اسے دو طلاقیں دے کر پھر خرید لیا تو وہ اس کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے مرد سے شادی نہ کر لے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

اثنتين ثم اشتراها فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۲۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: إذا طلق الحر الأمة تحته فإنها تبين بتطليقتين وعدتها حيضتان إن كانت تحيض، وإن لم تكن تحيض فشهر ونصف

وضاحت: باندی کو دو طلاقیں دے سکتا ہے دو طلاقوں کے بعد وہ پہلے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک حلالہ نہ کرائے۔ حلالہ کے ہمبستری کرنے سے پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔ ایک طلاق کے بعد اسے دوبارہ بیوی بنا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر باندی کو آزاد کر کے اس سے شادی کرے اور طلاق دے دے تو تین طلاقوں سے کم کریں دوبارہ بیوی بنا سکتا ہے۔ باندی کو طلاق دی پھر اسے خرید لیا تو یہ اس کی باندی ہے اس سے ہمبستری جائز ہے۔ لیکن اگر باندی کو دو طلاقیں دے دیں تو یہ اس کے لئے حرام ہوگی اب اس کے لئے نکاح یا ملک یمین (باندی یا غلام کو خریدنے کے ذریعہ مالک بننا) کی وجہ سے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح صحیح کے ساتھ شادی اور ہمبستری دونوں نہ ہو۔

باندی سے شادی کرنے والا اگر اس کا مالک بن جائے تو اب اس کی بیوی نہیں رہے گی اس لئے کہ باندی باندی ہوتے ہوئے بیوی نہیں بن سکتی لہذا یا تو اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرے یا باندی ہوتے ہوئے اس سے استفادہ کرے۔ باندی کو دو طلاقیں دینے کے بعد اگر اسے خریدا ہے تو اس کے لئے حرام رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ)

(البقرۃ: ۲۳۰)

پھر اگر کوئی اپنی عورت کو طلاق دے ہی دے تو وہ عورت اس کے لئے اس کے بعد جائز نہ رہے گی یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے۔

۴۲۳ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ اگر کوئی آزاد مرد اپنی باندی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ دو طلاقوں سے جدا ہو جائے گی اور اس کی عدت دو حیض ہیں اگر اس کو حیض آتا ہو اور اگر حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت ڈیڑھ ماہ ہے اور وہ اس کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک کسی دوسرے شوہر سے شادی نہ کرے۔ اور اگر غلام اپنی آزاد بیوی کو طلاق دے دے تو وہ اس سے تین طلاقوں کی وجہ سے جدا ہوگی اور اس کی عدت تین حیض ہوں گے اگر اسے حیض آتا ہو اور اگر حیض نہ آتا ہو تو اس

فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. وإن طلق العبد امرأته وهي حرة بانت منه بثلاث منه، وعدتها ثلاث حيض إن كانت تحيض، وإن لم تكن تحيض فعدتها ثلاثة أشهر. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، الطلاق بالنساء والعدة بالنساء، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٢٤٤- محمد قال: أخبرنا إبراهيم بن يزيد المكي قال: سمعت عطاء بن أبي رباح يقول: قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه: الطلاق بالنساء والعدة، وبهذا نأخذ، نقول: إذا كانت المرأة حرة فطلاقها ثلاث تطليقات وعدتها ثلاث حيض إن كان زوجها حراً أو عبداً، وإن كانت أمة فطلاقها اثنتان وعدتها حيضتان إن كان زوجها حراً أو عبداً.

کی عدت تین مہینے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں طلاق اور عدت کا اعتبار عورتوں سے ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۴۴- ... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا طلاق اور عدت کا اعتبار عورتوں سے ہے، ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر عورت آزاد ہو تو اس کی طلاق کی تعداد تین اور اس کی عدت کا تین حیض ہے چاہے اس کا شوہر آزاد ہو یا غلام، اور اگر باندی ہو تو اس کی طلاق کی تعداد دو ہے اور اس کی عدت دو حیض ہیں اس کا شوہر خواہ آزاد ہو یا غلام۔

(ش): حنفیہ کے یہاں طلاق اور عدت میں عورتوں کا اعتبار کیا جائے گا، لہٰذا آزاد عورت کو تین طلاقیں دی جا سکتی ہیں، اور باندی صرف دو طلاقوں سے حرام ہو جائے گی۔ آزاد عورت کی عدت تین حیض یا تین ماہ ہیں اور باندی کے دو حیض یا ڈیڑھ ماہ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں طلاق میں مرد کا اعتبار ہے عدت میں عورت کا، لہٰذا اگر کوئی آزاد عورت غلام سے شادی کر لے تو امام شافعی کے یہاں اسے دو طلاقیں دی جا سکتی ہیں، احناف کے یہاں تین دی جا سکتی ہیں، البتہ عدت سب کے یہاں تین حیض ہی ہے۔ اگر کوئی باندی آزاد مرد کے نکاح میں ہو تو حنفیہ کے یہاں اس کو دو طلاقیں دی جا سکتی ہیں اور امام شافعی کے یہاں تین طلاقیں، البتہ عدت سب کے یہاں دو حیض ہے، لیکن اگر کوئی باندی کسی غلام کے نکاح میں ہو تو بالاتفاق اس کی عدت دو حیض اور طلاقیں دو ہیں، اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ آزاد آدمی چار عورتوں سے شادی کر سکتا ہے اور غلام دو سے، خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام۔

٤٢٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يتزوج الأمة فتعتق قال: تخير، فإن اختارت زوجها فهي امرأته، وإن اختارت نفسها فليس له عليها سبيل، وإن مات وقد اختارته فعدتها أربعة أشهر وعشر، ولها الميراث، وإن مات وقد اختارت نفسها فعدتها ثلاث حيض ولا ميراث لها. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٢٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أعتقت المملوكة ولها زوج خيرت، فإن اختارت زوجها فهما على نكاحهما، وإن كان دخل بها فلها الصداق لمولاها، وإن اختارت نفسها ولم يدخل بها فرق بينهما، ولم يكن لها

---

۴۲۵ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو باندی سے شادی کرلے اور اس باندی کو آزاد کر دیا جائے فرمایا اسے خیار عتق (آزاد ہونے پر ملنے والا اختیار) دیا جائے گا اگر اس نے اپنے شوہر کو پسند کر لیا تو اس کی بیوی رہے گی، اور اگر اپنے لیے حریت (آزادی) کو پسند کیا تو اس کے شوہر کو اس پر کوئی اختیار نہیں ہوگا، اور اگر اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور عورت نے اسے پسند کیا تھا تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہوگی اور اسے میراث بھی ملے گی، اور اگر وہ ایسی حالت میں مرا کہ اس عورت نے اپنے آپ کو پسند کر لیا تھا تو اس کی عدت تین حیض ہوں گے اور اسے میراث نہیں ملے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۲۶ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کسی باندی کو آزاد کر دیا جائے اور وہ شادی شدہ ہو تو اسے اختیار دیا جائے گا اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا تو دونوں اپنے سابق نکاح پر برقرار رہیں گے اگر شوہر نے اس سے دخول کر لیا ہو تو مہر اس کے مولا کے لیے ہو جائے گا، اور اگر اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا اور شوہر نے اس سے دخول نہ کیا ہو تو ان دونوں میں تفریق کر دی جائے گی اور عورت کو مہر نہیں ملے گا نہ اس کے مولا کو اس لئے کہ جدائی عورت کی طرف سے ہوئی ہے یہ جدائی طلاق نہیں شمار ہوگی اور عورت اگر چاہے تو اس روز دوسری شادی کر سکتی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

صداق وإن لم يطأها، لأن الفرقة جاءت من قبلها ولم تكن فرقتها طلاقاً ولها أن تتزوج من يومها إن شاءت. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۲۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الأمة يموت عنها زوجها فتعتق في عدتها، إنها تعتد عدة الأمة ولا ترث، وإن طلقها تطليقتين ثم أعتقت اعتدت

(شرح) مراد یہ ہے کہ اگر کسی باندی کا کسی سے نکاح کر دیا جائے تو یہ جائز ہے لیکن باندی جب آزاد ہو جائے گی تو اسے خیار عتق مل جاتا ہے اس کا شوہر غلام ہو یا آزاد، اگر یہ عورت چاہے تو اسے اختیار کر کے اس کے ساتھ اس کی بیوی کی حیثیت سے رہے، اور چاہے تو اسے آزادی کی جو دولت ملی ہے اس کی وجہ سے اپنے نفس کی مالک بن جائے اور شوہر کے نکاح سے آزاد ہو جائے، لیکن اگر کوئی باندی اپنے مولیٰ کی اجازت کے بغیر شادی کر لے پھر آزاد ہو جائے تو اس کا نکاح صحیح رہے گا اس لئے کہ دونوں جانب ایجاب و قبول کرنے کی اہل ہے البتہ مولیٰ کے حق کی وجہ سے اسے موقوف قرار دیا گیا تھا اور وہ حق آزادی ملنے کی وجہ سے ختم ہو گیا لیکن اسے خیار عتق حاصل نہ ہو گا، اس لئے کہ یہ نکاح عتق کے بعد نافذ ہوا ہے اور یہ بالکل اس طرح ہے جیسے اس نے آزاد ہونے کے بعد اپنا نکاح کیا ہو۔

اگر شوہر نے دخول نہ کیا ہو اور باندی خیار عتق ملنے پر اپنے آپ کو اختیار کرے تو اس صورت میں اسے مہر نہ ملے گا اور اس پر عدت نہ آئے گی، یہ جب چاہے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ مہر اس لئے نہیں ملے گا کہ اس نے اپنے آپ کو شوہر کے سپرد نہیں کیا اور عدت اس لئے نہیں آئے گی کہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی۔

۴۲۷ ... حضرت حماد حضرت ابراہیم سے اس باندی کے بارے میں روایت کرتے ہیں جس کا شوہر مر جائے اور اس باندی کو عدت کے دوران آزاد کر دیا جائے تو وہ باندیوں والی عدت گزارے گی اور وارث نہیں بنے گی، اگر اس کے شوہر نے اسے دو طلاقیں دی ہوں پھر اسے آزاد کر دیا گیا ہو تو وہ باندی والی عدت گزارے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) باندی کی عدت وفات دو مہینے پانچ دن ہے، اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ باندی کو اگر طلاق رجعی کی عدت میں آزاد کر دیا گیا ہو تو اس کی عدت آزاد عورتوں والی عدت بن جائے گی اس لئے کہ طلاق رجعی کی صورت میں ہر اعتبار سے نکاح قائم ہوتا ہے، یہ عدت طلاق کے وقت سے شمار ہو گی لیکن اگر طلاق ـــــ بائن یا عدت وفات کی صورت میں اسے آزاد کیا گیا ہو تو اس کی عدت باندی والی ہی رہے گی آزاد عورتوں والی

عدة الأمة. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۲۸ - محمد وأسد قالا: أخبرنا أبو حنيفة عن سلمة بن كهيل عن المستورد بن الأحنف عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أن رجلا أتاه فقال: إني تزوجت وليدة لعمي فولدت لي جارية وإن عمي يريد بيعها، فقال: كذب، ليس له ذلك. قال محمد: وبه نأخذ ليس له أن يبيع، من ملك ذا رحم محرم فهو حر.

۴۲۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الأمة زوجها طلاقا يملك الرجعة فأعتقت فعدتها عدة الحرة، وإن كان الزوج لا يملك الرجعة

عدت نہیں ہوگی اس لئے کہ طلاق بائن شوہر کی موت کے وقت یہ اس کے نکاح سے نکل گئی تھی اور اس وقت باندی تھی اس لئے باندیوں والی عدت رہے گی آزاد عورتوں والی عدت نہیں گزارنا پڑے گی۔

۴۲۸۔ ۔۔۔ حضرت المستورد بن الاحنف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک صاحب آئے اور عرض کیا میں نے اپنے چچا کی باندی سے شادی کر لی تھی اس سے ایک بچی پیدا ہوئی میرے چچا اس کو بیچنا چاہتے ہیں، انہوں نے فرمایا انہوں نے غلط کہا ان کو بیچنے کا حق نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں، اسے بیچنے کا حق نہیں ہے جو شخص ذی رحم محرم کا مالک ہوگا وہ آزاد ہو جائے گا۔

(ش) باندی کا جو بچہ مولیٰ سے ہوتا ہے وہ آزاد ہوتا ہے اور جو بچہ باندی کے شوہر سے ہوگا وہ اس کے مولیٰ کا غلام رہے گا اس لئے کہ حریت کے اعتبار سے ماں کی جہت غالب ہے شوہر کو معلوم تھا کہ اس کا بچہ غلام رہے گا اس لئے اس کا حق ختم ہوگیا۔ اس صورت میں اس کا بچہ مولیٰ کا غلام ہوگا مگر مولیٰ اپنے بھتیجے کے بیٹے کا مالک نہیں ہو سکتا اس لئے یہ آزاد ہو جائے گی، جو ذی رحم کا مالک بنے گا وہ ذی رحم آزاد ہو جاتا ہے لہٰذا اس کا بیچنا درست نہیں۔

۴۲۹۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کسی باندی کو اس کا شوہر طلاق رجعی دے دے اور پھر وہ باندی آزاد ہو جائے تو اس کی عدت آزاد عورتوں والی ہوگی، اور اگر ایسی طلاق ہو جس میں شوہر کو حق رجوع حاصل نہ ہو اور اس کی عدت کے دوران اسے آزاد کر دیا گیا تو اس کی عدت باندیوں والی ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

فعتقت، فعدتها عدة الأمة. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من تزوج ثم فجر أحدهما

٤٣٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: إذا تزوج الرجل المرأة فلم يدخل بها ثم زنى جلد وأمسك امرأته، وإن زنت هي ولم يدخل بها حتى يقام عليها الحد فرق بينهما. قال محمد: وفي قول أبي حنيفة وما عليه العامة فهي امرأته على كل حال، إن شاء طلق وإن شاء أمسك، وهو قولنا.

(ش) ابھی گذرا ہے کہ طلاق رجعی کی صورت میں نکاح قائم ہوتا ہے اسی لئے شوہر اس میں بلا نکاح میاں بیوی والے تعلقات دوبارہ قائم کر سکتا ہے، پس صورت مذکورہ میں آزادی ملنے پر وہ آزاد عورتوں والی عدت گذارے گی، لیکن وہ طلاق جس میں شوہر کو حق رجعت نہ ہو یا شوہر فوت ہو گیا ہو اس کی عدت کے دوران آزادی ملے تو اس باندی کی عدت آزاد عورتوں والی عدت کی طرف منتقل نہ ہوگی بلکہ وہ باندیوں والی عدت ہی گذارے گی۔

نکاح کے بعد میاں بیوی میں سے کسی ایک کا زنا کرنا

۴۳۰۔ ۔ ۔ ۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی شخص جب کسی عورت سے شادی کر لے اور ابھی اس سے دخول نہ کیا ہو کہ زنا کر لے تو اسے کوڑے لگائے جائیں گے بیوی اس کے نکاح میں رہے گی، لیکن عورت اگر دخول سے قبل کسی اور کے ساتھ زنا کر لے اور اس کو حد لگا دی جائے تو ان دونوں میاں بیوی میں تفریق کر دی جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا امام ابو حنیفہ اور دوسرے اکثر حضرات کا قول یہ ہے کہ وہ عورت ہر صورت میں اس کی بیوی رہے گی چاہے طلاق دے یا چاہے بیوی بنائے رکھے، یہی ہمارا قول ہے۔

(ش) غرض اس سے یہ ہے کہ زنا کی وجہ سے عورت مرد کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی چاہے دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، البتہ مرد کو طلاق دینے یا نہ دینے کا اختیار ہے وہ جب چاہے طلاق دے سکتا ہے۔

۴۳۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: جاء رجل إلى علقمة بن قيس فقال: رجل فجر بامرأة أله أن يتزوجها؟ قال: نعم، ثم تلا هذه الآية: ﴿وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات ويعلم ما تفعلون﴾ قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من تزوج المتعة

۴۳۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن ابن مسعود رضي الله عنه في متعة النساء قال: إنما رخصت لأصحاب محمد صلى الله عليه وسلم في غزاة لهم شكوا إليه فيها العزوبة، ثم نسختها آية: النكاح والميراث والصداق.

---

۴۳۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا ایک صاحب حضرت علقمہ بن قیس کے پاس آئے اور عرض کیا ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا کیا وہ اس سے شادی کر سکتا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! اور یہ آیت تلاوت کی:

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ۔ (الشوریٰ-۲۵)	اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سب کو جانتا ہے۔

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ف) مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا اور وہ اس سے حاملہ بھی ہو جائے تب بھی اس سے نکاح کر سکتا ہے اس پر سب کا اتفاق ہے سب حضرات کے یہاں اس سے ہم بستری بھی کر سکتا ہے وہ عورت نان نفقہ کی بھی مستحق ہوگی کیونکہ وہ بیوی ہے، پیدا ہونے والا بچہ اسی شخص کا کہلائے گا۔

متعہ کا بیان

۴۳۲ - ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عورتوں کے ساتھ متعہ کے بارے میں مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ایک غزوہ میں متعہ کی اجازت دی گئی تھی اس لئے کہ انہوں نے بیان کیا کہ تجرد کی شکایت کی تھی پھر اس متعہ کو آیت نکاح و میراث و مہر نے منسوخ کر دیا۔

۴۳۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عام خيبر عن لحوم الحمر الأهلية وعن متعة النساء، وما كنا مسافحين۔

۴۳۴- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن محمد بن شهاب الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة الجهني رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔

۴۳۵- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا أبو أنس عن ربيع بن سبرة الجهني عن

۴۳۳- ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر گھریلو گدھوں کے گوشت اور عورتوں کے ساتھ متعہ سے منع فرمایا اور ہم زنا کرنے والے نہیں تھے۔

۴۳۴- ... حضرت سبرۂ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

۴۳۵- ... حضرت سبرۂ جہنی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے ساتھ متعہ کے بارے اسی طرح کے الفاظ روایت کرتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) زمانۂ جاہلیت میں مختلف قسم کے نکاح ہوا کرتے تھے جو نام کے نکاح تھے درحقیقت شہوت رانی کا ایک ذریعہ اور زنا ہی کی ایک قسم تھے دین اسلام نے اس طرح کے مفاسد کی بیخ کنی کی، عورت کو لہو و لعب اور شہوت رانی کا کھلونا بننے سے بچایا، اس کی عفت و عصمت کو قیمتی شئی قرار دیا اور ان پر پابندی عائد کر دی۔

متعہ زمانۂ جاہلیت میں مروج تھا جو بعض وقتی ضرورت کی وجہ سے بھی کیا جاتا تھا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ متعہ ابتدائے اسلام میں بھی جاری رہا۔ متعہ یہ تھا کہ کوئی شخص اگر کسی ایسی جگہ جاتا جہاں اس کا جاننے والا نہ ہوتا تو وہاں کسی عورت سے اس لئے شادی کر لیتا کہ جب تک وہاں ٹھہرے گا وہ اس کے سامان کی حفاظت کرے گی کھانا پکائے گی لیکن جب آیت:

(۱) والذين هم لفروجهم حافظون الا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم (المؤمنون: ۶)

اور جو اپنی شرمگاہوں کی نگہداشت رکھنے والے ہیں ہاں البتہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے نہیں۔

أبيه رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله في متعة النساء. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى

نازل ہوئی تو بیوی اور باندی کے سوا ہر عورت کو حرام قرار دے دیا گیا۔

بہرحال متعہ ابتدائے اسلام میں مروج تھا غزوۂ خیبر میں حرام قرار دیا گیا بعد میں بوجہ ضرورت جائز کیا گیا لیکن فتح مکہ کے موقع پر قیامت تک کے لئے اسے حرام قرار دے دیا گیا پھر غزوۂ اوطاس میں اس کو تازہ کرنے کے لئے حرمت کا دوبارہ اعلان کیا گیا۔ متعہ کی حرمت کے دلائل میں یہ بھی ہے کہ فرمایا:

وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (البقرۃ - ۱۸۷) اور اسے تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔

نکاح سے تو اولاد مقصود ہوتی ہے تاکہ دنیا کا نظام چلتا رہے، [illegible] اس کے برخلاف متعہ کا مقصد شہوت رانی ہوتا ہے [illegible] ابتغوا ما کتب اللہ لکم کے خلاف ہے اور میراث [illegible] تعلقات [illegible] ہوسکتے ہیں۔

متعہ میں قباحت یہ بھی ہے کہ عورت چند روپوں کی خاطر اپنی عزت بیچتی ہے، ساتھ ہی اس میں اختلاط انساب کا بھی اندیشہ ہے کبھی کسی کے ساتھ متعہ کرے گی کبھی کسی اور کے ساتھ، متعہ میں زوجین والی محبت بھی نہیں ہوتی حالانکہ ارشاد ہے:

لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا (الروم - ۲۱) تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔

متعہ میں جو پیسے دئے جاتے ہیں وہ اس زنا کے عوض ہوتے ہیں اور مقصود لذت ہوتی ہے اس کے برخلاف مہر نکاح میں عورت کے اعزاز کے لئے ہوتا ہے وہاں مقصود لذت نہیں ہوتا، متعہ عورت کی فطری شرم کو ختم کردیتا ہے اور ایمان کے شعبہ حیاء کا جنازہ نکال دیتا ہے۔

متعہ جمہور کے یہاں حرام ہے شیعہ اس کے جواز کے قائل ہیں بلکہ ان کے لئے سب سے بڑا جنت کا ٹکٹ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام مالک کی طرف اس کے جواز کی نسبت غلط ہے، امام مالک نے موطا میں اسے حرام قرار دیا ہے۔

◆

باب ما یحرم علی الرجل من النکاح

۳۲۴۔ محمد قال أخبرنا أبو حنیفة قال حدثنا الحکم بن عتیبة عن عراک بن مالک أن أفلح بن أبی قعیس استأذن علی عائشة رضی الله عنها فاحتجبت منه فقال: أتحتجبین منی وأنا عمک؟ قالت: من أین؟ قال: أرضعتک امرأة أخی. فدخل علیها النبی صلی الله علیه وسلم فذکرت ذلک له فقال: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب. قال محمد: وبهذا نأخذ

مرد کے لئے کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟

۳۲۴۔ ۔ ۔ حضرت عراک بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت افلح بن ابی قعیس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے ان سے پردہ کیا۔ افلح نے کہا: کیا آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں تو آپ کا چچا ہوں! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کدھر سے؟ فرمایا: آپ کو میرے بھتیجے کے دودھ سے دودھ پلایا گیا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے یہ واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: دودھ پلانے سے بھی وہی رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) بخاری و مسلم کی روایت میں آتا ہے کہ میرے رضاعی چچا تشریف لائے، اندر آنے کی اجازت طلب کی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیے بغیر انہیں اندر آنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں اس لئے آنے کی اجازت دے دو۔ میں نے عرض کیا مجھے عورت نے دودھ پلایا تھا مرد نے نہیں۔ گویا ان کے ذہن میں یہ تھا کہ رضاعت کے حکم میں مرد داخل نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے رضاعی چچا ہیں لہٰذا انہیں داخل ہونے کی اجازت دے دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔

رضاعت کی وجہ سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں، البتہ بعض اس

نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۲۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن أبيه عن مسروق قال: بيعوا جاريتي هذه، أما إني لم أصب منها إلا ما يحرمها على ابني من لمس أو نظر. قال محمد: وبه نأخذ إلا أنه ليس في النظر شيئاً إلا أن ينظر إلى الفرج بشهوة فإن نظر إليه بشهوة حرمت على أبيه وابنه وحرمت عليه أمها وابنتها وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۲۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قبل الرجل أم امرأته

سے مستثنیٰ ہیں، جیسے رضاعی بہن کی والدہ، رضاعی بیٹے کی بہن، رضاعی باپ کی بیوی، رضاعی بیٹے کی دادی، ان کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

۴۲۷ - ... حضرت مسروق نے فرمایا میری اس باندی کو بیچ دو میں نے اس سے صرف اتنا فائدہ اٹھایا ہے جو اسے میرے بیٹے پر حرام کر دے یعنی چھونا اور دیکھنا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں البتہ ہمارے ہاں صرف دیکھنے سے کچھ نہیں ہوتا الا یہ کہ فرج کو شہوت سے دیکھے، اگر فرج کو شہوت سے دیکھا ہو تو وہ باندی اس کے باپ اور بیٹے پر حرام ہو جائے گی اور اس شخص پر اس باندی کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں گی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) چھونے سے شہوت کے ساتھ چھونا مراد ہے بغیر شہوت کے چھونے سے حرمت نہیں آتی۔ دیکھنے سے مطلق دیکھنا مراد نہیں ہے اس سے فرج داخل مراد ہے اس لئے کہ وہی محل وجہ فرج ہے اس لئے اس کے دیکھنے سے حرمت آئے گی، باندی سے اگر باپ نے صحبت کی ہو یا شہوت سے ہاتھ لگایا ہو یا اس کے فرج داخل کو شہوت سے دیکھا ہو تو وہ اس کے باپ اور بیٹے پر حرام ہو گی اسی طرح اس پر اس باندی کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائے گی۔

۴۲۸ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی ساس کا بوسہ لے یا شہوت سے چھوئے تو اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) انسان جب کسی عورت سے شادی کرے تو ساس اس پر حرام ہو جاتی ہے اس لئے کہ ارشاد تعالیٰ

أو لمسها من شهوة حرمت عليه امرأته. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب تزويج السكران

٣٩١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في السكران يتزوج، قال: يجوز عليه كل شيء صنعه. قال محمد: وبه نأخذ إلا في خصلة واحدة، إذا ذهب عقله من السكر فارتد عن الإسلام، ثم صحا فذكر أن ذلك كان منه

فرمایا ہے:

﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ﴾ النساء: ۲۳ — اور تمہاری بیویوں کی مائیں۔

حدیث میں آتا ہے جو شخص کسی عورت کو شہوت سے چھو لے تو اس پر اس کی ماں اور بیٹی حرام ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر ساس کو شہوت سے چھوا یا اس کا بوسہ لے لیا تو اس کی بیٹی یعنی اس مرد کی بیوی اس مرد پر حرام ہو جائے گی۔ کذا فی رد المحتار (۲ ـ ۳۰) چھونے میں شہوت کی قید اس لئے لگائی گئی کہ وہ بلا شہوت بھی ہو سکتا ہے اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ بر خلاف بوسہ کے کہ وہ در حقیقت شہوت سے ہی ہوتا ہے۔

نشہ کرنے والے کے نکاح کا بیان

۳۹۱۔۔۔ حضرت ابراہیم نے نشہ میں مست کے نکاح کے بارے میں فرمایا وہ جو کام کرے گا وہ نافذ ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ کہ اگر نشہ کی وجہ سے اس کی عقل ختم ہو جائے اور وہ اسلام سے مرتد ہو جائے پھر ہوش میں آ جائے اور یہ کہے کہ میں نے یہ کلام بغیر عقل کے کیا تھا تو اس کی یہ بات قبول کر لی جائے اور اس کی بیوی اس سے جدا نہیں ہوگی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

فائدہ: نشہ سے مدہوش کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ کرخی و طحاوی یہ کہتے ہیں کہ واقع نہ ہوگی یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ایک قول ہے اس لئے کہ انسان عقل کی بنیاد پر کسی چیز کا قصد کرتا ہے، نشہ میں مدہوش کی عقل زائل ہو جاتی ہے۔ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ عقل گناہ کی وجہ سے زائل ہوئی ہے اس لئے حکماً

بغير عقل قبل منه ولم تبن منه امرأته، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من تزوج امرأة فلم يجدها عذراء

٤٤٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم بن أبي الهيثم عن عائشة رضي الله عنها أنها تزوجت مولاة لها رجلا فلم يجدها عذراء، فخرج الرجل لذلك حزينا شديد الحزن حتى عرف ذلك في وجهه، فرفع ذلك إلى عائشة رضي الله عنها فقالت: وما يحزنه؟ إن العذرة ليذهبها الحيض والإصبع والوضوء والوثبة.

٤٤١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: إذا قال الرجل

دیا قرار دیا گیا گویا اس کی عقل جاتی رہی ہے تاکہ ایسے شخص کو زجر و تنبیہ ہو۔ اگر نشہ میں مدہوش کوئی شخص نعوذ باللہ مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس سے جدا نہیں ہوگی، اس لیے کہ کفر اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے جو نشہ کی حالت میں متحقق نہیں ہوتا۔ یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے، ظاہر الروایۃ کے مطابق وہ شخص مرتد شمار ہوگا۔

اس شخص کا بیان جو کسی عورت سے شادی کرے اور اسے کنواری نہ پائے

۴۴۰۔ ... حضرت الہیثم بن ابی الہیثم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی ایک باندی کا کسی سے نکاح کر دیا، اس نے اسے کنوارہ نہ پایا، اس کی وجہ سے وہ شخص سخت غمگین ہوا، اس کا اثر اس کے چہرے پر صاف ظاہر تھا، یہ بات حضرت عائشہ کو بتلائی گئی تو انہوں نے فرمایا: اسے کیا بات غمگین کرتی ہے، بکارت تو حیض، انگلی لگ جانے، وضو اور کودنے سے بھی ختم ہو جاتی ہے۔

۴۴۱۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے اور کہے کہ میں نے اسے کنوارہ نہیں پایا تو اس پر حد نہیں آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: کنوارہ پن جس طرح شادی کی پہلی رات مرد کے صحبت کرنے سے دور ہو جاتا ہے اسی طرح

وامرأة قد تزوجها، ثم أجمعها [illegible] فلا جناح عليه. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب تزويج الأكفاء وحق الزوج على زوجته

۴۴۴. محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن رجل عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: لأمنعن فروج ذوات الأحساب إلا من الأكفاء. قال محمد: وبهذا نأخذ، إذا تزوجت

پیدا ہو کر بکارت بعض مرتبہ بیماری، اچھلنے کودنے، چوٹ لگنے، انگلی لگنے وغیرہ سے بھی دور ہو جاتا ہے لہٰذا اس کا دور ہونا عورت کے بدکردار ہونے کی علامت نہیں۔ مرد کا یہ کہنا اس پر تہمت نہیں بلکہ اظہارِ حقیقت سمجھا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو واضح فرمایا اور بتلا دیا کہ یہ مختلف وجوہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔

کفو میں شادی اور بیوی پر شوہر کے حقوق کا بیان

۴۴۴- ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خاندانی عورتوں کی شرمگاہوں کو محفوظ رکھوں گا سوائے ان سے جو ان کے ہم پلہ ہوں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اگر عورت غیر کفو میں شادی کر لے اور اس کا ولی [illegible] اس معاملہ کو قاضی کے پاس لے جائے تو ان دونوں میں تفریق کر دی جائے گی، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) نکاح میں کفاءت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے عورتوں کا نکاح صرف کفو کے ساتھ کیا جائے اور ان کی شادی ولی کریں۔ کفاءت کا اعتبار اولیاء کے حق کے لئے ہے، اگر کوئی عورت اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو اولیاء کو حق ہے کہ قاضی کے ذریعہ نکاح فسخ کرا سکتے ہیں، تاکہ اپنے سے اس ننگ و عار کو دور کر سکیں۔ کفاءت حریت، نسب، دین، مال، حرفت و پیشہ میں معتبر ہوتی ہے۔ امام مالک و سفیان ثوری کے یہاں کفاءت صرف دین کا معتبر ہے۔ امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ کفاءت کا اعتبار ہی نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ کفاءت دین، حریت اور عیوب سے سلامتی میں معتبر ہے۔ امام شافعی و احمد کے یہاں کفاءت صرف اسلام میں ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مال و عیوب سے سلامتی میں بھی معتبر ہے۔ ہم ان حضرات کو یہ جواب دیتے ہیں کہ

المرأة من غير كفو فرفعها وليها إلى الإمام فرق بينهما، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۴۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الحكم عن [illegible] يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم أن امرأة خطبت إلى أبيها فقالت: ما أنا بمتزوجة حتى آتي النبي صلى الله عليه وسلم فأسأله ما حق الزوج على زوجته؟ فأتته فقالت: يا رسول الله ما حق الزوج على زوجته؟ قال: إن خرجت من بيته بغير إذنه لم يزل الله يلعنها والملائكة والروح وملائكة الرحمة وملائكة العذاب حتى ترجع، قالت: يا رسول الله، وما حق الزوج على زوجته؟ قال: إن سألها من نفسها وهي على ظهر قتب لم يكن لها أن تمنعه، فقالت: يا رسول الله:

دنیوی احکام کے اعتبار سے ان تمام چیزوں میں کفاءت معتبر ہے البتہ اخروی احکام کے لحاظ سے سب برابر ہیں فضیلت صرف دین اور تقویٰ کے لحاظ سے ہوگی۔

۴۴۳ - - - حضرت حکم بن عتیبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً حدیث روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کے لئے اس کے والد کے پاس پیغام نکاح بھیجا گیا، اس عورت نے کہا میں اس وقت تک شادی نہیں کروں گی جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے یہ معلوم نہ کر لوں کہ بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت شوہر کے گھر سے اگر اس کی اجازت کے بغیر نکلتی ہے تو اللہ جل شانہ، فرشتے، روح الامین (جبریل)، رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ گھر واپس نہ آجائے، اس عورت نے عرض کیا: شوہر کا بیوی پر اور کیا حق ہے؟ فرمایا اگر وہ اس سے اس کی صحبت یا قربت کا اظہار کرے اور وہ کجاوہ پر سوار ہو تو اسے یہ حق نہیں کہ اسے منع کرے، عرض کیا اے اللہ کے رسول! شوہر کا بیوی پر اور کیا حق ہے؟ فرمایا اگر وہ ناراض ہو تو یہ اسے راضی کرے، اگرچہ ان میں سے ایک صاحب نے کہا: خواہ وہ ظالم ہو؟ فرمایا: اگرچہ ظالم کیوں نہ ہو۔ اس عورت نے کہا یہ سب سننے کے بعد تو میں ہرگز شادی نہیں کروں گی۔

(تشریح): شوہر کو اللہ جل شانہ نے بہت بڑا درجہ دیا ہے، اگر اللہ جل شانہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو عورت کو اپنے شوہر کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا، عورت کو چاہیے کہ شوہر کی اطاعت کرے، اسی میں اس کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، جو عورتیں شوہر کا حق ادا کرتی ہیں وہ دنیا میں بھی خوش و خرم رہتی ہیں اور آخرت میں بھی مزے کریں گی، شوہر کی نافرمانی سخت گناہ ہے، بلا اجازت گھر سے نکلنا منع اور گناہ ہے، شوہر

يا حق الزوج على زوجته، قال: إن غضب خضعت له، فقال رجل من القوم: وإن كان ظالماً؟ قال: نعم وإن كان ظالماً، فقالت: ما ألقاه بمنجة بعدها أبداً.

۴۴۴- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أيوب بن عائذ الطائي عن مجاهد قال: أتت امرأة النبي صلى الله عليه وسلم معها ابن رضيع وابن هي آخذة بيده وهي حبلى

اگر بیوی کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے بلائے اور وہ روٹی پکا رہی ہو تو اسے چھوڑ کر اس کی خواہش پوری کرنے کا حکم ہے تاکہ اس کو سکون بھی ملے، اس کی نظر بھی دوسری طرف نہ اٹھے اور اس کی نگاہ میں عورت کی قدر و منزلت بھی بڑھے۔ عورت جب اپنے شوہر کو ناراض کرتی ہے تو جنت والی اس کی حوریں کہتی ہیں اسے اللہ کی بندی! تو اسے کیوں پریشان کرتی ہے؟ یہ تو تیرا مہمان ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دین اسلام نے عورت کو غلام بنا دیا ہے یا اس کا کوئی حق ہی نہیں رہا نہیں۔ دوسری طرف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں تمہاری مددگار ہیں ان کا خیال رکھو، ان کی دلجوئی کرو، انہیں مارو پیٹو مت یہ شیشے کی طرح نازک ہیں انہیں چکنا چور نہ کرو، فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا معاملہ اور برتاؤ کرنے والا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سب سے زیادہ بہتر معاملہ کرنے والا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں بھی ان کی دلجوئی، قدردانی اور خیال رکھنے کا حکم دیا لیکن بہر حال اللہ جل شانہ نے مرد کو قوام بنا دیا ہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ مرد اور اس کے سہارے کے بغیر عورت سکون کی زندگی نہیں گزار سکتی، اسے حفاظت چاہیے، اسے سہارا چاہیے، اسے طاقت اور دست بازو چاہیے جو اس کی عزت، عفت، عصمت اور آبرو کا محافظ ہو جو مرد ہی ہے۔

۴۴۴- ... حضرت مجاہد نے فرمایا ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ساتھ ایک شیر خوار بچہ تھا، ایک بچے کو انہوں نے ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا اور وہ حاملہ بھی تھیں، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مانگا آپ نے ترس کھاتے ہوئے انہیں وہ عطا فرمایا۔ جب وہ چلی گئیں تو آپ نے فرمایا: بچے کو پیٹ میں اٹھانے والی ہیں، ماں ہیں، دودھ پلانے والی ہیں، بچوں پر رحم کھانے والی ہیں، اگر یہ اپنے شوہروں کے ساتھ برا سلوک نہ کریں تو ان میں کی نمازی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی۔

تشریح: حدیث شریف میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا میں نے دوزخ والوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل دیکھی ہے ان میں سے کسی نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا تم کثرت سے لعنت

فلم تسأله شيئًا إلا أعطاها إياه، بعثة لها، فقال النبي ﷺ: حاملات والدات مرضعات رحيمات بأولادهن، لولا ما يأتين على أزواجهن دخلت مصلياتهن الجنة.

باب من تزوج امرأة نعي إليها زوجها

٥٤٥ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه في الرجل ينعى إلى امرأته فتتزوج ثم يقدم الأول. قال: يخير الأول

جیسی ہو، شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو، فرمایا اگر تم ایک زمانے تک اس کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو، پھر اس کی مرضی کے خلاف ذرا سی بات بھی ہو جائے تو وہ کہتی ہے میں نے تم سے کوئی خیر کی بات ہی نہیں دیکھی۔ فقط اسی دوران [illegible] کے گزرنے پر اپنی چیز [illegible] پڑتا ہے کہے گی یہ میرے پاس ہے کیا آپ نے دیا تھا کہ یہ وہ چیز ہے ہیں، وہ ٹھیک ہے ہیں۔ اگر عورت میں ناشکری اور شوہر کی نافرمانی نہ ہو تو عورت بڑی ہوتی ہے جنت اس کے پاؤں تلے ہے، وہ حمل، وضع حمل، دودھ پلانے، گود میں اٹھانے، پرورش کرنے کی تمام تکالیف، جھلتی اور پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے بڑے صبر و تحمل سے برداشت کرتی ہے اللہ جل شانہ اس کا اجر اس کو آخرت میں عطا فرمائیں گے۔ اس سے عورت اگر شوہر کی حق تلفی، ناشکری سے دل دکھی رکھے تو وہ [illegible] جہنم کی مالک ہے۔

اس شخص کا بیان جس نے ایسی عورت سے شادی کی ہو جسے اس کے شوہر کے مرنے کی اطلاع دی گئی ہو

۵۴۵ - حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس عورت کے بارے میں مروی ہے جسے اس کے شوہر کی وفات کی اطلاع دی گئی ہو وہ شادی کرلے پھر پہلا شوہر آجائے فرمایا پہلے شوہر کو اختیار دیا جائے گا اگر وہ چاہے تو اسے اپنی بیوی بنا کر اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے تو مہر وصول کرلے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہر حالت میں پہلے شوہر کی بیوی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہمیں اسی بات سے ہیں، اسی طرح کی روایت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہم تک پہنچی ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

وإن شاء امرأته، وإن شاء الصداق. قال أبو حنيفة: هي امرأة الأول على كل حال. قال محمد:
وبلغنا نحو ذلك عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، وبه نأخذ.

۴۳۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في المرأة تفقد زوجها قال:
بلغنا الذي ذكر الناس أربع سنين، والتربص أحب إليّ. قال محمد: وبهذا نأخذ،
وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۴۰ - وكذلك بلغنا عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه قال في المفقود زوجها:

شرح: اگر کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو وہ عورت عدت وفات کے چار مہینے دس دن گذار کر یا حاملہ ہے تو وضع حمل کے بعد دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔ اگر کسی عورت کو یہ خبر دی جائے کہ اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور کسی ذریعہ سے اس کی تکذیب نہ ہو اور وہ عدت گذار کر دوسری شادی کرلے بعد میں پہلا شوہر آ جائے تو اس نکاح کالعدم ہوگا اس لئے کہ وہ ابھی تک پہلے شوہر کی بیوی ہے دوسرے کا نکاح ہی منعقد نہیں ہوا اگر اطلاع دینے والا جھوٹا تھا تو اس کا گناہ اس کے سر ہوگا عورت اور اس کا دوسرا شوہر گنہگار نہ ہوں گے اور اگر عورت یا دوسرے شوہر میں سے کسی کو یا دونوں کو اس خبر کو جھوٹا ہونا معلوم تھا تو وہ گنہگار اور زنا کے مرتکب ہوں گے پہلا شوہر جب آئے گا تو یہ اس کی بیوی شمار ہوگی، ہاں البتہ اگر پہلا شوہر اسے طلاق دے دے تو عدت گذار کر دوسرے شوہر یا جس مرد سے چاہے شادی کر سکتی ہے۔

۴۳۹۔ ... حضرت ابراہیم سے اس عورت کے بارے میں مروی ہے جس کا شوہر گم ہو جائے فرمایا ہمیں وہی روایت پہنچی ہے جو لوگ ذکر کرتے ہیں چار سال تک انتظار کرے لیکن انتظار کرتے رہنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۴۰۔ ... اسی طرح ہمیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے ایسی عورت کے بارے میں فرمایا جس کا شوہر گم ہو جائے کہ یہ ایسی عورت ہے جو آزمائش میں ڈال دی گئی ہے لہٰذا اسے صبر کرنا چاہیے یہاں تک کہ اسے شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کی خبر مل جائے۔

شرح: مفقود سے مراد وہ شخص ہے جو کسی کام سے کہیں جائے پھر گم ہو جائے نہ معلوم ہو کہ کب آئے گا! نہ یہ معلوم ہو کہ کہاں ہے، نہ زندگی کا پتہ چلے نہ موت کا، یا دشمن کسی کو قید کرلے اور معلوم نہ ہو کہ وہ مر گیا ہے یا زندہ ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے بارے میں تو زندہ شمار ہوتا ہے لہٰذا اس کا مال اس کے

وراثت کی تقسیم نہیں کی جائے گی، نہ اس کے اموال وغیرہ کو فروخت کیا جائے گا۔ البتہ دوسروں کے حقوق کے بارے میں وہ مردہ شمار ہوگا، لہٰذا اس کی گمشدگی کے دوران اس کے جن اقارب کا انتقال ہوگا اگر بعد میں اس کی موت کا حکم لگا دیا جائے تو وہ ان کا وارث نہ ہوگا۔

ایسے شخص کے لئے قاضی کسی آدمی کو اس کے مال و جائیداد کی نگرانی و دیکھ بھال کے لئے مقرر کرے گا، جو اس کے حقوق دوسروں سے وصول کرے گا، اس کے بیوی بچوں پر اس کے مال میں سے خرچ کرے گا۔ ایسے شخص کی بیوی کیا کرے گی؟ اس کے بارے میں امام مالک فرماتے ہیں کہ جب چار سال گزر جائیں تو قاضی اس کے اور اس کی بیوی میں تفریق کر دے گا، بیوی عدت وفات گزار کر اگر دوسری شادی کرنا چاہے تو کر سکتی ہے، امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اور امام احمد سے بھی ایک روایت یہی منقول ہے، اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی فیصلہ کیا تھا، ہوا یوں تھا کہ ایک شخص عشاء کی نماز کے لئے نکلا اور گم ہو گیا، اس کی بیوی حضرت عمر کے پاس آئی، انہیں واقعہ بتلایا، انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا، لوگوں نے اس عورت کی تصدیق کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار سال گزار کر عدت پوری کرنے کے بعد اسے شادی کا حکم دے دیا، پھر اس کا پہلا شوہر بھی آ گیا، معاملہ حضرت عمر کے پاس لے جایا گیا، حضرت عمر نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص ایک طویل زمانے تک غائب رہتا ہے، اس کے گھر والوں کو اس کی زندگی موت کا کچھ پتہ نہیں ہوتا؟ اس شخص نے کہا: میں معذور تھا، فرمایا کیا عذر تھا؟ بتلایا کہ میں لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے گھر سے نکلا، جنوں نے مجھے پکڑ لیا، تب ایک زمانے تک ان کے ساتھ رہا، پھر مومن جنوں کا ان سے مقابلہ ہوا، انہوں نے انہیں خوب قتل کیا اور ان پر غالب آ گئے اور ان کے بہت سے لوگ قیدی بنا لئے، میں بھی ان قیدیوں میں شامل تھا، انہوں نے مجھ سے پوچھا تمہارا مذہب کیا ہے؟ میں نے کہا: میں مسلمان ہوں، انہوں نے کہا تم تو ہمارے ہم مذہب ہو، ہمارے لئے تمہیں قید میں رکھنا درست نہیں، پھر انہوں نے مجھے اختیار دیا کہ میں چاہوں تو ان کے ساتھ رہوں، چاہوں تو واپس چلا جاؤں، میں نے واپس لوٹنے کو پسند کیا، اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو یہ اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں، چاہیں تو مہر لے لیں۔ ایک روایت میں ہے حضرت عمر نے ان سے فرمایا اگر تم چاہو تو ہم تمہاری بیوی تمہیں لوٹا دیں اور اگر چاہو تو تمہاری شادی کسی اور سے کرا دیں، انہوں نے عرض کیا میری شادی کسی اور سے کرا دیجئے

باب العزل وما نهي عنه من إتيان النساء

* * *

۴۴۸- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير قال لا تعزل عن الحرة إلا بإذنها وأما الأمة فاعزل عنها ولا تستأمرها قال محمد وبه نأخذ فإن كانت

حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی بیوی اس کی بیوی رہے گی ان میں تفریق نہیں کی جائے گی جب اس شخص کی پیدائش سے ایک سو بیس سال گزر جائیں تو اس کی موت کا حکم لگا دیا جائے گا اور اس کی بیوی اس وقت سے عدت وفات گزارے گی اور اس کا مال اس کے موجود ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا جو اس سے پہلے مر چکے ہیں انہیں اس کی میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کی بیوی کے بارے میں فرمایا کہ وہ اس وقت تک اس کی بیوی رہے گی جب تک صحیح صورت حال سامنے نہ آ جائے۔ یہی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا قول سے معلوم ہوتی ہے کہ جب تک شوہر کی موت یا عورت کو طلاق دینے کی خبر نہ آئے یہ عورت اس کی بیوی رہے گی۔ کہا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی کی موافقت کی تھی۔ ابن ابی شیبہ نے ابو قلابہ، جابر بن زید، شعبی اور نخعی رحمہم اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ یہ سب حضرات یہ کہتے ہیں کہ عورت اس وقت تک شادی نہیں کر سکتی جب تک شوہر کے مرنے کی صحیح اطلاع نہ مل جائے۔

قہستانی فرماتے ہیں کہ آج کل کے حالات میں اگر امام مالک رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

عزل اور عورتوں کے ساتھ جہاں سے جماع منع ہے اس کا بیان

۴۴۸- ... حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کرو اور باندی سے

سلہ [illegible]

الأمة زوجة فلا تعزل عنها إلا بإذن مولاها ولا تستأمر الأمة في شيء من ذلك، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٢٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه سئل عن العزل فقال: لو أخذ الله عز وجل ميثاق نسمة في صلب رجل فصبها على

عزل کرے اس سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر کوئی باندی کسی کے نکاح میں ہو تو اس کے آقا (مولی) کی اجازت کے بغیر اس سے عزل مت کرو۔ اس بارے میں باندی سے اجازت نہیں لی جائے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) عزل کا مطلب یہ ہے کہ بیوی یا باندی سے صحبت کی جائے اور مادۂ منویہ کو رحم میں نہ جانے دیا جائے خواہ انزال کے وقت عضو تناسل باہر نکال لیا جائے یا ربڑ کی تھیلی وغیرہ سے اس کو رحم میں جانے سے روک دیا جائے علامہ ابن الہمام نے لکھا ہے کہ عزل عام علماء کے نزدیک جائز ہے، البتہ بعض صحابہ وغیرہ سے اس کا ناپسند کیا جانا منقول ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ بلا کراہت جائز ہے۔ بقول علامہ نووی شافعی کے نزدیک عزل مکروہ ہے اس لئے کہ یہ قطع نسل کا ذریعہ ہے اسی لئے اس کو وأد خفی قرار دیا گیا ہے۔ البتہ باندی یا اگر باندی سے کسی نے شادی کی ہو تو چاہے اس کی مرضی ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں عزل کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس سے ہونے والی اولاد غلام بنے گی اور باندی سے اولاد کی صورت میں وہ ام ولد بن جائے گی اس کو بیچنا جائز نہ ہو گا۔ آزاد عورت سے اس کی اجازت سے کر سکتے ہیں بلا اجازت صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں بھی حرام نہیں ہے۔ آزاد عورت کا اولاد میں حق ہوتا ہے اس لئے اس کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

۴۲۹ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اگر اللہ جل شانہ کسی جان کا کسی شخص کی پشت میں عہد لے لیں اور وہ شخص اس مادہ منویہ کو کسی چٹان پر بہا دے تو اللہ جل شانہ وہاں سے بھی اس جان کو پیدا کر دیں گے جس کا ارادہ فرمایا تھا اس لئے آپ چاہو عزل کرو چاہو عزل نہ کرو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) مقصد یہ ہے کہ عزل کر کے اللہ جل شانہ کے فیصلہ اور حکم کو نہیں ٹال سکتے جس نطفہ سے اللہ جل شانہ کو جس انسان کو وجود بخشنا ہے وہ ہر صورت میں رحم مادر میں پہنچ کر رہے گا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل شانہ قیامت تک جس مخلوق کو پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ ضرور پیدا ہو کر

على صماة الفرج فأصبها نسمة لا تعذيبها، فإن شئت فاعزل وإن شئت فلا تعزل. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٥٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا ابن خثيم المكي عن يوسف بن ماهك عن حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم: أن امرأة أتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: إن زوجها يأتيها وهي مدبرة، فقال: لا بأس به إذا كان في صمام واحد. قال محمد: وبه نأخذ، وإنما يعني بقوله: في صمام واحد يقول: إذا كان ذلك في الفرج، وهو قول

رہے گی، اس لئے پہلے عزل کو منع کر دیا، گو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک صاحب کے پاس ایک باندی تھی ان کے کام کاج کرتی تھی وہ اس سے ہمبستری بھی کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ حمل نہ ٹھہرے، اجازت طلب کی آپ نے فرمایا عزل کر لیا کرو لیکن جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحب آئے اور عرض کیا کہ وہ باندی حاملہ ہو گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ جو تقدیر ہو چکا ہے وہ ہو کر رہے گا ایک روایت میں ہے اللہ جل شانہ جب فیصلہ فرما دیں تو اسے کوئی نہیں روک سکتا، لہٰذا عزل یقینی اور حتمی ذریعہ منع حمل نہیں ہے۔

٤٥٠ - ...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی میرا شوہر مجھ سے دائیں جانب (پیچھے کی طرف) سے صحبت کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں جب کہ ایک سوراخ (یعنی فرج) میں ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سوراخ سے مراد یہ تھی کہ اگر صحبت فرج میں ہو تو آگے یا پیچھے کی طرف سے صحبت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ (فأتوا حرثكم أنى شئتم) مرد اپنی بیوی سے جس طرح چاہے فائدہ اٹھائے بشرطیکہ ایلاج قُبل (شرمگاہ یعنی فرج) میں ہو، چاہے قیاماً صحبت کرے یا قعوداً، استلقاءً (لیٹ کر) یا اضطجاعاً، آگے کی جانب سے ہو یا پیچھے کی جانب سے ہر طریقے صحبت سے صحبت کرنا درست ہے۔ یہودی کہا کرتے تھے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے پیچھے کی طرف سے شرمگاہ میں صحبت کرے تو اس سے بھینگا بچہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے کہ صحبت کرنے والا ایلاج کی متعارف صورت و ہیئت کو چھوڑ دیتا ہے تو بچہ کی آنکھ بھی عام بچوں کی طرح سیدھی نہیں ہوتی لیکن یہ بیان غلط تھا اس لئے قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے فرمایا:

أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٥١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة حدثنا كثير الأصم عن ماح عن أبي ذراع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سألته عن هذه الآية: ﴿نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم﴾ قال: كيف شئت إن شئت عزلا وإن شئت غير عزل. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٥٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حميد الأعرج عن رجل عن أبي ذر الغفاري

﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو۔

(البقرۃ: ۲۲۳)

یعنی کھڑے، بیٹھے، پہلو کی جانب اور پشت کی جانب ہم بستری کر سکتے ہو بشرطیکہ ادخال ذکر اگلی راہ میں ہو۔[1]

۴۵۱ - ... حضرت ابو ذراع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے ان سے اس آیت:

﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو۔

(البقرۃ - ۲۲۳)

کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا جس طرح چاہو، اگر چاہو تو عزل کرو اور چاہو تو بغیر عزل کے ہم بستری کرو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح): گزر چکا ہے کہ آزاد عورت کی مرضی کے بغیر عزل نہیں کیا جائے گا اور باندی کی مرضی کے بغیر بھی عزل کر سکتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت کی اجازت کے بغیر اس سے عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔[2]

۴۵۲ - ... حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے پچھلے راستے میں صحبت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

---

[1] رواہ البخاری و مسلم عن جابر۔ [2] رواہ ابن ماجہ۔

قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن إتيان النساء في أعجازهن.

۴۵۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يباشر بعض أزواجه وهي حائض وعليها إزار. قال محمد: وبه نأخذ ولا نرى به بأسًا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۵۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا لاعب على بطن المرأة

وضاحت: اللہ جل شانہ نے عورتوں سے صحبت جائز قرار دی، اس لئے کہ اس کا مقصد شہوت رانی نہیں بلکہ توالد و تناسل ہے جو اس راستے سے نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی سے پچھلے راستے سے صحبت کرے وہ ملعون ہے۔[1] ایک روایت میں ہے جو شخص عورت کے ساتھ پچھلے راستے سے صحبت کرتا ہے اللہ جل شانہ اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتے۔[2] ایک روایت میں ہے اللہ جل شانہ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتے تم عورتوں کے ساتھ پچھلے راستے سے صحبت نہ کرو۔[3] لہٰذا اپنی بیوی یا باندی سے دبر میں ہم بستری کرنا حرام ہے۔ علماء یہی لکھتے ہیں کہ اگر یہ حرکت کسی اجنبیہ کے ساتھ کی تو اس کا حکم وہی ہو گا جو زنا کا ہے اور اگر اپنی بیوی یا باندی کے ساتھ کی تو حرام کا ارتکاب کیا لیکن اس کی وجہ سے اس پر حد لازم نہ ہو گی البتہ تعزیر کی جائے گی۔

۴۵۳۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض ازواج مطہرات کے ساتھ حالتِ حیض میں ایسی حالت میں مباشرت کرتے تھے کہ ان پر چادر بندھی ہوتی تھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۵۴۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر حالتِ حیض میں اپنی بیوی کے پیٹ سے کھیلتا ہوا یہاں تک کہ اپنی شہوت پوری کر لے۔

وضاحت: یہود حالتِ حیض میں عورت سے بالکل الگ تھلگ ہو جایا کرتے تھے نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہ اٹھتے بیٹھتے نہ رہتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو اللہ جل شانہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

---

[1] رواہ احمد وابو داؤد عن ابی ہریرۃ۔ [2] رواہ البغوی فی شرح السنۃ [3] رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ والدارمی۔

حتیٰ أقضي طهوري وهي حائض۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ۔
(البقرة - ۲۲۲)

اور لوگ آپ سے حیض کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ وہ ایک طرح کی گندگی ہے لہٰذا تم عورتوں کو حیض کے دوران چھوڑے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو۔[1] امام احمد، ابو یوسف، محمد بن الحسن اور امام شافعی کا قول تو یہ ہے کہ حالت حیض میں عورت کے ساتھ صرف جماع کے سوا سب کچھ کر سکتے ہیں حتیٰ کہ ناف اور گھٹنوں کے درمیان کے حصہ سے اپنے جسم کو بلا حجاب بھی ملا سکتے ہیں، لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ناف اور گھٹنے تک کا حصہ اگر کپڑے سے ڈھکا ہو تو اس سے اور باقی ماندہ حصے جسم سے مباشرت جائز ہے، یہ حصہ ضرور چھپا ہوا ہونا چاہیے اس سے بغیر کپڑے کے جسم ملانا درست نہیں، یہ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے جو حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حالت حیض میں چادر سے ڈھکے بغیر ناف سے گھٹنے تک کے حصہ سے مباشرت نہ کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ گھٹنے اور ناف کے درمیان کا منع ہے اس لئے کہ اس میں جماع میں گرفتار ہونے کا ڈر ہے اور حالت حیض میں جماع حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حائضہ یا کسی عورت سے پچھلے راستے میں صحبت کرے یا کاہن کے پاس جائے اس نے اس چیز کا انکار کیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔[2]

امام مالک کہتے ہیں کہ جو شخص اسے حلال سمجھ کر ہم بستری کرے وہ کافر ہو جائے گا ورنہ فاسق ہوگا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تھا کہ میں اپنی حائضہ بیوی سے کیا کر سکتا ہوں؟ فرمایا شلوار کے اوپر سے فائدہ اٹھا سکتے ہو اس سے بھی بچنا افضل ہے۔[3] ایک روایت میں ہے کہ ایک صاحب نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس پر تہبند یا چادر باندھ دو پھر اس کے اوپر اوپر سے جو چاہے کرو۔[4] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حائضہ سے صحبت کرنے کے بارے میں پوچھا گیا کہ اگر یہود کی مخالفت میں ان سے جماع کیوں نہ کر لیا کریں تو اس کی وجہ سے آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا۔[5] معلوم ہوا صحبت حرام ہے۔ اس کے علاوہ ناف کے اوپر کے حصے پیٹ، بغل وغیرہ جس حصہ کے ذریعہ چاہیں دل خوش کر لیں۔

---

[1] رواہ مسلم عن انس۔ [2] رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی عن ابی ہریرۃ۔ [3] رواہ ابوداؤد۔

[4] رواہ مالک والدارمی مرسلاً عن زید بن اسلم۔ [5] رواہ مسلم عن انس بن مالک۔

باب ما يكره من وطي الأختين الأمتين وغير ذلك

٤٥٥- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كان عند رجل أختان
مملوكتان فوطئ إحداهما فليس له أن يطأ الأخرى حتى يملك فرج التي وطئ غيره،
وإن كانت أختان إحداهما امرأته فوطئ الأمة منهما، فليعتزل امرأته حتى تعتد
الأمة من مائه. قال محمد: وبهذا نأخذ إلا في خصلة واحدة: لا ينبغي له أن يطأ
امرأته إذا وطئ أختها حتى يملك فرج أختها غيره بنكاح أو ملك يمين بعد ما استبرأها بحيضة
وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٥٦- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه قال في الأختين
المملوكتين تكونان عند الرجل يطأ إحداهما: إنه لا يطأ الأخرى حتى يملك فرج التي وطئ

دو سگی بہنوں باندیوں وغیرہ سے جماع کرنے کی کراہت

۴۵۵۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: اگر کسی شخص کے پاس دو بہنیں باندیاں ہوں اور وہ ان میں سے
کسی ایک سے جماع کر لے تو اسے دوسری سے صحبت کرنے کا اس وقت تک حق نہیں جب تک اس
باندی کی شرمگاہ کا نکاح وغیرہ کے ذریعہ کسی اور کو مالک نہ بنا دے اور اگر دو بہنیں ہوں جن میں سے
ایک اس کی بیوی ہو اور ان میں سے جو باندی ہے اس سے وطی کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی بیوی سے
الگ تھلگ رہے جب تک باندی اس کے پانی سے پاک صاف ہونے کی مدت نہ گزار لے۔ امام محمد نے
فرمایا: ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے اس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اگر اپنی بیوی
کی بہن سے جماع کر لیا ہو تو اپنی بیوی سے جماع کرے جب تک کہ اس کی بہن کی شرمگاہ کا ایک
حیض کے ذریعہ استبراء کر کے نکاح یا ملک یمین کے ذریعہ کسی اور کو مالک نہ بنا دے یہی امام ابوحنیفہ
رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۵۶۔ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دو بہن باندیوں کے بارے میں فرمایا جو کسی شخص کے پاس
ہوں اور وہ ان میں سے ایک سے صحبت کرے تو وہ دوسری سے اس وقت تک جماع نہیں کرے گا جب

غيره. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۷۸ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم، أنه كان يكره أن يطأ الرجل أمة وابنتها وأمة وأختها أو عمتها أو خالتها، وكان يكره من الإماء ما يكره من الحرائر. قال محمد: وبه نأخذ، كل شيء يكره من النكاح فإنه يكره من ملك اليمين إلا في خصلة واحدة، يجمع من الإماء ما أحب ولا يتزوج فوق أربع حرائر وأربع

اس کی شرمگاہ کو دوسرے کی ملک نہ بنا دے جس سے وہ صحبت کر چکا ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۷۸ ۔ ... حضرت ابراہیمؒ سے مروی ہے کہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی باندی سے صحبت کرے اور ساتھ ہی اس کی بیٹی سے بھی، یا باندی اور اس کی بہن یا پھوپھی یا خالہ سے ایک ساتھ صحبت کرے وہ باندیوں میں بھی وہی چیز منع سمجھتے تھے جو آزاد عورتوں میں منع ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جو چیز نکاح میں حرام ہے وہ ملک یمین میں بھی منع ہے سوائے ایک بات کے اور وہ یہ کہ وہ جتنی باندیاں چاہے رکھ سکتا ہے لیکن چار آزاد عورتوں یا چار باندیوں سے زیادہ سے ایک وقت شادی نہیں کر سکتے، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح: نکاح یا ملک یمین کے ذریعہ دو بہنوں کو جمع کرنا منع ہے اس لئے کہ ارشاد ربانی ہے:

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ (النساء: ۲۳)   اور یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص اللہ جل شانہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنی منی دو بہنوں کے رحم میں جمع نہیں کرنا چاہیے۔ اگر دو بہنیں باندی کے طور پر رکھے ان سے وطی نہ کرے تو رکھ سکتا ہے لیکن نکاح میں یا بہن باندیوں کو ہم بستری کے لئے نہیں رکھ سکتا اسی طرح بیوی یا باندی کی پھوپھی، خالہ اور بھانجی بھتیجی کو بھی ملک یمین یا نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ یا بھتیجی بھانجی کو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جائے گا۱؎ یہ حکم نکاح اور ملک یمین دونوں صورتوں میں ہے اور وطی

۱؎ رواه البخاري ومسلم والترمذي وأبو داود والنسائي عن أبي هريرة۔

من الرضاع، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

میں ایک ہی ہے۔ ان محرم عورتوں سے جو نکاح آپس میں عداوت اور قطع رحمی پیدا ہونے کا ذریعہ ہو سکتا ہے اس لئے اس سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت ضحاک بن فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اسلام لایا تو دو بہنیں میرے نکاح میں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے جس ایک کو پسند کرو رکھ لو[1] اکثر علماء اس کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر ان دو عورتوں سے آگے پیچھے نکاح کیا ہے تو اسے اختیار کرنے کا حق نہیں ہوگا اس کی بیوی پہلی والی شمار ہوگی اس کے ہوتے ہوئے دوسری بہن کا نکاح ہی درست نہیں ہوا اور اگر ایک ساتھ نکاح ہوا ہو تو دونوں کا نکاح باطل ہو جائے گا اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کس سے کیا بعد میں کس سے تو دونوں کو جدا کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ ان دونوں میں سے ایک کا نکاح یقینی طور پر باطل ہے اور وہ متعین طور پر معلوم نہیں ہے کہ ایک کو فوقیت بھی نہیں دے سکتے اس لئے قاضی ان میں تفریق کر دے گا۔ آزاد عورتوں یا باندیوں کو بیوی کے طور پر چار سے زائد کی تعداد میں نہیں رکھ سکتا اس لئے کہ ایک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی گئی ہے چاہے وہ آزاد ہوں یا باندی لیکن چار بیویوں کے علاوہ باندیاں جتنی چاہے رکھ سکتا ہے اس لئے کہ باندیوں میں کوئی مخصوص تعداد مقرر نہیں کی گئی ہے فرمایا:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ (النساء: ۳)

لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر بس کرو یا جو کنیز تمہاری ملک میں ہو۔

اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ باندیاں جتنی چاہے رکھ سکتے ہیں۔

* * *

---

[1] جامع الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ۔

باب الأمة تباع أو توهب ولها زوج

٤٥٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن ابن مسعود رضي الله عنه في المملوكة تباع ولها زوج قال: بيعها طلاقها. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا ولكنا نأخذ بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم حين اشترت عائشة رضي الله عنها بريرة فأعتقتها، فخيرها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أن تقيم عند زوجها أو تختار نفسها، فلو كان بيعها طلاقها ما خيرها.

٤٥٩ - وبلغنا عن عمر وعلي وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن أبي وقاص وحذيفة رضي الله تعالى عنهم أنهم لم يجعلوا بيعها طلاقها، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٦٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم قال: أهدي لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه

ایسی باندی کے بیچنے یا ہبہ کرنے کا بیان جو خاوند والی ہو

۴۵۸۔ ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس باندی کے بارے میں مروی ہے جسے بیچا جائے اور اس کا شوہر موجود ہو تو فرمایا اس کا بیچنا اس کی طلاق ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بلکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اختیار کرتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کر دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ اختیار دیا تھا کہ وہ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ رہیں چاہیں اپنے نفس کو اختیار کریں، اگر اس کا بیچنا ہی طلاق ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اختیار نہ دیتے۔

۴۵۹۔ ... اور ہمیں حضرت عمر، علی، عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے اس کے بیچنے کو طلاق قرار نہیں دیا ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۶۰۔ ... حضرت ہیثم سے مروی ہے فرمایا حضرت علی کے ایک عامل نے ایک شادی شدہ اپنی باندی انہیں ہدیۃً دی تو انہوں نے اس سے کہا کہ تم نے میرے پاس ایسی باندی کو بھیجا ہے جو مشغول ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اس کا بیچنا اور ہبہ کرنا طلاق شمار نہ ہوگا

جارية لها زوج باعها له، فكتب إلى صاحبها: بعثت إليّ جارية مشغولة. قال محمد: وبه نأخذ، لا يكون بيعها ولا عتقها طلاقاً، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٩٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو المعطوف عن الزهري أن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه اشترى جارية من امرأته زينب الثقفية، واشترطت عليه أنه إن استغنى عنها فهي أحق بها بثمنها، فلقي عمر بن الخطاب رضي الله عنه فذكر ذلك له، فقال: ما يعجبني أن تطأها وفيها شرط. فرجع عبد الله رضي الله عنه فردها. قال

یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: اگر کسی شادی شدہ باندی کو بیچ دیا جائے تو اس کی وجہ سے وہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی البتہ اگر اسے آزاد کر دیا جائے تو اسے خیار حق حاصل ہوتا ہے، اس کا شوہر غلام ہو یا آزاد دونوں صورتوں میں اسے یہ اختیار ہو گا کہ اب اپنے شوہر کے ساتھ رہے چاہے اس سے علیحدگی اختیار کرے۔ اگر اس قسم کی باندی کسی کو ہدیہ کی جائے تو اس سے وہ اس شخص کے لئے حلال نہیں ہوتی اس لئے حضرت علی نے اس باندی کو مشغول قرار دیا تھا کیونکہ وہ شادی شدہ تھی اور ہدیہ کرنے یا بیچنے سے وہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔

۷۹۴ - ... حضرت زہری سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی زینب ثقفیہ سے ایک باندی خریدی، بیوی نے یہ شرط لگائی کہ اگر آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو تو اس کی قیمت کی وہ زیادہ حقدار ہوں گی۔ حضرت عمر بن الخطاب سے ان کی ملاقات ہوئی ان سے یہ بات ذکر کی تو انہوں نے فرمایا مجھے یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تم اس کے قریب جاؤ اور اس کی بیع کے سلسلے میں کوئی شرط لگائی گئی ہو چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ واپس آئے اور اس باندی کو واپس کر دیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ہر وہ شرط جو بیع میں لگائی جائے اور وہ مقتضی بیع سے نہ ہو اور اس میں بائع یا مشتری یا مبیع کا فائدہ ہو تو وہ بیع کو فاسد کر دیتی ہے جیسے اس معاملہ اور اس جیسے معاملات میں ہوتا ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط لگانے سے منع فرمایا ہے اس سے وہ شرط مراد ہے جو عقد بیع کے تقاضے کے خلاف ہو اس کے مناسب نہ ہو اور اس میں بائع و مشتری یا اس کا فائدہ ہو جس کی بیع کی جا رہی ہے اور شریعت نے اسے جائز قرار نہ دیا ہو، مثلاً

محمد: وبه نأخذ، كل شرط كان في بيع ليس من البيوع فيه منفعة للبائع أو المشتري أو الجارية فهو يفسد البيع مثل هذا ونحوه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

باب الطلاق والعدة

☆ ☆

۴۶۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أراد الرجل أن يطلق امرأته للسنة تركها حتى تحيض وتطهر من حيضها، ثم يطلقها تطليقة من غير جماع، ثم يتركها حتى تنقضي عدتها، وإن شاء طلقها ثلاثا عند كل طهر تطليقة حتى يطلقها ثلاثا. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۴۶۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أنه طلق امرأته وهي حائض، فعيب ذلك عليه فراجعها، ثم طلقها في الطهر

صورت میں بائع کا فائدہ تھا اور یہ شرط تقاضۂ بیع کے بھی خلاف ہے اس لئے شریعت نے اسے ناجائز قرار دیا۔

طلاق اور عدت کا بیان

۴۶۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا انسان جب اپنی بیوی کو سنت کے مطابق طلاق دینا چاہے تو وہ اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ اسے حیض آئے پھر اس حیض سے پاک ہو پھر اسے جماع کئے بغیر ایک طلاق دے دے اور اس سے الگ رہے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے، چاہے تو تین طلاقیں دے اس طرح کہ ہر طہر (حیض سے پاک) میں ایک طلاق دے یہاں تک کہ تین طلاقیں دے دے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۶۳ - ... حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی انہیں اس پر ملامت کی گئی تو انہوں نے اس سے رجوع کر لیا پھر جب وہ پاک ہو گئی تو اسے طلاق دے دی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ اسے اس طرح طلاق دے جو اس حیض کے بعد ہے جس میں اس نے طلاق دی تھی مگر جب وہ دوسرے حیض سے پاک ہو جائے

قال محمد: وبه نأخذ، ولا نرى أن يطلقها إلا طاهرًا من الحيضة التي طلقها فيها لكنه

تب طلاق دے گا۔

(ش) طلاق کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ احسن الطلاق اور وہ یہ کہ انسان اپنی بیوی کو ایسے طہر میں ایک طلاق دے جس میں اس سے ہم بستری نہ کی ہو اور پھر اسے عدت گذرنے تک چھوڑے رکھے۔

۲۔ طلاق السنۃ اور وہ یہ ہے کہ مدخولہ کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے۔ سنت سے سنتِ نبوی مراد نہیں ہے بلکہ اس سے بہتر اور اچھے طریقے سے طلاق دینا مراد ہے اسی لئے اس کو طلاق حسن بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔ طلاق البدعۃ اور وہ یہ ہے کہ یک دم ایک مرتبہ ایک کلمہ سے تین طلاقیں دے یا حالت حیض میں طلاق دے یا ایک طہر میں تین طلاقیں دے۔ طلاق کو اس طرح دینا بدعت ہے تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی البتہ گنہگار ہوگا اس لئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے حضرت عمر نے کہا اے اللہ کے رسول بتایئے اگر تین طلاقیں دے دیں تو؟ فرمایا پھر تم اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے والے ہوگے اور تمہاری بیوی تم سے جدا ہو جائے گی۔[1]

اہل ظواہر، شیعہ اور بعض اہل حدیث وغیرہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایک کلمہ کے ساتھ دی جانے والی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی اور یہ حضرات حضرت ابن عباس کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاقیں ایک ہی ہوا کرتی تھیں پھر حضرت عمر نے انہیں تین ہی شمار کیا۔ جمہور اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں آتا ہے کہ عجلانی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نکیر نہ کی۔ یہ حضرت عمر، علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس سے ان لوگوں پر نکیر مراد ہے جو طلاق سنت کے بجائے طلاق بدعت دیتے اور سنت کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی مراد یہ ہے کہ آج لوگ جو تین طلاقیں دیتے ہیں یہ اس عہد میں ایک ہی تھی یعنی وہ ایک طلاق دے کر بیوی کو جدا کر دیا کرتے تھے تین طلاقیں نہیں دیتے تھے کہ پھر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے۔ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنن ابی داؤد میں صحیح سند کے

---

[1] رواہ ابن ابی شیبہ والدارقطنی۔

يطلقها إذا طهرت من حيضة أخرى.

٤٩٣ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أراد الرجل أن يطلق امرأته وهي حامل فليطلقها عند كل شهر تطليقة. قال محمد: وبه كان يأخذ أبو حنيفة رحمه الله تعالى، وأما في قولنا فطلاق الحامل للسنة تطليقة واحدة يطلقها على أثر الجماع أو حيث شاء، ثم يدعها حتى تضع حملها، وكذلك بلغنا عن الحسن البصري وعن جابر بن عبد الله، وكذلك بلغنا ذلك عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه.

ساتھ تین طلاقیں واقع ہونے کا قول مرجوح ہے اور اس پر اجماع بھی ہے کذا فی فتح الباری۔

طلاق میں ایک سنت وقت کے اعتبار سے ہے ایک عدد کے لحاظ سے، عدد میں سنت کے لحاظ سے مدخول بہا اور غیر مدخول بہا دونوں برابر ہیں، وقت کے اعتبار سے سنت صرف مدخول بہا کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ یہ کہ اسے ایسے طہر میں طلاق دے جس میں اس سے ہمبستری نہ کی ہو، غیر مدخول بہا کو طہر اور حیض دونوں حالتوں میں طلاق دے سکتے ہیں اس لئے کہ اس پر عدت ہے ہی نہیں۔

حالت حیض میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ اس سے رجوع کر لے پھر جب وہ پاک ہو جائے پھر حیض آئے پھر پاک ہو تو پھر چاہے تو طلاق دے چاہے روکے رکھے بعض مشائخ نے رجوع کو مستحب کہتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا تھا اپنے بیٹے کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے اس سے رجوع کا وجوب ہی معلوم ہوتا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حالت حیض میں طلاق دی تھی۔

۴۹۳ ۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا انسان جب اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ہر چاند نکلنے پر اسے ایک طلاق دے۔ امام محمد نے فرمایا امام ابو حنیفہ اسی کو اختیار کرتے تھے ہم یہ کہتے ہیں کہ حاملہ کے لئے طلاق سنت ایک طلاق ہے اسے چاند کے ابتدائی دنوں میں یا جب چاہے طلاق دے پھر وضع حمل تک اسے چھوڑ دے ہمیں اس بارے میں حضرت حسن بصری اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت پہنچی ہے اسی طرح کی روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی پہنچی ہے۔

تشریح: حاملہ کو جماع کے بعد طلاق دینا جائز ہے، اسے طلاق سنت دینا چاہیے ہر مہینہ ایک طلاق دے، یہ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا مذہب ہے، امام محمد فرماتے ہیں کہ اس کیلئے طلاق سنت ایک طلاق ہے۔

باب من طلق امرأته وهي حامل

۴۲۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في المطلقة والمختلعة والمولى منها إن كانت حبلى أو غير ذلك أن لها النفقة والسكنى حتى تضع إن كانت حبلى

اس شخص کا بیان جو اپنی حاملہ عورت کو طلاق دے

۴۲۵۔۔۔۔ حضرت حماد حضرت ابراہیم سے مطلقہ، خلع والی اور اس عورت کے بارے میں روایت کرتے ہیں جس سے ایلاء کیا گیا ہو کہ وہ حاملہ ہو یا اس کے علاوہ حالت میں ہو تو اسے نان نفقہ بھی ملے گا اور رہائش بھی جب تک کہ وضع حمل نہ ہو جائے مگر یہ کہ خلع کرنے والی عورت سے اس کا شوہر یہ شرط لگائے کہ اسے نان نفقہ نہیں ملے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) عدت کے دوران عورت کو نان نفقہ اور رہائش دونوں ملیں گی، طلاق بائن ہو یا تین اور عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ دونوں صورتوں میں یہی حکم ہے، البتہ نفقہ اس وقت ملے گا جب وہ عورت خاوند کے گھر میں رہے، لیکن اگر وہ بغیر شرعی عذر کے ایک رات تک بھی اس سے باہر رہی تو وہ نافرمان کہلائے گی اور نفقہ کی مستحق نہیں رہے گی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ طلاق بائن کی صورت میں نفقہ نہیں ملے گا الا یہ کہ حاملہ ہو اس لیے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس کو تین طلاقیں ہو گئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ رہائش دلائی نہ نان نفقہ، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نفقہ نہیں ملے گا الا یہ کہ حاملہ ہو یہی مذہب امام مالک اور امام احمد کا بھی ہے۔

حنفیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کرتے ہیں جس میں انہوں نے فرمایا تھا ہم اپنے پروردگار کی کتاب اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کسی ایک عورت کی بات کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تین طلاق والی مطلقہ کو نان نفقہ اور رہائش ملے گی۔

حنفیہ حضرت فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو قابل احتجاج قرار نہیں دیتے جس کی وجوہ یہ ہیں۔

(۱) یہ کہ حضرت عمر، اسامہ بن زید، زید بن ثابت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے ان پر نکیر کی ہے۔ علاوہ حضرت

زوج المختلعة بعد الخلع أن لا نفقة لها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتیں، ایک روایت میں ہے فرمایا تمہارے لئے اس میں کوئی خیر نہیں۔ مسلم میں ہے کہ جب حضرت شعبی نے حضرت فاطمہ کی حدیث بیان کی تو حضرت الاسود بن یزید نے ایک مٹھی کنکر بھر کر شعبی کو دے مارے اور فرمایا برباد ہو تمہارا تم اس جیسی روایت بیان کرتے ہو۔ حضرت ابوسلمہ نے فرمایا لوگوں نے اس پر نکیر کی ہے لہٰذا یہ حدیث منکر اور ناقابل استدلال ہے۔

۲۔ اس میں اضطراب ہے اس لئے کہ اس میں ہے کہ ان کے شوہر نے انہیں اپنی غیر موجودگی میں طلاق البتہ دی، ایک روایت میں ہے ایسی حالت میں انتقال ہوا، ایک میں ہے جب ان کے شوہر قتل کر دیئے گئے، ایک میں ہے ابوعمرو بن حفص نے انہیں طلاق دی، ایک میں ہے ابوحفص بن المغیرہ نے طلاق دی۔

۳۔ ان کو نان نفقہ اس لئے نہیں دیا گیا کہ اپنے دیوروں وغیرہ کے ساتھ سخت کلامی کرتی تھیں ہو سکتا ہے انہیں گھر سے اسی لئے نکالا گیا ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن إلا أن يأتين بفاحشة مبينة۔

یعنی شوہر کے گھر والوں کے ساتھ بدزبانی کریں، ایذا دیں تو گھر سے نکالی جا سکتی ہیں، یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضرت ابن مسیب سے مروی ہے کہ فاطمہ نے لوگوں کو پریشان کر دیا تھا کیونکہ تیز زبان تھیں، اسی لئے ان کو منتقل کیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نان نفقہ وغیرہ اس بدزبانی اور نشوز کی وجہ سے نہیں دیا تھا، نفقہ عورت کو اس وقت ملتا ہے جب گھر میں رہے۔ امام شافعی نے رہائش کے مسئلہ میں اس سے دلیل پکڑی تھی پھر اسے چھوڑ دیا، ویسے بھی یہ ایک خصوصی واقعہ ہے اس سے نان نفقہ یا رہائش نہ دینے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال حنفیہ کے ہاں ان سب کو نان نفقہ اور رہائش دونوں چیزیں ملیں گی۔

⁂

باب طلاق الجارية التي لم تحض وعدتها

۴۶۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الرجل امرأته وهي جارية لم تحض فتعتد بالشهور، فإن حاضت قبل أن تنقضي الشهور لم تعتد بالشهور، اعتدت بالحيض. قال محمد: وبه نأخذ.

باب من طلق ثم تزوجت امرأته ثم رجعت إليه

۴۶۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير، قال: كنت جالسا عند عبد الله بن عتبة بن مسعود، إذ جاءه رجل أعرابي يسأله عن رجل طلق امرأته

اس لڑکی کی طلاق اور عدت کا بیان جسے ابھی حیض نہ آیا ہو

۴۶۶۔۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے اور وہ ایسی لڑکی ہو جسے حیض نہ آیا ہو تو اسے مہینوں کے ذریعہ عدت گزارنا چاہیے، اگر مہینوں کے گزرنے سے قبل اسے حیض آجائے تو وہ مہینوں کے اعتبار سے عدت نہیں گزارے گی بلکہ حیض کے ذریعہ عدت گزارے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

وضاحت: مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت چھوٹی تھی اسے طلاق ہو گئی یا زیادہ عمر کی ہو کر حیض بند ہو چکا تھا اور مہینوں کے ذریعہ عدت گزارنا شروع کی پھر حیض آگیا تو مہینوں والی سابقہ عدت ختم ہو جائے گی اور اسے از سر نو حیض کے ذریعہ عدت گزارنا ہوگی۔

اس شخص کا بیان جس نے بیوی کو طلاق دی اس نے کسی اور سے شادی کر لی پھر اس کے پاس لوٹ آئی

۴۶۷۔۔۔۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا میں حضرت عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس بیٹھا

تطليقة أو تطليقتين، ثم انقضت عدتها فتزوجت زوجا غيره فدخل بها، ثم مات عنها أو طلقها ثم انقضت عدتها ثم أراد الأول أن يتزوجها على كم هي عنده؟ قال: فقال لي: أجبه ثم قال: ما يقول ابن عباس فيها؟ قال: فقلت له: يهدم الواحدة والثنتين والثلاث. قال: سمعت من ابن عمر فيها شيئا؟ قال: فقلت: لا، قال: إذا لقيته فاسأله. قال: فلقيت ابن عمر رضي الله عنهما فسألته عنها، فقال فيها مثل قول ابن عباس رضي الله عنهما. قال محمد: وبهذا كان يأخذ أبو حنيفة رحمه الله تعالى، وأما في قولنا فهو على ما بقي من طلاقها إن بقي شيء، وهو قول عمر وعلي بن أبي طالب ومعاذ بن جبل وأبي بن كعب وعمران بن حصين

تھا کہ ان کے پاس ایک بدو آئے اور اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جس نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں پھر عدت گزار کر اس نے دوسرے شخص سے شادی کر لی ہو اس نے اس کے ساتھ دخول کیا پھر مر گیا یا طلاق دے دی جب اس نے عدت گزار لی تو اس سے پہلے شوہر نے پھر نکاح کرنا چاہا، تو یہ اس کے پاس کتنی طلاقیں لے کر رہے گی؟ فرمایا انہوں نے مجھ سے فرمایا ان کو جواب دو۔ پھر فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا میں نے کہا ایک، دو، تین سب طلاقیں کالعدم اور ختم ہو جائیں گی۔ فرمایا کیا تم نے اس کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ سنا ہے۔ فرمایا میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا جب ان سے ملو تو پوچھ لینا۔ فرمایا پھر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سی بات کی۔ امام محمد نے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسی کو اختیار کرتے تھے لیکن ہمارا قول یہ ہے کہ اگر تین میں سے کوئی طلاق باقی رہ گئی ہو تو اس کو بقیہ طلاق دینے کا حق ہے کہ یہی حضرت عمر، علی ابن ابی طالب، معاذ بن جبل، ابی ابن کعب، عمران بن حصین اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

(ش) اگر کوئی آزاد شخص اپنی آزاد بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے دے عدت گزار کر وہ دوسرے شوہر سے شادی کرے وہ اس سے دخول کرے پھر طلاق دے دے اور عدت گزار کر پہلے شوہر سے شادی کرے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ پہلے شوہر کو از سر نو تین طلاقیں دینے کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ دوسرا شوہر تین سے کم طلاقوں کو اسی طرح کالعدم کر دے گا جس طرح تین طلاقوں کو کالعدم کر دیتا ہے یہ ابن عباس، ابن عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے اصحاب کا قول ہے۔ امام محمد، امام زفر اور

وأبي هريرة رضي الله عنهم.

۴۲۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الرجل امرأته ثم راجعها فقد انهدم ما مضى من عدتها، وإن طلقها استأنفت العدة. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من طلق ثم راجع من أين تعتد

۴۲۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الرجل امرأته تطليقة ثم لم يراجع فطلقها التطليقة الأخرى تعتد من أول التطليقتين، وإن طلقها ثم راجع ثم طلق

امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ دوسرا شوہر تین سے کم طلاقوں کو ختم نہیں کرتا ہے اور چند دیگر حضرات صحابہ کا قول یہی ہے۔

لیکن اگر کسی عورت کو تین یا باقی کم دو طلاقیں دی گئیں اور عدت گذار کر دوسرے شوہر سے شادی کرلی، ہم بستری ہو جائے پھر طلاق و عدت کے بعد پہلے شوہر سے شادی ہو تو سب کے نزدیک متفقہ طور پر اور پہلے شوہر کے پاس تین اور باقی دو طلاقوں کے ساتھ واپس آئے گی۔

۴۲۸۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے پھر رجوع کرے تو اس کی گذری ہوئی عدت کالعدم ہو جائے گی اگر اس نے رجوع کے بعد پھر طلاق دی تو وہ از سرِ نو عدت گذارے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

فائدہ: رجوع کی بنا پر عدت ختم ہو گئی وہ عورت دوبارہ اس کی بیوی بن گئی، اگر وہ دوبارہ پھر طلاق دے گا تو اس کی عدت از سرِ نو شروع ہو گی اس لئے کہ عدت طلاق یا وفات کے بعد ہوتی ہے پہلی عدت کالعدم ہو گی۔

اس شخص کا بیان جو طلاق دے کر پھر رجوع کر لے تو عورت کہاں سے عدت شمار کرے گی؟

۴۲۹۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب انسان اپنی بیوی کو طلاق دے چھوڑے اور رجوع نہ کرے پھر ایک اور طلاق دے دے تو اس کی عدت پہلی طلاق سے شمار ہو گی، اور اگر طلاق دے کر پھر رجوع کر لیا پھر طلاق دے دی تو اس کی عدت از سرِ نو شروع ہو گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول

فعدتها عدة المتوفى عنها. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من طلق ثلاثاً قبل أن يدخل بها

۴۷۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل أن يدخل بها جميعاً بانت منه جميعاً، وكانت حراماً عليه حتى تنكح زوجاً غيره، وإذا فرق بانت بالأولى ووقعت الثانية على غير امرأته. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر طلاق دے کر بیوی سے رجوع نہ کیا گیا ہو پھر دوسری طلاق دے دی جائے تو اس کی عدت پہلی طلاق کے بعد سے شمار ہوگی لیکن اگر رجوع کر لیا ہو تو عدت کالعدم ہوگی اگر پھر طلاق دی تو از سر نو عدت گزارنا پڑے گی سابقہ عدت کا اعتبار نہ ہوگا۔

اس شخص کا بیان جو جماع سے قبل تین طلاقیں دے دے

۴۷۰ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دخول سے قبل تین طلاقیں دے دے تو وہ ان کی وجہ سے اس سے جدا ہو جائے گی اور جب تک وہ دوسرے شوہر سے شادی نہ کرے اس کے لئے حرام رہے گی، لیکن اگر متفرق طلاق دی ہو تو پہلی طلاق سے جدا ہو جائے گی اور دوسری طلاق اس کی بیوی ——— پر پڑے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر ایک شخص دخول سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ اس پر واقع ہو جائیں گی اور وہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی حلالہ کے بغیر اس سے دوبارہ شادی نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر الگ الگ کر کے تین طلاقیں دیں تو وہ پہلی طلاق ہی سے اس سے جدا ہو جائے گی دوسری تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔ مثلاً کوئی کہے انت طالق طالق طالق۔ اس صورت میں ہر طلاق کو الگ الگ واقع کرنا مقصود ہے لہٰذا پہلی طلاق فوراً واقع ہو جائے گی دوسری اس وقت دی جا رہی ہے جب وہ اجنبیہ بن چکی ہے اس لئے صرف ایک واقع ہو گی دوسری اور تیسری واقع نہ ہوگی۔

باب من طلق في مرضه قبل أن يدخل بها أو بعد ما دخل بها

٤٧١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في مريض طلق امرأته فمات قبل أن تنقضي عدتها أنها ترثه و تعتد عدة المتوفى عنها زوجها. قال محمد: و به نأخذ إذا كان طلاقا يملك الرجعة، وإن كان الطلاق بائنا فعليها من العدة أبعد الأجلين من ثلاث حيض من يوم طلق، و من أربعة أشهر و عشر من يوم مات، و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٧٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: إذا طلق الرجل امرأته

اس کا بیان جو مرض الوفات میں دخول سے قبل یا بعد میں طلاق دے دے

۴۷۱ - ... حضرت ابراہیم سے اس مریض کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور اس کی عدت گزرنے سے قبل اس کا انتقال ہو جائے تو وہ عورت اس مرد کی وارث بنے گی اور اس عورت کی عدت گزارے گی جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جبکہ ایسی طلاق دی ہو جس میں رجعت کا حق ہو لیکن اگر طلاق بائن دی ہو تو اس کی عدت طلاق سے تین حیض اور موت سے چار مہینے دس دن میں سے جو زیادہ طویل ہو وہ ہو گی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے اور عدت گزرنے سے قبل اس کا انتقال ہو جائے تو چونکہ عورت ابھی تک اس کے نکاح میں تھی اس لئے اس کی وارث بنے گی اور عدت وفات گزارے گی، لیکن اگر مرض الموت میں طلاق بائن دے اور اسی میں اس کا انتقال ہو جائے اور عورت عدت میں ہو تو اگر عورت نے طلاق کا سوال نہ کیا ہو تو وارث بنے گی لیکن اگر وہ عورت کی عدت گزرنے کے بعد مرے تو عورت کو میراث نہیں ملے گی، اس لئے کہ زوجیت کا تعلق عدت ختم ہونے پر کالعدم ہو گیا اور میراث کا سبب یہاں بیوی کا رشتہ ازدواج ہوتا ہے۔

۴۷۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص مرض الموت میں اپنی بیوی کو ایک، دو یا تین طلاقیں دے دے اور اس نے اس عورت کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کو نصف مہر ملے گا، میراث نہیں ملے گی نہ عدت

واحدةً أو اثنتين أو ثلاثاً وهو مريض ولم يدخل بها فلها نصف الصداق ولا ميراث لها ولا عدة عليها. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٧٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل طلق امرأته واحدةً أو اثنتين أنهما يتوارثان ما كانت في العدة، وتستقبل عدة المتوفى عنها زوجها أربعة أشهر وعشراً، وإن طلقها ثلاثاً في الصحة ثم مات فعدتها عدة المطلقة ثلاث حيض. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٧٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً

گزارے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) قبل الدخول طلاق سے عورت جدا ہو جاتی ہے چونکہ دخول نہیں ہوا اس لئے استبراء رحم کی بھی ضرورت نہیں لہٰذا عدت بھی نہیں آئے گی۔ نصف مہر نکاح کی وجہ سے ملے گا البتہ میراث اس لئے نہیں ملے گی کہ میراث یا نسب کی وجہ سے ملتی ہے یا سبب یعنی زوجیت کی وجہ سے اور زوجیت اس کے زوال یعنی طلاق کے ختم ہونے سے ختم ہو گئی ہے، شوہر سے جدا ہو گئی ہے لہٰذا میراث نہیں ملے گی۔

۴۷۳ - ... حضرت حماد حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں نقل کرتے ہیں جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے دے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے اس وقت تک وارث بنتے ہیں جب تک عورت عدت میں ہو اور جس کے شوہر کا انتقال ہو جائے وہ چار مہینے دس دن عدتِ وفات از سر نو گزارے گی، اگر حالتِ صحت میں عورت کو تین طلاقیں دے دے پھر مر جائے تو اس کی عدت وہی ہو گی جو طلاق کی تین حیض ہوتی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) عورت جب تک عدت پوری نہ کرلے وہ بیوی رہتی ہے لہٰذا اگر عدت پوری کرنے سے پہلے دونوں میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو دوسرا اس کا وارث بنے گا۔ اگر عدت کے دوران شوہر کا انتقال ہو گیا تو عورت چار مہینے دس دن عدتِ وفات گزارے گی، اگر کسی نے تندرستی کی حالت میں تین طلاقیں دیں تو عورت اس سے جدا ہو گئی اب اسے طلاق کی عدت تین حیض ہی گزارنا ہوں گے۔

۴۷۴ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب انسان مرض الوفات میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو اگر اسی بیماری میں عورت کی عدت مکمل ہونے سے قبل مر جائے تو وہ وارث بھی بنے گی اور عدت وہ گزارے گی جو جس کا شوہر

في مرض، ثم مات في مرضه ذلك قبل أن ينقضي عدتها ورثت واعتدت عدة المتوفى عنها زوجها، وإن انقضت عدتها قبل أن يموت لم ترثه ولم يكن عليها عدة. قال محمد: وبهذا نأخذ إلا في خصلة واحدة إذا ورثت اعتدت أبعد الأجلين كما وصفت لك، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٧٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا اختلعت المرأة من زوجها وهو مريض ثم مات من مرضه فلا ميراث لها. قال محمد: وبه نأخذ لأنها هي

کے مرض میں عدت وفات گزارنی ہے لیکن اگر اس کی عدت شوہر کے مرنے سے قبل پوری ہو جائے تو نہ وہ وارث بنے گی نہ اس پر عدت وفات آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے اور وہ یہ کہ جب وہ وارث بنے گی تو دونوں مدتوں میں سے جو مدت طویل ہوگی وہ گزارے گی جیسا کہ میں پہلے آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو مرض الوفاۃ میں طلاق دی جائے اور عدت مکمل ہونے سے قبل ہی اسی بیماری میں شوہر کا انتقال ہو جائے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں اس کی عدت ابعد الاجلین ہوگی یعنی اسے چار مہینے دس دن گزارنا پڑیں گے اگر حیض کے ذریعہ عدت گزارنے سے زیادہ طویل ہوں۔ اور اگر حیض کے ذریعہ عدت طویل ہو تو چار مہینے کے بجائے حیض سے عدت گزارے گی۔ امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ اس کی عدت تین حیض ہی رہے گی، یہ اس وقت ہے جب طلاق بائن ہو لیکن اگر طلاق رجعی دی ہے تو بالاتفاق سب کے نزدیک اس کی عدت عدت وفاۃ ہوگی۔

۴۷۵۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عورت اگر شوہر سے خلع کر لے اور وہ بیمار ہو اور اس بیماری میں وفات پا جائے تو عورت کو میراث نہیں ملے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ عورت نے خود ہی شوہر سے خلع کا مطالبہ کیا تھا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) خلع طلاق بائن کے حکم میں ہوتا ہے، مرض الوفات میں خلع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے آپ کو میراث سے خود ہی محروم کر رہی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں عورت کو شوہر کے مرنے پر میراث نہیں ملے گی۔ عورت اگر مرض الوفات میں شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اور وہ اسے طلاق بائن یا تین طلاقیں دے دے وغیرہ یا خلع کر دے یا اس سے کہہ دے [illegible] اور عورت اپنے آپ کو اختیار کر لے اور عدت کے دوران

التي طلبت ذلك من زوجها، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

باب عدة المطلقة التي قد يئست من الحيض

۴۷۶۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الرجل امرأته وقد يئست من الحيض اعتدت بالشهور، فإن هي حاضت بعد ذلك اعتدت بما مضى من حيضها الأول. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۴۷۷۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: إذا طلق الرجل امرأته فاعتدت شهراً أو شهرين ثم حاضت حيضة أو اثنتين ثم يئست، استقبلت الشهور، فإن

شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت وارث نہیں بنے گی اس لئے کہ یہ اپنے حق کو باطل کرنے پر راضی تھی۔ لیکن اگر عورت کے کہنے پر طلاق رجعی دی تو عدت کے دوران شوہر کے مرنے پر عورت میراث سے محروم نہیں ہوگی۔

اس مطلقہ کی عدت کا بیان جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو

۴۷۶۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور وہ حیض سے مایوس ہو چکی ہو تو وہ مہینوں کے ذریعہ عدت گزارے گی پھر اگر اس کے بعد اسے حیض آ جائے تو جو مدت گزر چکی ہے وہ پہلے حیض سے شمار کرے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۷۷۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور وہ ایک یا دو مہینے عدت کے گزارے پھر اسے ایک یا دو حیض آئیں پھر مایوس ہو جائے تو پھر سے مہینوں والی عدت شروع کرے۔ اور اگر اس کے بعد پھر حیض آ جائے تو گزرے ہوئے حیض کو بھی عدت میں شمار کرے گی۔

امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: ۱) جس عورت کو حیض آتا ہو اس کی عدت تین حیض ہیں لیکن اگر کمسنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہیں، حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ اگر کوئی عورت حیض سے مایوس ہو چکی ہو اور وہ مہینوں کے ذریعہ عدت گزارنا شروع کرے پھر خون آ جائے تو جو عدت گزر چکی ہے وہ کالعدم ہو جائے گی اور اسے از سر نو حیض کے ذریعہ عدت گزارنا ہوگی یہ اس صورت میں ہوگا جب اسے حسب عادت

حاضت بعد ذلك اعتدت بما بقي من الحيض. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب عدة المطلقة التي قد ارتفع حيضها

۷۰۸۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة أنه طلق امرأته تطليقة، وهي حائض حيضة، ثم ارتفعت حيضتها ثمانية عشر شهرا، ثم ماتت، فذكر ذلك لعبد الله بن مسعود رضي الله عنه فقال: هذه امرأة حبس الله عليك ميراثها فكله۔ قال محمد: وبه نأخذ، تعتد بالحيض أبداً حتى تيئس من الحيض، ثم تعتد بالشهور،

خون آنے لگے اس لئے کہ دوبارہ حیض آنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آئسہ (حیض آنے سے مایوس ہونے والیوں) میں سے نہیں ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ اس کا قیاس غلط تھا، اس لئے کہ مہینوں کے لئے شرط یہ ہے کہ ناامیدی متحقق ہو اور وہ اس وقت ہوگی جب عورت عمر کے اس حصے تک پہنچ جائے جس میں حیض رک جاتا ہے۔ اگر کوئی عورت آئسہ ہو کر ایک مہینہ گزرنے کے بعد ایک یا دو حیض آئیں پھر مایوس ہو جائے تو پھر سے مہینوں کے اعتبار سے عدت گزارے گی لیکن اگر اسے پھر حیض آگیا تو سابقہ حیض عدت میں شمار ہوں گے۔

اس مطلقہ کی عدت کا بیان جس کا حیض رک گیا ہو

۷۰۸۔۔۔ حضرت ابراہیم حضرت علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی ایک حیض آیا پھر اٹھارہ ماہ تک حیض نہیں آیا پھر اس کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے واقعہ ذکر کیا، انہوں نے فرمایا یہ وہ عورت ہے جس کی میراث اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے محبوس کر رکھی تھی لہٰذا اس کی میراث لے لو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، وہ جب تک حیض سے مایوس نہ ہو حیض ہی کے ذریعہ عدت گزارے گی جب مایوس ہو جائے گی تو مہینوں کے ذریعے عدت گزارے گی وہ جب تک عدت میں رہے گی اس کا شوہر اس کا وارث بنے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) عورت جب تک حیض سے بالکل مایوس نہ ہو وہ حیض سے عدت گزارے گی لہٰذا اگر عدت کے دوران عورت مر جائے تو اس کا شوہر وارث بنے گا۔ صورت مذکورہ بالا میں اس عورت کا حیض رک گیا

ويرثها زوجها ما كانت في عدة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب عدة المطلقة الحامل

٥٧٩ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: نسخت سورة النساء القصرى كل عدة في القرآن: {وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن}. قال محمد: وبه نأخذ، إذا طلقت أو مات زوجها فولدت بعد ذلك بيوم أو أقل أو أكثر فقد انقضت عدتها وحلت للرجال من ساعتها وإن كانت في نفاسها، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٨٠ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الرجل امرأته ثم

اس لئے کہ عدت پوری نہیں ہوئی تھی لہٰذا اس کا شوہر وارث بنے گا۔

حاملہ مطلقہ کی عدت کا بیان

۵۷۹- ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا چھوٹی سورت نساء نے قرآن کریم کی تمام عدتوں کو منسوخ کر دیا فرمایا: "وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ" حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر عورت کو طلاق دی گئی یا اس کے شوہر کا انتقال ہوا اور اس کے بعد ایک دن یا اس سے کم یا زیادہ میں اس کا بچہ پیدا ہو گیا تو اس کی عدت پوری ہو گئی اور وہ اسی وقت مردوں کے لئے حلال ہو گئی چاہے نفاس میں کیوں نہ ہو یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) : حاملہ کی عدت وضع حمل ہے چاہے آزاد عورت ہو یا لونڈی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس کا شوہر تختہ پر ہو (یعنی ابھی دفن بھی نہ ہوا ہو) اور عورت کو وضع حمل ہو جائے تو اس کی عدت مکمل ہو جائے گی اور اس کے لئے شادی کرنا جائز ہو جائے گا۔ چھوٹی سورت نساء سے مراد سورۂ طلاق ہے جس میں ولات الاحمال ہے اور سورۂ بقرہ کی آیت یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر و عشرا کے بعد نازل ہوئی تھی۔

۵۸۰- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے پھر اسے استحاضہ ہو جائے تو اس کی عدت گزر گئی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور تمام [illegible] جب تک

أسقطت فقد انقضت عدتها. قال محمد: وبه نأخذ، ولا يكون السقط سقطاً حتى يستبين شيء من خلقه، شعر، أو ظفر، أو غير ذلك، فإذا وضعت شيئاً لم يستبن خلقه لم تنقض بذلك العدة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب عدة المستحاضة

۴۹۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يطلق امرأته وهي مستحاضة قال: تعتد بأيام أقرائها. قال: وكذلك إذا استحيضت بعد ما يطلقها. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۹۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: تعتد المستحاضة إذا فاتت

اس میں کچھ شکل و صورت وغیرہ یعنی بال، ناخن وغیرہ لیکن اگر اس نے ایسا ناتمام بچہ جنا جس میں خلقت کی اور صورت کے نشانات ظاہر نہ ہوئے ہوں تو اس کی وجہ سے عدت نہیں گزرے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) عدت استبراء رحم کے لئے ہوتی ہے۔ اسقاط اگر کامل الخلقت بچے کا ہو تو وہ وضع حمل ہی شمار ہوگا اور ایسی صورت کی عدت مکمل ہو جائے گی اور اس کے رحم کے استبراء کا علم ہو جائے گا لیکن بچہ اگر ناتمام ہے خلقت اور شکل و صورت وغیرہ کچھ نہیں بنی تو ایسی صورت میں وضع حمل والی عدت نہیں گزرے گی اس لئے کہ وضع حمل ہوا ہی نہیں۔

مستحاضہ کی عدت کا بیان

۴۹۱ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی عورت کو استحاضہ کی حالت میں طلاق دے دے، فرمایا وہ اپنے ایام حیض کے ذریعہ عدت گزارے گی فرمایا یہی حکم اس وقت ہے جب طلاق کے بعد سے استحاضہ شروع ہو جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۹۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر مستحاضہ کو طلاق دے دی جائے تو وہ اپنے ایام حیض کے ذریعہ عدت گزارے گی، جب وہ عدت سے فارغ ہو جائے تو دوسروں کے لئے حلال ہو جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

بأيام أقرائها، فإذا فرغت حلت على حال. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من طلق ثم راجع في العدة

۴۸۳ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أتته امرأة فقالت: طلقني زوجي فحضت حيضتين ودخلت في الثالثة حتى انقطع دمي ودخلت مغتسلي ووضعت ثيابي، أتاني فقال: قد راجعتك، قبل أن أفيض علي الماء. فقال عمر رضي الله عنه لعبد الله بن مسعود رضي الله عنه: قل فيها، فقال: يا أمير المؤمنين أرى أنه أملك برجعتها، لأنها ما بقيت بعد لم تحل لها الصلاة، قال عمر رضي الله عنه: وأنا أرى ذلك،

(ش) عورت حالت حیض میں ہو یا حالت طہر میں دونوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے البتہ حالت حیض میں طلاق دینا منع ہے لیکن بہر حال پھر بھی واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن جس حیض میں طلاق دی ہے وہ حیض عدت میں شمار نہ ہوگا طلاق کے بعد پورے تین حیض آنا چاہئیں۔ استحاضہ والی عورت اپنے ایام حیض کے اعتبار سے عدت گزارے گی تین حیض گزرنے پر اس کی عدت مکمل ہو جائے گی اور دوسرے مرد سے شادی کرنا اس کے لیے حلال ہو جائے گا۔

طلاق کے بعد عدت میں رجوع کرنے کا بیان

۴۸۳۔۔۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کی کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی مجھے دو حیض آگئے تیسرا شروع ہوا کر جب ختم ہو گیا میں غسل خانہ میں داخل ہوئی اور اپنے کپڑے اتار دیے تو میرا شوہر میرے پاس آیا اور اس سے قبل کہ میں پانی ڈالوں اس نے کہا میں نے تم سے رجوع کر لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ اس کے بارے میں کچھ کہیے تو انہوں نے فرمایا اے امیر المؤمنین میرا خیال ہے کہ اسے رجوع کا حق حاصل ہے کیونکہ وہ ابھی تک حائض شمار ہوتی ہے ابھی اس کے لئے نماز حلال نہیں ہوئی۔ حضرت عمر نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔ چنانچہ حضرت عمر نے اس عورت کو اس کے شوہر کی طرف لوٹا دیا اور حضرت ابن مسعود کے

فردها على زوجها وقال: كُنيف مُلئ علمًا. وقال محمد: وبهذا نأخذ، الرجل أحق برجعة امرأته تغتسل من حيضتها الثالثة، وإن فرطت في الغسل حتى يمضي وقت صلاة قد كانت تقدر فيه على الغسل قبل أن تمضي فقد انقطعت الرجعة وحلت للرجال ووجبت عليها الصلاة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

پاس لوٹا دیا: فرمایا یہ علم سے بھرے ہوئے برتن ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ عورت جب تک تیسرے حیض سے فارغ ہو کر غسل نہ کرلے مرد اس سے رجوع کرنے کا حقدار رہتا ہے لیکن اگر عورت نے اتنے دیر غسل میں تاخیر کی کہ ایک نماز کا سارا وقت نکل جائے جس وقت نکلنے سے پہلے وہ غسل کر سکتی ہو تو اس سے رجوع کا حق ختم ہو جائے گا، اور وہ دوسرے مرد سے شادی کر سکے گی اور اس پر نماز واجب ہو جائے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: تیسرے حیض کا خون اگر دس دن آکر رکتا ہے تو رجوع کا حق ختم ہو گیا عدت مکمل ہو گئی اس لئے کہ حیض دس دن سے زیادہ نہیں آیا کرتا لہٰذا دس دن پورے ہوتے ہی گویا حیض سے فارغ ہو کر عدت پوری ہو جائے گی رجوع کا حق ختم ہو جائے گا چاہے غسل نہ بھی کیا ہو، لیکن اگر وہ حیض دس دن سے کم میں بند ہو تو رجوع کا حق اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک غسل نہ کرلے یا اس پر ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے یا تیمم کر کے نماز پڑھ لے، اس لئے کہ دس دن سے کم میں حیض بند ہونے پر یہ احتمال باقی رہتا ہے کہ دوبارہ خون آ جائے اس لئے غسل یا نماز کے وقت کا گزرنا ضروری ہے۔ یہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا مذہب ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں اگر تیمم کرے گی تب بھی رجوع کا حق ختم ہو جائے گا چاہے نماز بھی نہ پڑھی ہو اس لئے کہ تیمم کر کے اس کے لئے نماز پڑھنا اسی طرح جائز ہو گیا جس طرح غسل سے جائز ہوتا ہے لہٰذا جس طرح نفس غسل سے رجوع کا حق ختم ہوتا ہے نفس تیمم سے بھی حق رجوع ختم ہو جائے گا۔ لیکن شیخین یہ فرماتے ہیں کہ تیمم حدث کو ختم نہیں کرتا اس لئے پانی دیکھتے ہی تیمم ختم ہو کر ایسا ہو جاتا ہے جیسے تیمم کیا ہی نہ ہو اس لئے تیمم سے رجوع ختم نہ ہوگا لیکن اگر تیمم کر کے نماز پڑھ لے گی تو اب یہ نماز کالعدم نہیں ہو سکتی لہٰذا اب یہ تیمم غسل کی طرح ہو جائے گا۔

باب من طلق وراجع ولم تعلم حتى تزوجت

٣٨٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن أبا كنف طلق امرأته تطليقة ثم غاب، فأشهد على رجعتها، ولم يبلغها ذلك حتى تزوجت غيره، وقد هيئت لتزف إلى زوجها، فأتى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فذكر ذلك له، فكتب إلى عامله: أن أدركها، فإن وجدتها ولم يدخل بها فهو أحق بها، وإن وجدتها وقد دخل بها فهي امرأته، قال: فوجدها ليلة البناء، فوقع عليها، وغدا إلى عامل عمر رضي الله عنه فأعلمه، فعلم أنه جاء بأمر بيّن.

٣٨٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه كان يقول: إذا طلق الرجل امرأته ثم أشهد على رجعتها قبل أن تنقضي

اس شخص کا بیان جس نے طلاق دے کر رجوع کر لیا

عورت کو پتہ نہ چلا ہو اور اس نے دوسری شادی کر لی ہو

۳۸۴ـ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو کنف نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی پھر کہیں چلے گئے اور بیوی سے رجوع کرنے پر گواہ بنائے لیکن عورت کو رجوع کرنے کی اطلاع نہیں ملی اس نے دوسری شادی کر لی، اسی دوران وہ آ گئے ان کی بیوی شوہر کے پاس جانے والی تھی (رخصتی کی تیاری ہو رہی تھیں) وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے واقعہ ذکر کیا انہوں نے اپنے گورنر کو خط لکھا کہ اگر تمہیں وہ عورت پہلے شوہر کے دخول سے پہلے مل جائے تو پہلا شوہر اس کا زیادہ حقدار ہے اور اگر دوسرا شوہر دخول کر چکا ہو تو وہ عورت اس کی بیوی ہے، فرمایا: انہوں نے اس عورت کو رخصتی کی رات پایا اور اس سے ہمبستری کر لی اور حضرت عمر کے گورنر کو جا کر پوری بات بتا دی، معلوم ہوا کہ اس نے سچی اور واضح بات کی ہے۔

۳۸۵ـ ... حضرت ابراہیم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور اس کی عدت مکمل ہونے سے قبل اس سے

زوجها، فإنه يفرق بينها وبين الآخر إذا انقضت عدتها، دخل بها أو لم يدخل بها الآخر، ولها الصداق بما استحل من فرجها، وهي امرأة الأول ترد إليه، ولا يقربها حتى تنقضي عدتها من الآخر. قال محمد: وبقول علي رضي الله عنه نأخذ وهو أحب إلينا من القول الأول، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

رجوع کرنے پر گواہ بنائے اور عورت کو نہ بتائے حتیٰ کہ اس کی عدت گذر جائے اور وہ دوسری شادی کر لے ایسی صورت میں اس عورت اور اس کے دوسرے شوہر کے درمیان تفریق کر دی جائے گی، اور چونکہ عورت کے فرج کو دوسرے شوہر نے استعمال کیا ہے اس لئے اسے مہر ملے گا، یہ عورت پہلے شوہر کی بیوی ہے اسے اس کے پاس واپس بھیجا جائے گا لیکن وہ اس کے قریب اس وقت نہیں جائے گا جب تک دوسرے شوہر کی عدت نہ گذر جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے ہیں اور وہ ہمیں پہلے (حضرت عمر کے) قول سے زیادہ پسند ہے، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح:) طلاق رجعی میں عورت چاہے راضی ہو یا راضی نہ ہو، مرد رجوع کر سکتا ہے البتہ مستحب ہے کہ رجوع پر دو گواہ بنا لے لیکن اگر گواہ نہ بنائے تب بھی رجوع صحیح ہو جائے گا اس لئے کہ قرآن و حدیث میں جہاں رجوع کا تذکرہ ہے وہاں گواہ بنانے کی قید نہیں لگائی گئی ہے، لہٰذا اگر شوہر نے عدت کے دوران رجوع کر لیا ہو اور عورت کو اس کا علم نہ ہو تو اس کے لئے دوسرا نکاح ناجائز اور حرام ہے، اگر دوسرے شوہر کو بھی معلوم ہو تو دونوں گناہگار ہوں گے۔ شوہر کو چاہئے کہ اپنے رجوع کرنے کی اطلاع بیوی کو دے دے، اگر رجوع کے بعد کوئی دوسرا آدمی اس سے شادی کرے گا تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ دوسرے کی بیوی ہے، اس سے نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا، اگر لاعلمی میں ایسا ہو گیا تو دونوں میں تفریق کر دی جائے گی لیکن چونکہ عورت سے فائدہ اٹھایا گیا ہے اس لئے اسے دوسرے شوہر سے مہر دلایا جائے گا اور وہ عدت گذار کر اپنے پہلے شوہر کے پاس چلی جائے گی، پہلا شوہر استبراء رحم (عدت گذرنے) سے قبل اپنی بیوی کے قریب نہیں جا سکتا۔

باب من طلق ثلاثاً أو طلق واحدةً وهو ينوي ثلاثاً

٤٨٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي حسين عن عمرو بن دينار عن عطاء عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: أتاه رجل فقال: إني طلقت امرأتي ثلاثاً، فقال: يذهب أحدكم فيتلطخ بالنتن ثم يأتينا، اذهب فقد عصيت ربك وقد حرمت عليك، لا تحل لك حتى تنكح زوجاً غيرك. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى وقول العامة لا اختلاف فيه.

٤٨٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الذي يطلق واحدةً وهو ينوي ثلاثاً، أو طلق ثلاثاً وهو ينوي واحدةً، قال: إذا تكلم بواحدة فهي واحدة وليست

تین طلاقیں دینے یا ایک دیکر تین کی نیت کرنیکا بیان

۴۸۶۔ ... حضرت عطاء نے فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان کے پاس ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، انہوں نے فرمایا تم میں سے ایک شخص گندگی میں لتھڑ جاتا ہے پھر ہمارے پاس آتا ہے جاؤ تم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور تم پر حرام ہو گئی جب تک وہ دوسرے شوہر سے شادی نہ کرے تمہارے لئے حلال نہ ہوگی، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دوسرے حضرات کا قول ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(ش) : اس کا خلاصہ یہ ہے کہ گفتگو کا مطلب واضح ہے کہ ایک کلمے کے ساتھ یا ایک طہر میں تین طلاقیں دینا، اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے الا یہ کہ حلالہ کرائے، اس طرح سے طلاق دینے والا گناہگار ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آتا ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول بتائیے اگر کوئی شخص عورت کو تین طلاقیں دے دے؟ فرمایا تم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور تمہاری بیوی تم سے جدا ہو گئی۔

۴۸۷۔ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو زبان سے ایک طلاق دے دل میں نیت تین کی ہو یا تین طلاقیں دے نیت ایک کی ہو فرمایا اگر ایک کا تلفظ ہے تو ایک ہوگی دل کی نیت کا

نيته شيئ، وان نوى الثلاث كانت ثلاثا، وليست نيته شيئ، وقال محمد: يقع ما نوى بكلمة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى

اعتبار نہ ہوگا، مگر زبان سے تین کہا ہے تو تین طلاقیں ہی ہو جائیں گی، اس کی نیت سے کچھ نہ ہوگا۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اس سب کی اعتبار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) طلاق کی دو قسمیں ہیں، ۱۔ صریح: یعنی جن کے الفاظ سے طلاق بہت صاف ظاہر ہو جیسے تمہیں طلاق دی یا تم مطلقہ ہو۔

۲۔ کنایہ: یعنی وہ جن کی مراد ظاہر اور محتمل ہو، یعنی الفاظ صاف صاف طلاق پر دلالت نہ کرتے ہوں۔

صریح الفاظ سے دی ہوئی طلاق سے ایک رجعی واقع ہوگی اگرچہ ایک مرتبہ کہا ہے اس سے زیادہ کی نیت کرلی گئی ہو۔ امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ جو نیت ہے وہ واقع ہوگی۔ لیکن حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ صاف اور صریح ہیں اس لئے زبان سے کہے ہوئے کا اعتبار ہوگا الفاظ میں دل کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا، چونکہ یہ الفاظ صریح ہیں طلاق کے لئے ہی استعمال ہوتے ہیں اس لئے ان میں نیت کی حاجت نہیں۔

الفاظ کنائی سے طلاق یا تو نیت کرنے سے واقع ہوگی اس لئے کہ ان میں طلاق کا بھی احتمال ہے اور دوسری چیز کا بھی اس لئے ان میں نیت ضروری ہے یا دلالت اور موقع کے اعتبار سے مثلاً طلاق کی بات چیت ہو رہی ہو یا غصہ کی حالت ہو۔ الفاظ کنائی تین ہیں جن سے صرف ایک رجعی واقع ہوتی ہے اور وہ یہ ہیں اعتدی (تم عدت گزارو) استبرئی رحمک (تم اپنا رحم صاف کرو یعنی عدت پوری کرلو کہ رحم صاف کرلو کہ طلاق دے دی) اور انت واحدۃ (تمہیں ایک طلاق ہے یا تم ایک اکیلی بیٹھی ہو) ان کے سوا دوسرے الفاظ کنائی سے اگر طلاق کی نیت کی ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوں گی، دو کی نیت کی ہو تو ایک واقع ہوگی۔

باب الرجعة في الطلاق

۵۰۸ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الرجل امرأته طلاقاً يملك الرجعة فيه فلها أن تشرف حتى يراجعها، وإن كان لا يملك رجعتها والمتوفى عنها زوجها فليس لها أن تشرف، ولا تلبس المصبغ، ولا تمس الكحل والطيب إلا من أذى. قال محمد:

طلاقِ رجعی کا بیان

۵۰۸ ـ . . . حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایسی طلاق دے جس میں رجوع کا مالک ہو تو ایسی صورت میں عورت کو بناؤ سنگھار کرنا چاہیے تاکہ شوہر اس سے رجوع کرے اور اگر ایسی طلاق ہو جس میں شوہر رجوع کا مالک نہ ہو یا شوہر کا انتقال ہو گیا ہو تو عورت کو بناؤ سنگھار نہیں کرنا چاہیے نہ کسم کے رنگ کا کپڑا پہنے اور سرمہ اور خوشبو سے بچے الا یہ کہ بیماری کی وجہ سے ضرورت پڑ جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو اسے بناؤ سنگھار کرنا چاہیے تاکہ شوہر اس پر راغب رہے، اس لئے کہ وہ شوہر کے لئے حلال ہے، ان کے درمیان نکاح برقرار ہے، رجوع کرنا مستحب ہے، بناؤ سنگھار اس پر ابھارنے والا ہے اس لئے ایسا کرنا درست ہے۔ البتہ اگر شوہر کا ارادہ رجوع کا نہ ہو تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ اجازت طلب کئے بغیر یا بیوی کو جوتوں کی آہٹ سنائے بغیر گھر میں نہ جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ کپڑے اتارے ہوئے ہو اور اس کی نگاہ اس کے جسم کے ایسے حصے پر پڑ جائے جس سے رجوع متحقق ہو جاتا ہو اور اسے پھر دوبارہ طلاق دینی پڑے اور عورت کی عدت طویل ہو جائے۔

جس عورت کو طلاق بائن یا تین طلاقیں دی گئی ہوں یا خلع کر لیا ہو یا اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو اور وہ عورت بالغ اور مسلمان ہو تو اسے زیب و زینت ترک کر دینا چاہیے خوشبو، تیل، سرمہ وغیرہ نہ لگائے، مہندی سے بچے خوشبو اور رنگ سے رنگے کپڑے نہ پہنے، بیماری کی وجہ سے سرمہ یا تیل لگا سکتی ہے، رنگین بھڑکیلے لباس نہ پہنے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایسی عورت جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے سوائے شوہر کے کہ اس پر چار

وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

٤٨٩ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا لمس الرجل امرأته من

جیسے دیں سوگ منائے گی۔ طلاق بائن والی عدت کیا بھی زیب و زینت، خوشبو اور بناؤ سنگھار سے بچے گی۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مطلقہ پر سوگ نہیں، سوگ شوہر کے مرنے پر افسوس کے اظہار کے لئے ہے کہ اس نے ساری زندگی وفا کا عہد کیا تھا، اس لئے اس پر سوگ منانا چاہیے، طلاق میں چونکہ وفا عہد کے مرد عورت کو پریشان کر سکتا ہے لہٰذا اس کی جدائی پر کیا افسوس ہو گا۔ حنفیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک سے استدلال کرتے ہیں جس میں آپ نے عدت گزارنے والی عورت کو مہندی لگانے سے منع فرمایا اور مہندی بھی خوشبو ہے۔ اور طلاق بائن میں نکاح جیسی اس عظیم نعمت کے فوت ہونے پر اظہار افسوس ہے جس نے عورت کو حرام کاموں سے بچایا ہوا تھا، اس کے اخراجات برداشت کئے جاتے تھے، بعض اوقات موت سے زیادہ تکلیف دہ طلاق ہے اور اس سے عورت کی بنسبت زیادہ مرد سے تعلق ختم ہو جاتا ہے، اسی لئے عورت اپنے مردہ شوہر کو غسل دے سکتی ہے طلاق بائن کی صورت میں غسل نہیں دے سکتی ہے۔ کافرہ عورت اور نابالغ بچی پر سوگ نہیں ہے اس لئے کہ یہ شرعی احکام کی مکلف نہیں ہیں۔ اور سوگ منانا بھی شرعی حکم ہے۔

۴۸۹ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: اثنائے عدت کے دوران جب اپنی بیوی کو شہوت سے چھوئے تو اس سے رجوع متحقق ہو جائے گا اور اگر عدت میں اس کا بوسہ لے تو یہ بھی رجوع ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے۔

(شرح:) طلاق رجعی میں چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو ہر عدت کے دوران عورت سے رجوع کر سکتا ہے چاہے عورت اس رجوع کو پسند کرے یا نہ کرے اس سے فرق نہیں پڑتا۔ جو قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ	اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت گزرنے کے قریب پہنچ جائیں تو ان کو اچھی طرح عزت کے ساتھ روک رکھو
(البقرۃ - ۲۳۱)	

یعنی جب ان کی عدت گزرنے کے قریب ہو تو انہیں روک لو، یہاں عورت کی رضا یا عدم رضا کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ رجوع جس طرح الفاظ کے ذریعہ ثابت ہوتا ہے، کہ ہمبستری کرنے اور بوسہ لینے، شہوت

شهوة أو لمسها لشهوة فتلك مراجعة، وإذا قبلها أو لمسها لشهوة فتلك مراجعة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الرجل يطلق الأمة طلاقًا يملك الرجعة

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۴۹۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طلق الأمة زوجها طلاقًا يملك الرجعة ثم أعتقت فعدتها عدة الحرة، وإن كان الزوج لا يملك الرجعة فعدتها عدة الأمة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

سے چھونے یا فرج داخل کو شہوت سے دیکھنے سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

اگر زبانی رجوع کر لیا ہو تو مستحب یہ ہے کہ رجوع پر دو آدمیوں کو گواہ بنائے لیکن اگر گواہ نہ بنائے تب بھی رجوع درست ہوگا، اس لئے کہ قرآن کریم میں جو فرمایا ہے کہ ان میں سے دو عادل گواہ بنا لو ان کے شوہر انہیں واپس لینے کے زیادہ حقدار ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے، ان میں سے کسی جگہ بھی گواہ بنانے کا ذکر نہیں ہے لہٰذا گواہ بنانا واجب نہیں ہے۔

باندی کو طلاقِ رجعی دینے کا بیان

◆ ◆ ◆

۴۹۰ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا باندی کو اس کا شوہر جب طلاق رجعی دے دے اور عدت کے دوران اسے آزاد کر دیا جائے تو وہ آزاد عورتوں والی عدت گزارے گی، اور اگر اسے طلاق بائن دی ہو جس میں شوہر کو رجوع کا حق نہ ہو تو وہ باندیوں والی عدت گزارے گی۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: باندی کو اگر طلاق رجعی کی عدت میں آزاد کر دیا جائے تو اس کی عدت آزاد عورتوں والی عدت ہوگی، اس لئے کہ نکاح برقرار ہے تو گویا یہ آزاد عورت ہے لہٰذا پوری عدت گزارے گی جس میں تین حیض آئیں، لیکن باندی کو اگر طلاق بائن دی گئی ہو یا اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو تو اس کی عدت آزاد عورتوں والی عدت کی طرف منتقل نہ ہوگی اس لئے کہ موت اور جدائی کی وجہ سے نکاح ختم ہو چکا ہے۔

باب الخلع

٤٩١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كل طلاق أخذ عليه جعل

خلع کا بیان

۴۹۱ - - - حضرت ابراہیم نے فرمایا: جس طلاق کے بدلے مال لیا گیا ہو وہ طلاق بائن ہوگی، اس میں شوہر کو رجوع کا حق نہیں ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مرد کو طلاق دینے کا حق دیا گیا ہے تاکہ وہ پہلے سمجھ کر قدم اٹھائے اگر مزاج نہیں ملتا یا عورت میں ایسی خرابیاں ہیں کہ سدھار کی امید ہی نہ ہو تو اس ناچاقی کے ختم کرنے کو طلاق کے ذریعے ختم کر دیا جائے۔ اگر طلاق کا حق عورت کو دیا جاتا تو جذباتی طبیعت کی مالک، کمزور دل، عاقبت نا اندیش، ناقص العقل ہونے کی وجہ سے بات بات پر شوہر کو طلاق دے کر ساری زندگی تباہ کر لیتیں اس لئے حق طلاق مرد کو دیا گیا لیکن عورت کو بالکل بے بس اور مجبور نہیں بنایا گیا۔ ذات زر خرید غلام کی طرح پابند نہ ہو، حل بتایا گیا ہے کہ اگر میاں بیوی میں اختلاف ہو شوہر ظالم ہو، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کر سکیں گے تو ایسی صورت میں عورت کچھ دے کر مرد سے طلاق لے سکتی ہے۔ مرد کو بغیر مال کے ایسی عورت کو چھوڑ دینا چاہئے اس لئے کہ مرد آگے اور زیادتی کا بھی تقاضہ ہے۔ لیکن اگر مرد اس کے بغیر نہ مانے یا عورت خلع دینا کر رہی ہو تو مرد اس کی طلاق کی عوض مال لے سکتا ہے۔ اس خلع کی وجہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے عورت نے جو مال دینا قبول کیا ہو وہ اس پر لازم ہو جاتا ہے۔ اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو اس کے لئے عوض لینا مکروہ ہے اس لئے ارشاد ہے:

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا (النساء: ۲۰)	اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اس بیوی کو (مال کا) ڈھیر دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو۔

لیکن اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہو تو مہر کی مقدار سے زائد لینا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کے خلع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کیا تم ان کا مہر میں دیا ہوا باغ واپس دے دو گی؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں اور اس کے علاوہ مزید بھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

فهو بائن لا يملك الرجعة. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب العنين

۴۹۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في العنين إذا فرق بينه وبين امرأته أنها تطليقة بائن.

۴۹۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا إسماعيل بن مسلم المكي عن الحسن عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن امرأة أتته فأخبرته أن زوجها لا يصل إليها فأجله حولاً

نے فرمایا نہیں اور مہر کی ضرورت نہیں۔ مزید فرمایا ان کی بیوی کی تھی پھر بھی آپ نے زیادتی سے منع فرمایا۔ خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے حدیث میں آتا ہے خلع طلاق بائن ہے۔ اس لئے کہ الفاظ کنائی میں سے ہے اور الفاظ کنائی سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے جبکہ اس میں مال دیا جاتا ہے اس لئے نیت کی حاجت نہیں رہی دیکھو کہ عورت مال اس لئے دیتی ہے تاکہ اس کی جان چھوٹ جائے جو طلاق بائن ہی سے چھوٹ سکتی ہے بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرنا منع ہے بلا وجہ خلع کرنے والی عورتوں کو حدیث میں منافق عورتیں فرمایا گیا ہے۔

نامرد کا بیان

۴۹۲ - ... حضرت ابراہیم سے نامرد کے بارے میں مروی ہے فرمایا جب اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کر دی گئی تو طلاق بائن ہے۔

۴۹۳ - ... حضرت حسن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت ان کے پاس آئی اور انہیں بتایا کہ اس کا شوہر اس سے صحبت کے لائق نہیں ہے۔ حضرت عمر نے اس کے شوہر کو ایک سال کی مہلت دی جب سال گزر گیا اور وہ اس سے صحبت نہ کر سکا تو آپ نے اس عورت کو اختیار دے دیا اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور اسے طلاق بائن شمار کیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) شادی کے بعد اگر کسی عورت کو معلوم ہو کہ اس کا شوہر نامرد ہے اس سے صحبت کے قابل نہیں ہے تو حاکم اسے ایک سال کی مہلت دے گا حضرت عمر، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سال سے

فلما انقضى الحول ولم يصل إليها خيّرها فاختارت نفسها، ففرق بينهما عمر رضي الله عنه وجعلها تطليقة بائنة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الرجل يطلق ثم يجحد

☆ ☆ ☆

٢٩٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في امرأة سمعت أن زوجها طلقها ثلاثاً. قال: تخاصمه، فإن حلف ما فعل افتدت بمالها، فإن أبى أن يقبل بمالها

قمری سال مراد ہے جو تین سو چوّن دن کا ہوتا ہے، ابتداءِ سال اس وقت سے ہوگی جب قاضی کے پاس مقدمہ پیش ہوگا۔ اگر اس مدت میں وہ عورت سے صحبت پر قادر ہوگیا اور ہم بستری کر لی تو بہتر اور عورت کا خیار ختم ہو جائے گا ورنہ اگر عورت مطالبہ کرے تو ان میں تفریق کر دی جائے گی۔ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوگی اس لیے کہ اگر قاضی کو شوہر کی طرف سے تفریق کرنا پڑے تو وہ طلاق کے حکم میں ہوتی ہے بائن اس لیے ہوگی کہ طلاق رجعی کی صورت میں شوہر دوبارہ رجوع کر لے گا اور قاضی کو پھر تفریق کرنا پڑے گی۔ اسی صورت میں اگر شوہر نے عورت سے خلوت صحیحہ کر لی ہو تو اسے پورا مہر ملے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی فیصلہ کیا تھا۔

شوہر اگر مقطوع الذکر ہو تو قاضی میاں بیوی میں فوری تفریق کر دے گا اسے مہلت نہیں دے گا، اس لیے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ نامرد کو اس لیے مہلت دی گئی ہے کہ شاید یہ معلوم ہو جائے کہ وہ فطرتاً نامرد ہے یا کسی عارضہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ خصی کو نامرد کی طرح مہلت دی جائے گی اس لیے کہ اس سے ہم بستری ممکن ہے۔

اس شخص کا بیان جو طلاق دے کر انکار کر دے

۲۹۳ - ... حضرت ابراہیم سے اس عورت کے بارے میں مروی ہے جو یہ سنے کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں فرمایا وہ اس سے جھگڑے گی۔ اگر شوہر یہ قسم کھائے کہ اس نے تین طلاقیں نہیں دی ہیں تو عورت مال دے کر خلع کر لے، اپنے آپ کو اس سے آزاد کرا لے۔ اگر وہ مال لے کر بھی نہ چھوڑے تو وہ اس کے پاس سے بھاگ جائے۔ اگر وہ اس کو زبردستی پکڑ لے تو وہ عورت مجبور ہو کر اسے (خوشی سے اس کے ساتھ

عصب، فإن لم تجد عليها إلا ثوبًا مصبوغًا فلتلبسه غير متطيبة ولا متشوفة ولا تختضب. قال محمد وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من طلق لاعباً

۴۹۵ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه قال لعب النكاح وجده سواء كما أن لعب الطلاق وجده سواء. قال محمد: وبه نأخذ

دیا جائے، اور نہ ہی کپڑے سے بناؤ سنگھار کرے، نہ خوشبو لگائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ف) تین طلاقوں کے بعد عورت مرد پر حرام اور اجنبیہ کی طرح ہو جاتی ہے بغیر حلالہ کے مرد کے لئے عورت سے زن و شوہر کے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں عورت کو مرد کو اپنے قریب آنے دینا چاہیے، اس لئے کہ اب وہ اس کا شوہر نہیں رہا اجنبی کے حکم میں ہو گیا۔ اگر مرد بے دین ہو اور تین طلاقیں دے کر مکر جائے تو عورت کسی بھی طریقے سے اس سے جان چھڑائے خواہ خلع کرے یا قاضی و حاکم کے پاس مقدمہ لے جائے۔ اگر کسی ترکیب سے اس فاسق سے اس کی جان نہ چھوٹے تو لوگوں سے بھاگ جائے کسی بھی ترکیب سے اسے اپنے قریب نہ آنے دے اور جہاں تک ہو سکے مجبور و مضطر ہو کر بغیر بناؤ سنگھار اور خوشبو لگائے اجنبیوں کی طرح اس کے ساتھ رہے کیونکہ ایسی صورت میں وہ مجبور ہوگی مرد گنہگار ہوگا، ورنہ اگر راضی ہوگی تو وہ ناجائز اور حرام ہوگی، قاضی یا حاکم کو ان دونوں کو زبردستی جدا کر دینا چاہیے۔

مذاق میں طلاق دینے کا بیان

۴۹۵ ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نکاح میں مذاق اور حقیقت دونوں برابر ہیں جیسے کہ طلاق میں مزاح اور سنجیدگی دونوں برابر ہوتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن میں حقیقت بھی حقیقت پر محمول ہوتی ہے اور مزاح بھی حقیقت

ط: رد المحتار (۲/ ۲۲۱)۔

وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى: أربع جدهن جد وهزلهن جد: الطلاق، والنكاح، والرجعة، والعتاق.

باب الطلاق البتة

٥٩٦ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الخلية والبرية والبائن والبتة: إن نوى طلاقاً فهو ما نوى، وإن نوى ثلاثاً فثلاث، وإن نوى واحدة فهي واحدة بائن وهو خاطب، وإن لم ينو طلاقاً فليس بشيء. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

پر محمول ہوتا ہے۔ طلاق، نکاح، رجوع اور غلام کو آزاد کرنا۔

ش: حدیث میں بتایا گیا ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کی حقیقت بھی حقیقت پر محمول ہوتی ہے اور مذاق بھی حقیقت پر محمول ہوتا ہے۔ نکاح، طلاق اور رجعت نیز کسی غلام کو آزاد کرنے کا بھی ہے۔ دوسری روایت میں رجوع کے بجائے غلام آزاد کرنے کا ذکر ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص نکاح کرے یا طلاق دے یا بیوی سے رجوع کرلے اور یہ کہے کہ میں تو مذاق کر رہا تھا حقیقت مراد نہیں تھی تو اس کی بات غیر معتبر ہوگی اور طلاق واقع ہو جائے گی نکاح منعقد اور رجوع ثابت ہو جائے گا یہی حکم دوسرے تمام عقود و معاملات کا بھی ہے جیسے خرید و فروخت، ہبہ وغیرہ و تصرفات۔ حدیث میں ان تین کو شریعت کے معاملے کی اہمیت کے اظہار اور اس کا خیال رکھنے کی تاکید کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

بتہ کے لفظ سے طلاق دینے کا بیان

۵۹۶ ـ ... حضرت ابراہیم سے خلیہ (یعنی نکاح سے خالی ہو گئی) اور بریۃ (نکاح سے بری ہو گئی) اور بائن (جدا ہو گئی) اور بتہ (کٹ گئی) وغیرہ کلمات کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے اگر طلاق مراد لے گا تو جو نیت کرے گا وہی مراد ہوگی۔ اگر تین طلاقیں مراد لیں تو تین ہوں گی اور اگر ایک طلاق مراد لی تو ایک طلاق بائن ہوگی، خطاب کرنے والا وہ خود ہے مراد کو وہ خود زیادہ جانتا ہے، اور اگر کچھ مراد نہیں لیا تو کچھ نہ ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۱ـہ رواہ الترمذی وابو داود۔ وقال الترمذی: ھذا حدیث حسن غریب۔

۴۹۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن عروة بن المغيرة ابتلي بها وهو أمير الكوفة، فأرسل إلى شريح فقال: قل في رجل قال لامرأته: أنت طالق البتة، فقال: قال فيها عمر رضي الله عنه: واحدة وهو أحق بها، وقال: قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه: هي ثلاث، قال: قل فيها أنت، قال: قد قالا فيها، قال: أعزم عليك إلا قلت فيها، قال شريح:

---

۴۹۷ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عروہ بن المغیرہ جب کوفہ کے امیر تھے تو اس میں مبتلا ہو گئے، انہوں نے حضرت شریح کے پاس پیغام بھیجا اور فرمایا یہ بتایئے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے "انت طالق البتة" (تمہیں طلاق بتہ) تو کیا ہوگا؟ حضرت شریح نے فرمایا اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ایک طلاق ہوگی اور وہ شوہر اس کا زیادہ حقدار ہوگا (یعنی دوبارہ نکاح کر لے) اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے تین طلاقیں واقع ہوں گی، انہوں نے فرمایا اس کے بارے میں آپ اپنی رائے دیجئے، فرمایا دونوں حضرات فرما چکے ہیں (اب میں کیا رائے دوں؟) فرمایا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ اس بارے میں آپ اپنی رائے ضرور دیں، حضرت شریح نے فرمایا میرا خیال ہے کہ شوہر کا "انت طالق" کہنے سے ایک طلاق واقع ہو جائے گی، اور البتہ کہنا بدعت ہے (نئی چیز ہے)، لہذا یہاں پر رک جایئے (اس سے پوچھئے اس نے کیا مراد لیا ہے؟) اگر اس نے تین طلاقیں مراد لی ہوں تو تین واقع ہو جائیں گی اور اگر ایک کی نیت کی ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور وہ اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) : الفاظ کنایہ سے دی جانے والی طلاق میں اگر طلاق دینے والا ایک کی نیت کرے تو ان سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے، اگر تین کی نیت کرے تو تین واقع ہو جائیں گی اور اگر دو کی نیت کرے تو ایک واقع ہوگی، ہمارے یہاں دو کی نیت کرنا درست نہیں ہے۔ امام زفر دو کی نیت بھی درست مانتے ہیں۔ الفاظ کنائی یہ ہیں: انت بائن (جدا)، بتة (جدا)، بتلة (منقطع، جدا)، حرام، حبلک علی غاربک (تیری رسی تمہاری گردن پر ہے یعنی آزاد ہو)، الحقی باھلک (اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ)، خلیة، بریة، وھبتک لاھلک (یعنی میں نے تمہیں تمہارے گھر والوں کو بخش دیا یعنی طلاق دے دی، یا تمہارے گھر والوں کی وجہ سے معاف کر دیا)، سرحتک (چھوڑ دیا)، اختاری (طلاق کا اختیار دیا یا جیسے سامان ضرورت کو منتخب کرو)، فارقتک (تم سے جدا ہوا طلاق دی یا تم سے کنارہ کش ہوا)، انت حرة (تم آزاد ہو نکاح سے یا باندی ہونے سے)

أرى قوله: «أنت طالق» طلاقًا قد خرج، وأرى قوله: «ألبتة» بدعة، يدين في نيته، فإن نوى ثلاثًا فثلاث، وإن نوى واحدة فواحدة بائن وهو خاطب. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من كتب بطلاق امرأته

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۴۹۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كتب إليها زوجها بطلاقها وهو ينوي الطلاق فهي طالق حين كتبه. قال محمد: إن كان كتب إليها: إذا جاءك كتابي هذا فأنت طالق، لم تطلق حتى يأتيها الكتاب، وإن كان كتب: أما بعد فأنت طالق،

نفس پر حق ہو تو وہ اس سے کہے: تم مجھ سے جدا ہو گئی ہو، مجھے تمہیں دیکھنا حرام ہو گیا ہے، یا اجنبیوں سے پردہ کرو، اپنے آپ کو مجھ سے پردہ کرو، مجھ سے جدا ہو گئی ہو، یا دوسروں سے پردہ کرو، اپنی عدت شمار کرو، مجھ سے دور ہو جاؤ اس لئے کہ میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے، یا اپنے گھر والوں سے جا ملو، "ابتغی الازواج" شوہر پسند کر لو، میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے یا ایسا ہی جملہ کہا۔ ان الفاظ سے اگر طلاق مراد لی ہو تو طلاق واقع ہو گی اور اگر طلاق کے مذاکرے کے دوران کہے گئے ہوں تو قاضی کے فیصلے کے مطابق طلاق پڑ جائے گی لیکن اگر اس نے نیت نہ کی ہو تو فیما بینہ وبین اللہ طلاق واقع نہ ہو گی۔ اگر طلاق کا ذکر نہ ہو رہا ہو لیکن میاں بیوی غصہ میں ہوں یا آپس میں جھگڑ رہے ہوں تو پھر بھی اس لفظ سے طلاق واقع ہو جائے گی جس سے سب وشتم اور برا بھلا کہنا مقصود نہ ہو، لیکن جو الفاظ برا بھلا کہنے کے ہیں، دور ہو، گم ہو جاؤ، کے جیسے ان سے طلاق واقع نہ ہو گی الا یہ کہ اس سے طلاق مراد لے۔

لکھ کر طلاق دینے کا بیان

۴۹۶- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: اگر شوہر بیوی کو طلاق لکھ کر بھیج دے اور اس کی نیت طلاق کی ہو تو لکھتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا: اگر یہ لکھا ہو کہ تمہارے پاس جب میرا یہ خط پہنچے تو تمہیں طلاق ہے تو اس صورت میں اس وقت تک طلاق واقع نہ ہو گی جب تک خط اسے نہ مل جائے لیکن اگر یہ لکھا ہو حمد وصلوٰۃ کے بعد جان لو کہ تمہیں طلاق ہے تو جس وقت یہ لکھا ہے عورت کو اس وقت طلاق واقع

فهي طالق حين كتب، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٤٩٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يكتب إلى امرأته إذا جاءك كتابي هذا فأنت طالق، قال: فإن أتاها الكتاب فهي طالق يوم يأتيها، وإن ضاع الكتاب أو محي فليس بشيء، وإن كتب: أما بعد فأنت طالق، فإن الطلاق يوم كتبه. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب طلاق المبرسم والنشوان والنائم

٥٠٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس طلاق المبرسم بشيء

ہو جائے گی۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۴۹۹ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی کو یہ لکھے جب تمہیں میرا یہ خط مل جائے تو تمہیں طلاق ہے۔ فرمایا اگر وہ خط اسے مل گیا تو اسے اس دن یہ طلاق پڑے گی جس دن اسے یہ خط ملے گا لیکن اگر خط ضائع ہو گیا یا مٹ گیا تو کچھ نہ ہوگا اور اگر اس نے یہ لکھا بعد حمد و صلاۃ کے بعد جان لو کہ تمہیں طلاق ہے تو جس دن یہ لکھا ہے اسی دن سے اس پر طلاق واقع ہو جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: مسئلہ یہی ہے کہ اگر یہ لکھا ہو کہ تمہیں ایک یا دو یا تین طلاقیں ہیں تو یہ لکھتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی اور لکھنے کے وقت سے عورت کی عدت شروع ہو جائے گی۔ لیکن اگر طلاق کو خط ملنے پر موقوف کیا ہو تو اسے طلاق اس وقت ہوگی جب یہ اسے خط ملے گا خواہ وہ اسے پڑھے یا نہ پڑھے۔[1]

مبرسم[2] نشہ میں مدہوش اور سونے والے کی طلاق کا بیان

۵۰۰ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا برسام والے کی طلاق اس وقت تک کچھ نہیں جب تک اسے افاقہ نہ ہو جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے ہی اختیار کرتے ہیں اگر اسے عقل نہ رہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا

---

[1] رد المحتار ۳: ۲۴۲۰۳۔ [2] ایک قسم کی بیماری ہے جس میں ہذیان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

حتى يفيق. قال محمد: وبه نأخذ إذا كان لا يعقل، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٠١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: طلاق السكران جائز.

٥٠٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن الشعبي عن شريح قال: طلاق السكران جائز. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٠٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: قال إبراهيم: ليس طلاق المبرسم بشيء. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٠٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في السكران: عتقه وطلاقه

قول ہے۔

(ش) ہر اس شوہر کی طلاق واقع ہوتی ہے جو عاقل بالغ ہو۔ بچے، مجنون اور سوئے ہوئے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے: ہر طلاق جائز (یعنی واقع و نافذ) ہوتی ہے سوائے بچے اور مجنون کی طلاق کے۔ ترمذی میں ہے کہ ہر طلاق جائز (نافذ) ہے سوائے اس دیوانے کے جس کی عقل ماؤف ہو۔ دراصل یہ حکم اس عقل کے ذریعہ ہی انسان اپنی مناسبت، خیر و شر میں امتیاز کرنے والا ہو۔ بچے اور دیوانہ عدیم العقل ہیں۔ سونے والے کا اختیار باقی نہیں رہتا۔ برسام میں بھی ہذیانی کیفیت ہوتی ہے جس میں انسان کی عقل برقرار نہیں رہتی اس لئے اگر اس کی عقل ماؤف ہو جائے تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

٥٠١ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: مست شخص کی طلاق واقع نافذ ہو جاتی ہے۔

٥٠٢ - ... حضرت شریح نے فرمایا: نشہ میں مست شخص کی طلاق نافذ ہوتی ہے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٥٠٣ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا: سرسامی شخص کی طلاق کچھ بھی نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٥٠٤ - ... حضرت ابراہیم نے نشہ میں مست شخص کے بارے میں فرمایا: اس کا آزاد کرنا، طلاق دینا اور خرید و فروخت درست ہے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ابھی گذرا ہے کہ سوتے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی اس لئے کہ اس کا اختیار باقی نہیں رہتا۔ سونے والے کو کچھ پتہ نہیں رہتا، خیر و شر کا امتیاز نہیں ہوتا اس لئے اس کی طلاق اور دوسرے عقود و معاملات کا

وبيعه جائز. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من أجبره السلطان على طلاق أو عتاق

٥٠٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يجبره السلطان على الطلاق أو العتاق فيطلق أو يعتق وهو كاره، قال: هو جائز عليه، ولو شاء الله لابتلاه بما

اعتبار نہیں ہوتا۔ نشہ میں مدہوش شخص یعنی وہ جو آسمان و زمین اور عورت و مرد میں تمیز نہ کرسکے اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہوتی ہے۔ امام طحاوی، کرخی اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ قصد و ارادہ کی صحت عقل پر موقوف ہوتی ہے لیکن نشہ سے عقل ماری جاتی ہے لہٰذا یہ ایسا ہے جیسے دوا سے کسی کی عقل ماؤف ہوجائے۔ لیکن ہم اس کی طلاق کو اس لئے نافذ مانتے ہیں کہ اس کی عقل حرام اور ناجائز و گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے زائل ہوئی ہے اس لئے حکماً اسے باقی مانا گیا تاکہ شراب وغیرہ نشہ آور چیزوں سے روکا جاسکے۔

اس شخص کا بیان جسے بادشاہ طلاق دینے یا غلام آزاد کرنے پر مجبور کرے

۵۰۵ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جسے بادشاہ طلاق دینے یا غلام آزاد کرنے پر مجبور کرے اور مجبوراً وہ طلاق دے دے یا آزاد کر دے، فرمایا: یہ احکام نافذ ہوجائیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے اس سے بھی بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیتا۔ اور غلام بھی اسی طرح آزاد ہوں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مکرہ اور مجبور شخص کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ عدم وقوع کے قائل ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اکراہ و جبر کے ساتھ اختیار و رضا باقی نہیں رہتی حالانکہ شرعی تصرف میں رضا و اختیار کو معتبر مانا گیا ہے بر خلاف مذاق کرنے والے کے کہ وہ اپنے اختیار سے طلاق دیتا ہے۔ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ وہ عاقل بالغ اور طلاق دینے کا اہل ہے اور اپنی بیوی کو قصداً طلاق دے رہا ہے اپنے آپ کو قتل یا ہاتھ پاؤں ٹوٹنے سے بچانے کے لئے لہٰذا اس کا حکم دوسروں کی طرح لازم ہونا چاہیے۔ مضطر و مکرہ دونوں باتوں کو جانتا ہے کیا طلاق دے یا اپنے آپ کو مروائے لہٰذا ان دو باتوں میں جو کم تر درجہ کا معمولی نقصان ہے اسے اختیار کر لیتا ہے۔ یہ اس کام کو قصد و ارادہ اور اختیار سے کرنے کی علامت

عن أشد من ذلك، وقال: يقع كيف ما كان. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب ما يكره من الطلاق

٥٠٦ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في قوله الله تعالى: ﴿ولا تمسكوهن ضرارًا﴾ قال: يطلق الرجل التطليقة ثم يدعها حتى إذا حاضت ثلاث حيض قبل أن تخرج من الثالثة ثم يقول لها: قد راجعتك، ثم يفعل مثل ذلك بها حتى يحبسها تسع حيض قبل

ہے جو جائے گا کہ کوئی بھی اسے پسند نہیں کرتا لیکن یہ طلاق واقع ہو جاتی ہے کوئی نہیں رہتا ہے نہ ان میں طلاق دینے والا طلاق کو ناپسند کرتا ہے کہ پسند نہیں کرتا لیکن پھر بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اسی طرح یہاں بھی طلاق واقع ہو جائے گی البتہ اگر کسی نے طلاق پر مجبور کیا اور زبان سے نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہی حکم غلام کو آزاد کرنے کا ہے اگر کسی کو جبر و اکراہ کی صورت میں آزاد کیا تب بھی غلام اور باندی آزاد ہو جائیں گے۔

ناپسندیدہ قسم کی طلاق

۵۰۶ ۔۔ حضرت ابراہیم سے اللہ جل شانہ کے درج ذیل فرمان مبارک

﴿ولا تمسکوھن ضرارا﴾ (البقرۃ: ۲۳۱) "اور ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے نہ روکے رکھو" کے بارے میں مروی ہے فرمایا کہ ایک شخص ایک طلاق دے دے پھر بیوی کو چھوڑے رکھے پھر جب اسے تین حیض آجائیں تو تیسرے حیض سے فارغ ہونے سے قبل اس سے یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ سے رجوع کر لیا ہے پھر اس کے ساتھ اسی طرح کرے یہاں تک کہ اسے دوسرے مرد سے نکاح کے لیے حلال ہونے سے قبل نو حیض تک روکے رکھے یہ ضرر اور نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں ہم یہ نہیں سمجھتے کہ انسان ایسا کرے اور عورت کی مدت طویل کرے۔

وضاحت: اگر کسی وجہ سے مرد عورت کے ساتھ نباہ نہ ہو سکے نہ ہی اصلاح اور موافقت کی کوئی صورت نظر آئے تو بیوی کو طلاق دے دے۔ طلاق بھی سنت کے مطابق دینا چاہیے۔ بیوی کو تنگ کرنا، اس کی حق تلفی کرنا، مدت طویل کرنے کے لئے مدت پوری ہونے سے قبل رجوع کر لینا یہ سب گناہ ہے۔ ضرر اضرار اور ستانا ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر طلاق سے رجوع کا ارادہ ہو تو ایسی صورت میں مسئلہ یہ ہے کہ شوہر بلا [illegible] آمد

أن تحل للرجال، فهذا أفضل. قال محمد: ولا نرى له أن يصنع هذا وأن يطول عليها العدة.

٥٠٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: ليس شيء مما أحل الله أبغض إلى الله من الطلاق.

محسوس کرائے بغیر گھر میں داخل ہو گیا اور اچانک بیوی کپڑے وغیرہ تبدیل کر رہی ہو اور اس کے جسم کے کسی ایسے حصے پر نظر پڑ جائے جس سے رجوع ثابت ہو جاتا ہو اور اسے پھر طلاق دینا پڑے اور بیوی کی عدت طویل ہو جائے۔

۵۰۷۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اللہ جل شانہ نے جو چیزیں حلال کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کو طلاق سے زیادہ اور کوئی چیز مبغوض اور ناپسند نہیں ہے۔

(ف): ضرورت کی بنا پر اگرچہ اسے جائز کیا گیا ہے لیکن مباحات میں یہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ میاں بیوی کے اختلاف سے شیطان بہت خوش ہوتا ہے، پانی پر تخت بچھا کر بیٹھتا ہے، شیطان کے چیلے آتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے قتل کرا دیا وہ کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا، ایک کہتا ہے میں نے زنا کرا دی وہ کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا، ایک چیلا شیطان کا آ کر کہتا ہے میں نے میاں بیوی میں جدائی کرا دی، شیطان اس سے بہت خوش ہوتا ہے کہتا ہے تم ہی بہترین چیلے ہو تم نے اصل کام کیا ہے۔ اس سے دو خاندانوں میں رنجش پیدا ہوتی ہے، بعض اوقات اس کی وجہ سے دونوں خاندان جرائم کا شکار ہو جاتے ہیں، اس کی وجہ سے اولاد کا مستقبل خراب ہوتا ہے، اس کی وجہ سے غیبت، تہمت، جھوٹ اور الزامات کا دروازہ کھلتا ہے۔ ضرورت کی بنا پر اگرچہ اس کی اجازت دی گئی ہے لیکن یہ اللہ جل شانہ کو سخت ناپسند ہے، یہ بھی اخلاق و مروت کے خلاف ہے کہ جو ہم راز و ہم دم ایک جان دو قالب رہے، جدا ہو جائیں، اس طرح اس کی وجہ سے بیگانگی ہو اور یہ کہ عورت کے خلاف الزامات [illegible] اس وقت بیان کر سکتے ہیں۔

باب من قال: إن تزوجت فلانة فهي طالق

٥٠٩ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن محمد بن قيس عن إبراهيم النخعي عن الأسود بن يزيد، أنه قال لامرأة ذكرت له: إن تزوجتها فهي طالق، فلم ير الأسود في ذلك شيئاً، وسأل أهل الحجاز فلم يروا في ذلك شيئاً، فتزوجها ودخل بها، فذكر ذلك لعبد الله بن مسعود رضي الله عنه فأمره أن يخبرها أنها أملك بنفسها. قال محمد: وبقول عبد الله بن مسعود رضي الله عنه نأخذ، ونرى لها صداقاً نصف صداق الذي تزوجها عليه وصداق مثلها بدخوله بها،

اگر میں نے فلاں عورت سے شادی کی تو اسے طلاق کہنے والے کا بیان

۵۰۹ ... حضرت اسود بن یزید سے ایک عورت کے بارے میں جس کا ان سے تذکرہ کیا گیا تھا مروی ہے کہ اگر میں نے اس سے شادی کی تو اسے طلاق ہے، اسود نے اس تعلیق کو کچھ نہ سمجھا۔ اہل حجاز سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی اسے کالعدم قرار دیا کچھ نہ سمجھا چنانچہ انہوں نے اس سے شادی کر لی دخول کر لیا، پھر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اس عورت کو بتلا دیں کہ وہ اپنے نفس کی زیادہ مالک ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود کے قول کو اختیار کرتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عورت کو نصف ملے گا اور وہ اس کا جس پر اس سے شادی کی تھی اور اس جیسی عورتوں والا مہر جو اسے دخول کے عوض ملے گا یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) اگر کوئی شخص طلاق کو نکاح پر موقوف کر کے یہ کہے کہ اگر میں نے تم سے شادی کی تو تمہیں طلاق یا یہ کہ جس عورت سے شادی کروں اسے طلاق ہے تو اس صورت میں شادی کرنے پر طلاق واقع ہو جائے گی امام شافعی رحمۃ اللہ اسے واقع نہیں مانتے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی ہم کہتے ہیں کہ نکاح سے قبل طلاق واقع نہیں ہوتی یہاں پر اسے نکاح پر موقوف کیا ہے لہذا نکاح کرنے پر واقع ہو جائے گی۔ اس تصرف کے نافذ ہونے کے لئے فوری طور پر نکاح کا ہونا ضروری نہیں۔ اس لئے کہ طلاق شرط کے پائے جانے پر واقع ہوگی۔ شرط پائی جانے پر ملک یقینی ہے جیسا کہ نکاح میں اس شخص پر اس کی بیوی بن گئی لہذا اب طلاق واقع ہوگی۔ یہ حضرت شعبی، زہری، مکحول اور سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے۔ یہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ

وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب النصراني واليهودي والمجوسي يطلقون نساءهم

۹۰۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في اليهودي والنصراني والمجوسي يطلقون نساءهم ثم يسلمون، قال: هم على طلاقهم لم يزدهم الإسلام إلا شدة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

نے فرمایا کہ وہ اپنے نفس کی مالک ہے لہٰذا اسے طلاق واقع ہو گئی ہے۔

عیسائی، یہودی اور مجوسی کا اپنی بیوی کو طلاق دینا

۹۰۵: حضرت ابراہیم سے یہودی، عیسائی اور مجوسی کے بارے میں مروی ہے کہ جو اگر اپنی بیویوں کو طلاق دیں پھر اسلام قبول کریں فرمایا یہ اپنی طلاق پر برقرار رہیں گے۔ اسلام ان کی سختی کو اور بڑھا دے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: اگر غیر مسلم مسلمان ہوں انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق شادی کی ہو مثلاً بغیر گواہوں کے یا کسی کافرہ کی مطلقہ سے عدت کے دوران اور یہ ان کے مذہب میں جائز ہو تو اسلام لانے کے بعد انہیں اس نکاح پر برقرار رکھا جائے گا اس طرح اگر طلاق دی ہو تو وہ اس پر برقرار رکھے جائیں گے اس لئے کہ وہ اس وقت احکامات اسلام کے مخاطب نہیں تھے لہٰذا نکاح برقرار رہے گا، طلاق واقع رہے گی، یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ البتہ اگر انہوں نے کسی محرم سے نکاح کیا ہو تو ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اس لئے کہ اسلام سے نکاح باطل ہے اور محرمیت بقاء نکاح کے منافی ہے۔

⁂

باب عدة المطلقة والمتوفى عنها

۵۱۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم: أن علي بن أبي طالب رضي الله عنه نقل أم كلثوم بنت علي امرأة عمر بن الخطاب رضي الله عنه، وهي في العدة من وفاة زوجها عمر رضي الله عنه، لأنها كانت في دار الإمارة.

۵۱۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: تعتد المتوفى عنها زوجها

مطلقہ اور بیوہ کی عدت کا بیان

۵۱۰ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم بنت علی زوجہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جو اپنے شوہر حضرت عمر کی وجہ سے عدت میں تھیں ان کے گھر سے منتقل کر دیا اس لئے کہ وہ امیر المومنین کے گھر میں تھیں۔

(شرح) عدت میں عورت کو اسی مکان میں رہنا چاہیے جس میں وہ جدائی کے وقت تھی اگر میت سے ملنے والا حصہ اس کے لئے کافی ہو تو اسے بلا ضرورت نہیں نکلنا چاہیے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فریعہ بنت مالک جن کے شوہر قتل کر دیئے گئے تھے اور انہوں نے کوئی مال نہیں چھوڑا تھا اس لئے فریعہ نے آسانی کے لئے اپنے گھر جانا چاہا، آپ نے ان سے فرمایا جب تک عدت پوری نہ ہو جائے تم اس گھر میں رہو جہاں تمہیں شوہر کے انتقال کی خبر ملی تھی لہذا بیوہ کو اسی مکان میں رہنا چاہیے البتہ اگر مکان منہدم ہو جائے یا چوری وغیرہ کا ڈر ہو یا وہاں عزت و آبرو کی حفاظت مشکل ہو تو منتقل ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر سے ملنے والا حصہ کافی نہ ہو اور ورثاء اسے اپنے حصہ سے نکال دیں تو وہاں سے منتقل ہو سکتی ہے۔

۵۱۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو وہ شوہر کے انتقال کے دن سے عدت گزارے گی اور مطلقہ طلاق والے دن سے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) طلاق میں عدت کی ابتداء طلاق کے فوراً بعد اور وفات میں انتقال کے بعد سے شروع ہو گی، اگر عورت کو طلاق یا وفات کا پتہ نہ چلے اور عدت گزر جائے تو عدت پوری ہو گئی علم ہونے کے بعد عدت

من يوم مات عنها زوجها والمطلقة من يوم طلقها، قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۱۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم: أن المتوفى عنها زوجها لا تخرج من منزلها إلا في حق لا بد منه ولكن لا تبيت إلا في منزلها، وأن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه ردهن من النجف خرجن حجاجاً في العدة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۱۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن المطلقة لا تخرج من—

گذارنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ عدت زمانہ کے گذرنے کا نام ہے لہٰذا جب وہ مدت گذر گئی تو عدت پوری ہو گئی۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عدت کے لئے خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے جب عدت کی نیت سے بیٹھے گی تو عدت شروع ہوگی، یہ غلط ہے اس لئے کہ عدت طلاق یا موت کے متصل اسی وقت خود بخود شروع ہو جاتی ہے۔

۵۱۲۔۔۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو وہ گھر سے بغیر ضرورت شدیدہ نہیں نکلے گی البتہ وہ رات اپنے اسی گھر میں گذارے گی اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے ایسی عورتوں کو نجف سے واپس کر دیا تھا وہ عدت کے دوران حج کے لئے نکلی تھیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو وہ دن اور رات کے کچھ حصے میں نکل سکتی ہے البتہ رات کا حصہ نہیں گذارے گی بلکہ اس کو اپنے اسی گھر واپس آنا ہو گا چونکہ اس کو کوئی نفقہ نہیں ملتا اس لئے وہ روزی کمانے کے لئے دن میں گھر سے نکلنے پر مجبور ہوگی جس میں کبھی کبھی رات بھی ہو جائے گی اس لئے اسے نکلنے کی اجازت دی گئی ہے برخلاف مطلقہ کے کہ اسے نکلنے کی اجازت اس لئے نہیں دی گئی کہ اس کا نان نفقہ شوہر پر ہے۔ مطلقہ رجعیہ ہو یا بائنہ ان کے لئے اپنے گھر سے نکلنا جائز نہیں خواہ دن ہو یا رات اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن إلا أن يأتين بفاحشة مبينة﴾

۵۱۳۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مطلقہ اپنے گھر سے نہ ضرورت سے نکلے گی نہ بلا ضرورت جب تک اس

بيتها في حق ولا باطل حتى تنقضي عدتها، وأن المتوفى عنها زوجها تخرج في حق لها بالنهار ولكن لا تبيت دون منزلها. قال محمد: وبه نأخذ، لأن المطلقة نفقتها وسكناها على زوجها فليست تحتاج إلى الخروج، والمتوفى عنها زوجها فلا نفقة لها فلا بد لها من الخروج تطلب من فضل الله، ولا تبيت غير بيتها، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الاستثناء في الطلاق

۵۱۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في رجل قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً إن شاء الله، قال: ليس بشيء ولا يقع عليها الطلاق. قال محمد: وبه نأخذ

کی عدت گزر جائے۔ اور جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو وہ دن کو ضروری حاجات کے لئے نکلے گی لیکن رات اپنے گھر ہی میں گزارے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ مطلقہ کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے۔ لہٰذا اسے گھر سے نکلنے کی ضرورت ہی نہیں لیکن جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو اس کو نان نفقہ نہیں ملتا اس لئے اسے نکلنے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ روزی کمائے لیکن رات اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور نہیں گزارے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

طلاق میں ان شاء اللہ کہنے کا بیان

۵۱۴ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی سے کہے انت طالق ثلاثاً ان شاء اللہ (کہ تجھے ان شاء اللہ تین طلاقیں ہیں) فرمایا اس سے کچھ نہیں ہوگا اور اس عورت پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ یعنی طلاق کے ساتھ فوراً ان شاء اللہ کہہ دے تو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے جس نے طلاق یا آزاد کرنے کی قسم کھائی اور اس کے ساتھ فوراً ان شاء اللہ کہہ دیا تو وہ حانث نہیں ہوگا اور اس لئے بھی کہ اس نے اسے شرط کی صورت میں پیش کیا ہے لہٰذا اس اعتبار سے تعلیق ہوگی اور اس میں شرط پائے جانے سے قبل اسے معدوم کرنا ہے۔ شرط یہاں معلوم نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کیا ہے لہٰذا یہ اصل کے اعتبار سے معدوم ہے اس لئے

وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الرجل يقول لامرأته: اعتدي

۵۱۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قال: اعتدي، فهي تطليقة يملك الرجعة إذا نوى طلاقاً. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۱۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن أبي الهيثم يرفعه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال لسودة رضي الله عنها: اعتدي، فجعلها تطليقة يملكها، فجلست

طلاق کے ساتھ ان شاء اللہ متصلاً ہونا چاہیے جیسے دوسری اور شروط ساتھ ہوتی ہیں۔

اس شخص کا بیان جو اپنی بیوی سے کہے تم عدت گزار لو

۵۱۵ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب "اعتدی" (تم عدت گزار لو) کہے تو اس سے طلاق رجعی ہوگی اگر طلاق کی نیت کی ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) الفاظ کنایہ سے نیت کے وقت طلاق واقع ہوتی ہے یا کہ حالات اس پر دلالت کریں جیسے مثلاً بیوی طلاق کا مذاکرہ ہو تو ہر الفاظ کنایہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ تین الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور وہ یہ ہیں: ۱۔ اعتدی (عدت گزار لو یا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرو) ۲۔ استبرئی رحمک (اپنے رحم کو صاف کر لو) یعنی عدت پوری کر لو یا اپنے آپ کو پاک صاف کر لو تاکہ طلاق ہو سکے ۳۔ انت واحدۃ (یعنی مطلقہ ہو بطلاق واحدۃ) یا اپنی قوم میں منفرد ہو گی اور سب تقدیریں ہو چونکہ ان الفاظ میں طلاق اور غیر طلاق دونوں کا احتمال ہے اس لئے ان میں نیت ضروری ہے جس سے ایک رجعی طلاق واقع ہوگی۔

۵۱۶ - ... حضرت الہیثم بن ابی الہیثم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اعتدی اور اسے ایک طلاق شمار کیا جس میں آپ رجوع کے مالک تھے وہ ایک رات آپ کی گزرگاہ پر بیٹھیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھ سے رجوع کر لیجئے کیونکہ میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہی کہ مجھے مردوں کی حرص ہے بلکہ میں یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے روز آپ کی بیویوں کے ساتھ اٹھائی جاؤں۔ آپ میری باری اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کے لئے کر دیجئے، فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

في طريقه يوماً فقالت: يا رسول الله، إن يجعل في قلبه ما أقول، هذه نفسي صاحبتي، ما لي في الرجال حاجة ولكني أريد أن أحشر يوم القيامة مع أزواجك، واجعل يومي منك لبعض أزواجك. قال: فراجعها. قال محمد: وبه نأخذ، إذا طابت نفس المرأة أن تقيم مع زوجها على أن لا يقسم لها فذلك جائز، ولها أن ترجع عن ذلك إذا بدا لها، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب عدة أم الولد

* * *

٥١٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في أم الولد يموت عنها سيدها قال: إن كانت تحيض فثلاث حيض، وإن كانت لا تحيض فثلاثة أشهر، وكذلك

سے اس سے رجوع کر لیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر عورت خوشی سے یہ پسند کرے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ بغیر باری حاصل کیے رہے تو یہ جائز ہے البتہ اگر وہ اس بات سے رجوع کرنا چاہے تو رجوع کر سکتی ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: اس سے معلوم ہوا کہ اعتدی کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے لہٰذا اس میں رجوع کیا جا سکتا ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بڑی عمر کی صحابیہ تھیں، دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی، لیکن چونکہ یہ عورت کا ذاتی حق ہے چنانچہ اگر وہ دوبارہ اس کا مطالبہ کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اس لئے کہ اس نے پہلے اپنے حق کو ساقط کیا ہے جو ابھی تک واجب ہی نہیں ہوا تھا لہٰذا وہ ساقط نہیں ہوگا اس لئے اسے رجوع کا حق دیا گیا ہے۔

ام ولد کی عدت کا بیان

۵۱۵۔ ... حضرت ابراہیم سے اُس ام ولد کے بارے میں مروی ہے جس کے آقا کا انتقال ہو جائے فرمایا اگر اسے حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض ہیں اور اگر حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے، یہی حکم ہے اگر مالک اسے آزاد کر دے تب بھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: ام ولد کا مالک یا آقا اگر مر جائے یا اسے آزاد کر دے تو اس کی عدت تین حیض ہیں بشرطیکہ وہ پہلے عدت میں یا کسی دوسرے کے نکاح میں نہ ہو، ام ولد کو عدت میں کوئی نفقہ نہیں ملے گا اس لئے کہ یہی قول

إذا أعتقها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥١٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في السقط من الأمة تسقطه أنه قال: ما كان لا يستبين منه إصبع أو عين أو فم أنها لا تعتق ولا تكون به أم ولد. قال محمد: وبه نأخذ إذا استبان شيء من خلقه كانت به أم ولد، وإذا لم يستبن شيء من خلقه لم تكن به أم ولد وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب نفقة التي لم يدخل بها

٥١٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يتزوج المرأة فلو

کی صحت کی طرح ہے جس سے نکاح فاسد کے ذریعہ وطی کی گئی ہو، ام ولد کو اگر حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیضے ہوں گے۔

٥١٨ - ... حضرت ابراہیم نے اس ناتمام بچے کے بارے میں جو حمل کا ہو باندی سے پیدا ہو، فرمایا کہ جس کی کوئی انگلی یا منہ ظاہر نہ ہوا ہو تو اس کی وجہ سے باندی آزاد نہ ہوگی نہ اس کی وجہ سے ام ولد بنے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر بچے کی خلقت کا اعضاء میں سے کچھ بن جائے تو وہ باندی ام ولد بن جائے گی اور اگر اس کے اعضاء میں سے کچھ نہ بنا ہو تو اس ناتمام بچہ کی وجہ سے وہ ام ولد نہیں بنے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر بچے کے اعضاء وغیرہ نہ بنے ہوں تو وہ گوشت کے لوتھڑے کی مانند ہے اس سے وہ باندی اپنے مولیٰ کی ام ولد نہیں بنے گی لیکن اگر اعضاء بن گئے ہوں تو ام ولد بن جائے گی۔ مراد اگر ناتمام بچہ کو وضع حمل کرے تب بھی باندی اس کی وجہ سے ام ولد نہیں بنے گی جب تک اس کے نقوش وغیرہ ظاہر نہ ہو گئے ہوں۔ (البحر الرائق ج ۔ ۲۰۹)۔

غیر مدخول بہا کے نفقہ کا بیان

٥١٩ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کسی عورت سے شادی کرے اور اس سے صحبت نہ کرے، فرمایا اگر کمی مرد کی طرف سے ہو تو اس پر اس عورت کا نان نفقہ آئے گا اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو اسے نان نفقہ نہیں ملے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر عورت ایسی چھوٹی

يعني بها فقال: إن كان الحبس من قبل الرجل فعليه النفقة، وإن كان من قبل المرأة فلا نفقة لها. قال محمد: وفيه نظر، إذا كانت صغيرة لا يجامع مثلها فلا نفقة لها، وإن كانت كبيرة والزوج صغير لا يجامع مثله فلها النفقة عليه في ماله وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

لڑکی ہو جس سے صحبت نہ کی جا سکتی ہو تو اسے نان نفقہ نہیں ملے گا اور اگر بڑی ہو شوہر ایسا چھوٹا بچہ ہو جس سے ابھی صحبت نہ کر سکتا ہو تو عورت کو اس کے مال ہی سے نان نفقہ ملے گا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: شوہر پر بیوی کا نان نفقہ واجب ہوتا ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو شوہر کے گھر میں شوہر کے حوالے کر دے تو بیوی کا نان نفقہ، کپڑا لتا اور رہائش مرد پر لازم ہوتی ہے، اس میں مرد و عورت دونوں کی حالت کا اعتبار ہوگا چاہے شوہر مالدار ہو یا تنگدست، ارشاد باری ہے:

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ (الطلاق: ۷)	وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق خرچ کرنا چاہیے
وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (البقرۃ: ۲۳۳)	اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا موافق دستور کے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا تم پر عورتوں کا نان نفقہ اور رہائش لازم ہے مناسب معیار کی، چونکہ عورت مرد کی منفعت کے لئے اس کے گھر میں مقید ہوتی ہے اس لئے اس کا نفقہ بھی اسی پر آئے گا۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص کسی کے حق کے لئے محبوس ہو تو اس کا نفقہ اسی پر آتا ہے۔

نان نفقہ بیوی کو ملتا ہے خواہ وہ آزاد عورت ہو یا مکاتبہ باندی، لیکن اگر باندی یا ام ولد ہو تو اس کو اس وقت نفقہ ملے گا جب وہ رات کو اس کے ساتھ رہے۔ نفقہ نکاح صحیح اور اس کی عدت کی صورت میں لازم ہوتا ہے، نکاح فاسد اور اس کی عدت میں لازم نہیں ہوتا۔ عورت اگر نافرمان ہو اپنے آپ کو مرد کے حوالے نہ کرے تو اس کا نان نفقہ بھی لازم نہ ہوگا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو مرد کے حوالے نہ کر دے۔ لڑکی اگر اتنی چھوٹی ہو کہ اس سے استفادہ نہ ہو سکے تو چاہے وہ اپنے آپ کو مرد کے حوالے بھی کر دے تب بھی اس کا نان نفقہ لازم نہیں ہوگا، لیکن اگر شوہر بہت چھوٹا ہو وطی نہ کر سکتا ہو اور لڑکی بڑی ہو تو اسے لڑکے کے مال میں سے نان نفقہ ملے گا۔

باب المختلعة

۵۲۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن أبي الهيثم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: لو اختلعت بعقاص شعرها جاز ذلك. قال محمد: وبه نأخذ ما اختلعت به من شيء ولو اختلعت بمالها كله جاز ذلك في القضاء. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۲۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كان الظلم من قبل المرأة فقد حلت له الفدية، وإن كان يجيء من قبل الرجل فلا تحل له الفدية. قال محمد: وبه نأخذ، ونحب له أن لا يزداد على ما أعطاها شيئاً، وإن فعل فهو جائز في القضاء.

۵۲۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عمارة أو عمار أبي عمار (الشك من قبل محمد)

خلع والی عورت کا بیان

۵۲۰ - ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر عورت اپنے بالوں کے جوڑے کے عوض خلع کرے تب بھی جائز ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں وہ جس چیز پر چاہے خلع کرے، اگر وہ اپنے تمام مال کے عوض خلع کرے تو قضاءً یہ بھی جائز ہو جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۵۲۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر ظلم و زیادتی عورت کی طرف سے ہو تو اس سے خلع میں دیئے گئے مال کا لینا جائز ہے لیکن اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہے تو اس کے لئے عوض لینا درست نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ہم پسند نہیں کرتے کہ انسان نے عورت کو جو دیا ہے اس سے زیادہ لے لیکن اگر لے لیا تو قضاءً جائز ہے۔

۵۲۲ - ... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس سے اس پر خلع کرو جو تم نے اسے دیا ہے اس لئے کہ اس سے زائد لینا اچھا نہیں ہے۔

(ش) اگر میاں بیوی میں اختلاف ہوں اور وہ ایک دوسرے کے حق کو صحیح طور سے ادا کر سکتے ہوں،

عن ثبیه عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه قال: لا تخلعها إلا بما أعطيتها وله أن يأخذ في الفضل.

باب من قال لامرأته: أنتِ عليَّ حرام

۴۲۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقول لامرأته: أنتِ عليَّ حرام، إن نوى الطلاق فهي واحدة وهو أملك برجعتها. قال محمد: وأما في قول أبي حنيفة فإن نوى الطلاق فهو ما نوى، إن نوى واحدة فهي واحدة بائنة، وإن نوى طلاقاً ولم ينو عدداً فهي واحدة بائنة، وإن نوى اثنتين فهي واحدة بائنة، وإن نوى واحدة يملك الرجعة فهي واحدة بائنة، وإن نوى ثلاثاً فهي ثلاث ولا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، وإن لم

اور مرد طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو عورت اپنی جان چھڑانے کے لئے مرد کو خلع کے طور پر مال دے سکتی ہے، اس خلع سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور عورت پر طے شدہ مال لازم ہو جاتا ہے۔ اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو اس کے لئے خلع میں کچھ لینا مکروہ ہے لیکن اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہو تو مرد نے عورت کو جو دیا ہے اس سے زیادہ لینا مکروہ ہے لیکن اگر لے لیا تو فتویٰ کے لحاظ سے جائز ہے دیانۃً اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

اس شخص کا بیان جو اپنی بیوی سے کہے تم مجھ پر حرام ہو

۴۲۳۔۔۔۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی سے کہے تم مجھ پر حرام ہو فرمایا اگر اس نے طلاق کی نیت کی ہو تو اس سے ایک طلاق واقع ہو گی جس میں مرد کو رجوع کا حق حاصل ہو گا۔ امام محمد نے فرمایا! امام ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ اگر مرد نے طلاق کی نیت کی ہے تو جس کی نیت کی ہے وہ واقع ہو جائے گی اگر ایک کی نیت کی ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی اگر طلاق کی نیت کی لیکن تعداد کی نیت نہیں کی تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی اگر دو کی نیت کی ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی۔ اگر ایک طلاق رجعی کی نیت کی ہو تو ایک طلاق بائن پڑے گی اور اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی پھر اس شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو گی جب تک وہ دوسرے شوہر سے شادی نہ کر لے۔ اور اگر طلاق کی نیت نہ کی ہو تو یہ قسم بن جائے گی پھر اگر یہ شخص چار ماہ تک اس کے قریب نہ جائے تو ایلاء کرنے والا بنے گا اور چار ماہ

ہو طلاق فلیس بیمین، وہو مول إن ترکہا أربعۃ أشہر لا یقربہا بانت بالإیلاء، وإن لم تکن لہ نیۃ فہو إیلاء أیضا، وإن نوی الکذب فلیس بشیء، وہذا قول أبی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی۔

بعد ایلاء کی وجہ سے عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور اگر اس نے کوئی نیت نہ کی ہو تب بھی ایلاء بنے گا اور اگر اس سے جھوٹ موٹ کہا ہو تو کچھ نہیں ہوگا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): انت علی حرام ان الفاظ کنایہ میں سے ہے جن سے اگر ایک کی نیت کی ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے نیت نہ کی ہو تو کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس میں طلاق اور غیر طلاق دونوں کا احتمال ہے لہٰذا یہ جملہ نیت کی وجہ سے طلاق بنے گا۔ اس سے اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہو جائیں گی اور اگر دو کی نیت کی ہو تو بھی ایک واقع ہوگی اس لئے کہ بیوی باندی ہو تو دو واقع ہو جائیں گی۔ ایلاء کا بیان اگلے باب کے بعد آ رہا ہے۔ اگر انت علی حرام کہہ کر چار ماہ تک عورت کے قریب نہیں گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ایلاء کیا ہے لہٰذا یہ ایلاء بن جائے گا اور چار ماہ بعد عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی۔ مسئلہ یہی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ انت علی حرام تو اس سے اس کی نیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر وہ کہے میں نے یہ جھوٹ موٹ کہہ دیا تھا تو اس سے ایلاء وغیرہ کچھ نہیں ہوگا، اور اگر یہ کہے کہ طلاق مراد لی تھی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اگر تین کی نیت کرے۔ اگر وہ کہے کہ میں نے اس لفظ سے ظہار مراد لیا تھا تو ظہار ہو جائے گا، اور اگر یہ کہے کہ میں نے اس سے حرمت مراد لی تھی یا کچھ نیت نہیں تھی تو یمین بنے گی اور وہ شخص ایلاء کرنے والا ہو جائے گا اس مسئلے میں حلال کو حرام کرنا یمین ہے جو مشہور روایت ہے۔

«یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک»۔

(ترجمہ:) اے نبی! آپ کیوں اس چیز کو جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے اسے آپ خود حرام کرتے ہیں!

پھر فرمایا:

«قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم»۔

(ترجمہ:) اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر کر دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حلال کو حرام کرنا یمین اور قسم ہے۔

◆

باب اللعان

۵۲۴ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: اللعان تطليقة بائن.

۵۲۵ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في المتلاعنين يفرق بينهما أنها تطليقة بائن. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۲۶ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا حماد عن إبراهيم قال: إذا قذف الرجل امرأته ثم لم يلاعنها فهما على نكاحهما، فإذا لاعنها بانت بتطليقة بائن وليس له أن ينكحها

لعان کا بیان

۵۲۴ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا لعان ایک طلاق بائن ہے۔

۵۲۵ - ... حضرت ابراہیم سے لعان کرنے والوں کے بارے میں مروی ہے فرمایا ان دونوں میں تفریق کر دی جائے گی اس لئے کہ لعان ایک طلاق بائن ہے۔

ف: میاں بیوی جب لعان کرلیں تو پھر قاضی شوہر سے طلاق دینے کو کہے گا اگر اس نے طلاق دے دی تو فبہا ورنہ قاضی ان دونوں میں تفریق کر دے گا یہ تفریق امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے یہاں طلاق بائن کے حکم میں ہوگی، اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے پر حرام ہو جائیں گے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لعان کرنے والے کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ کبھی اکٹھا نہ ہوں گے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ جب تک لعان کرتے رہیں اس وقت تک ایک ساتھ نہیں رہ سکتے لیکن اگر شوہر اپنے آپ کو جھوٹا تسلیم کر لیتا ہے تو لعان ختم ہو جائے گا۔

۵۲۶ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے پھر اس سے لعان نہ کرے تو یہ دونوں اپنے نکاح پر برقرار رہیں گے لیکن اگر لعان کرے تو بعد تفریق قاضی کے ایک طلاق بائن کے ذریعہ عورت جدا ہو جائے گی پھر وہ اس عورت سے کبھی بھی نکاح نہیں کر سکتا الا یہ کہ اپنے آپ کو جھٹلا دے اگر اپنے آپ کو جھٹلا دے گا تو اس سے شادی کر سکے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر اس نے اپنے آپ کو جھٹلا دیا اسے حد لگ گئی، اس کی گواہی ختم ہو گئی اور لعان باطل ہو گیا تو وہ اس عورت سے شادی کر سکتا

toobaa-elibrary

أبى إلا أن يكذب نفسه، فإن أكذب نفسه تزوجها، قال محمد: وبه نأخذ، إذا أكذب نفسه ضرب الحد وبطلت شهادته وبطل اللعان، وكان له أن يتزوجها، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۴۲۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل قذف امرأته ثم طلقها ثلاثا، قال: ليس بينهما لعان ولا حد عليه لأنه قذفها وهي تحته، فوقع اللعان، فلم يلاعنها حتى طلقها فبطل اللعان ولا حد عليه.

یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور دونوں میاں بیوی شہادت دینے کے اہل ہوں اور عورت ایسی عفیفہ اور پاکدامن ہو جس پر تہمت لگانے والے کو حد قذف لگتی ہو یا مرد بچے کا انکار کرے اور عورت حد قذف کا مطالبہ کرے تو مرد پر لعان آئے گا۔ لعان ایسی چار شہادات کو کہا جاتا ہے جو مؤکد بالأیمان ہوتی ہیں لعنت اس کے ساتھ ملی ہوتی ہیں، مرد کے حق میں حد قذف اور عورت کے حق میں حد زنا کے قائم مقام ہوتی ہیں لعان کی شرط یہ ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ قائم ہو، نکاح صحیح ہو، اس کا سبب یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی پر ایسا الزام لگاتا ہو جو اجنبیہ پر حد کا موجب ہو۔ اس کا رکن وہ شہادات ہیں جو لعنت کے ساتھ مؤکد ہوں، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی وجہ سے لعان کے بعد بیوی سے وطی و استمتاع حرام ہو جاتا ہے اگرچہ قاضی نے تفریق نہ کی ہو یا مرد نے طلاق نہ دی ہو۔ اگر مرد لعان نہ کرے تو قاضی اسے قید کرے گا یہاں تک کہ یا لعان کرے یا اپنے آپ کو جھٹلائے اور اسے حد لگے گی۔ اگر مرد نے لعان کر لیا تو عورت پر لعان لازم ہو جائے گا اگر نہیں کرے تو قاضی اسے قید کرے گا یہاں تک کہ یا لعان کرے یا مرد کی بات کی تصدیق کرے اور اسے حد زنا لگے

اگر مرد اپنے آپ کو جھٹلا دے کہ اس نے جھوٹ کہا تھا تو قاضی اس پر حد قذف جاری کرے گا اور پھر اس مرد کے لیے اس عورت سے شادی کرنا جائز ہو جائے گا۔

۴۲۶ ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی پھر اسے تین طلاقیں دے ڈالیں کہ اب ان کے درمیان لعان نہیں ہوگا اور نہ مرد پر حد قذف آئے گی اس لیے کہ اس نے تہمت اس وقت لگائی تھی جب وہ اس کے نکاح میں تھی لہٰذا لعان ہوگا لیکن اس نے اس سے لعان کرنے سے قبل اسے طلاق دے دی لہٰذا لعان باطل ہو گیا اور مرد پر حد قذف نہیں آئے گی۔

۵۲۸ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في رجل قذف امرأته فسكتت منه، ثم طلقها ثلاثاً ثم استعدت، فليس بينهما لعان. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۲۹ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قذف الرجل امرأته فالتعن أحدهما توارثا ما لم يلتعن الآخر. قال محمد: وبه نأخذ يتوارثان ما لم يلتعنا جميعاً

---

۵۲۸ ۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی پر تہمت لگائے عورت اس پر خاموش رہے پھر وہ اسے تین طلاق دے دے پھر وہ عورت طلاق کے بعد عدت گزار کر پہلے شوہر کے لئے تیار ہو جائے تو اب ان کے درمیان لعان باقی نہ رہا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: زوجین میں سے کوئی ایک اگر لعان نہ کرے تو تفریق نہ ہو گی وہ ایک دوسرے کے زن و شوہر رہیں گے شوہر اگر طلاق دے تو طلاق واقع ہو گی۔ اگر اس سے ظہار یا ایلاء کرے تو وہ ہو جائے گا۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا وارث بنے گا۔ عویمر عجلانی نے اپنی بیوی پر الزام لگایا تھا پھر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں نے اس پر جھوٹ باندھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بیوی کو روک کے رکھو۔ انہوں نے عرض کیا اگر میں اسے اپنے ساتھ رکھوں تو اسے تین طلاقیں ہیں۔ انہوں نے لعان کے بعد کہا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر لعان بھی کر لیں تب بھی جب تک شوہر طلاق نہ دے یا قاضی تفریق نہ کرے تفریق نہ ہو گی تو اگر زوجین میں سے کوئی ایک لعان نہ کرے تو تفریق نہ ہو گی۔ اور اگر طلاق دی تو وہ واقع ہو جائے گی تین طلاقیں دیں اور ان کے بعد بیوی سے حلالہ کرایا عدت بھی گزر گئی تو پہلا شوہر اس سے شادی کر سکتا ہے۔

۵۲۹ ۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے اور دونوں میں سے ایک لعان کرے تو وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے جب تک دوسرا لعان نہ کرے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے اس وقت تک وارث بنیں گے جب تک دونوں لعان نہ کر لیں اور قاضی ان کے درمیان تفریق نہ کرے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: ابھی گزرا ہے کہ عورت لعان کی وجہ سے طلاق یا قاضی کی تفریق کی وجہ سے جدا ہوتی ہے اس سے قبل ان دونوں میں میاں بیوی والے احکامات جاری ہوں گے۔ طلاق، ظہار، ایلاء سب ہو سکتا

ويفرق القاضي بينهما، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الخيار و أمرك بيدك

۵۳۰- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قال الرجل لامرأته: أمرك بيدك فليس لها أن تختار إلا واحدة، وإذا قال: ما بيدي من طلاق فهو بيدك فهو بيدها تحكم في مجلسها قبل أن تنهض، فإن قالت: تطليقة، فهي تطليقة، وإن قالت: تطليقتان فهي ما قالت من شيء. قال محمد: وأما في قولنا فإذا قال لها: أمرك بيدك فإن اختارت نفسها فهو ما نوى الزوج، فإن نوى واحدة فهي واحدة بائن، وإن نوى ثلاثاً فهي ثلاث، وإن نوى ثنتين فهي واحدة بائن، لا يكون اثنتين أبداً، واحدة بائنا أو ثلاثا إن نوى ذلك. فإن لم ينو طلاقاً وكان ذلك في الغضب لم يصدق في القضاء، وصدق فيما بينه وبين الله تعالى، وإن كان في غير

ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔

عورت کو اختیار دینے اور یہ کہنے کا بیان کہ تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے

۵۳۰۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے تو وہ صرف ایک طلاق ہی اختیار کر سکتی ہے لیکن اگر مرد نے یہ کہا ہو کہ میرے ہاتھ میں جتنی طلاقیں ہیں تمہیں ان کا اختیار دیتا ہوں تو وہ اس کے اختیار میں ہو جائیں گی وہ اس مجلس میں اٹھنے سے پہلے فیصلہ کر سکتی ہیں، اگر وہ ایک طلاق کہے تو ایک طلاق ہوگی اور اگر وہ طلاقیں کہے تو وہ جو کہے گی وہ واقع ہو جائیں گی۔ امام محمد نے فرمایا ہمارا قول یہ ہے کہ مرد نے اگر عورت سے یہ کہا کہ تمہارا معاملہ تمہارے اختیار میں ہے اور عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو مرد نے جو نیت کی ہے اسی کا اعتبار ہوگا، اگر ایک کی نیت کی تو اسے ایک طلاق بائن پڑے گی اور اگر تین کی نیت کی تو تین طلاقیں پڑیں گی اور اگر دو کی نیت کی تب بھی ایک طلاق بائن ہی پڑے گی، اس سے یا تین طلاقیں واقع ہوں گی اگر تین کی نیت کی ہو یا ایک طلاق بائن، اور اگر طلاق کی نیت نہ کی ہو اور یہ بات غصہ میں ہوئی ہو تو قضاءً اس کی بات نہیں مانی جائے گی فیما بینہ وبین اللہ اس کی بات تسلیم کی جائے گی، اور اگر غصہ میں نہ ہو تو قسم کے ساتھ ان سب میں اس کی بات کی تصدیق

غضب فهو مصدق في ذلك كله مع يمينه، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٣١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقول لامرأته: اختاري أو أمرك بيدك ثلاث مرار. قال محمد: ونحن نقول: إن ذلك سواء، وإن ذلك لها ما لم تقم من مجلسها أو تأخذ في عمل غير ذلك، وإن أخذت في عمل غير ذلك أو قامت من مجلسها بطل خيارها، وإن اختارت نفسها في القولين، فأما قوله: اختاري يريد الطلاق فهي واحدة فهي تطليقة بائن في الكلمة إلا أن ينوي ثلاثاً أو غيرها، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٣٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا خير الرجل امرأته فقامت من مجلسها فلا خيار لها.

٥٣٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عمرو بن دينار عن جابر قال: إذا خير الرجل امرأته فقامت من مجلسها فلا خيار لها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله

کی جائے گی یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے

۵۳۱ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے کہ جو اپنی بیوی کو کہے کہ تم خود کو اختیار کر لو یا اس کے بجائے تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے (تین بار) فرمایا یہ دونوں برابر ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں برابر ہیں اور یہ اختیار اسے اس وقت تک رہے گا جب تک مجلس میں رہے گی اور کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو لیکن اگر کسی اور کام میں لگ گئی یا مجلس سے کھڑی ہو گئی تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا۔ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو دونوں صورتوں میں فرق ہو جائے گا اس کو تین کہا یا اس سے طلاق مراد لی ہو تو اس سے ہر صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہو گی جب تک تین مراد ہوں یا اس کے علاوہ اور کوئی نیت۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۵۳۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا انسان جب اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ مجلس سے کھڑی ہو جائے تو اس کے لئے اختیار باقی نہیں رہے گا۔

(شرح): یہ جو اختیار ہے یہ تملیک ہے وہ مجلس کے ساتھ خاص ہوتا ہے جب مجلس باقی ہے تو وہ بھی باقی رہے گا مجلس ختم تو اختیار بھی ختم ہو جائے گا۔

۵۳۳ - ... حضرت جابر نے فرمایا انسان جب اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ مجلس سے کھڑی ہو جائے تو اس کا

تعالى. قال محمد: الذي روي عنه جابر بن زيد أمر الخيار.

٥٣٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن عمر بن الخطاب وعبد الله بن مسعود رضي الله عنهما كانا يقولان في المرأة إذا خيرها زوجها فاختارت زوجها فهي امرأته، وإن اختارت نفسها فهي تطليقة وزوجها أملك بها.

٥٣٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أن زيد بن ثابت رضي الله عنه كان يقول: إذا اختارت زوجها فلا شيء وهي امرأته، وإذا اختارت نفسها فهي ثلاث، وهي عليه حرام حتى تنكح زوجاً غيره. وكان علي بن أبي طالب رضي الله عنه يقول: إذا اختارت زوجها فهي واحدة والزوج أملك بها، وإذا اختارت نفسها فهي واحدة وهي أملك بنفسها.

٥٣٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم عن عائشة رضي الله عنها

اختیار باقی نہیں رہے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ امام محمد نے فرمایا ابن مسعود سے روایت مروی ہے وہ اختیار جابر بن زید ہیں۔

۵۳۴ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما عورت کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اگر اس کے شوہر نے اسے اختیار دیا اور اس نے شوہر کو اختیار کر لیا تو وہ اس کی بیوی رہے گی اور اگر اپنے آپ کو اختیار کر لیا تو طلاق ہوگی البتہ اس کا شوہر اس کا زیادہ مالک ہوگا (یعنی طلاق رجعی ہوگی)۔

۵۳۵ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر وہ اپنے شوہر کو اختیار کرے تو کچھ نہ ہوگا وہ اس کی بیوی رہے گی اور اگر اپنے آپ کو اختیار کر لے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور وہ اس پر حرام ہو جائے گی جب تک وہ دوسرے شوہر سے شادی نہ کرے (اس کے لئے حلال نہ ہوگی) اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق پڑ جائے گی اور شوہر اس کا زیادہ مالک ہوگا (یعنی طلاق رجعی واقع ہوگی شوہر جب چاہے رجوع کرے) اور اگر اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور وہ اپنے نفس کی زیادہ مالک ہوگی (یعنی طلاق بائن واقع ہو جائے گی)۔

۵۳۶ - ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

قالت خيرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخترناه فلم يعد ذلك علينا طلاقاً۔ قال محمد: أخذنا بقول عائشة رضي الله عنها التي روت عن النبي صلى الله عليه وسلم، وبقول عمر وابن مسعود رضي الله عنهما: إذا اختارت زوجها فلا شيء۔ وأخذنا بقول علي رضي الله عنه: إذا اختارت نفسها فهي واحدة وهي أملك بنفسها۔ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

کو پسند کر لیا اور آپ نے اسے ہم پر طلاق شمار نہ کی۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو اختیار کرتے ہیں جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے قول کو کہ اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہ ہوگا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو اس صورت میں اختیار کرتے ہیں جب وہ اپنے آپ کو پسند کرے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور وہ عورت خود اپنی زیادہ حقدار ہوگی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے اختاری نفسک یا اپنے آپ کو پسند کر لو۔ اور اس کی مراد اس سے طلاق ہو یا یہ کہے کہ اپنے آپ کو طلاق دے دو یا امرک بیدک (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے) تو وہ جب تک اس مجلس میں موجود رہے اسے اپنے آپ کو طلاق دینے اور اختیار کرنے کا حق ہے لیکن اگر اس مجلس سے اٹھ گئی یا کسی اور کام میں مشغول ہو گئی تو یہ اختیار ختم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ یہ عورت کی ملکیت ہے اور اگر اختاری نفسک میں اس نے اپنے آپ کو پسند کر لیا تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی تین طلاقیں واقع نہ ہوں گی چاہے شوہر نے اس کی نیت کیوں نہ کی ہو اس لئے کہ حقیقت میں تملیک نہیں ہے خلاف قیاس صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کی وجہ سے اس کو تملیک بنایا گیا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ اختیار میں تنوع نہیں ہوتا بخلاف بینونت کے کہ اس میں تنوع ہوتا ہے اسی لئے بینونت صغریٰ اور بینونت کبریٰ کہا جاتا ہے۔ امام مالکؒ کے یہاں بلا نیت تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ امام شافعیؒ کے یہاں اگر تین کی نیت ہو تو تین واقع ہو جائیں گی۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے امرک بیدک اور تین کی نیت کرے عورت نے کہا میں نے اپنے آپ کو ایک کے ساتھ اختیار کر لیا تو تین طلاقیں ہی واقع ہوں گی لیکن اگر یہ کہتی میں نے اپنے آپ کو ایک طلاق کے ساتھ اختیار کیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ فرق یہ ہے کہ پہلی شکل میں اختیار امر بالید کا جواب بن سکتا ہے اور عورت کا اخترت نفسی بواحدۃ کہنا اس معنی میں ہے کہ اخترت نفسی بمرۃ واحدۃ اس سے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ دوسری صورت میں واحدۃ صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی اختیارۃ واحدۃ یا تطلیقۃ واحدۃ اس لئے اس سے ایک واقع ہوگی اور بائن ہوگی امرک بیدک میں مرد اگر ایک کی نیت کرے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

باب الإيلاء

۵۳۷۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا آلى الرجل من امرأته فوقع عليها في الأربعة الأشهر فعليه الكفارة. قال محمد: وبه نأخذ وقد بطل الإيلاء، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۳۸۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: آلى عبد الله بن أنس النخعي من امرأته ثم غاب عنها خمسة أشهر، ثم قدم فوقع عليها، فخرج على أصحابه ورأسه ينطف

ایلاء کا بیان

۵۳۷۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور چار مہینے کے اندر اس سے صحبت کر بیٹھے تو اس پر کفارہ آئے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اور ایلاء باطل ہو گیا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح: ایلاء: آلی یولی کا مصدر ہے لغت میں اس کے معنی یمین اور قسم کے ہیں۔ بعض نے الیۃ بمعنی حلف و قسم سے مشتق مانا ہے۔ ایلاء کے شریعت میں یہ معنی ہیں کہ اپنے نفس کو چار مہینے یا اس سے زیادہ وقت کے لیے بیوی کے قریب جانے سے قسم کھانے کے ذریعہ روکنا۔ اسی لیے کہتے ہیں ایلاء کرنے والا دو ناپسندیدہ چیزوں میں سے ایک کو ضرور اختیار کرتا ہے یا طلاق واقع ہو یا کفارہ دے۔ ایلاء کرنے والے کے لیے اس مدت کے دوران بیوی سے صحبت درست نہیں الا یہ کہ اپنی قسم کا کفارہ دے۔

اگر کوئی شخص ایلاء کرے اور پھر چار ماہ کے اندر ہمبستری کر لے تو وہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور ایلاء ختم ہو جائے گا۔ اور اگر چار ماہ گزر جائیں اور وہ اس کے قریب نہ جائے تو عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ اگر چار ماہ کی قسم کھائی تھی تو اب قسم ختم ہو جائے گی اور اگر ہمیشہ قریب نہ جانے کی قسم کھائی ہے تو قسم باقی رہے گی۔

۵۳۸۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت عبد اللہ بن انس نخعی نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا پھر پانچ ماہ تک ان کے پاس سے غائب رہے پھر آئے اور اس سے صحبت کر لی۔ پھر جب اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو غسل جنابت کی

من الجنابة، فقالوا له: أصبت من فلانة؟ قال: نعم، قالوا: أو لم تكن آليت منها؟ قال: بلى، قالوا: إنا نتخوف عليك أن تكون قد بانت منك، فانطلق به إلى علقمة فلم يجد عنده فيها شيئاً، فانطلق بهم علقمة إلى عبد الله بن مسعود رضي الله عنه فذكر له أمره، فأمره أن يأتيها فيخبرها بما قد بانت منه ويخطبها، فأتاها فأخبرها، ثم خطبها على مثاقيل فضة. قال محمد: وبهذا نأخذ، ونرى عليه مهراً آخر بقربه منها قبل نكاح الثاني، وهو قول أبي حنيفة وإبراهيم النخعي وحماد بن أبي سليمان.

جنابت ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، لوگوں نے کہا کیا آپ نے فلانی سے صحبت کی ہے! کہا جی ہاں، لوگوں نے کہا کیا آپ نے اس سے ایلا نہیں کیا تھا؟ کہا کیوں نہیں! لوگوں نے کہا ہمیں تو یہ خدشہ ہے کہیں وہ آپ سے جدا نہ ہو گئی ہو، چنانچہ وہ انہیں حضرت علقمہ کے پاس لے گئے ان کے پاس اس مسئلہ کے بارے کچھ نہیں ملا چنانچہ علقمہ انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور انہیں وہ معاملہ بتایا انہوں نے حکم دیا کہ وہ شوہر اس عورت کے پاس جائے، اور اسے اس کی اطلاع دے جس کی وجہ سے وہ اس سے جدا ہو گئی ہے اور اسے پیغام نکاح دے، چنانچہ وہ گئے اسے خبر دی اور چاندی کے چند مثقال پر پیغام نکاح دے دیا، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چونکہ شوہر نکاح ثانی سے قبل اس کے ساتھ صحبت کر چکا ہے اس لئے اس پر مہر لازم ہو گا یہی امام ابو حنیفہ، ابراہیم نخعی اور حماد بن ابی سلیمان رحمہم اللہ کا قول ہے۔

(ش) ایلاء کرنے والا اگر چار ماہ کے اندر اپنی بیوی سے صحبت کرے تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اس پر کفارہ یمین آئے گا اور ایلاء ختم ہو جائے گا لیکن اگر چار ماہ کے اندر اس سے صحبت نہیں کی چار مہینے گزر گئے تو عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اس لئے کہ اس شخص نے عورت پر بہت ظلم کیا اور شریعت کی خلاف ورزی کی، لہٰذا شریعت نے نکاح جیسی عظیم نعمت کو ختم کر دیا، حضرت عثمان، علی، عبادلہ ثلاثہ (ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر) اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ اگر مدت ایلاء گزرنے سے قبل رجوع نہیں کیا تو بیوی پر طلاق واقع ہو گئی دوبارہ نکاح کرنا ہو گا بغیر نکاح صحبت درست نہیں ایسا کرے گا تو گنہگار ہو گا اور عورت سے استمتاع بدون النکاح کی وجہ سے اس پر مہر لازم آئے گا، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نفس مدت گزرنے سے طلاق واقع نہیں ہو گی بلکہ مدت گزرنے کے بعد توقف کیا جائے گا اگر وہ رجوع کر لے تو ٹھیک ورنہ پھر شوہر سے کہا جائے گا اگر وہ خود نہیں چھوڑتا تو قاضی تفریق کرے گا اور ایک طلاق بائن ہو گی۔

۵۳۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عمرو بن مرة عن أبي عبيدة عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: إذا آلى الرجل من امرأته فمضت أربعة أشهر بانت بتطليقة وكان خاطبا يخطبها في العدة ولا يخطبها في عدتها غيره. قال محمد: وبه نأخذ، عزيمة الطلاق انقضاء الأربعة الأشهر، والفيء الجماع في الأربعة الأشهر لا يوقف بعدها، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۴۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن رجلا ولدت امرأته فقالت

---

۵۳۹ - ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور چار مہینے گذر جائیں تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی صرف اسے عدت کے دوران پیغام نکاح دے سکتا ہے اس کے علاوہ اور کسی کو اس کی عدت میں پیغام نکاح نہیں بھیجنا چاہیے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں چار مہینے پورے ہونے پر طلاق واقع ہو جائے گی اور لوٹنا (رجوع کرنا) یہ ہے کہ چار مہینے کے اندر اندر جماع کرے اس کے بعد توقف نہیں کیا جائے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔

البقرۃ - ۲۲۶

جو لوگ اپنی بیویوں سے (ہمبستری نہ کرنے کی) قسم کھا بیٹھیں ان کے لئے مہلت ہے چار ماہ تک کی پھر اگر یہ لوگ رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔

معلوم ہوا شوہر کو چار مہینے کے اندر اندر عورت سے ہمبستری کا حق ہے چار مہینے گذرنے کے بعد عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی اب بلا نکاح اس سے ہمبستری نہیں کرسکتا اس لئے شوہر صرف چار مہینے کے اندر اندر رجوع کرنے کا حق ہے اس کی عدت کے دوران یہ اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے کوئی اور شخص عدت سے قبل نکاح نہیں کرسکتا۔

۵۴۰ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ ایک شخص کی بیوی نے بچہ جنا اور اپنے شوہر سے کہا آپ میرے قریب اس وقت تک نہ آئیں (یعنی ہمبستری نہ کریں) جب تک میں اس بچہ کا دودھ نہ چھڑا دوں اس لئے کہ مجھے یہ خدشہ ہے کہ میں اسے دودھ پلانے کے دوران حاملہ نہ ہو جاؤں اس شخص نے یہ قسم کھالی کہ جب تک

لزوجها، لا تقرب من حق أعظم من هذا، وإن تفعل أن تحبط عليه. فحلفت أن لا يقربها حتى تفطمه قال: فسألت إبراهيم عن ذلك فقال: أخاف أن يكون إيلاءً وأرجو أن لا يكون إيلاءً. قال محمد: فسألت أبا حنيفة عن ذلك فقال: هو إيلاء. قال محمد: وبه نأخذ.

۵۴۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا أبو العطوف عن الزهري: أن النبي صلى الله عليه وسلم آلى من نسائه شهراً، فلما مضى تسعة وعشرون يوماً أرسل إلى عائشة رضي الله عنها

وہ دودھ نہیں چھڑے گی وہ اس کے قریب نہیں جائے گا، فرمایا اس عورت نے حضرت ابراہیم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا مجھے یہ ڈر ہے کہ یہ ایلاء نہ بن جائے اور یہ بھی امید ہے کہ ایلاء نہ بنے۔ امام محمد نے فرمایا میں نے اس کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا یہ ایلاء ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

ف: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں مدت رضاعت ڈھائی سال اور صاحبین اور امام شافعی رحمہم اللہ کے یہاں دو سال ہے۔ ابھی گذرا ہے کہ اگر کوئی شخص چار ماہ تک اپنی بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھائے تو اس سے ایلاء ہو جاتا ہے لہذا مذکورہ صورت میں بھی ایسا کہنے والا اگر چار مہینے کے اندر بیوی سے صحبت کرے گا تو کفارہ یمین دے گا ایلاء ختم ہو جائے گا ورنہ چار مہینے گذرنے کے بعد اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

۵۴۱ - ... حضرت زہری سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک مہینے کا ایلاء کیا جب انتیس دن گذر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ آ جائیے! انہوں نے جواب میں کہلوایا کہ آپ نے مجھ سے ایلاء کیا تھا میں ایک ایک دن اور رات گن رہی ہوں ابھی مہینے میں ایک دن باقی ہے، آپ نے انہیں پیغام بھیجا کہ آ جائیے اس لئے کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور تیس دن کا بھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر وقت چاند کے حساب سے مقرر کیا گیا ہو اور اگر چاند سے مقرر نہ کیا گیا ہو تو مہینہ تیس دن کا ہوگا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: مدت ایلاء میں اختلاف ہے، ہمارے یہاں مدت ایلاء چار ماہ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں صاف مذکور ہے۔

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ   جو لوگ اپنی بیویوں سے (صحبت نہ کرنے کی) قسم کھا

أن تعالى، فأرسلت إليه إنك آليت مني شهرا وقد مضت الأيام، وإنه بقي من الشهر يوم، فأرسل إليها أن تعال فإن الشهر يكون تسعا وعشرين. قال محمد: وبه نأخذ إذا كان بالأهلة، وإذا كان بغير الأهلة فالشهر ثلاثون، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۴۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في الرجل يقول لامرأته.

تشریح: (بقرہ - ۲۲۶) میں ایلاء کے لئے مدت چار ماہ تک ہے۔

ابن ابی شیبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ چار ماہ سے کم میں ایلاء نہیں ہوتا۔ امام مالک، شافعی اور اسحاق رحمہم اللہ کے یہاں مدت متعین نہیں ہے۔

ایلاء بغیر قسم اور تعلیق کے نہیں ہوتا۔ ائمہ اربعہ اور جمہور صحابہ و تابعین کا یہی مسلک ہے۔ البتہ سعید بن المسیب اور یزید بن الاصم یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بیوی سے بغیر قسم اٹھائے جماع چھوڑ دے تب بھی ایلاء ہو جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک اپنی ازواج مطہرات کے قریب نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔ مدت قسم کے لحاظ سے ایلاء کہا گیا ہے لیکن یہ ایلاء لغوی ہے، ایلاء حقیقی چار ماہ سے کم کی قسم اٹھانے پر منعقد نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اس طرح کی قسم اٹھائے تو اسے بہتر چیز کو اختیار کرنا چاہئے ظلم نہ کرے۔ اصلاح و تنبیہ کے لئے ایسا کر سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ مہینہ انتیس دن کا ہو اور اس کے پورا ہونے پر آپ نے قسم کے پورا ہونے کی وجہ سے ایسا کیا ہو۔

۵۴۳ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اگر میں تمہارے قریب گیا تو تمہیں طلاق ہے پھر چار ماہ تک اسے چھوڑے رکھے فرمایا: وہ ایلاء کی وجہ سے اس سے جدا ہو جائے گی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اگر تمہارے قریب گیا تو تمہیں طلاق یا کہے بخدا میں تمہارے قریب نہ جاؤں گا ایسی صورت میں اگر چار مہینے کے اندر اندر اس سے جماع کر لیا تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ یمین لازم ہو جائے گا لیکن اگر اس کے قریب نہ گیا اور چار مہینے گزر گئے تو یہ ایلاء بن جائے گا۔

اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میں تمہارے قریب نہ جاؤں گا تو یہ ایلاء مؤبد ہے چار ماہ گزرنے پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی قسم باقی رہے گی اگر دوبارہ شادی کرلی تو پھر ایلاء ہو جائے گا اگر مدت ایلاء میں وطی کر لی

إن قربتك فأنت طالق، فتركها أربعة أشهر، قال: بانت بالإيلاء، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من آلى ثم طلق

٥٤٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا آلى الرجل من امرأته ثم طلقها فالطلاق يهدم الإيلاء. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا.

٥٤٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن الشعبي قال: إذا آلى الرجل من امرأته ثم طلقها فهما كفرسي رهان، إن جاءت الأربعة الأشهر وهي في شيء من عدتها وقعت

تو بعد چار ماہ گزرنے پر دوسری طلاق واقع ہو جائے گی پھر اگر تیسری مرتبہ شادی کرلی تو پھر ایلاء لوٹ آئے گا اور اس مدت میں وطی کرلی تو قسم میں حانث ہوگا ورنہ پھر طلاق پڑ جائے گی۔ اس کے بعد اگر اس عورت نے حلالہ کرلیا اس کی عدت کے بعد اس نے اس سے پھر شادی کرلی تو اب ایلاء نہ ہوگا اس لئے کہ ایلاء کا تعلق ملک سے تھا اور وہ ملک ختم ہو چکی ہے اب جو ملک حاصل ہوئی ہے وہ اس وقت حاصل نہ تھی جب اس نے قسم اٹھائی تھی اور اس نے طلاق کو اس سابقہ ملک کے ساتھ مقید کیا تھا۔ اب اسے نئی طلاق کا حق حاصل ہو گیا جو اسے اس وقت حاصل نہیں تھا جب اس نے قسم اٹھائی تھی۔ اس نے قسم کو اس ملک کی طرف منسوب ہی نہیں کیا تھا لہذا اب ایلاء بھی نہ ہوگا البتہ قسم باقی رہے گی اگر ہم بستری کرے گا تو کفارہ یمین دینا پڑے گا اس لئے کہ وہ اپنی قسم میں حانث ہو گیا ہے جس کا کفارہ اس پر لازم ہوگا۔

ایلاء کے بعد طلاق دینے کا بیان

۵۴۳ — حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرے پھر اسے طلاق دے دے تو طلاق ایلاء کو ختم کر دیتی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے اختیار نہیں کرتے ہیں۔

۵۴۴ — حضرت شعبی نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرے پھر اسے طلاق دے دے تو یہ دونوں گھڑدوڑ کے دو گھوڑوں کی طرح ہوں گے اگر چار مہینے گزر جائیں اور یہ عدت کے دوران ہو تو اس طلاق کے ساتھ ساتھ جو اسے دی گئی ہے ایلاء والی ایک اور طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔ اور اگر چار مہینے پورے ہونے سے قبل عدت گزر گئی تو ایلاء ختم ہو جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے

تطليقة الإيلاء مع التطليقة التي طلق، وإن انقضت العدة قبل أن تجيء وقت الأربعة الأشهر سقط الإيلاء. قال محمد: فقلت لأبي حنيفة: بأي القولين تأخذ؟ فقال: بقول عامر الشعبي.
قال محمد: وبه نأخذ.

باب الظهار

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۴۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا ظاهر الرجل من

پوچھا آپ دونوں قولوں میں سے کس کو اختیار کرتے ہیں؟ فرمایا شعبی کے قول کو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

(ش) اگر ایلاء کرنے والا ایلاء چار ماہ کی مدت گزرنے پر بیوی پر طلاق بائن واقع ہونے کے بعد عدت کے دوران طلاق دے تو طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اگر طلاق رجعی میں عدت کے دوران ایلاء کیا تو ایلاء ہو جائے گا اور اگر چار ماہ پورے ہونے سے قبل طلاق کی عدت گزر گئی تو وہ اس کی بیوی نہیں رہی لہذا ایلاء ختم ہو جائے گا اس لئے کہ ایلاء بیوی کے ساتھ ہوتا ہے اور عدت ختم ہونے کی وجہ سے اس کے نکاح سے نکل گئی ہے ایلاء کے لئے بنص قرآن من نسائهم کا ہونا ضروری ہے اور یہ بیوی نہ رہی اس لئے مطلقہ رجعیہ سے ایلاء کر سکتے ہیں مطلقہ بائنہ سے نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں زوجیت ختم ہو گئی ہے لہذا ایلاء کا عدم ہو جائے گا۔

ظہار کا بیان

۵۴۵ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا انسان جب چار بیویوں سے ظہار کرے تو اس پر چار کفارے آئیں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ظہار حقیقت میں اپنے محارم کی شرمگاہ کے ساتھ تشبیہ دینے کو کہتے ہیں، لیکن اہل عرب حیاء کی وجہ سے ان چیزوں کا نام زبان پر لانے کو نامناسب سمجھتے تھے اس لئے پیٹھ کا لفظ استعمال کیا جو شرمگاہ کے قریب ہے، پس ظہر (پشت) کو ذکر کرتے اور اس سے شرمگاہ سے تشبیہ مراد ہوتی۔ شرعاً ظہار کے معنی ہیں منکوحہ بیوی کو ایسی عورت کے ساتھ تشبیہ دینا جو علی الاطلاق نسب، رضاعت یا صہریت کی بنا پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔ ظہار کے درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ بیوی سے نکاح صحیح کیا ہو، لہذا اگر

أربع نسوة فعليه أربع كفارات. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٤٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقول لامرأته: أنت علي كظهر أمي، أنت علي كظهر أمي، يريد التغليظ أن عليه كفارتين. قال: وكذلك الأيمان

مدہوش، بہ ذی اور طلاق (یعنی) والے سے ظہار منعقد نہیں ہوگا، ظہار کا اہل ہر وہ شخص ہے جو کفارہ کا اہل ہو لہٰذا ذمی، مجنون اور بچے کا ظہار درست نہیں، ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ ادا نہ کرے، حلال نکاح باقی رہے گا لیکن وطی کرنا حرام ہوگا۔

زمانہ جاہلیت میں ظہار کو طلاق مانا جاتا تھا، شریعت نے ظہار کو باقی رکھا البتہ اس سے بیوی کو نکاح سے خارج نہیں کیا بلکہ ایک مخصوص وقت تک کے لئے حرام کر دیا اور وہ یہ کہ جب تک کفارۂ ظہار ادا نہ کرے لہٰذا اس لفظ سے طلاق واقع نہ ہوگی خواہ طلاق کی نیت کیوں نہ کی ہو اس لئے کہ اس کے طلاق ہونے کو منسوخ کر دیا گیا ہے لہٰذا نیت کالعدم ہوگی۔ حضرت اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت مالک سے ظہار کیا تھا اس پر اللہ جل شانہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا

(المجادلة - ٣)

جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ذمہ قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں ایک مملوک کو آزاد کرنا ہے۔

اگر کوئی شخص ایک بیوی سے ظہار کرے تو ایک کفارہ آئے گا، دو یا تین یا چار سے کرے تو دو یا تین چار مستقل الگ الگ کفارے آئیں گے ایک کفارہ میں دوسرے کا تداخل نہیں ہو سکتا۔

۵۴۹ ۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں منقول ہے جو اپنی بیوی سے یوں کہے: انت علی کظهر امی، تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہو، انت علی کظهر امی، اس سے مقصد ظہار کو مغلظ اور مزید پختہ کرنا ہو تو اس پر دو کفارے آئیں گے، فرمایا یہی حکم دو قسموں کا بھی ہے، اور اگر پہلی ہی کی تاکید مقصود ہو تو ایک واقع ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ ظہار کے الفاظ کہے ایک مجلس ہو یا کئی مجلسوں میں ایسا ہو تو اس پر ہر ظہار کا الگ الگ کفارہ آئے گا، ہاں اگر اس سے پہلے والا ظہار مراد ہو اور اس کی تاکید کے

والطلاق بعد الأول لم تطلق إلا واحدة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٤٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يظاهر من امرأته ثم يطلقها ثم ينكحها بعد ما تنقضي العدة قال: الظهار كما هو لا يقربها حتى يكفر. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٤٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا ظاهر الرجل من امرأته لم يقربها حتى يعتق رقبة، فإن لم يجد فصيام شهرين متتابعين، فإن لم يستطع فإطعام

گیا ہو تو وہ الگ بات ہے یہی حکم قمری کا بھی ہے کما فی الفتاوی العالمگیریہ عن البحر الرائق (۱-۶-۵۰)

۵۴۷ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی سے ظہار کرے پھر اسے طلاق دے دے پھر عدت گذر جانے کے بعد نکاح کرے فرمایا ظہار اپنی جگہ برقرار رہے گا یہ شخص کفارہ سے قبل اس سے جماع نہیں کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) چونکہ ظہار میں نکاح برقرار رہتا ہے اس لئے طلاق دے سکتا ہے طلاق کے بعد اگر دوبارہ نکاح کرے تو اس سے ظہار ختم نہیں ہوگا کفارہ دیئے بغیر بیوی سے ہمبستری جائز نہیں ہوگی اگر کرلی تو توبہ استغفار کرے صرف ایک کفارہ ہی دینا ہوگا البتہ کفارہ سے قبل دوبارہ ہمبستری نہ کرے۔ فتاوی عالمگیریہ (۱-۶-۵۰) میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا پھر طلاق بائن دے دی پھر نکاح کر لیا تو اس کے لئے اس سے [illegible] ہمبستری کرنا جائز نہیں جب تک کفارہ ظہار نہ دے دے۔ اسی طرح اگر تین طلاقیں دے دے اور حلالہ کے بعد دوبارہ اس کے پاس آئے تب بھی کفارہ دیئے بغیر اس کے لئے ہمبستری جائز نہیں کذا فی البدائع۔

۵۴۸ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرے تو اس کے قریب اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک ایک غلام آزاد نہ کرے اگر غلام نہ ملے تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے اگر روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر اس کی وسعت بھی نہ ہو تو پھر ان کفارات میں سے کوئی کفارہ دیئے بغیر بیوی کے قریب نہ جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ بیوی کے قریب نہ جانے سے ایلاء نہیں ہوگا چاہے کتنی ہی طویل مدت کیوں نہ گذر جائے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ظہار کی وجہ سے عورت حرام ہو جاتی ہے اس سے ہمبستری کرنا اسے چھونا اس کا بوسہ لینا سب

ستين مسكيناً، فإن لم يجد فلا يطأ حتى يكفر ببعض صدقة الكفارات. قال محمد: وبه نأخذ ولا يدخل في ذلك إيلاء ولا طلاق، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۴۹۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يظاهر من امرأته ثم يقع بها قبل أن يكفر قال: فهذا أساء ولا يعد. قال محمد: وبه نأخذ لا يعود حتى يكفر ولا تجب عليه إلا كفارة واحدة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۵۰۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا يقع الظهار إذا ظاهر الرجل

اس وقت تک کے لئے حرام ہو جاتی ہیں جب تک کفارۂ ظہار نہ دیدے اس لئے کہ قرآن کریم میں مس چھونے سے پہلے کفارہ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ کفارۂ ظہار میں یا ایک غلام یا باندی خواہ مسلمان ہو یا کافر چھوٹے ہوں یا بڑے آزاد کرے اگر وہ نہ ملے تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس سے قبل عورت کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔ قرآن کریم میں کفارۂ ظہار کی یہی ترتیب بیان کی گئی ہے۔

۵۴۹۔۔۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی سے ظہار کرے پھر کفارہ سے قبل اس سے ہم بستری کرے فرمایا اس نے برا کیا کفارہ سے پہلے دوبارہ ہم بستری نہ کرے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اسے اس وقت تک دوبارہ ہم بستری نہیں کرنا چاہیے جب تک کفارہ نہ دیدے اور اس پر ایک کفارہ ہی واجب ہوگا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: ایسی صورت میں سوائے توبہ و استغفار اور سابق کفارہ کے اور کچھ نہیں دینا ہوگا، البتہ کفارہ دینے سے پہلے اس کو حرکت دوبارہ نہیں کرنا چاہیے، ایک صاحب نے ظہار میں کفارہ دینے سے قبل صحبت کر لی تھی آپ نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرو اور کفارہ دینے سے پہلے دوبارہ ایسا مت کرنا۔ اگر اس کے علاوہ اور کچھ واجب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر اسے ضرور بیان فرما دیتے۔

۵۵۰۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کوئی اپنی بیوی سے ظہار کرے تو ظہار اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک اسے کسی محرم کے ساتھ تشبیہ نہ دے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: ظہار میں عورت کو ایسی عورت سے تشبیہ دی جاتی ہے جو انسان پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو

من امرأته فلا يقربها محرم. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۵۱ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يظاهر من امرأته ثم يجامعها بالليل وهو يصوم قال: يستقبل الصوم. قال محمد: وبه نأخذ، لأن الله تعالى يقول: «فصيام شهرين متتابعين من قبل أن يتماسا» فإذا مسها وهو يصوم فقد هدم صومه واستقبل شهرين متتابعين، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۵۲ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل قال لامرأته: إن قربتك فأنت علي كظهر أمي، قال: إن تركها أربعة أشهر بانت بالإيلاء، وإن وقع عليها في الأربعة الأشهر

چاہے نسب کی وجہ سے حرام ہو یا رضاعت و مصاہرت کی وجہ سے، چاہے پورے جسم سے تشبیہ دے یا جسم کے اس عضو سے جس کی طرف دیکھنا درست نہ ہو، بشرطیکہ بیوی کو اگر ان محارم سے تشبیہ دی ہو جن کی طرف دیکھنا بھی جائز نہ ہو جیسے ران، پیٹھ وغیرہ

۵۵۱۔ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی سے ظہار کرے پھر رات کو اس سے ہمبستری کرے اور وہ روزے بھی رکھ رہا ہو تو فرمایا وہ از سرِ نو پھر سے روزے رکھے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

«فصیام شہرین متتابعین من قبل أن یتماسا» (المجادلہ: ۴)

پھر جس کو میسر نہ ہو تو قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں اس کے ذمہ دو متواتر مہینوں کے روزے ہیں۔

لہٰذا اگر اس کو چھو لیا اور روزے رکھ رہا ہو تو اس کے وہ روزے فاسد ہو جائیں گے پھر سے دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے گا، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: کفارۂ ظہار میں غلام آزاد کیا جائے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا ساٹھ روزے رکھے جائیں یہ سب عورت کو چھونے، بوس و کنار اور جماع سے پہلے ہوں گے، اس لئے کہ کفارہ حرمت کو ختم کرنے والا ہے لہٰذا اس کو وطی اور اس کے مقدمات سے پہلے ہونا چاہیے تاکہ یہ چیزیں حلال ہو جائیں۔

۵۵۲۔ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اگر میں تمہارے قریب آیا تو تم مجھ پر ایسی ہو جیسے میری ماں کی پیٹھ، فرمایا اگر اسے چار ماہ تک چھوڑے رکھے گا تو ایلاء کی وجہ سے

ولزمت عليه كفارة الظهار. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب ظهار الأمة

۵۵۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن الظهار يقع على الأمة إذا ظاهر منها زوجها. قال محمد: يقع عليها الظهار إذا ظاهر منها زوجها، ولا يقع عليها الظهار إذا ظاهر منها مولاها، لأن الله تعالى يقول: ﴿والذين يظاهرون منكم من نسائهم﴾ فليست الأمة بزوجة يقع عليها الظهار. وهو قول أبي حنيفة وسعيد بن المسيب ومجاهد

وہ اس سے جدا ہو جائے گی اور اگر چار مہینے کے اندر اندر اس سے صحبت کر لیا تو اس پر کفارۂ ظہار لازم آئے گا۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: اس صورت میں ظہار اور ایلاء دونوں ہو سکتے ہیں لہٰذا اگر چار ماہ کے اندر اندر صحبت کرے گا تو کفارۂ ظہار لازم آئے گا اور اگر چار ماہ تک اس کے پاس نہ گیا تو ایلاء ہو جائے گا اور چار ماہ گزرنے پر اسے ایک طلاق بائن ہو جائے گی۔

باندی سے ظہار کا بیان

۵۵۳ ... حضرت ابراہیمؒ سے مروی ہے کہ اگر باندی کا شوہر باندی سے ظہار کرے تو ظہار ہو جائے گا۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر باندی کا شوہر اس سے ظہار کرے گا لیکن اگر اس کا مولیٰ ظہار کرے تو ظہار نہیں ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿والذين يظاهرون منكم من نسائهم﴾ (المجادلة: ۲) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔

باندی در اصل بیوی نہیں ہوتی کہ اس سے ظہار ہو، یہی امام ابو حنیفہ، سعید بن المسیب، مجاہد اور عطاء رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: گذشتہ بتایا ہے کہ ظہار بیوی سے ہی ہوتا ہے اگر کوئی آقا اپنی باندی سے ظہار کرے تو ظہار نہ ہوگا اس لئے کہ قرآن کریم میں اسے بیویوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، باندی میں حلت تبعاً ہوتی ہے اصالۃً نہیں اس لئے اس کا حکم بیوی کا سا نہ ہوگا۔ اور ویسے بھی ظہار طلاق سے لیا گیا ہے اور باندی پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔ البتہ

وعامر الشعبی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

باب الدیات وما یجب علی اهل الورق والمواشی

۵۵۴ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن عامر الشعبي عن عبيدة السلماني عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: على أهل الورق من الدية عشرة آلاف درهم، وعلى أهل الذهب ألف دينار، وعلى أهل البقر مائتا بقرة، وعلى أهل الإبل مائة من الإبل، وعلى أهل

اگر کسی باندی کی شادی کر دی گئی ہے تو اس کا شوہر اس سے ظہار بھی کر سکتا ہے اور طلاق بھی دے سکتا ہے۔

دیت کا بیان اور یہ کہ چاندی اور مویشیوں والوں پر کیا لازم ہوگا؟

۵۵۴ - ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا چاندی والوں پر دیت کے دس ہزار درہم آئیں گے، اور سونے والوں پر ایک ہزار دینار، اور گائے والوں پر دو سو گائیں، اور اونٹ والوں پر سو اونٹ، اور بکریوں والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سو پوشاکیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں امام ابوحنیفہ دیت صرف اونٹوں، دراہم اور دنانیر سے لیا کرتے تھے۔

(ش): دیات دیت کی جمع ہے، دیت کے معنی لغت میں یہ ہیں کہ قاتل یا متعدی کا مقتول کے ورثا یا جس کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسے مال دینا۔ اصل میں دیت نفس یا عضو کا بدلہ ہے پھر اس کا اس مال پر اطلاق ہونے لگا جو اس کے عوض دیا جاتا ہے۔ جان کے عوض جو مال دیا جاتا ہے اسے دیت کہتے ہیں اور اعضاء وغیرہ کے بدلے جو مال دیا جاتا ہے اسے ارش کہتے ہیں۔

قتل اگر عمداً ہو تو قاتل کو اس کے بدلے قصاصاً قتل کیا جاتا ہے، اگر شبہ عمد ہو تو اس میں اس کے عاقلہ پر دیت مغلظہ اور قاتل پر کفارہ لازم ہے یعنی ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے ارشاد باری ہے:

«وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ» (النساء - ۹۲)	اور جو کوئی کسی مومن کو غلطی سے قتل کر ڈالے تو ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا اس پر واجب ہے، اور خون بہا بھی جو اس کے عزیزوں کے حوالہ کیا جائے گا۔

* * *

الغنم ألفا شاة، ومن أهل الحلل مائتا حلة. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وكان أبو حنيفة وأخذ من ذلك بالإبل والدراهم والدنانير.

باب دية ما كان في الإنسان منه واحداً

۵۵۵۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال في اللسان: إذا قطع منه ما يمنع من الكلام أو قطع من أصله ففيه الدية. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اگر غلام نہ ملے تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے، اس میں کھانا کھلانا درست نہیں۔ قتل خطا میں کفارہ یہی ہے یعنی ایک مومن غلام کو آزاد کرنا۔ شبہ عمد کی دیت سو اونٹ ہیں جن میں پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقے اور پچیس جذعے ہوں گے، یہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا مذہب ہے، امام شافعی و محمد رحمہما اللہ کے یہاں دیت میں تیس جذعے، تیس حقے، اور چالیس حاملہ اونٹنیاں دی جائیں گی۔

قتل خطا میں دیت سو اونٹ ہیں جو یوں ہیں: بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون، بیس ابن مخاض، بیس حقے اور بیس جذعے ہوں گے، دیت اگر سونے کی صورت میں دی جائے تو ایک ہزار دینار، چاندی سے ہو تو دس ہزار درہم دیئے جائیں گے، امام شافعی کے یہاں بارہ ہزار درہم دیں گے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں دیت اونٹوں، سونے اور چاندی سے ہی دی جائے گی، لیکن صاحبین کے یہاں ان سے بھی دے سکتے ہیں اور گائیوں سے دینا چاہیں تو دو سو گائیں دیں گے، بکریاں ہوں تو دو ہزار بکریاں، پوشاکوں میں سے دو سو پوشاکیں ہر پوشاک دو کپڑوں پر مشتمل ہوگی۔

ان اعضاء کی دیت جو انسان کے جسم میں ایک ایک ہیں

۵۵۵۔ ... حضرت ابراہیم نے زبان کے بارے میں فرمایا کہ اگر اس کو کچھ حصہ کاٹ دیا جائے وہ انسان بولنے کے قابل نہ رہے یا اسے جڑ سے کاٹ دیا جائے تو اس میں پوری دیت آئے گی۔ امام محمد فرماتے ہیں ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٥٥٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كل شيء من الإنسان إذا لم يكن فيه إلا شيء واحد، فأصيب خطأ ففيه الدية كاملة: الأنف والذكر واللسان والصلب وذهاب العقل وأشباهه، وما كان في الإنسان اثنين ففي كل واحد منهما نصف الدية: اليدين والرجلين والعينين وأشباه ذلك. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٥٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما أصيب من ذلك من شيء عمدا ففيه القصاص، وما لم يستطع فيه القصاص ففيه الدية، وإن كان خطأ ففي خمسة أسنان من الإبل، وإن كان شبه العمد ففي أربعة أسنان من الإبل، وشبه العمد من العصا [illegible]

---

٥٥٦ - حضرت ابراہیم نے فرمایا ہر وہ چیز جو انسان کے جسم میں ایک ہو اور غلطی سے اس کو نقصان پہنچا دیا جائے تو اس میں پوری دیت لی گئی ہے جیسے ناک، عضو تناسل، زبان، پشت، عقل کا ختم ہو جانا اور اس طرح کی اور چیزیں، اور جو چیزیں دو دو ہوں ان میں سے ہر ایک کے بدلے آدھی دیت آتی ہے جیسے ہاتھ، ٹانگیں اور آنکھیں وغیرہ اس جیسی چیزیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہی ہے کہ غلطی سے کسی انسان کو مارنے پر دیت آتی ہے۔ اگر کسی کی ناک توڑ دی یا زبان کاٹ دی یا عضو تناسل کو ضائع کر دیا تو اس میں دیت آئے گی۔ اعضاء کے بارے میں قاعدہ کلیہ اور ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس کی جنس منفعت مکمل طور پر ختم ہو جائے یا وہ جمال جو انسان میں مقصود ہے وہ مکمل طور پر فوت ہو جائے تو پوری دیت آتی ہے اس لئے کہ یہ ایک اعتبار سے گویا نفس ہے جیسے آدمی کے اکرام کے طور پر جو جہت سے پوری قوت شمار کی گئی ہے۔ عقل سے انسان دنیا و آخرت کے فوائد حاصل کرتا ہے اس لئے اس کے فوت ہونے پر بھی پوری دیت آئے گی۔ اسی طرح قوت سامعہ، باصرہ، شامہ وغیرہ کے فوت ہونے پر بھی، دونوں آنکھیں، ہاتھ، پاؤں، ہونٹ، کان، چھاتیاں وغیرہ کے ضائع کرنے پر پوری دیت آتی ہے ایک کے ضائع کرنے پر آدھی دیت آئے گی۔

٥٥٧ - حضرت ابراہیم نے فرمایا ان چیزوں میں سے جو چیز عمداً ضائع کی جائے اس پر قصاص آئے گا اور جس میں قصاص نہ لیا جا سکے اس میں دیت آئے گی اگر خطاً غلطی سے ہو تو اونٹوں کی پانچ قسموں میں سے آئے گی اور اگر شبہ عمد سے ہو تو اونٹوں کی چار قسموں میں سے۔ ہمارے ہاں شبہ عمد سے مراد وہ ظلم ہے

شبه العمد ضرب به بسلاح أو غيره ولم يستطع فيه القصاص ففي الدية مغلظة. قال محمد: وبهذا كله كان يأخذ أبو حنيفة رحمه الله تعالى وبه نأخذ نحن أيضاً إلا في خصلة واحدة: ما كان من شبه العمد ففيه ثلاثة أسنان من الإبل، من الحقاق سن، ومن الجذاع سن، وسن ما بين الثنية إلى بازل عامها كلها خلفة، وكان أبو حنيفة يقول: أرباعاً أسنان من الإبل: سن من بنات المخاض، وسن من بنات اللبون، وسن من الحقاق، وسن من الجذاع. وأما الخطأ، وأما نحن فنقول فيه أخماساً أسنان من الإبل: سن من بني المخاض، وسن من بنات المخاض، وسن من بنات اللبون، وسن من الحقاق، وسن من الجذاع. وهو قول عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أيضاً ما قلنا في شبه العمد، فقال في خطبته يوم فتح مكة: ألا إن قتيل خطأ العمد قتيل السوط والعصا فيه مائة من الإبل، ثلاثون حقة، وثلاثون جذعة، وأربعون ما بين ثنية إلى بازل عامها كلها خلفة.

٥٥٨ - بلغنا نحو ذلك عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه يرفع منها أربعون في بطونها

جو ہتھیار وغیرہ سے لگایا جائے اور اس میں قصاص لینا ممکن نہ ہو، ایسے زخم میں دیت مغلظہ لی جائے گی۔

امام محمدؒ نے فرمایا امام ابو حنیفہؒ ان سب کو اختیار کیا کرتے تھے ہم بھی ان کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے کہ شبہ عمد ہو اس میں تین قسم کے اونٹ ہوں گے ایک قسم حقے ہیں سے دوسری جذعے ہیں سے اور تیسری وہ حاملہ اونٹنیاں جو چھ سال اور نو سال کے درمیان عمر کی ہوں۔ اور امام ابو حنیفہؒ فرمایا کرتے تھے کہ چار قسم کے اونٹ ہوں گے ایک قسم بنت مخاض میں سے ایک قسم بنت لبون سے ایک حقوں سے، ایک جذعوں سے۔ اور خطا اور قتل کی صورت میں ہمارا قول یہ ہے کہ اونٹوں میں سے پانچ طرح والے ہوں گے ایک قسم ابن مخاض سے ایک بنت مخاض سے ایک بنت لبون سے ایک حقوں سے ایک قسم جذعوں کی ہے۔ یہی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شبہ عمد کے بارے میں یہی منقول ہے جو ہم نے کہا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے خطبہ میں فرمایا۔ سن لو! مقتول شبہ عمد وہ ہے جس کو کوڑے یا لاٹھی سے مارا جائے اس میں سو اونٹ آئیں گے جن میں سے تیس حقے ہوں گے تیس جذعے اور چالیس چھ سال سے نو سال تک کی حاملہ اونٹنیاں۔

۵۵۸ ...... ہمیں اسی طرح کی روایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً پہنچی ہے جن میں سے

أرباعا، وبلغنا نحو ذلك عن عمر بن الخطاب والمغيرة بن شعبة وأبي موسى الأشعري وزيد بن ثابت رضي الله عنهم، وبه نأخذ.

۵۵۹ - محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه في الرجل يحلق لحية الرجل فلا تنبت قال: عليه الدية. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

کہ ان اونٹنیوں میں سے چالیس گابھن ہوں گی۔ اسی طرح ہمیں حضرت عمر بن الخطاب، مغیرہ بن شعبہ، ابو موسیٰ اشعری اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی پہنچا ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

(ش) عمد کی صورت میں قصاص آتا ہے اگر ایسی چیز ہو جیسے بال کی طرح جس میں قصاص نہ لے سکیں تو اس میں دیت آئے گی۔ قتل خطا کی صورت میں دیت میں پانچ قسم کے اونٹ ہوں گے ہر صنف سے بیس بیس اور دلیل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ شبہ عمد کی دیت میں چار قسم کے اونٹ آئیں گے ہر ایک سے پچیس پچیس۔ امام شافعی و محمد کے ہاں تین قسم کے اونٹ آتے ہیں۔ احناف دیت خطا میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے پانچ قسم کے اونٹ لازم کرتے ہیں۔ حضرت علی سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

۵۵۹ - ... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کسی شخص کی داڑھی مونڈ دے پھر اس کی داڑھی نہ نکلے فرمایا اس پر دیت آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) چونکہ داڑھی مردوں کی زینت اور خوبصورتی ہے پس اگر وہ مونڈ دی گئی اور پھر نہ اگی تو اس سے شکل و صورت بگڑ جائے گی اس لئے اس میں پوری دیت آئے گی البتہ ایک سال تک انتظار کیا جائے گا اگر اگ آئی تو پھر دیت نہ دے گا۔ لیکن اگر اس دوران وہ شخص وفات پا گیا جس کی داڑھی مونڈی گئی ہے اور اس کے بال نہ اگے ہوں تو کچھ نہیں آئے گا۔ صاحبین کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں حکومت عدل لازم ہوگی یعنی اگر یہ شخص غلام ہوتا تو داڑھی کے ساتھ کیا قیمت ہوتی اور اس کے بغیر کیا قیمت ہے؟ ان دونوں کے درمیان جو فرق ہوگا وہ لے لیا جائے گا۔

باب دية الأسنان والأشفار والأصابع

٥٦٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أصابع اليدين والرجلين سواء، في كل إصبع عشر الدية. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٦١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن شريح قال: الأسنان سواء،

دانتوں، پلکوں اور انگلیوں کی دیت کا بیان

٥٦٠ - ... حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں برابر ہیں، ہر انگلی کے بدلے دیت کا دسواں حصہ آئے گا۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ آئیں گے۔ سب انگلیوں کا کاٹ دینا جنس منفعت کو ختم کرتا ہے۔ ______ اور اگر جنس منفعت ختم کر دی جائے تو انسان پر پوری دیت آتی ہے، انگلیاں دس ہیں لہٰذا دیت کو دس پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ سب انگلیوں کو اس لئے برابر رکھا گیا کہ حدیث میں انہیں برابر قرار دیا گیا ہے، اور دیگر وجہ یہ ہے کہ منفعت میں سب برابر ہیں لہٰذا زیادتی غیر معتبر مانی گئی ہے جیسے دائیں اور بائیں کو برابر قرار دیا گیا ہے یہی حکم پاؤں کی انگلیوں کا بھی ہے، اس لئے کہ ان کے کاٹنے سے چلنے کی منفعت فوت ہو جاتی ہے لہٰذا کاٹی ہوئی ہر انگلی کے بدلے دیت کا دسواں حصہ۔

٥٦١ - ... حضرت شریحؒ نے فرمایا دانت سب کے سب برابر ہیں، ہر دانت کے بدلے دیت کا بیسواں حصہ آئے گا۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح): دانتوں میں ہر دانت کے بدلے پانچ اونٹ آئیں گے، اس لئے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے ہر دانت کے بدلے پانچ اونٹ ہیں۔؎ دانت اور داڑھیں سب برابر ہیں، اس لئے کہ حدیث میں ان میں کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں آتا ہے کہ دانت

؎ ابوداؤد، ابن ماجہ۔

في كل من نصف عشر الدية، قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۶۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: في السمحاق والباضعة وأشباه ذلك مما كان خطأً أو عمداً لا يستطاع فيه القصاص ففيه حكومة عدل. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۶۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن شريح قال: في الجائفة ثلث الدية، وفي الآمة ثلث الدية، فإذا ذهب العقل فالدية كاملة، وفي المنقلة عشر ونصف عشر الدية، وفي الموضحة نصف عشر الدية، وفي سائر ذلك من الجراحات حكم عدل، ولا تكون الموضحة إلا في الوجه والرأس، ولا تكون الجائفة إلا في الجوف. قال محمد: وبهذا

سب برابر ہیں، دیت میں اصل منفعت کے لحاظ سے سب دانت برابر ہیں، اس لئے کسی کو دوسرے پر ترجیح اور فوقیت نہیں دی جائے گی جیسے ہونٹوں اور انگلیوں میں برابری کی ہے یہ دیت خطا کی صورت میں آئے گی لیکن اگر عمداً ایسا کیا گیا ہو تو اس میں قصاص آئے گا۔

۵۶۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا سمحاق اور باضعہ اور اس جیسے زخم غلطی سے لگیں یا عمداً لگیں جن میں قصاص نہ ہو سکے تو ان میں حکومت عدل آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) سمحاق اس زخم کو کہتے ہیں جو سمحاق تک پہنچ جائے اور وہ اس باریک جھلی کا نام ہے جو گوشت اور سر کی ہڈی کے درمیان ہوتی ہے اور باضعہ اس زخم کو کہتے ہیں جو صرف کھال کو کاٹ دے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ زخم ہے جو گوشت کو کاٹ دے۔ ان میں چونکہ مماثلت نہیں ہو سکتی اس لئے کہ چھری وغیرہ سے اس سے زیادہ بھی کٹ سکتا ہے اور کم بھی اس لئے ان میں تاوان لیا جائے گا جو حکومت عدل کے لحاظ سے ہوگا اس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔

۵۶۳ - ... حضرت شریح نے فرمایا جائفہ میں دیت کا تہائی حصہ آئے گا اور آمہ میں دیت کا تہائی آئے گا، لیکن اگر عقل ختم ہو جائے تو پوری دیت آئے گی اور منقلہ میں دیت کا عشر اور نصف عشر آئے گا۔ اور موضحہ میں دیت کا بیسواں حصہ آئے گا، اور دوسرے تمام زخموں میں حکومت عدل ہوگی اور موضحہ صرف چہرے اور سر کا ہوتا ہے اور جائفہ صرف پیٹ میں ہوتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں اور کہتے

كل الجلد وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. والآمة من الشجاج كل شجة بلغت الدماغ، والمنقلة ما نقل منها العظام، والموضحة ما أوضحت عن العظم، والهاشمة ما هشمت العظم ويحكم منها عشر الدية، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. والسمحاق دون الموضحة بينها وبين الموضحة جلدة رقيقة وفيها حكم عدل بلغنا أن علي بن أبي طالب رضي الله عنه حكم فيها أربعا من الإبل. والباضعة دون السمحاق وهي التي تبضع اللحم وفيها حكم عدل، والدامية دون الباضعة وهي التي تشق الجلد وفيها حكم عدل. والمتلاحمة وهي الشجة يسود موضعها أو يحمر ولا يدمى ولا يبضع ففيها حكم عدل، وفي كل شيء ما كان من ذلك

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ آمہ زخموں میں سے وہ اس زخم کو کہتے ہیں جو دماغ تک پہنچے اور منقلہ وہ ہے جس کی وجہ سے ہڈی ہٹ جائے اور موضحہ وہ ہے جس سے ہڈی نظر آنے لگے۔ اور ہاشمہ وہ ہے جو ہڈی توڑ دے اور اس میں دیت کا دسواں حصہ ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ سمحاق موضحہ سے کم ہوتا ہے اس کے اور موضحہ کے درمیان ایک باریک سی جھلی ہوتی ہے اس میں حکومت عدل ہوتی ہے۔

ہمیں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے اس میں چار اونٹوں کا فیصلہ کیا تھا۔

باضعہ سمحاق سے کم ہے اور وہ اسے کہتے ہیں جو کھال کو کاٹ دے اور اس میں حکومت عدل ہے اور دامیہ باضعہ سے کم ہے اور دامیہ اسے کہتے ہیں کہ جو جلد کو کاٹ دے اور اس میں حکومت عدل ہے۔ اور متلاحمہ اس زخم کو کہتے ہیں جس کے لگنے کی جگہ سیاہ یا سرخ ہو جائے لیکن خون نہ نکلے اور نہ کھال کٹے اس میں حکم عدل ہے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ان زخموں میں سے جو زخم بھی موضحہ سے کم تر ہو اس کی دیت عاقلہ پر نہیں ڈالی جائے گی بلکہ وہ انسان کے اپنے مال پر آتی ہے یا جو زخم غلطی سے کوئی نہ لگے ہوں۔

(ش) کتب فقہ میں بعض اور زخموں کا تذکرہ بھی آیا ہے مثلاً خارصہ وہ زخم جس میں جلد چھل جائے لیکن خون نہ نکلے، دامعہ وہ زخم جس میں خون جھلک آئے لیکن بہے نہیں جیسے آنکھ میں آنسو آ جائے لیکن بہے نہیں دامیہ وہ زخم جس سے خون بہنے لگے۔ متلاحمہ اس زخم کو کہتے ہیں جو گوشت میں لگے۔ مغرب میں ہے کہ یہ وہ زخم ہے جو گوشت کو چھانٹ دے ہڈی پر چوٹ نہ لگے پھر یہ زخم جڑ جائے۔ منقلہ وہ زخم جس سے ہڈی ٹوٹ کر اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔ آمہ وہ زخم جو اس کھال تک پہنچ جائے جو دماغ کو گھیرے ہوئے ہے۔ دامغہ

دون الموضحة لا تعقله العاقلة وهو في مال الرجل وإن كان خطأ.

٥٩٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: في أشفار العينين الدية كاملة إذا لم تنبت، ففي كل واحدة منهن ربع الدية، وفي الجفون الدية، وفي كل جفن منها ربع الدية، وفي الشفتين الدية، وفي كل واحدة منهما نصف الدية. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

وہ زخم جو دماغ تک پہنچ جائے اس کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ دماغ تک زخم پہنچنے کے بعد انسان بچتا نہیں ہے اس لئے یہ زخم کے بجائے قتل ہی ہو جاتا ہے۔ موضحہ میں قصاص اس عمد کی صورت میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موضحہ میں قصاص کا فیصلہ فرمایا تھا اور یہ اس لئے کہ اس میں برابری آسان ہے کہ ہڈی تک چھری کو پہنچایا جائے اور اس طرح برابری ہو اور قصاص ہو جائے۔ اس کے علاوہ دوسرے زخموں میں چونکہ مساوات نہیں ہو سکتی اس لئے ان میں قصاص نہیں ہوگا۔ موضحہ اگر خطأ ہو تو اس میں دیت کا بیسواں حصہ آئے گا اور ہاشمہ میں دیت کا عشر اور منقلہ میں دیت کا عشر اور اس کا بیسواں حصہ اور جائفہ میں دیت کا ثلث (تہائی) آئے گا۔

۵۹۴ - ... حضرت ابراہیم نے آنکھوں کی پلکوں کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ دوبارہ نہ اگیں تو پوری دیت آئے گی اور ان پلکوں میں سے ہر ایک کے بدلے دیت کا چوتھائی آئے گا اور آنکھوں کے پپوٹوں میں دیت آئے گی ہر پپوٹے کے بدلے دیت کا چوتھائی حصہ اور ہونٹوں میں دیت آئے گی دونوں ہونٹوں میں سے ہر ایک کے بدلے نصف دیت آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: اگر کوئی شخص کسی کی دونوں آنکھوں کی پلکیں کاٹ دے اور وہ نہ اگیں تو اس پر پوری دیت آئے گی ایک کے کاٹنے پر دیت کا چوتھائی حصہ۔ اگر پپوٹے کاٹ دیئے تو اس میں پوری دیت آئے گی اس لئے کہ یہ سب ایک چیز کے حکم میں ہیں، ہونٹوں کے کاٹنے پر بھی پوری دیت آتی ہے۔

باب ما لا يستطاع فيه القصاص

۵۹۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الذي يفقأ عين الصحيح قال: عليه الدية في ماله. قال محمد: وبه نأخذ، لأنه لا يستطاع القصاص في ذلك، وإنما يعني العمد، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۹۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: من ضرب بحديدة أو بعصاً

ان کا بیان جن میں قصاص ممکن نہیں

۵۹۵ ... حضرت ابراہیم نے اس مارنے والے شخص کے بارے میں جو کسی تندرست کی آنکھ پھوڑ دے فرمایا اس پر اس کے مال میں سے دیت آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ اس میں قصاص طاقت سے باہر ہے۔ اس سے عمداً ایسا کرنے والے کی سزا مراد ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ نکال دے تو اس میں قصاص نہیں آئے گا اس لئے کہ یہ بات مشکل ہے لیکن اگر آنکھ کا ڈھیلا اپنی جگہ موجود ہو اس کی روشنی ختم ہو گئی ہو تو اس میں قصاص آئے گا جس کی شکل یہ ہوگی کہ آئینہ گرم کر کے اس کے چہرے پر گیلی روئی دوسری آنکھ پر باندھ دی جائے اور ایک آنکھ آئینے کے سامنے آئینہ دیکھی جائے تاکہ اس کی روشنی ختم ہو جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اس طرح کا واقعہ پیش آیا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا کسی نے حل نہیں نکالا جب حضرت علی آئے تو انہوں نے اس طرح سے قصاص لینے کا حکم دیا کسی نے اس پر نکیر نہیں کی گویا سب کا اس پر اتفاق ہو گیا بعض حضرات نے کہا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں یہ فیصلہ حضرت علی نے کیا تھا۔

مذکورہ فی الروایۃ والی صورت میں چونکہ آنکھ پھوڑ دیا گیا تھا اس لئے قصاص ناممکن تھا اس لئے اس میں دیت آئی، اتفاقی صورت میں دونوں آنکھیں پھوڑنے کی صورت میں پوری دیت آئے گی ایک میں آدھی۔

۵۹۶ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ جو شخص کسی کو لوہے یا لاٹھی سے ایسی جگہ مارے جس کا قصاص نہ لیا جا سکتا ہو تو ایسی صورت میں اس کے مال میں دیت مغلظہ آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے

فيما لا يستطاع فيه القصاص فعليه الدية في ماله مغلظة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وذلك فيما دون النفس.

٥٦٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما كان من شبه العمد فيما دون النفس ففي ماله، وهو كل شيء ضربته متعمداً لا يستطاع فيه القصاص. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٥٦٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: القتل على ثلاثة أوجه: قتل خطأ، وقتل عمد، وقتل شبه العمد. فالخطأ أن تريد الشيء فتصيب صاحبك بسلاح أو غيره ففيه الدية أخماساً، والعمد إذا تعمدت صاحبك فضربته بسلاح ففي هذا قصاص إلا أن

یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے لیکن یہ جان سے مارنے سے کم والی شکل میں ہے۔

(ش) اگر کسی ایسی جگہ مارے جس میں مماثلت نہ ہونے کی بنا پر قصاص نہ لیا جا سکتا ہو تو دیت مغلظ آتی ہے اس لئے کہ دیت اس کی مغلظ ہے۔

٥٦٧ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا شبہ عمد میں اگر جان سے کم پر تعدی ہو تو اس (تعدی کرنے والے) کے مال میں دیت آئے گی اور اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے آپ قصداً ماریں اس میں قصاص نہ لیا جا سکتا ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ہر وہ عمد جس میں شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے اس میں دیت عاقلہ کے بجائے اس کے مال میں آتی ہے۔ عاقلہ پر خطا کی صورت میں دیت آتی ہے، عمد میں نہیں، جیسا کہ ہدایہ میں ہے کل دية وجبت ابتداء لا بمعنى يحدث من بعد فهي كما في قتل الوالد ولده فالدية على العاقلة اعتباراً بالخطأ.

٥٦٨ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا قتل کی تین قسمیں ہیں: ١- قتل خطاء ٢- قتل عمد ٣- قتل شبہ عمد۔ قتل خطاء یہ ہے کہ تم کسی چیز کا ارادہ رکھتے ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے مثلاً چاہے ہتھیار سے ہو یا کسی اور چیز سے، اس میں دیت اونٹ کی پانچ قسموں میں سے آئے گی۔ قتل عمد مثلاً آپ نے کسی کو قصداً ہتھیار سے مارا تو اس میں قصاص آئے گا الا یہ کہ صلح کر لیں یا معاف کر دیں۔ شبہ عمد یہ ہے کہ آپ ہتھیار کے علاوہ کسی اور چیز سے عمداً ماریں اس میں عاقلہ پر دیت مغلظہ آتی ہے اگر اس سے جان چلی جائے۔ (قتل) جو شبہ عمد

يصطلحوا أو يعفوا، وشبه العمد كل شيء تعمدت ضربه بغير سلاح، ففيه الدية مغلظة على العاقلة إذا أتى على النفس، وشبه العمد في الجراحات كل شيء تعمدت ضربه بسلاح أو غيره فلم يستطع فيه القصاص ففيه الدية مغلظة. قال محمد: وبهذا كله نأخذ إلا في خصلة واحدة ما ضربته به من غير سلاح وهو يقع موقع السلاح أو أشد ففيه أيضاً القصاص، وهو قول

ہو وہ زخم ہے جو ہتھیار یا کسی اور چیز سے لگایا گیا ہو اور اس میں قصاص نہ لیا جا سکتا ہو تو اس میں دیت مغلظ آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے کہ بغیر ہتھیار کے جو مارا گیا ہے اور وہ ہتھیار کے قائم مقام ہو یا اس سے سخت ہو تو اس میں بھی قصاص آئے گا۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا پہلا قول ہے لیکن دوسرے قول کے مطابق اس میں قصاص نہیں، قصاص صرف اس میں آتا ہے جو ہتھیار سے ہو۔

(ش) قتل بغیر حق کی پانچ قسمیں ہیں: ۱۔ قتل عمد جس میں قصداً ہتھیار یا اس کی جیسی کسی چیز سے مارا جاتا ہے جو اجزاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے جیسے دھار دار لکڑی یا پتھر یا آگ۔ اس کی وجہ سے گناہ بھی ہوتا ہے اور قصاص بھی آتا ہے الا یہ کہ اولیاء مقتول معاف کر دیں، اس میں کفارہ نہیں ہے، ارشاد ہے:

«ومن يقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤه جهنم خالداً فيها» النساء - ۹۳	اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا۔
«كتب عليكم القصاص في القتلى» البقرہ - ۱۷۸	تم پر مقتولوں کے باب میں قصاص فرض کر دیا گیا ہے۔

اس سے قتل عمد مراد ہے، ہمارے یہاں قتل عمد میں کفارہ نہیں، قتل عمد اور اس کے حکم کو اس طرح ذکر کیا کہ جو کسی مومن کو عمداً مارے گا اس کا بدلہ جہنم ہے لیکن اس میں کفارہ کا ذکر نہیں کیا حالانکہ قتل خطا کا جب حکم بیان کیا تو وہاں کفارہ کا ذکر کیا، اگر عمد میں کفارہ ہوتا تو اسے ضرور ذکر کرتے۔ قاتل میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔

۲۔ قتل شبہ عمد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں یہ ہے کہ کسی چیز سے عمداً مارا جائے جو ہتھیار نہ ہو اور نہ تفریق اجزاء میں اس کے قائم مقام ہو، صاحبین یہ کہتے ہیں کہ اگر بڑے پتھر یا بڑی لکڑی سے مارا جائے تو یہ عمد ہے اور شبہ عمد یہ ہے کہ ایسی چیز سے عمداً مارے جس سے عام طور سے قتل نہ کیا جاتا ہو۔ اس کی وجہ سے گناہ بھی ہوتا ہے اور کفارہ بھی آتا ہے، اس میں قصاص نہیں ہے، دیت مغلظ (یعنی سو اونٹ) عاقلہ

أبي حنيفة الأول، والقصاص في قوله الآخر إلا فيما كان به روح.

۵۹۹- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم بن أبي الهيثم عن رجل عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه في رجل رمى رجلاً بسهم فأنفذه، فجعل فيه ثلثي الدية. قال محمد: وبهذا نأخذ، في الجائفة ثلث الدية، فإن نفذت إلى الجانب الآخر ففيها ثلثا الدية، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

قاتل کے عصبہ و اعوان پر آتی ہے۔

۳۔ قتل خطا کی دو قسمیں ہیں، خطا فی القصد: کسی شخص کو شکار سمجھ کر مارا وہ آدمی نکلا۔ خطا فی الفعل مثلاً نشانہ شکار کو، وہ لگ گیا کسی آدمی کے۔ قتل خطا میں کفارہ آتا ہے اور عاقلہ پر دیت آتی ہے، قصاص نہ ہوگا۔

۴۔ جاری مجری الخطا: جیسے سونے والا کسی پر گر جائے اور وہ مر جائے اس کا حکم بھی قتل خطا کی طرح ہے کہ اس میں قصاص نہیں آتا، دیت واجب ہوتی ہے، میراث سے محروم ہوتا ہے۔

۵۔ قتل سبب: جیسے کسی دوسرے کی ملک میں کنواں کھود دے یا پتھر رکھ دے اور کوئی آدمی اس میں گر کر مر جائے یا ٹھوکر کھا کر مر جائے تو اس میں عاقلہ پر دیت آتی ہے، کفارہ نہیں آتا اس لئے کہ یہ کفارہ گناہ کا ذریعہ بنتا ہے لیکن قاتل نے اسے اپنے آپ نہیں مارا، مقتول اس کے بوجھ سے مرا ہے۔

قصاص اس معصوم الدم کے قتل کرنے پر لازم ہوتا ہے جیسے عمداً قتل کیا جائے، آزاد مرد کو آزاد کے قتل پر بھی قتل کیا جائے گا اور غلام کے قتل پر بھی، اور غلام کو آزاد و غلام اور مرد و زن کے بدلے، مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل کیا جائے گا لیکن باپ کو بیٹے کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اس کا دم محفوظ نہیں ہے مرد و عورت، چھوٹے بڑے، صحیح سالم اعضاء والے اور نابینا اور اپاہج کے بدلے قتل کیا جائے۔

۵۹۹۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے اس شخص پر جس نے کسی شخص کو تیر مارا اور وہ اس میں گھس کر نکل گیا، دیت کے دو ثلث مقرر کئے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ جائفہ میں دیت کا تہائی آئے گا اگر وہ زخم دوسری جانب نکل جائے تو اس میں دیت کے دو ثلث آتے ہیں، یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

(ف) جائفہ پیٹ کے زخم کو کہتے ہیں، اس میں دیت کا ثلث آتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مروی ہے لیکن اگر یہ زخم دوسری جانب نکل کر جائے تو یہ دو جائفہ کی طرح شمار ہوگا اور اس میں دیت کے دو ثلث آئیں گے جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تیر کے معاملہ میں اس طرح کا فیصلہ کیا تھا۔

٥٨٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن ابراهيم قال: كل شيء كان دون النفس يتعمده الإنسان ضربه بحديدة أو بعصا أو بيد أو بقصبة أو بغير ذلك فهو عمد وفيه القصاص، وإن كان لا يستطاع فيه القصاص فهو من الذي جنى في ماله، وإن ذهبت منه نفس فكان بحديدة أو بسلاح ففيه القصاص، وإن كان بغير ذلك ففيه الدية على العاقلة. قال محمد: وبهذا كله كان يأخذ أبو حنيفة، وبه نأخذ نحن أيضاً إلا في خصلة واحدة إذا ضربه بغير سلاح يقع موقع السلاح ففيه القود، وهو في قول أبي يوسف وهو قولنا.

---

۵۸۵ ... حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا ہر وہ زخم جو قتل نفس سے کم ہو اور انسان اسے لوہے، عصا، ہاتھ یا پتھر یا کسی اور چیز سے قصداً پہنچائے وہ عمد میں داخل ہے اور اس میں قصاص آئے گا، لیکن اگر اس میں قصاص ممکن نہ ہو تو وہ مارنے والے کے مال میں آئے گا، اگر اس کی وجہ سے مضروب مر جائے اور وہ ضرب لوہے کی چیز یا ہتھیار سے ہو تو اس میں قصاص آئے گا، اور اگر اس کے علاوہ اور کسی چیز سے ہو تو اس میں عاقلہ پر دیت آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ان سب اقوال کو امام ابو حنیفہ اختیار کرتے تھے اور ہم بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے کہ اگر بغیر ہتھیار کے مارے اور وہ ہتھیار کا کام کرے تو اس میں قصاص آئے گا یہی امام ابو یوسف کا قول ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں۔

(ف) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں قتل عمد میں قصاص آتا ہے شبہ عمد میں قصاص نہیں آتا، ہتھیار اور اس کے قائم مقام قتل کرنے والی چیز، دھار دار پتھر یا لکڑی یا آگ سے جو قتل ہو وہ عمد ہے اور ہتھیار کے علاوہ کسی اور چیز سے جو ہتھیار کی طرح دھار دار نہ ہو اس سے قتل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں شبہ عمد ہے، اس میں قصاص نہیں، بلکہ صرف کفارہ آتا ہے، اور سخت گناہ ہوتا ہے، البتہ دیت مغلظہ آتی ہے۔ صاحبین کے یہاں بھاری پتھر یا لکڑی وغیرہ سے مارنا بھی قتل عمد میں داخل ہے اور اس میں قصاص آئے گا۔ شبہ عمد میں انسان کے عاقلہ (رشتہ داروں) پر دیت آتی ہے جو دیت مغلظہ سو اونٹ ہوں گے، ہر وہ قتل عمد جس میں کسی شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے اس میں قاتل کے مال میں سے دیت آتی ہے عاقلہ پر نہیں آتی اور یہ دیت تین سال میں وصول کی جاتی ہے۔ اور ہر وہ تاوان جو کسی اقرار سے واجب ہو وہ بھی قاتل کے مال میں آتا ہے۔ اگر کسی زخم وغیرہ میں قصاص نہ لیا جا سکتا ہو تو اس کا تاوان اس زخم کے پہنچانے والے کے مال میں آئے گا۔

باب دية الخطأ وما تعقل العاقلة

۱۲۷۵ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في دية الخطأ وشبه العمد في النفس على العاقلة، على أهل الورق في ثلاثة أعوام، كل عام الثلث، وما كان من الجراحات الخطأ فعلى العاقلة، على أهل الديوان إن بلغت الجراحة ثلثي الدية ففي عامين، وإن كان النصف ففي عامين، وإن كان الثلث ففي عام، وذلك كله على أهل الديوان. قال محمد: وبه نأخذ

قتلِ خطا کی دیت اور جو دیت عاقلہ پر آتی ہے

۱۲۷۵ ۔ ... حضرت ابراہیم سے دیتِ قتلِ خطاء اور شبہ العمد فی النفس کے بارے میں مروی ہے کہ وہ عاقلہ پر آتی ہے، چاندی والوں پر تین سال میں آئے گی ہر سال ایک تہائی دینا ہوگی، اور جو زخم خطاً لگ جائے تو دیت اہلِ دیوان یعنی عاقلہ پر آئے گی، اگر وہ زخم دیت کے دو ثلث کو پہنچے تو دو سال میں دینا ہوگی اور اگر آدھی دیت کے برابر ہو تو بھی دو سال میں اور تہائی کے برابر ہو تو ایک سال میں اور یہ سب اہلِ دیوان پر آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اور یہ بالغ مقاتلین پر آئے گی بچوں اور عورتوں پر نہیں آئے گی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح: شبہ عمد اور قتلِ خطا میں عاقلہ پر دیت آتی ہے۔ شبہ عمد میں دیتِ مغلظہ ہوگی چار قسم کے اونٹ ہوں گے بنتِ مخاض، بنتِ لبون، حقہ اور جذعہ ہر ایک میں سے پچیس، اور دیتِ خطا میں پانچ قسم کے اونٹ ہوں گے بنتِ مخاض، ابنِ مخاض، بنتِ لبون، حقہ، جذعہ ہر ایک میں سے بیس بیس، چاندی میں دس ہزار درہم اور سونے میں سے ایک ہزار دینار، اور شبہ عمد اور قتلِ خطا دونوں میں قاتل پر کفارہ بھی آئے گا جو ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے، وہ میسر نہ ہو تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنا ہوں گے، اس میں کھانا کھلانا نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کفارۂ قتل میں کھانے کا تذکرہ نہیں فرمایا، صرف غلام آزاد کرنے اور روزے کا

له حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے وہ شخص ہیں جس نے [illegible]

[illegible]

وذلك في أعطية المقاتلة دون أعطية الذرية والنساء، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۵۷۲۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا تعقل العاقلة في أدنى من الموضحة، قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۵۷۳۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا تعقل العاقلة عمداً ولا عبداً ولا اعترافاً۔

۵۷۴۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما كان من صلح أو اعتراف

ذکر فرمایا ہے۔ عاقلہ پر جو دیت ہے وہ تین سال کے اندر ادا ہوگی، عاقلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو دیت دیتے ہیں، دیت کو عقل بھی کہتے ہیں اس سے انہیں عاقلہ کہا جاتا ہے۔ اہل دیوان عاقلہ یعنی وہ عاقل بالغ جو رجسٹر میں، مجاہدین میں ان کا نام ہو یعنی بوقت ضرورت انہیں دشمن کے سامنے کیا جا سکے، بچے اور عورتیں اس میں شامل نہیں ہوں گے، ان اہل دیوان کو بیت المال سے جو وظیفہ یا انعام دیا جاتا ہے دیت اس میں سے لی جائے گی۔

۵۷۲۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عاقلہ موضحہ سے کم زخم کی دیت نہیں دیں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) موضحہ سے کم زخم میں دیت کے بیسویں حصے سے کم آتا ہے اور نصف عشر یعنی دیت کے بیسویں حصہ سے کم کا ضارب خود ذمہ دار ہوتا ہے وہ عاقلہ پر نہیں کیونکہ عاقلہ دیت کا بیسواں یا اس سے زائد حصہ ادا کرتے ہیں اس کے ادا کرنے میں انسان کو مشکل ہوتی اور پریشانی آتی ہے، اس سے کم کو ادا کرنا اتنا مشکل نہیں ہوتا، اسی لئے اسے عاقلہ پر نہیں رکھا گیا بلکہ اسے اس مارنے والے پر لازم کیا گیا ہے۔

۵۷۳۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عاقلہ عمد، غلام اور اعتراف کی صورت میں لازم ہونے والی دیت وغیرہ کے ذمہ دار نہیں ہوتے اس کی دیت عاقلہ نہیں دیں گے۔

۵۷۴۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جو مال صلح، اعتراف یا قتل عمد کی وجہ سے لازم ہو وہ اس شخص کے مال سے دیا جائے گا، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) مسئلہ یہی ہے کہ جو تاوان اقرار، صلح یا قتل عمد کی وجہ سے آئے وہ عاقلہ پر نہیں آتا وہ قاتل یا ضارب کے مال پر آتا ہے، اور جس قتل عمد میں کسی شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے اس کی دیت

أو صلح فهو في مال الرجل. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۷۵- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا شهدوا أنه ضربه وهو صحيح فلم يزل صاحب فراش حتى مات جازت شهادتهم ولم يكلفوا غير ذلك. وقال إبراهيم في الرجل يضرب فيموت فيشهد الشهود أنه لم يزل صاحب فراش حتى مات، قال: أقيده منه وتعقله من العاقلة الدية إن كان خطأ. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۷۶- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: تعقل العاقلة الخطأ كله إلا ما كان دون الموضحة، والسن مما ليس فيه أرش معلوم. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي

قاتل کے مال میں آئے گی، اس لئے کہ جو چیز صلحاً لازم ہوتی ہے وہ گویا عقد کے ذریعہ لازم ہوتی ہے اور عاقلہ ان کے متحمل نہیں ہوتے جو عقد کی وجہ سے لازم ہو بلکہ وہ اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں جو قتل کی وجہ سے لازم ہو بلکہ قتل عمد کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ قتل عمد کی دیت کے عاقلہ ذمہ دار نہیں ہیں۔

۵۷۵- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر لوگ گواہی دیں کہ فلاں تندرست تھا اسے فلاں آدمی نے مارا اور وہ صاحب فراش ہو کر مر گیا تو ان کی یہ شہادت کافی ہے وہ اور کسی چیز کے مکلف نہیں ہوں گے۔ حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جسے مارا جائے اور وہ مر جائے اور گواہ گواہی دیں کہ صاحب فراش ہو گیا تھا اسی میں مر گیا، فرمایا میں اس سے قصاص لوں اور اس کے عاقلہ سے دیت لوں گا اگر یہ خطأ سے ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو قصداً شدید زخمی کر دے اور وہ صاحب فراش ہو کر اسی میں مر جائے تو اس مارنے والے پر قصاص آئے گا اس لئے کہ وہ سبب قتل بنا ہے اور موت اسی کی وجہ سے آئی ہے موت اور بیماری کے درمیان کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو قصاص کو ساقط کر دے، مثلاً تندرست ہو یا کسی اور کا اس کو جان سے مار ڈالنا۔ بحر الرائق (۸/۳۱۰)

۵۷۶- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عاقلہ خطأ میں دیت دیں گے سوائے اس کے کہ جو موضحہ اور دانت سے کم ہو جس میں تاوان معلوم نہ ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: پیچھے گزر چکا ہے کہ غیر عمد، خطأ اور شبہ قتل کی وجہ سے جو دیت آتی ہے وہ عاقلہ پر آتی ہے۔ البتہ نصف عشر سے کم دیت کے عاقلہ ذمہ دار نہیں ہوں گے نصف عشر اور اس سے زائد کے ذمہ دار ہوں گے

حنیفة رحمه الله تعالیٰ.

۷۷۵ ۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا حماد عن إبراهيم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: العجماء جبار، والقليب جبار، والرجل جبار، والمعدن جبار، وفي الركاز الخمس. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. والجبار الهدر، إذا سار الرجل على الدابة فنفحت برجلها وهي تسير فقتلت رجلاً أو جرحته فذلك هدر ولا يجب على عاقلته ولا عليه، والعجماء الدابة المنفلتة ليس لها سائق ولا راكب توطئ رجلاً فتقتله فذلك هدر، والمعدن

نصف الشجہ کی دیت اس زیادتی کرنے والے کے مال میں آئے گی۔

۷۷۵ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
بے زبان جانور کا مارا ہوا ہدر ہے، اور کنویں میں گرنے والے کا خون ہدر ہے، اور کسی حیوان کی ٹانگ سے مارا
ہوا ہدر ہے، اور کان میں دب کر مرنے والے کا خون ہدر ہے، اور رکاز میں خمس آتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا
ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ جبار کے معنی ہدر کے ہیں، اگر کوئی شخص جانور پر
سوار جا رہا ہو وہ چلتے چلتے ٹانگ اٹھا کر کسی کو مار دے یا زخمی کر دے تو اس کا تاوان عاقلہ وغیرہ کسی پر نہیں
آئے گا اس کا خون ہدر ہے۔ بے لگام ایسا جانور جس کو نہ کوئی آگے سے کھینچنے والا ہو نہ اس کے ساتھ کوئی ہانکنے والا ہو
نہ کوئی سوار وہ کسی شخص کو روند ڈالے اور اسے قتل کر دے تو اس کا خون ہدر ہے، اور کان اور کنویں کو کھودنے
کے لئے اگر کوئی شخص کسی کو اجرت پر لے اور وہ اس میں گر کر یا دب کر مر جائے تو اس کا خون ہدر ہے، اجرت پر
لینے والے اور عاقلہ پر کچھ نہیں آئے گا۔

(ش) اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں کنواں کھودے اور کوئی شخص اس میں گر کر مر جائے تو کنویں والے پر
کوئی تاوان نہیں آئے گا۔ اگر جانور پر کوئی سوار ہو اور اس سے کوئی روند ڈالا جائے یا اس کے ہاتھوں سے کسی
کو نقصان پہنچے یا وہ کسی کو کاٹ لے تو اس سوار پر ضمان آئے گا لیکن اگر چلتے چلتے جانور کسی کو ٹانگ یا دم
مار دے اس پر ضمان نہیں آئے گا، البتہ اگر جانور راستہ میں کھڑا ہو تو ہر صورت میں سوار اور مالک اس کا ضامن
ہوگا چاہے ٹانگ مارے یا دم، اس لئے کہ راستہ روکنے اور کھڑا کرنے کی وجہ سے وہ متعدی ہو گیا۔ جانور کو
ہانکنے والا اس کا ضامن ہوتا ہے جو اس جانور کے ہاتھ سے نقصان پہنچے اور اس کا بھی جو پاؤں سے
پہنچے اور قائد (آگے سے پکڑ کر لے جانے والا) ہاتھ سے پہنچنے والے نقصان کا ضامن ہے پاؤں سے پہنچنے والے

والقليب الرجل يأتي الرجل يحفر له بئراً أو معدناً فيسقط عنه فيموت فذلك هدر ولا شيء على المستأجر ولا على عاقلته.

باب قوم حفروا حائطاً فوقع عليهم

۷۷۸۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن إبراهيم أنه قال في القوم يحفرون جداراً فوقع عليهم قال: عليهم الدية بعضهم لبعض. قال محمد: وبه نأخذ إلا أنه يرفع من دية كل واحد منهم حصته، وإن كانوا أربعة بطل ربع الدية من كل واحد، وإن كانوا ثلاثة بطل ثلث الدية من كل واحد، وإن كانوا ثلاثة بطل ثلث الدية من كل واحد، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

نقصان کا ضامن نہیں، جو شخص دو شخصوں کی قطار سے گر جائے اور وہ اس کا ضامن ہوگا جو روند گیا ہے اگر اس کے ساتھ پیچھے سے ہانکنے والا سائق بھی ہو تو قائد اور سائق دونوں پر ضمان آئے گا۔

ان لوگوں کا بیان جو دیوار کھود رہے ہوں اور وہ ان پر گر پڑے

۷۷۸... حضرت ابراہیم سے ان لوگوں کے بارے میں مروی ہے جو دیوار کھود رہے ہوں اور وہ ان پر گر پڑے، فرمایا ان میں سے بعض کی بعض پر دیت آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں البتہ ان میں سے ہر ایک کی دیت کا حصہ نکال دیا جائے گا چنانچہ اگر وہ چار ہوں تو ان میں سے ہر ایک کی دیت کا ربع (چوتھائی) ختم ہو جائے گا اور اگر تین ہوں تو ان میں سے ہر ایک کی دیت کا ثلث باطل ہو جائے گا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) یہ قتل بالسبب کے قبیل سے ہے جو لوگ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے حق میں جانی و متعدی ہے لہٰذا ہر ایک کے حصے سے ایک حصہ کم کر دیا جائے گا۔ اس میں صرف دیت ہے کفارہ یا گناہ نہیں ہوگا۔

باب دية المرأة وجراحاتها

٥٠٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: قول علي بن أبي طالب رضي الله عنه أعجب إلي من قول عبد الله بن مسعود وزيد بن ثابت وشريح في جراحات النساء والرجال. قال محمد: وبقول علي رضي الله عنه وإبراهيم نأخذ، كان علي بن أبي طالب رضي الله عنه يقول: جراحات النساء على النصف من جراحات الرجال في كل شيء، وكان عبد الله بن مسعود وشريح يقولان: تستوي في السن والموضحة، ثم على النصف فيما سوى ذلك، وكان زيد بن ثابت رضي الله عنه يقول: يستويان إلى الثلث، ثم على النصف فيما سوى ذلك. فقول علي بن أبي طالب رضي الله عنه على النصف في كل شيء أعجب إلينا وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

عورت کی دیت اور اس کے زخموں کا بیان

۵۰۹ - ... حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا عورتوں اور مردوں کے زخموں کے بارے میں مجھے حضرت علی بن ابی طالب کا قول حضرت عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت اور شریح کے قول سے زیادہ پسند ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم حضرت علی اور ابراہیم کے قول ہی کو اختیار کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے عورتوں کے زخم مردوں کے زخموں کے مقابلہ میں ہر چیز میں دیت کے اعتبار سے آدھے ہوں گے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور شریح یہ کہا کرتے تھے کہ دانت اور موضحہ میں دونوں برابر ہیں۔ ان کے علاوہ عورتوں کے زخموں کی دیت مرد کے مقابلے میں آدھی ہوگی۔ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ثلث دیت تک دیت میں دونوں برابر ہوں گے اس کے علاوہ اور دوں میں آدھے ہوں گے۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول کہ ہر چیز میں آدھی دیت ہوگی ہمیں زیادہ پسند ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

دش: اگر قتل نفس سے کم کا معاملہ ہو تو اس میں عورت و مرد کے درمیان قصاص نہیں ہے۔ چونکہ ان کی دیت میں فرق ہے اس لئے کہ ان میں مماثلت نہیں پائی جاتی لہٰذا قصاص بھی نہ ہوگا۔ اعضاء میں جو دیت مرد کی ہے عورت کی دیت مرد کی آدھی دیت کے برابر ہے۔

۵۸۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: في حلمة ثدي المرأة نصف الدية، وفي الحلمتين الدية. قال محمد: وبه نأخذ، وفي حلمتي الرجل حكومة عدل، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب جراحات العبيد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۸۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: في سن العبد نصف عشر ثمنه، وقال: جراحات العبيد. قال محمد: أظنه قال: على جراحات الحر من قيمته. قال محمد:

---

۵۸۰ - … حضرت ابراہیم نے فرمایا عورت کے پستان کی بھٹنی میں نصف دیت آئے گی اور دونوں بھٹنیوں میں پوری دیت آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں مرد کے پستان کی بھٹنی میں حکومت عدل آئے گی یہ سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) چونکہ دونوں بھٹنیوں کے کٹنے میں جنسی منفعت کا فوت کرنا ہے اس لئے اس میں پوری دیت آئے گی لیکن عورت کی دیت مرد کے مقابلہ میں آدھی ہوگی، ایک کے کاٹنے میں آدھی دیت آئے گی۔ مرد کی بھٹنی میں چونکہ نہ تفویت منفعت ہے نہ تفویت جمال علی الکمال ہے اس لئے اس میں دیت نہیں آئے گی بلکہ حکومت عدل آئے گی اگر ایک کاٹی گئی ہے تو اس پر کم حکومت عدل ہوگی یعنی اس میں دونوں کی نسبت کم تاوان آئے گا۔

غلاموں کے زخموں کا بیان

۵۸۱ - … حضرت ابراہیم نے غلام کے دانت کے بارے میں فرمایا اس کی قیمت کا بیسواں حصہ لازم ہوگا اور فرمایا غلام کے زخم، امام محمد نے فرمایا میرا خیال ہے انہوں نے یہ فرمایا: اس کی قیمت کے لحاظ سے آزاد لوگوں کے زخموں کی طرح ہوں گے۔ امام محمد نے فرمایا امام ابوحنیفہ اسی کو اختیار کرتے تھے ہمارے قول کے مطابق یہ سب غلام کی قیمت ہی کے لحاظ سے ہوگا۔

(ش) اگر کوئی شخص کسی غلام کو خطأً قتل کر دے تو اس پر اس کی قیمت آئے گی لیکن وہ دس ہزار درہم سے زیادہ نہ ہوگی اگر اس کی قیمت دس ہزار یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر دس ہزار درہم سے دس درہم کم کر دیئے

فبهذا كان يأخذ أبو حنيفة رحمه الله تعالى، وأما في قولنا فذلك كله على ما نقص العبد من قيمته.

۵۸۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في العبد يقتل عمداً قال: فيه القود، وإن قتل خطأً فقيمته ما بلغ، غير أنه لا يجعل مثل دية الحر، وينقص منه عشرة دراهم، وإن أصيب من العبد شيء يبلغ ثمنه دفع العبد إلى صاحبه وغرم ثمنه كاملاً. قال محمد: وبهذا كله كان يأخذ أبو حنيفة رحمه الله تعالى وبه نأخذ إلا في خصلة واحدة: إذا أصيب من العبد ما يبلغ ثمنه مثل العينين واليدين والرجلين فهو بالخيار، إن شاء أسلمه بعينه وأخذ قيمته، وإن شاء أمسكه وأخذ ما نقصه.

جائیں گے۔ اگر کسی غلام نے ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس میں اس کی قیمت کا نصف آئے گا جو چار ہزار نو سو پچانوے درہم سے زائد نہ ہوگی۔ اور آزاد آدمی کی جن چیزوں میں دیت آتی ہے اس کے مقابلہ پر غلام میں اس کی قیمت آئے گی اور جن عضووں میں آزاد آدمی کے لئے نصف دیت آتی ہے ان میں غلام کے لئے نصف قیمت آئے گی۔

۵۸۲ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم سے اس غلام کے بارے میں مروی ہے جسے عمداً قتل کردیا جائے فرمایا اس میں قصاص آئے گا۔ اگر غلطی سے مار دیا جائے تو اس کی قیمت آئے گی چاہے جتنی ہو البتہ اسے آزاد آدمی کی دیت کے برابر نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے دس درہم کم کردیے جائیں گے اور اگر غلام کے کسی ایسے عضو کو نقصان(۲) پہنچایا جائے جس کی دیت اس کی قیمت کے برابر ہو تو وہ غلام اس شخص کو دے دیا جائے گا اور تاوان کے طور پر اس سے اس کی پوری قیمت وصول کرلی جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اختیار کرتے تھے اور ہم بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے کہ اگر غلام کے کسی ایسے عضو کو نقصان پہنچایا جائے جو اس کی قیمت کے برابر ہو جیسے دونوں آنکھیں، ہاتھ اور ٹانگیں تو اس کے آقا و مالک کو اختیار ہوگا چاہے اسے حوالے کرکے اس کی قیمت وصول کرلے تو اسے اپنے پاس رکھے اور اس کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو کمی آئی ہے وہ لے لے۔

(۱) اگر غلام کو عمداً مارا جائے تو اس کے قاتل پر قصاص آئے گا چاہے قاتل غلام ہو یا آزاد اس لئے کہ ارشاد باری ہے:

(۱) أن النفس بالنفس والعين بالعين (المائدة ۴۵) کہ جان کا بدلہ جان ہے اور آنکھ کا آنکھ۔

یہ اثر پہلے اثر کے لئے ناسخ ہے۔ قتل خطا کی تفصیل پچھلی روایت کی شرح میں گذر چکی ہے۔

۵۸۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قتل العبد رجلاً حراً عمداً دفع العبد إلى أولياء المقتول، فإن شاؤوا عفوا، وإن شاؤوا قتلوا، فإن عفوا رد العبد إلى مولاه، لأنه إنما كان لهم القصاص ولم تكن لهم الدية. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب جناية المكاتب والمدبر وأم الولد

۵۸۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن جناية المكاتب والمدبر وأم الولد على المولى. قال محمد: ولسنا نأخذ، إلا أنا نرى جناية المكاتب عليه في قيمته يكون عليه أقل من أرش الجناية ومن قيمته، وأما المدبر وأم الولد فعلى المولى الأقل من أرش جنايتهما ومن قيمتهما، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۸۳ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا غلام اگر کسی آزاد آدمی کو عمداً قتل کر دے تو غلام کو مقتول کے اولیاء کے حوالے کر دیا جائے گا وہ چاہیں تو اسے معاف کر دیں اور چاہیں تو قتل کر دیں۔ اگر معاف کر دیں گے تو غلام اس کے آقا کے حوالے کر دیا جائے گا اس لئے کہ مقتول کے ورثاء کو قصاص لینے کا حق تھا دیت کا نہیں۔

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) غلام اگر کسی کو عمداً قتل کر دے تو اس پر قصاص آتا ہے، مقتول کے ورثہ قصاص کے بجائے اپنے پاس یونہی غلام بنا کر نہیں رکھ سکتے۔ قتل خطا کی صورت میں اس کے مولیٰ سے کہا جائے گا یا اس جنایت کے بدلے اس غلام کو حوالے کر دو یا اس کی طرف سے تاوان دو۔

مکاتب، مدبر اور ام ولد کی جنایت کا بیان

۵۸۴ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ مکاتب، مدبر اور ام ولد کی جنایت مولیٰ پر ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ مکاتب کی جنایت اس پر اس کی قیمت میں ہوگی، اس کی قیمت اور جنایت کے تاوان میں سے جو کم ہو وہ اس پر آئے گا، مدبر اور ام ولد میں ان کی قیمت اور جنایت کے تاوان میں سے جو اقل ہوگا وہ مولیٰ پر آئے گا، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۵۹۵ـ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في أم الولد والمعتقة عن دبر يجنيان قال: يسعيان في جنايتهما لأن عتاقة قد جرت فيهما فلا يستطيع أن يدفعهما ولا تعقلهما العاقلة لأنهما مملوكان. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۹۶ـ محمد عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن شريح قال: المكاتب في الحدود والشهادة عبد ما بقي عليه درهم. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب دية المعاهد

۵۹۷ـ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن أبي الهيثم أن النبي صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم قالوا: دية المعاهد دية الحر المسلم.

۵۹۵ـ ... حضرت ابراہیم سے ام ولد اور مدبرہ کے بارے میں مروی ہے کہ اگر وہ جنایت کریں تو ان کی جنایت کا ضامن ان کا آقا ہوگا، اس لئے کہ آزادی ان پر جاری ہو چکی ہے اس لئے ان کو حوالے نہیں دے سکتے اور ان کے عاقلہ پر دیت اس لئے نہیں آئے گی کہ وہ غلام ہے، عاقلہ پر آزاد آدمی کی دیت آتی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح: اگر مدبرہ یا ام ولد کوئی جنایت کریں تو ان کی قیمت اور جنایت کے تاوان میں سے جو کم ہو مولیٰ اس کا ضامن ہوگا۔

۵۹۶ـ ... حضرت شریح نے فرمایا حدود اور شہادت کے باب میں مکاتب پر جب تک ایک درہم بھی باقی ہو وہ غلام کے حکم میں ہوتا ہے ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح: مکاتب اگر بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو وہ غلام رہ جاتا ہے جب تک پورا بدل کتابت ادا نہ کرے آزاد نہیں ہوتا لہٰذا پوری آزادی ملنے تک وہ حدود و شہادت کے باب میں غلام کے حکم میں ہی رہے گا۔

ذمی کی دیت کا بیان

۵۹۷ـ ... حضرت ہیثم بن ابی الہیثم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے فرمایا معاہد کی دیت آزاد مسلمان کی دیت ہے۔

۵۸۸ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: أخبرنا حماد عن إبراهيم أنه قال: دية المعاهد دية الحر المسلم.

۵۸۹ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن أبي العطوف عن الزهري عن أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم أنهم جعلوا دية النصراني ودية اليهودي مثل دية الحر المسلم. قال محمد: وبهذا نأخذ، وكذلك المجوسي عندنا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۹۰ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن رجلا من بكر بن وائل قتل رجلا من أهل الحيرة، فكتب فيه عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن يدفع إلى أولياء القتيل فإن شاءوا قتلوا وإن شاءوا عفوا، فدفع الرجل إلى ولي المقتول إلى رجل يقال له حنين من أهل الحيرة فقتله، فكتب فيه عمر رضي الله عنه بعد ذلك: إن كان الرجل لم يقتل فلا تقتلوه

۵۸۸۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا معاہد کی دیت آزاد مسلمان کی سی دیت ہے۔

۵۸۹۔ ... حضرت ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے نصرانی اور یہودی کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کی طرح مقرر کی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں مجوسی کا حکم بھی ہمارے یہاں اسی طرح ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) جس طرح قصاص میں مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل کیا جاتا ہے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل کیا تھا اسی طرح ذمی کافر کی دیت بھی مسلمان کی دیت کی طرح ہوگی، اعضاء وغیرہ میں مسلمان اور کافر میں قصاص آئے گا اسی طرح مسلمان اور ذمی کی دیت برابر ہے۔

۵۹۰۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے اہل حیرہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں لکھا کہ اسے مقتول کے حوالے کر دیا جائے وہ چاہیں اسے قصاص میں قتل کر دیں اور چاہیں تو معاف کر دیں، چنانچہ وہ قاتل، مقتول کے ولی اہل حیرہ کے حنین نامی شخص کے حوالے کر دیا گیا، اس نے اسے قتل کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد لکھا کہ اگر وہ شخص قتل نہ کیا گیا ہو تو اسے قتل مت کرو، وہ سمجھ گئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے دیت پر راضی کرنا چاہتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اگر مسلمان شخص کسی ذمی کو قصداً مار دے تو اسے قصاص میں اس کے بدلے قتل کر دیا جائے گا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

فرأى أن عمر رضي الله عنه أراد أن يرضيهم بالدية. قال محمد: وبه نأخذ، إذا قتل المسلم المعاهد عمداً قتل به، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وكذلك بلغنا عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قتل مسلماً بمعاهد، وقال: أنا أحق من وفى بذمته.

باب ارتداد المرأة عن الإسلام

(۹۱۵) ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عاصم بن أبي النجود عن أبي رزين عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لا يقتل النساء إذا ارتددن عن الإسلام ويجبرن عليه. قال محمد: وبه نأخذ، ولكنا نحبسها في السجن حتى تموت أو تتوب، إلا الأمة فإن كان أهلها محتاجين إلى خدمتها أجبرناها على الإسلام، وإن أبت دفعناها إلى مواليها فاستخدموها وأجبروها على الإسلام، وإن قتل المرتدة قاتل وهي حرة أو أمة فلا شيء عليه من دية ولا قيمة،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں اسی طرح روایت پہنچی ہے کہ آپ نے ایک مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل کیا اور فرمایا میں اس سے زیادہ حق دار ہوں جو اپنے عہد اور ذمہ کو پورا کرے۔

شرح: بعض ائمہ کا یہ کہنا ہے کہ اگر مسلمان کسی معاہد ذمی کو عمداً قتل کر دے تو اس کے بدلے قصاص میں اسے قتل کیا جائے گا اس لئے کہ ان کا دم ہمارے دم کی طرح ہے اور ان کے اموال ہمارے اموال کی طرح محفوظ ہیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل کیا تھا لیکن مسلمان کو اس کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا جو امان لے کر آیا ہو اس لئے کہ وہ حربی ہے صرف اتنا ہے کہ عارضی طور پر دارالاسلام آیا ہے۔

عورت کے اسلام سے مرتد ہونے کا بیان

۹۱۵۔ ۔ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر عورتیں اسلام سے مرتد ہو جائیں تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا البتہ اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں البتہ ہم اسے جیل میں بند کر دیں گے یہاں تک کہ وہ مر جائے یا توبہ کر لے سوائے باندی کے اگر اس کے مالک اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو ہم اسے قبول کرنے پر مجبور کریں گے۔ اگر وہ انکار کر دے تو ہم اسے اس کے مالکوں کے حوالے کر دیں گے وہ اس سے خدمت لیں گے اور اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں گے۔ اگر کسی نے

ولكنا نكره ذلك له، ونرى للإمام أن يؤدبه أدبًا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۵۹۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: تقتل المرأة إذا ارتدت عن الإسلام. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا.

باب من قتل فعفا بعض الأولياء

۵۹۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أتي برجل قد قتل عمدًا، فأمر بقتله، فعفا بعض الأولياء، فأمر بقتله، فقال عبد الله بن مسعود رضي الله عنه: كانت النفس لهم جميعًا، فلما عفا هذا أحيى النفس، فلا يستطيع أن يأخذ حقه، يعني الذي لم يعف، حتى يأخذ حق غيره. قال: فما ترى؟ قال: أرى أن تجعل الدية عليه في ماله

کسی مرتد عورت کو قتل کر دیا تو وہ عورت خواہ آزاد ہو یا باندی اس قاتل پر تو دیت آئے گی، اس کی قیمت، لیکن ہم اس کے لئے ایسا کرنے کو ناپسند کرتے ہیں اگر امام اسے سزا دینا چاہے تو دے سکتا ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۵۹۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عورت اگر اسلام سے مرتد ہو جائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے ہیں۔

(ف) اگر کوئی شخص مسلمان ہو پھر العیاذ باللہ مرتد ہو جائے تو اسے دوبارہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے گی اگر کوئی شبہ ہو تو اسے دور کیا جائے گا پھر اگر وہ ایمان لے آیا تو فبہا ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا حدیث میں آتا ہے کہ جو اپنے دین کو تبدیل کر دے اسے قتل کر دو۔ البتہ عورت یا خنثیٰ یا بچہ اگر یہ حرکت کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید میں ڈال دیا جائے گا تاکہ سوچ کر دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے یا پٹنے کی سزا بھگتے اور جیل میں پڑی سڑتی رہے۔

قاتل کو بعض اولیاء کے معاف کر دینے کا بیان

۵۹۳ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے عمداً قتل کیا تھا حضرت عمر نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا مقتول کے بعض ورثاء نے

ويرفع عنه حصة الذي عفا. قال عمر رضي الله عنه: وأنا أرى ذلك. وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۹۶۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: من عفا من ذي سهم فعفوه عفو. قال محمد: وبه نأخذ. ومن عفا من زوجة أو أم أو أخ من أم أو غير ذلك فعفوه جائز.

معاف کر دیا حضرت عمرؓ نے قتل کا حکم دیا؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس (قاتل) کی جان ان سب کے لیے تھی جب انہوں نے اس کو معاف کر دیا تو انہوں نے اس کو حیات بخش دی لہٰذا جنہوں نے معاف نہیں کیا وہ دوسرے کا حق نہیں لے سکتے (یعنی معاف کرنے والے معاف کرنے والوں کا حق نہیں لے سکتے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ اس کی دیت اس قاتل کے مال میں لازم کر دی جائے اور اس دیت میں سے ان لوگوں کا حصہ ختم کر دیا جائے جنہوں نے معاف کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری بھی یہی رائے ہے۔ امام محمد نے فرمایا میری رائے بھی یہی ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۹۶۵۔۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا جو صاحب حصہ معاف کر دے اس کا معاف کرنا عفو در گزر شمار ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں مقتول کے ورثاء میں سے جو بھی معاف کر دے گا خواہ بیوی ہو یا شوہر، ماں ہو یا بہن یا اخیافی بھائی ہو یا اور کوئی تو اس حصہ دار کا معاف کرنا جائز ہے اس سے اس قاتل کا خون معاف ہو گیا باقی ورثاء کو دیت میں سے ان کا حصہ مل جائے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) مقتول کے سرپرست اگر قاتل کے سرپرست سے قصاص کے بجائے پیسے وغیرہ پر صلح کر لیں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے ارشاد باری ہے:

﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾

(البقرۃ - ۱۷۸)

ہاں جس کسی کو اس کے فریق مقابل کی طرف سے کچھ معافی حاصل ہو جائے سو مطالبہ معقول طریق پر کرنا چاہیے، اور مطالبہ کو اس (فریق) کے پاس خوبی سے پہنچا دینا چاہیے۔

* * *

یہ آیت صلح کے بارے میں نازل ہوئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا کوئی آدمی مارا جائے تو اس کے وارثوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے چاہیں قصاص لیں چاہیں [illegible]

وقد عفى الدم، ولبقيتهم حصتهم من الدية وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من قتل عبده أو ذا قرابته

٥٩٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الكريم عن رجل من عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن أعرابيا كان له أم ولد، فانطلق [illegible] من بعض أهلهم فقال لها: [illegible] بال تخشى أن يعبث بها صبيان الحي. قال: [illegible] ثم حمل عليه بسيف ليقتله فقطع رجله، فرفع ذلك إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فأمر بقتله، فقال له معاذ بن جبل رضي الله عنه: إنه ليس بين الأب وبين الولد قصاص ولكن الدية، فقال محمد: وبه نأخذ، من قتل ابنه عمدا فليس عليه قود ولكن الدية عليه في ماله في ثلاث سنين [illegible]

ہسنے تاوان سے لیں۔ اس قسم کی صلح میں تاوان کی جو مقدار بھی طے کریں کم ہو یا زیادہ خواہ مقدار دیت سے زائد ہو یا کم سب جائز ہے، اگر شرکاء میں سے کوئی شخص قصاص معاف کر دے یا اپنے حصے کے عوض کچھ لینے پر مصالحت ہو جائے تو [illegible] کا حق قصاص ختم ہو جاتا ہے، اس لئے کہ قصاص کی تجزی نہیں ہو سکتی کچھ حصہ ساقط ہوگا تو پورا ساقط ہو جائے گا البتہ باقی ماندہ ورثاء کو دیت میں سے ان کے حصے کے بقدر مل جائے گا معاف کرنے والے کا حصہ ساقط ہو جائے گا۔

اس شخص کا بیان جو اپنے غلام یا رشتہ دار کو قتل کر دے

٥٩٥ - ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدوی نے اپنی ام ولد سے کہا جا کر [illegible] باندی کے بیٹے سے کہا چھوڑ دے۔ میں جانتا ہوں [illegible] ڈر ہے کہ کچھ لوگ اس کے پیچھے پڑیں۔ اس اعرابی نے کہا [illegible] پھر اسے قتل کرنے کے لئے تلوار سے اس پر حملہ کر کے اس کی ٹانگ کاٹ دی، یہ معاملہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لیجایا گیا، آپ نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا باپ بیٹے کے درمیان قصاص نہیں ہوتا البتہ اس پر باپ کے مال میں دیت آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جو شخص

[illegible]

في كل سنة ثلث من الدية، ولا يرث من الدية ولا من مال ابنه شيئاً، ويرثه أقرب الناس من الابن بعد الأب، ولا يحجب الأب من الميراث شيئاً، وهو في ذلك بمنزلة الميت، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۹۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقتل عبده عمداً قال:

اپنے بیٹے کو عمداً مار دے تو اس کی وجہ سے اسے قتل نہیں کیا جائے گا، البتہ اس کے مال میں دیت آئے گی جس کی ادائیگی کی مدت تین سال ہوگی ہر سال دیت کا ایک تہائی دیا جائے گا۔ وہ قاتل (باپ) دیت اور بیٹے کے مال میں سے کسی چیز کا وارث نہیں بنے گا۔ اس کا وارث باپ کے بعد بیٹے سے جو سب سے قریب ہے وہ بنے گا۔ باپ کسی کو میراث سے نہیں روکے گا، باپ اس موقع پر میت (مردہ) کی طرح شمار ہوگا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسألہ یہ ہے کہ بیٹے کے قصاص کے لئے باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ والد کو بیٹے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے۔ اور اس لئے بھی کہ عام طور سے والد اپنے بیٹے کو قتل نہیں کرتا اس لئے کہ اسے اس سے بڑی محبت اور تعلق ہوتا ہے، وہ اس کا جگر گوشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا قصاص ساقط کرنے کے لئے یہ شبہ بن جائے گا اور حدود شبہات سے ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے بھی کہ باپ بیٹے کی وجہ سے مستحق عقوبت نہیں بنتا اور پھر جب باپ اولاد کے لئے وجود میں لانے کا سبب ہے تو پھر یہ محال ہے کہ وہ اس کے فنا کرنے کا سبب بنے۔ اس لئے اگر وہ اسے مشرکوں کی صف میں جنگ کرتا ہوا پائے یا وہ شادی شدہ ہو اور باپ اسے زنا کرتے دیکھے تب بھی اسے قتل نہیں کرسکے گا۔

باپ بیٹے کو اگر قصداً قتل کر دے تو باپ کے مال میں دیت آئے گی جو تین سال میں دینا ہوگی جیسے دیت خطأ اور شبہ عمد قسطوں میں دینا ہوتی ہے، اسی طرح یہ بھی قسطوں میں دی جائے گی۔ باپ چونکہ قاتل ہے اور قاتل مقتول کے مال کا وارث نہیں بنتا اس لئے باپ بیٹے کے مال اور اس دیت کے حصہ میں سے کسی کا وارث نہیں بنے گا۔

۶۹۵ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنے غلام کو عمداً مار دے فرمایا: غلام کے سرپرستوں کے سپرد کر دیا جائے گا وہ چاہیں اسے قتل کر دیں چاہیں معاف کر دیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے غلام اور اس کے مولیٰ (آقا) کے درمیان قصاص نہیں ہوتا لیکن مالک کو

يدفع إلى أوليائه، فإن شاؤوا قتلوا وإن شاؤوا عفوا. قال محمد: وبهذا نأخذ، ليس بين العبد وبين سيده قصاص، ولكن السيد يوجع ضربا ويستودع السجن، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى

باب من وجد في داره قتيل

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۹۷۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يطرق الرجل في داره فيصبح ميتا، فيدعي صاحب الدار أنه قتله وأنه كابره على نفسه فلذلك قتله، قال: ينظر في المقتول، فإن كان داعرا يتهم بالسرقة بطل دمه ولم تكن عليه الدية، وإن كان لا يتهم في شيء من ذلك ولا يعلم منه إلا خير قتل به، وإن ادعى صاحب الدار أنه وجده على بطن امرأته

مار پیٹ کے ذریعہ خوب سزا پہنچائی جائے گی اور قید میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: جس طرح باپ کو بیٹے کے قتل کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا اسی طرح آقا اپنے غلام، مدبر، مکاتب اور ام الولد کے غلام کے قتل کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔ غلام چونکہ انسان کا مال ہے اور اپنے مال کے ضائع کرنے کی وجہ سے کسی پر کچھ نہیں آتا۔ غلام مدبر مکاتب ہو تب بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ مدبر بھی غلام ہوتا ہے اور مکاتب پر جب تک ایک درہم بھی ہو وہ غلام ہی رہتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بیٹے کے غلام کو جس کے کسی جز کا مالک ہے قتل کر دے تب بھی آقا کو اس کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ قتل تجزی کو قبول نہیں کرتا۔ بیٹے کا غلام بھی اپنے غلام کے حکم میں ہے حدیث میں ہے کہ تم اور تمہارا مال تمہارے والد کے لئے ہے۔ اس لئے باپ بیٹے کی باندی سے وطی کرنے کی وجہ سے حد نہیں آتی۔ اسی طرح اس پر قصاص بھی نہیں آئے گا جبکہ مولیٰ پر غلام، مدبر، مکاتب اور بیٹے کے غلام کے قتل کی وجہ سے کفارہ آئے گا۔

اس شخص کا بیان جس کے گھر میں مقتول پایا جائے

۵۹۷۔۔۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص رات کو کسی کے گھر جائے اور صبح وہاں مردہ حالت میں ملے تو گھر والے یہ دعویٰ کریں کہ اس نے ان سے لڑائی کی یعنی مقابلہ کیا تھا اس لئے ہم نے اسے قتل کیا، فرمایا مقتول کے بارے میں دیکھا جائے گا اگر وہ عادی تھا وہ بدکردار اور چوری میں متہم ہو تو اس کا خون رائیگاں ہوگا، اور اس مارنے والے پر دیت نہ آئے گی، اور اگر اس مقتول پر ان باتوں میں سے کسی بات کی تہمت نہ لگائی

فلذلك قتله. قال: ينظر، فإن كان داعراً يتهم بالزنا بطل القصاص وكانت عليه الدية، وإن كان لا يتهم في شيء من ذلك ولا يعرف به (بخبث) قتل هذا به. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى في السرقة، وأما الفجور فلم نحفظ ذلك عنه.

جاتی ہو اور اس کے بارے میں نیکی کا ثبوت بہم ملے تو قاتل کو اس کے بدلے قتل کر دیا جائے گا۔ اگر گھر والا یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اس شخص کو اپنی بیوی کے پیٹ پر دیکھ کر اسے قتل کیا ہے۔ فرمایا دیکھا جائے گا اگر وہ بے حیا فاسق فاجر ہو اس پر زنا کا الزام لگایا جاتا ہو تو قصاص ختم ہو جائے گا اور اس قتل کرنے والے پر دیت آئے گی۔ اور اگر اس (مقتول) پر اس قسم کا کوئی الزام نہ لگایا جاتا ہو اور اس کے بارے میں اچھائی ہی معلوم ہو تو اس کے قتل کی وجہ سے قاتل کو قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں چوری کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ زنا کے بارے میں مجھے ان سے کچھ یاد نہیں ہے۔

(ش) محض کسی قاتل کے دعویٰ کی وجہ سے اس کی بات نہیں مانی جائے گی بلکہ تحقیق کی جائے گی گواہی لی جائے گی۔ اگر اس سے اس کی بات کی تصدیق ہو جائے تو قصاص ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کے گھر میں کوئی مقتول ملے تو قسامت فرض ہو جائے گی اس لئے کہ مکان اس کے قبضہ میں ہے اور جیسے قسم میں محلہ والوں کے ساتھ وہ شہر والے شامل نہیں ہوتے اسی طرح محلہ والے اس گھر والے کے ساتھ قسم میں شامل نہ ہوں گے صرف اسے قسم اٹھانا پڑے گی البتہ اس کے عاقلہ پر دیت آئے گی۔ اگر مقتول بدکردار اور جرائم پیشہ بدکاری میں مشہور ہو تو اس پر قصاص نہیں آئے گا دیت آئے گی لیکن اگر وہ نیک شخص ہو تو اس گھر والے کو اس کے قتل کی وجہ قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔ یہی صورت حال اس صورت میں بھی ہے جب گھر والا اس مقتول پر زنا کی تہمت لگائے۔

باب اللعان و الانتفاء من الولد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۹۸ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال في رجل انتفى من ولده ولاعن وفرق بينهما، فقذفه أبوه الذي انتفى منه وقذف أمه قال إن قذفه أبوه الذي انتفى منه أو غيره من الناس كلهم أو قذف أمه فإنه يجلد. وقال أبو حنيفة لا يجلد في قذف الأم من قذفها.

لعان اور بچے سے انکار کا بیان

۵۹۸۔۔۔ حضرت ابراہیمؒ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے بیٹے کی نفی کرے اور لعان کرے اور میاں بیوی کے درمیان تفریق کر دی گئی ہو کہ اگر وہ باپ جس نے اس بچے کی نفی کی ہو وہ اس لڑکے پر تہمت لگائے یا اس کی ماں پر، یا اگر وہ باپ اس لڑکے پر تہمت لگائے جس سے اس بچے کا نسب منتفی کیا گیا ہو یا لوگوں میں سے کوئی اور اس پر یا اس کی ماں پر تہمت لگائے تو اس کو کوڑے لگائے جائیں گے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر ماں پر کوئی تہمت لگائے تو اس کو کوڑے نہیں مارے جائیں گے اس لئے کہ اس کے ساتھ ایک ایسا بچہ ہے جو ثابت النسب نہیں ہے، اور جو صرف اس بچہ پر ہی تہمت لگاتا ہے، اسے زانی کہے تو اس کے حد لگائی جائے گی اسی پر امام محمد نے فتویٰ دیا ہے۔

(ف) اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونوں شہادت دینے کے اہل ہوں اور عورت عفیفہ اور زنا سے بری ہو اور غیر متہم ہو یا کوئی اپنی بیوی کے بیٹے کی نفی کرے کہ مجھ سے نہیں ہے اور عورت اس سے لعان کا مطالبہ کرے تو مرد پر لعان لازم ہوگا اور اگر لعان نہ کرے تو قاضی اسے قید کرے گا یہاں تک کہ وہ یا لعان کرے یا اپنے آپ کو جھٹلا دے اور اسے حد لگا دی جائے۔ اگر مرد لعان کرے تو عورت پر لعان واجب ہو جاتا ہے، اگر وہ لعان نہ کرے تو حاکم اسے قید کرے گا جب تک وہ لعان نہ کرے یا شوہر کی بات کی تصدیق نہ کرے اور اسے حد زنا نہ لگ جائے۔

اگر شوہر شہادت دینے کا اہل ہو لیکن عورت باندی یا کافرہ ہو یا اسے حد قذف لگی ہو یا ایسی ہو کہ اس پر تہمت لگانے والے کو حد نہیں لگائی جاتی ہو (مثلاً زنا کر چکی)، وہ لونڈی یا زانیہ ہو تو مرد پر حد قذف نہیں آئے گی اور نہ لعان ہوگا۔ لعان کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔ جب وہ دونوں لعان کر لیں تو قاضی ان دونوں

وإن صدقها فلا نسب له، ومن قذف الولد في نفسه عامة، وقال له: يا زان، ضرب الحد،
وكذلك قال محمد،

٥٩٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قذف الرجل امرأته وقد حد جلدته حداً، أو قذفها وقد جلدت حداً فلا لعان بينهما ولا حد عليه، وقال: من لا شهادة له فلا لعان له، وهذا قول أبي حنيفة ومحمد،

٦٠٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: إذا قذف الرجل امرأته

میں تفریق کردے گا اور فریقین کے بیان پر تفریق طلاق بائن ہوگی، امام ابو یوسف اسے ابدی حرام قرار دیتے ہیں۔

تہمت اگر بچے کے بارے میں نافی ہو تو قاضی اس کی نسب اس سے ختم کر کے اسے ماں کے ساتھ ملحق کردے گا۔ اگر شوہر بعد میں اپنے آپ کو جھٹلا دے تو قاضی اس کو حد قذف لگائے گا اور اس شخص کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر لعان کے بعد کسی اور عورت پر تہمت لگا اور اس کی وجہ سے اس پر حد لگ جائے تو اس کے لئے اس سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہو جائے گا اس لئے کہ اب یہ لعان کا اہل نہیں رہا۔ اس کی گواہی غیر معتبر ہو گئی یا عورت گناہ کرے اور اسے حد لگ جائے تو یہ اس عورت سے شادی کر سکے گا اس لئے کہ یہ لعان کی اہل نہیں رہی۔

مذکورہ بالا اثر میں لعان کی وجہ سے اس لڑکے کا نسب اس باپ سے ختم ہو گیا لہٰذا اب اگر یہ اس پر تہمت لگائے تو اسے حد قذف لگے گی۔ باپ اگر بیٹے پر تہمت لگائے تو اسے حد قذف نہیں لگتی یہاں تو نسب کی وجہ سے یہ شخص اس کا باپ نہیں رہا۔

٥٩٩ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے اور اسے پہلے حد لگ چکی ہو تو میں اسے حد میں کوڑے لگاؤں گا، یا اگر عورت پر تہمت لگائی اور عورت کو کوڑے لگ چکے ہوں تو ان دونوں میں نہ لعان ہوگا نہ مرد پر حد آئے گی۔ اور فرمایا جو شہادت کا اہل نہ ہو وہ لعان بھی نہیں کر سکتا یہ امام ابو حنیفہ، محمد کا قول ہے۔

(شخص مذکور جیسا ہے کہ لعان کا اہل وہ ہے جو شہادت کا اہل ہو اور جس کو حد لگ چکی ہو وہ لعان کا اہل نہیں ہے تو یہی حکم عورت کا ہے کہ اگر پہلے اسے حد لگ چکی ہو تو اس پر تہمت لگانے سے لعان نہیں ہوگا۔

٦٠٠ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے پھر لعان سے پہلے بیوی کو

ثم توفيت قبل أن يلاعنها فإنه يرثها ولا حد ولا لعان، وكذلك إذا قذف الرجل غير امرأته فلا حد عليه، لأنه لا يدري لعل الذي قذفه يصدقه، وإذا قذفها زوجها ثم مات ورثته لأنه لم يكن لاعن، وهذا كله قول أبي حنيفة و محمد.

۶۰۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن مجالد بن سعيد عن عامر الشعبي عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: إذا أقر الرجل بولده طرفة عين فليس له أن ينفيه، وهو قول أبي حنيفة و محمد.

۶۰۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن شريح قال: إذا انتفى الرجل

انتقال ہو جائے تو شوہر اس کا وارث بنے گا اور اس پر حد اور لعان نہیں آئے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص غیر عورت پر حرام کاری کی تہمت لگاتا ہے تو اس پر حد نہیں آئے گی اس لئے کہ ہو سکتا ہے وہ اس کی تصدیق کرے جس پر تہمت لگائی ہے اور اگر شوہر بیوی پر تہمت لگائے پھر مر جائے تو وہ عورت اس کی وارث بنے گی اس لئے کہ ابھی تک لعان نہیں کیا تھا، یہ سب امام ابو حنیفہ و محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔

(ش) لعان جب تک مکمل نہ ہو اس وقت تک یہ دونوں میاں بیوی کے حکم میں ہیں لعان کے بعد وطی اور بیوی سے استمتاع حرام ہو جاتا ہے لیکن طلاق بائن اس وقت واقع ہوگی جب مرد طلاق دے یا قاضی ان میں تفریق کر دے، حاکم کی تفریق سے پہلے تفریق واقع نہ ہوگی یہ دونوں میاں بیوی کے حکم میں رہیں گے، اگر شوہر طلاق دے تو وہ واقع ہو جائے گی ظہار یا ایلاء کرے تو ہو جائے گا، دونوں ایک دوسرے کے وارث بنیں گے چاہے دونوں میں سے کسی کا بھی انتقال ہو۔

۶۰۱ - ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسان ایک لمحہ کے لئے بھی جب بچے کا اقرار کر لے تو پھر اسے اس کی نفی کا حق نہیں رہتا، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) جو بچہ بیوی سے ہو اس میں چاہے اقرار ہو یا نہ ہو وہ شوہر کا ہی شمار ہوتا ہے الا یہ کہ وہ اس کی نفی کرے اور بیوی سے لعان کرے، بصورت دیگر اگر لعان نہیں کیا یا ایک لمحہ کے لئے بھی اس کا اپنا بچہ ہونا تسلیم کر لیا تو اب اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

۶۰۲ - ... حضرت شریح نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بچے کی نفی کرے پھر اس کا دعویٰ کرے تو ایسا کر سکتا ہے اور بچہ اس کا شمار ہوگا، امام محمد نے فرمایا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ہمارا قول ہے۔

من ولده ثم ادعاه فله ذلك ويلحقه الولد. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وقولنا.

٩٠٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقرّ بابنه ثم ينفيه قال: يلاعنها ويلزم الولد أمه، وإن كان قد طلقها ضرب حداً، أو إن كانت قد ماتت أمه. قال محمد: وهذا كله قول أبي حنيفة وقولنا إلا في خصلة واحدة إذا أقر بابنه ثم نفاه وهي امرأته لاعنها ولزم الولد إياه إذا أقر به مرة لم يكن له أن ينفيه كما قال عمر رضي الله عنه.

(ش) اگر بچے کی نفی کرتا ہے تو لعان کرے گا اگر بعد میں اس کا دعویٰ کرے تو ایسا کر سکتا ہے یوں ہی بیٹا اس کا لازم ہوگا خود کی وجہ سے اس پر حد قذف لگے گی۔ اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ تمہارا یہ حمل مجھ سے نہیں ہے تو امام ابو حنیفہ و امام مالک کے یہاں لعان نہیں ہوگا اس لئے کہ حمل موجود ہونا یقینی نہیں لہذا قذف ثابت نہیں ہوئی، صاحبین کے یہاں حمل کی نفی سے بھی لعان لازم ہو جاتا ہے اگر بچہ چھ ماہ سے کم میں ہو جائے۔

٩٠٣ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنے بیٹے کا اقرار کرے پھر انکار کرے فرمایا اس سے لعان کرے گا اور بچہ ماں کے ساتھ ملحق ہوگا، پھر اگر اسے طلاق دے دی ہو تو اسے حد لگے گی چاہے اس کی ماں کا انتقال ہو گیا ہو۔ امام محمد نے فرمایا یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور ہمارا بھی یہی قول ہے سوائے ایک صورت کے کہ اگر وہ اقرار کرے کہ یہ بچہ میرا ہے پھر اس کی نفی کر دے اور وہ عورت اس کے ساتھ ہو تو اس سے لعان کرے گا اور بچہ اس کا شمار ہوگا کیونکہ ایک مرتبہ بھی اس کا اقرار کرے تو پھر اس کا انکار نہیں کر سکتا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

(ش) اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کا اقرار کرے پھر اس کی نفی کرے تو بیوی سے لعان کرے گا اور ماں کے ساتھ ملحق کر دیا جائے گا اگر طلاق دے چکا ہو تو اس کو حد قذف لگائی جائے گی اس لئے کہ اجنبیہ پر تہمت لگانے پر اگر وہ زانیہ نہ ہو تو حد لگتی ہے۔

* * *

باب من قذف قوماً جميعاً وحد الحر والعبد

٦٠٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا افتريت على قوم فقلت: يا زناة! كان عليك حد واحد. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وقولنا.

٦٠٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل قذف رجلاً ثم قذف آخر قال: لو قذف أهل الجمعة بقذفهم جميعاً لم يكن عليه إلا حد واحد. قال محمد: وهذا كله قول أبي حنيفة وقولنا، ليس عليه إلا حد واحد حتى يكمل الحد، فإن قذف إنساناً بعد كمال الحد ضرب حداً مستقبلاً إلا أنه يحبس حتى يبرأ من الأول ثم يضرب الآخر. قال: يفرق الحد في أعضائه إذا جلد. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وقولنا في الحدود كلها، إلا أنا لا نضرب الرأس والوجه والفرج، وأما في التعزير فإنه لا يفرق في الأعضاء كما يفرق

اس کا بیان جو قوم کے سب افراد پر تہمت زنا لگائے اور آزاد اور غلام کی حد کا بیان

٦٠٤ ..... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب تم کسی قوم پر تہمت لگاؤ اور کہو اے زانیو! تو تم پر صرف ایک حد لگے گی۔ امام محمد نے فرمایا یہ ہمارا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٦٠٥ ..... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کسی شخص پر تہمت لگائے پھر دوسرے پر تہمت لگائے فرمایا اگر تمام جمعہ پڑھنے والوں پر بھی تہمت لگائے تب بھی اس پر ایک حد آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ اس پر ایک حد آئے گی یہ جب تک اسے ایک حد پوری نہ لگ جائے، حد پوری ہونے کے بعد اگر کسی اور شخص کو تہمت لگائے تو اسے آئندہ پھر حد لگے گی ابتداءً۔ اسے اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک پہلی سے تندرست نہ ہو جائے پھر دوسری حد لگائی جائے گی۔ فرمایا حد جب لگے گی تو اس کے جسم کے متفرق حصوں پر لگے گی۔ امام محمد نے فرمایا یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ ہم سب حدود میں یہی کہتے ہیں البتہ ہم سر، چہرہ اور شرمگاہ پر نہیں مارتے۔ جو مار تعزیراً لگائی جائے گی وہ حدود کی طرح جسم کے متفرق حصوں پر نہیں لگائی جائے گی بلکہ ایک جگہ لگائی جائے گی جو سخت تکلیف دہ ضرب ہوتی ہے۔ حد مارنے اور تعزیر وغیرہ کے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے۔

في الحدود ولكنا يضرب في المكان واحد، وهو أشد الضرب، ولا يجرد في حد ولا تعزير، ولا غير ذلك.

٦٠٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الزاني يجلد وقد وضعت عنه ثيابه حتى يضرب مجرداً، والقاذف يضرب وعليه ثيابه، وشارب الخمر يضرب مثل ما

(ش) جب کوئی شخص کسی پاکدامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے، اور جس کو تہمت لگائی گئی ہے وہ حد لگانے کا مطالبہ کرے اور وہ محصن ہو اور تہمت لگانے والا گواہ نہ پیش کر سکے تو حاکم اسے حد قذف لگائے گا اس لئے کہ ارشاد باری ہے:

«وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا» (النور - ۴)	اور جو لوگ تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو پھر چار گواہ نہ لا سکیں تو انہیں اسّی درے لگاؤ اور کبھی ان کی کوئی گواہی قبول نہ کرو۔

یہاں اس سے زنا کی تہمت لگانا مراد ہے، ایسا شخص اگر آزاد ہو تو اس کے جسم کے متفرق حصوں پر اسّی کوڑے لگائے جائیں گے البتہ پوستین یا فالتو کپڑے اتار دیئے جائیں گے، غلام ہو تو اس کے چالیس کوڑے لگائے جائیں گے۔

اگر کوئی شخص بہت سے آدمیوں پر تہمت لگائے اور ابھی کسی کی حد قذف اس پر نہ لگی ہو تو اب جو حد قذف لگے گی وہ سب کی طرف سے کافی ہو جائے گی اس لئے کہ حدود میں تداخل ہو جاتا ہے ہاں اگر حد لگنے کے بعد دوبارہ یہ جرم کرے گا تو دوبارہ حد آ جائے گی۔

۶۰۶ - ... حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا زانی کے کوڑے لگیں گے، اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں گے زور سے مارا جائے گا، تہمت لگانے والے کو کپڑوں سمیت پیٹھ پر مارا جائے گا اور شرابی کو بھی اسی طرح مارا جائے گا جس طرح تہمت لگانے والے کو مارا جاتا ہے۔ ان دونوں کو زانی سے ہلکی مار لگائی جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا: سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے سوائے ایک بات کے وہ شرابی کے بھی اسی طرح کپڑے اتار دیتے تھے جیسے زانی کے کپڑے اتار دیتے تھے۔

(ش) زانی اگر محصن ہو تو اسے سنگسار کر دیا جاتا ہے اور اگر محصن نہیں اور آزاد ہو تو اس کے سو کوڑے لگائے جائیں گے، امام اسے ایک کوڑے سے مارنے کا حکم دے جس کی گرہ نہ ہو اس سے درمیانی ضرب

يضرب القاذف، ويضرب بهما دون ضرب الزاني. قال محمد: وهذا كله قول أبي حنيفة إلا في خصلة واحدة، فكان يجرد الشارب كما يجرد الزاني.

٦٠٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قذف العبد أو الأمة الحر فحدهما نصف حد الحر أربعين أربعين. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وقولنا.

٦٠٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الأمة يعتق نصفها أو ثلثها، ثم تستسعى فيما بقي فقذفها رجل، قال: ليس عليه شيء ما كانت تسعى. قال محمد: هذا قول

سے مارا جائے گا، اس کے جسم پر صرف شلوار چھوڑی جائے گی اور دوسرے تمام کپڑے اتار لیے جائیں گے سوا چہرہ اور شرمگاہ کے علاوہ اور دوسرے متفرق حصوں پر مارا جائے گا۔ غلام کو چالیس کوڑے لگائے جائیں گے۔ تہمت لگانے والا اگر آزاد ہو تو اس کے اسی کوڑے لگیں گے اور غلام کے چالیس کوڑے جسم کے متفرق حصوں پر لگیں گے جسم پر زائد کپڑوں کے علاوہ چھوڑ دیے جائیں گے۔

۶۰۷ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر غلام یا باندی کسی پر تہمت لگائیں تو ان کی حد آزاد کی حد کی آدھی چالیس چالیس کوڑے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا یہ ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ابھی گزرا ہے کہ غلام یا باندی پر حد قذف چالیس کوڑے ہیں، اس لیے کہ غلام کی حد آزاد آدمی کی حد کی آدھی ہے۔

۶۰۸ ... حضرت ابراہیم سے باندی کے بارے میں مروی ہے کہ اگر اس کا نصف یا تہائی یا دو تہائی آزاد ہو جائے پھر باقی رقم کے بارے میں اس سے محنت مزدوری کروائی جائے اور کوئی شخص اس پر تہمت لگائے تو اس پر اس وقت تک کچھ نہیں آئے گا جب تک وہ سعایہ کر رہی ہو۔ امام محمد نے فرمایا یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے، وہ اس پر تہمت لگانے والے پر حد قذف لازم نہیں کرتے، اس لیے کہ وہ جب تک سعایہ کر رہی ہے وہ ان کے ہاں باندی کی طرح ہے، لیکن ہمارے قول کے مطابق جب اس کا کچھ حصہ آزاد کر دیا جائے تو وہ پوری آزاد ہو جاتی ہے اور اس پر تہمت لگانے والے کے حد قذف لگتی ہے۔ واللہ اعلم

(ش) باندی، غلام یا کافر پر زنا کی تہمت لگانے والے پر حد نہیں آتی اگر وہ مجرم ہو تو اسے تعزیراً سزا دی جائے گی لیکن حد قذف لگانے کے لیے ضروری ہے کہ جس پر تہمت لگائی جا رہی ہے وہ محصن ہو۔ محصن سے مراد یہ ہے کہ وہ آزاد ہو، بالغ، عاقل، مسلمان اور عفیف ہو۔ لیکن یہاں چونکہ امام صاحب کے

أبي حنيفة رحمه الله تعالى لا يجري على من قذفها الحد لأنها عندهما بمنزلة الأمة ما دامت تسعى، وأما في قولنا فهي حرة إذا أعتق بعضها عتق كلها وعلى قاذفها الحد، والله أعلم۔

باب التعزير

۶۰۹ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا الهيثم عن أبي الهيثم عن عامر الشعبي قال: لا يبلغ بالتعزير أربعون سوطاً. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة وقولنا۔

۶۱۰ - محمد قال أخبرنا مسعر بن كدام قال: حدثني الوليد بن عثمان عن الضحاك بن

قول کے مطابق وہ ابھی باندی ہے اس لئے حد قذف کی شرائط پوری نہیں ہوتیں حد قذف نہیں لگے گی اور ہمارے یہاں جز کو عتق کا تجزی قبول نہیں کرتا اس لئے ایک جز آزاد ہونے کی وجہ پوری آزاد ہوگی لہٰذا اس پر تہمت لگانے والے پر حد قذف آئے گی۔

تعزیر کا بیان

۶۰۹۔ ۔ ۔ حضرت عامر شعبی نے فرمایا تعزیر میں چالیس کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔ امام محمد نے فرمایا یہ ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

۶۱۰۔ ۔ ۔ حضرت ضحاک بن مزاحم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو حد کے علاوہ کسی کو حد کے برابر سزا دے تو وہ زیادتی کرنے والوں میں سے ہے۔ امام محمد نے فرمایا کم سے کم حد چالیس کوڑے ہیں لہٰذا تعزیر میں چالیس کوڑے نہیں لگانا چاہیے۔

تشریح: تعزیر و سزا کے لئے زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے تک لگائے جا سکتے ہیں اور کم سے کم کی مقدار تین کوڑے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے فرمایا تعزیر میں پچھتر تک کوڑے مار سکتے ہیں ایک روایت اناسی تک کی ہے ایک روایت یہ ہے کہ تعزیر ہر مرتبہ کے چھوٹے بڑے ہونے کے لحاظ سے ہوگی ایک روایت یہ ہے کہ جس جنس کا جرم ہوگا اس جنس کی سزا کے قریب قریب ماریں گے۔ امام زفر کا بھی ایک قول یہی ہے۔ ان سے دوسرا قول یہ مروی ہے کہ پچھتر کوڑے مارے جائیں گے یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

طرفین نے یہ دیکھا کہ کم از کم حد چالیس کوڑے ہیں جو غلام کو حد قذف میں لگتے ہیں لہٰذا انہوں نے تعزیر

toobaa-elibrary

مزاحم قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من بلغ حداً في غير حد فهو من المعتدين .
قال محمد: فأدنى الحدود حد العبد أربعون، فلا يبلغ بالتعزير بالعبد أربعين جلدة

میں ایک کم کر دیا، امام مالکؒ کے یہاں تعزیر میں کوئی حد متعین نہیں، حاکم جتنی سزا مناسب سمجھے دے، امام شافعی واحمد کے یہاں غلام کے انیس کوڑے مارے جائیں گے ۔

تعزیر میں اگر امام کوڑوں کے ساتھ قید میں ڈالنے کو مناسب سمجھے تو قید کر سکتا ہے ، اس لئے کہ تعزیر امام کی رائے پر موقوف ہوتی ہے اور اس کا مقصود مرتکب کو ایسی گندی حرکت سے روکنا ہوتا ہے ، لہٰذا اگر وہ سمجھتا ہے کہ مجرم کو مارنا کافی نہ ہوگا تو قید بھی کر سکتا ہے ۔

چونکہ تعزیر میں تعداد کم ہوتی ہے اس لئے اس میں زور سے مارا جائے گا تاکہ تنبیہ ہو اور سزا کا مقصد پورا ہو، اسی لئے تعزیر میں متفرق جگہ نہیں مارا جائے گا بلکہ ایک جگہ مارنے میں زیادہ ایذا پہنچے، اس سے کم حد زنا میں مارا جاتا ہے اس لئے کہ ارشاد ربانی ہے :

وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ

النور-۲

اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنے پائے ۔

پھر شراب نوشی کی سزا ہے پھر حد قذف ہے ۔ اس میں زیادہ سختی اس لئے نہیں رکھی گئی کہ اس میں تہمت لگانے والے کے سچے ہونے کا احتمال ہوتا ہے ، اور پھر اس پر دوسری جہت سے سختی کر دی گئی اسے اس طرح کہ اس کی شہادت کو رد کر دیا گیا ، تہمت لگانے والے کو اگر حد قذف لگ جائے تو اس کو ہمیشہ کے لئے گواہی کا نااہل قرار دے دیا جاتا ہے اس لئے اسے زیادہ زور سے نہیں مارا جائے گا ۔

امام اگر کسی کو حد لگائے یا تعزیراً سزا دے اور اس سے وہ مر جائے تو اس کا خون رائیگاں ہے اس لئے کہ وہ حکم خداوندی پر عمل کر رہا ہے جس میں وہ اس کا پابند نہیں کہ جس کے حد لگائی جا رہی ہے یا سزا دی جا رہی ہے وہ بھی سالم رہے ۔

* * *

باب الحدود إذا اجتمعت فيها قتل

٦١١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا اجتمعت على الرجل الحدود فيها القتل درئت الحدود وأخذ بالقتل، وإذا اجتمعت الحدود وقد قتل قتل ودرئ عنه ما سوى ذلك، لأن القتل قد أحاط بذلك كله. قال محمد: وهذا كله قول أبي حنيفة وقولنا إلا حد القذف فإنه من حقوق الناس، فيقام عليه حد القذف ثم يقتل، وإنما الذي يدرأ عنه الحدود التي لله تعالى.

اگر کئی حدیں جمع ہو جائیں جن میں قتل بھی شامل ہو

٦١١ - حضرت ابراہیم نے فرمایا: اگر کسی شخص پر کئی قسم کی حدیں آ جائیں جن میں قتل کرنا بھی شامل ہو تو اس سے دوسری حدود ختم کر دی جائیں گی اور اسے قتل کر دیا جائے گا، اور اگر کئی حدود جمع ہو جائیں اور اس نے قتل بھی کیا ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کے علاوہ دوسری حدود ختم کر دی جائیں گی اس لئے کہ قتل کرنا ان سب پر محیط ہے۔ امام محمد نے فرمایا: یہ سب ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے سوائے حد قذف کے کہ یہ لوگوں کا حق ہے، لہٰذا پہلے اسے حد قذف لگائی جائے گی پھر قتل کر دیا جائے گا۔ اس سے جن حدود کو دور کیا جائے گا اس سے وہ مراد ہیں جو حکم الٰہی توڑنے اور اللہ تعالیٰ کی ممنوع چیزوں کے ارتکاب کی وجہ سے آ رہی ہوں۔

(ش) اگر کسی شخص پر کئی قسم کی حدیں (مثلاً شادی کی حد) معاملات اور جنایات کے ارتکاب کی وجہ سے آ رہی ہوں اور ساتھ ہی اس پر قتل کی سزا بھی ہو تو چونکہ قتل تمام اور فنا کرنے والا ہے سب سے بڑی سزا ہے لہٰذا اس کی وجہ سے حقوق اللہ والی ساری سزائیں معاف کر دی جائیں گی سوائے ان کے کہ بندوں کا حق ہو کیونکہ حقوق العباد حق دار کے معاف کرائے بغیر معاف نہیں ہوتے اس لئے ایسے شخص نے اگر کسی پر زنا کی تہمت بھی لگائی ہو تو پہلے اسے حد قذف لگے گی پھر قتل کر دیا جائے گا۔

باب من غصب امرأةً نفسها

٩١٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه من كان من الناس حرًّا أو مملوكًا غصب امرأةً نفسها فعليه الحد ولا صداق عليه، وقال: وإذا وجب الصداق درئ الحد، وإذا ضرب الحد بطل الصداق. قال محمد: وهذا كله قول أبي حنيفة وقولنا.

باب الشهود على المرأة بالزنا أحدهم زوجها

٩١٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا شهد أربعة بالزنا أحدهم زوجها أقيم عليها الحد، وإذا شهدوا وأحدهم زوجها رجمت إذا كان زوجها دخل بها.

اس شخص کا بیان جو زنا بالجبر کرے

۹۱۲ - . . . حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی آزاد یا غلام اگر کسی عورت سے جبراً زنا کرے تو اس پر حد لگے گی اور مہر نہیں آئے گا، فرمایا جب مہر واجب ہو تو حد ساقط کر دی جاتی ہے اور اگر حد لگا دی جائے تو مہر نہیں ملتا۔ امام محمد نے فرمایا یہ سب ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش:) یعنی عصمت دری کے بدلے دو چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ہو، جب حد لگتی ہے یا عقر یعنی مہر، جب حد لگ گئی تو عقر نہیں آئے گا ورنہ عقر یعنی مہر لازم آئے گا۔

عورت پر زنا کے گواہوں کا بیان جن میں سے ایک شوہر بھی ہو

۹۱۳ - . . . حضرت ابراہیم نے فرمایا جب چار آدمی زنا کی شہادت دے دیں جن میں سے ایک شوہر بھی ہو تو اس عورت پر حد لگا دی جائے گی، اور اگر چار گواہ گواہی دے دیں جن میں ایک گواہ اس کا شوہر بھی ہو تو اسے رجم کر دیا جائے گا اگر اس کے شوہر نے اس سے دخول کر لیا ہو ان کی گواہی مقبول ہوگی اگر یہ عادل ہوں۔ امام محمد نے فرمایا یہ ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے اگر اس کے شوہر نے اس سے صحبت کر لی ہو تو اسے رجم کر دیا جائے گا اور اگر اس نے دخول نہ کیا ہو تو اسے سو کوڑے حد کے لگائے جائیں گے۔

جازت شهادتهم إذا كانوا عدولاً. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف. وإن كان الزوج دخل بها رجمت، وإن كان لم يدخل بها ضربت الحد مائة جلدة.

وضاحت: زنا کا ثبوت یا گواہوں سے ہوتا ہے یا خود اپنے اقرار کرنے سے۔ گواہوں کی چار تعداد ضروری ہے

اس لئے کہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ﴾ (النساء: ۱۵) تو ان پر چار آدمی اپنے میں سے گواہ کرو۔

نیز فرمایا:

﴿ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً﴾ (النور: ۴) اور پھر چار گواہ نہ لا سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ۔

ایک صاحب نے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار ایسے گواہ لاؤ جو تمہاری بات کی سچائی کی گواہی دیں۔ زنا کے ثبوت کے لئے چار مردوں کی گواہی کی ضرورت ہوتی ہے، اس معاملہ میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ہوتی حضرت زہری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور سے یہ سنت چلی آرہی ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جاتی چار گواہوں میں ایک شوہر ہو تو اس کی گواہی بیوی کے زنا پر ہو تو شوہر کی قبول کی جائے گی چنانچہ ایک شوہر اور تین گواہ اور بیوی تو بیوی پر حد لگ جائے گی۔ امام شافعی اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ شوہر پر تہمت آتی ہے ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ تہمت اس وقت آتی جب اسے اس سے کوئی فائدہ ہوتا اس گواہی کی وجہ سے شوہر اپنے لئے باعث عار و ننگ محسوس کر رہا ہے اور اپنی بیوی کو بری دیکھنا چاہتا ہے لیکن یہ صورت اس وقت ہے جب شوہر نے اس پر تہمت زنا لگائی ہو ورنہ اس صورت میں شوہر کے علاوہ چار گواہ درکار ہوں گے اس لئے کہ وہاں شوہر خصم ہے اس کے ذریعہ اپنے سے لعان کو دور کیا جا رہا ہے۔

(البحر الرائق ۵/۱۵)

◆

باب البكر يفجر بالبكر

۹۱۴ - محمد قال اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن ابن مسعود رضي الله عنه
قال في البكر يفجر بالبكر: انهما يجلدان وينفيان سنة، وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه:
نفيهما من الفتنة.

۹۱۵ - محمد قال اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم قال: كفى بالنفي فتنة. قال محمد

کنوارے مرد کے کنواری عورت سے زنا کا بیان

۹۱۴ - ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کنوارا مرد کنواری لڑکی سے زنا کرے تو ان کے کوڑے لگیں گے اور انہیں ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے گا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دونوں کو شہر بدر کرنا فتنہ کا ذریعہ ہے۔

۹۱۵ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا فتنہ کے لیے شہر بدر کرنا بہت کافی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے عرض کیا اس قول سے حضرت ابراہیم کی کیا مراد ہے کہ شہر بدر کرنا فتنہ کے لیے کافی ہے یعنی یہ کہ شہر بدر نہیں کیا جائے گا؟ فرمایا: جی ہاں۔ امام محمد نے فرمایا یہ ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے ہم حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔

تشریح: زانی مرد اور عورت اگر غیر شادی شدہ عاقل اور آزاد ہوں، غلام نہ ہوں تو ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں سو کوڑے لگائے جائیں ارشاد ہے:

الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة (النور: ۲)

زناکار عورت اور زناکار مرد سو دونوں کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے سو سو درے مارو۔

کوڑا متوسط قسم کا ہو جس میں گرہ یا تسمہ وغیرہ نہیں ہوگا، زانی مرد کے پائجامے کے سوا باقی سب کپڑے اتار دیئے جائیں گے سوائے سر، چہرے اور شرمگاہ کے جسم کے تمام حصوں پر کوڑے مارے جائیں گے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاد سے فرمایا تھا چہرہ و سر اور شرمگاہ سے بچنا۔ غلام کے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔ عورت کے کپڑے نہیں اتاریں گے تاکہ کشف عورت نہ ہو البتہ زائد کپڑے پوستین کوٹ وغیرہ

قلت لأبي حنيفة: ما يعني إبراهيم بقوله: كفى بالنفي فتنة؟ أي لا ينفى؟ قال: نعم. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وقولنا، نأخذ بقول علي بن أبي طالب رضي الله عنه.

باب حد اللوطي

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۱۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: اللوطي بمنزلة

اکھاڑ دیں گے، عورت کو بٹھا کر مارا جائے گا اس میں اس کے لئے ستر زیادہ ہے، رجم کے لئے گڑھا کھودنے کا گڑھا کھودیں تو زیادہ بہتر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غامدی عورت کے رجم کے لئے ایسا کیا تھا مرد کے لئے گڑھا نہیں کھودا جائے گا اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے لئے ایسا نہیں کیا تھا۔

کنوارے مرد و عورت کو کوڑے مارے جائیں گے شہر بدر نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ امام کو اس میں کوئی مصلحت نظر آئے تو ایسا کر سکتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کوڑوں اور شہر بدر کرنے دونوں کے قائل ہیں اس لئے کہ ایک روایت میں کنوارے مرد و عورت کے لئے سو کوڑے مارنے اور ایک سال کے لئے شہر بدر کرنے کا حکم آتا ہے یہی امام مالک و احمد کا قول ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں ان کی سزا سو کوڑے مقرر کی گئی ہے اور کتاب اللہ پر خبر واحد کے ذریعہ زیادتی درست نہیں، جس حدیث سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے وہ منسوخ ہے، ویسے بھی شہر بدر کرنے میں عورت کو اور بگاڑ کا اندیشہ ہے کہ وہ آزاد ہو گی آزادی اور رکاوٹ کے بغیر زنا کاری میں گرفتار ہوں گے اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنہ کے لئے شہر بدر ہونا کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو شہر بدر کیا وہ مرتد ہو کر روم چلا گیا، حضرت عمر نے قسم اٹھائی کہ آئندہ کسی کو ملک بدر نہیں کریں گے، اس سے معلوم ہوا کہ ملک بدر کرنا سیاسۃً تھا حد نہیں ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی حد ترک کرنے کی قسم ہرگز نہ کھاتے۔

لواطت کرنے والے کی سزا

۹۱۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا لواطت کرنے والا زانی کے مرتبہ میں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم

الزان. قال محمد: وبهذا نقول إن كان محصناً يرجم وإن كان غير محصن ضرب الحد مائة.

۹۱۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: من قذف باللوطية جلد الحد. قال محمد:

ہمارا قول ہے اگر وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کر دیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

(شرح) اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ دُبر (پچھلے رستے) کی وطی کرے یا کسی مرد یا لڑکے کے ساتھ لواطت کرے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں اس پر حد نہیں آئے گی البتہ تعزیراً حاکم اسے جو سزا مناسب سمجھے دے۔ صاحبین اسے زانی قرار دیتے ہیں اور شادی شدہ کی سزا رجم اور غیر شادی شدہ کی سزا سو کوڑے مقرر کرتے ہیں اس لیے کہ یہ بھی محل شہوت سے شہوت پوری کرنے کا نام ہے اور حرام طریقہ ہے، دُبر کو فرج کی طرح قرار دیتے ہیں ان حضرات سے ایک روایت رجم کی ہے اس لئے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم جس شخص کو قوم لوط والا کام کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں لواطت کے حکم میں اختلاف تھا بعض اس کے قائل تھے کہ اسے آگ سے جلا دیا جائے، بعض یہ کہتے تھے کہ اس پر دیوار گرا دی جائے، بعض یہ فرماتے تھے کہ اونچی جگہ سے گرا کر پتھروں سے مارا جائے۔ اگر یہ فعل زنا کے مساوی ہوتا تو یہ اختلاف ہرگز نہ ہوتا اس لئے کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ حضرات کسی منصوص علیہ امر میں اختلاف کریں۔ لہٰذا ایسے شخص کو امام جو سزا تعزیراً مناسب سمجھے دے۔ یہ فعل زنا کے حکم میں اس لئے نہیں ہے کہ اس میں اضاعت ولد، اشتباہ انساب اور انتشار قرابت نہیں ہوتا، پھر یہ نادر الوقوع ہے اس لئے کہ اس میں ایک جانب داعیہ معدوم ہوتا ہے، زنا میں جانبین میں داعیہ ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس کے قول کا جواب یہ ہے کہ وہ اس شخص کے لئے ہے جو اسے حلال سمجھ کر کرے یا ایسا زجراً و سیاسۃً کہا گیا تھا، ذکرہ۔

۹۱۴- ... حضرت حماد نے فرمایا جس نے لواطت کی تہمت لگائی اسے حد لگائی جائے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم بھی یہی کہتے ہیں اگر اس نے صاف صاف الفاظ میں کہا ہو اور حقیقت یہ نہ ہو لیکن اگر وطی کے ساتھ تعبیر کیا تو الفاظ قذف کے علاوہ اور بھی معنی نکل سکتے ہیں اس لئے جب تک صاف صاف الزام نہ لگائے اسے

[illegible]

وهو قولنا إذا [illegible]، وأما إذا قال يا لوطي فهذه إنما مصدر غير القذف فلا نحده حتى يبين.

باب حد الأمة إذا زنت

٩١٨ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن معقل بن مقرن المزني أتى عبد الله بن مسعود رضي الله عنه بأمة له زنت، قال: اجلدها خمسين جلدة، فقال: إنها لم تحصن، قال عبد الله: إسلامها إحصانها، قال: فإن عبدا لي سرق من عبد لي آخر، قال: ليس عليه قطع، مالك بعضه في بعض، قال: إني حلفت أن لا أنام على فراش أبدا، يريد العبادة. قال ابن مسعود رضي الله عنه: «يا أيها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما أحل الله لكم ولا تعتدوا

حد قذف انہیں لگائی جائے گی۔

وضاحت: حد قذف اس وقت لگائی جاتی ہے جب کوئی شخص کسی محصن مرد یا عورت پر صاف صاف زنا کی تہمت لگائے اور جس پر تہمت لگائی گئی ہے وہ حد کا مطالبہ کرے، مطلق وطی کے لفظ سے قذف نہیں ہوگا جب تک صراحۃً لفظ زنا کا الزام نہ لگائے، وطی کے معنی روندنے کے بھی آتے ہیں اس لئے صریحاً تہمت نہیں ہوئی۔

زانیہ باندی کی حد کا بیان

۹۱۸- ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ معقل بن مقرن مزنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی زانیہ باندی کو لائے تو انہوں نے فرمایا: اسے پچاس کوڑے لگاؤ، انہوں نے کہا: وہ محصنہ نہیں ہے، حضرت عبداللہ نے فرمایا: اس کا اسلام قبول کرنا اس کا محصنہ ہونا ہے، انہوں نے عرض کیا: میرے ایک غلام نے میرے دوسرے غلام کی چوری کی ہے، انہوں نے فرمایا: اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ یہ تمہارا ہی مال ہے جو ایک دوسرے کے پاس ہے، انہوں نے کہا: میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ کبھی بستر پر نہ سوؤں گا مراد یہ تھا کہ عبادت کرتا رہوں گا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ	اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہیں حرام نہ کرو اور

إن الله لا يحب المعتدين. فقال الرجل: لولا هذه الآية لم أسألك. فأمره أن يكفر بعتق رقبة، وكان موسراً. وأن يأتي على فراشه. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة إلا في خصلة

لا يحب المعتدين(۱) — حد سے آگے نکلو۔ بے شک اللہ حد سے آگے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

المائدة - ۸۷

ان صاحب نے کہا اگر آیت نہ ہوتی تو میں آپ سے پوچھتا ہی نہیں، حضرت ابن مسعود نے انہیں ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا وہ مالدار تھے، اور حکم دیا کہ بستر پر بیٹھا کریں۔ امام محمد نے فرمایا یہ سب ہمارا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے سوائے ایک مسئلہ کے کہ حد کو بادشاہ قائم کرے گا اگر باندی یا غلام زنا کرلیں تو مولیٰ حد نہیں لگائے گا بلکہ بادشاہ حد لگائے گا۔

(تشریح): غلام اگر زنا کرے تو اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ ارشاد ربانی ہے:

فإن أتين بفاحشة فعليهن نصف ما على المحصنات من العذاب(۲) — اور پھر اگر وہ (یعنی) بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان کے لئے اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کے لئے ہے۔

النساء - ۲۵

یہ آیت باندیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی چونکہ غلامی میں نعمت کم ہوتی ہے اس لئے غلام دو عورتوں سے زیادہ سے شادی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا عقوبت بھی آدھی ہوگی کوڑوں میں پچاس کوڑے کی سزا کردی جائے گی۔ رجم میں نصف نہیں کر سکتے۔ غلام و باندی پر مولیٰ اپنی مرضی سے حد نہیں لگا سکتا۔ امام و حاکم اجازت دے تو لگا سکتا ہے۔ امام شافعی کے یہاں مولیٰ بھی لگا سکتا ہے اس لئے کہ غلام و باندی پر اسے ولایت مطلقہ حاصل ہے لہٰذا جیسے سزا دے سکتا ہے حد بھی لگا سکتا ہے۔ لیکن حنفیہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں آتا ہے کہ چار چیزیں حکام کے ہاتھوں میں ہیں: نماز جمعہ، زکوٰۃ کا وصول کرنا، فیصلہ کرنا اور حدود(۱)۔ دوسری روایت یہ ہے زکوٰۃ، جمعہ اور حدود کا اختیار بادشاہ کو ہے۔ دوسرے یہ بھی ہے کہ حد اللہ جل شانہ کا حق ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو فساد سے پاک کیا جائے اس لئے حد بندے کے ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوتی لہٰذا امام یا اس کا نائب ہی جاری کرے گا۔ تعزیر بندے کا حق ہے اس لئے بچے کو سزا دی جاتی ہے حالانکہ

---

(۱) ہدایہ اور اس کی شرح فتح القدیر

فإن حد العبد لا يقيمه إلا السلطان، وإذا زنت الأمة أو العبد كان السلطان هو الذي يحده دون المولى.

باب من أتى فرجا بشبهة

۶۱۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة أنه سئل عن جارية امرأته، فقال: ما أبالي إياها أتيت أو جارية عوسجة، قال: وعوسجة منكب بحيه، قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة وقولنا: جارية امرأته وغيرها سواء، إلا أنه إذا أتاها على وجه الشبهة درأنا عنه الحد، وكذلك بلغنا عن علي بن أبي طالب وابن مسعود رضي الله عنهما.

وہ غیر مکلف ہے لہٰذا حدود و احکام کا نفاذ کرنے والا مولیٰ پر خود اپنی طرف سے حد نافذ نہیں کر سکتا۔

اگر غلام اپنے آقا کا مال چرا لے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ غلام کو مولیٰ کے گھر آنے جانے کی اجازت ہوتی ہے لہٰذا یہ مال محفوظ نہ ہوا اور چوری متحقق نہ ہوئی اس لئے ہاتھ نہیں کٹے گا۔

جو کسی عورت سے شبہ کی وجہ سے وطی کرے

۶۱۹ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت علقمہ سے ان کی بیوی کی باندی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا مجھے کوئی پروا نہیں ہے کہ میں اس سے وطی کروں یا عوسجہ کی باندی سے، فرمایا عوسجہ اپنے قبیلہ کا سردار ہے۔ امام محمد نے فرمایا یہی ہمارا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ بیوی کی باندی ہو یا کسی اور کی دونوں برابر ہیں، البتہ اس نے اگر اس سے شبہ کی وجہ سے وطی کی ہے تو ہم اس سے حد ختم کر دیں گے۔ اس طرح کی روایت ہمیں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی پہنچی ہے۔ یہ روایت مصنف عبد الرزاق (۷/ ۲۴۴، ۲۴۵) حدیث نمبر ۱۳۴۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰/ ۳۴، ۳۵) نمبر ۸۵۹۰، طحاوی (۲/ ۳۰۷) اور جامع المسانید اور سنن سعید بن منصور میں بھی مذکور ہے لیکن سوائے جامع المسانید کے کسی اور جگہ عوسجۃ منکب حیہ کے الفاظ نہیں ہیں بظاہر منکب سے مراد یعنی عوسجہ اپنے قبیلہ کا سردار ہے۔ مصنف عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ وغیرہ میں عوسجۃ رجل من النخع اور عوسجۃ رجل من الحی کے الفاظ ہیں۔

٦٢٠ – محمد قال أخبرنا سفيان الثوري عن المغيرة الضبي عن الهيثم بن بدر عن حرقوص عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أن امرأة أتت عليا رضي الله عنه فقالت: إن زوجي وقع على أمتي، فقال: صدقت هي ومالها لي، قال: اذهب فلا تعد. قال محمد: يدرأ عنه الحد لأن فيه شبهة.

٦٢٠ – ... حضرت حرقوص سے مروی ہے کہ ایک عورت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کیا میرے شوہر نے میری باندی سے وطی کی ہے۔ اس شوہر نے عرض کیا اس نے بالکل سچ کہا ہے یہ اور اس کا مال میرے لئے ہے۔ حضرت علی نے فرمایا جاؤ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا اس سے حد دور کر دی جائے گی اس لئے کہ یہ شبہ ہے۔

(ش) اگر کوئی شخص اپنے والد یا والدہ یا بیوی کی باندی سے وطی کرے یا غلام اپنے مولی کی باندی سے جماع کرے اور یہ کہے مجھے معلوم تھا کہ یہ میرے لئے حرام ہے تو اسے حد لگائی جائے گی اس لئے کہ اسے اس کی حرمت میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا۔ لیکن اگر یہ کہے کہ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ میرے لئے حرام نہیں ہے تو اسے حد نہیں لگائی جائے گی اس لئے کہ انسان اپنی ماں، باپ اور بیوی کے اور غلام اپنے مولی کے مال میں بے تکلفی اور وسعت محسوس کرتا ہے، غلام آقا کے مال میں سے کھاتا پیتا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسے یہ شبہ ہو گیا ہو کہ اس کے لئے اس کی باندی سے فائدہ اٹھانا بھی جائز ہے۔ لیکن بہر حال یہ حقیقۃً زنا ہے اس لئے اس پر تہمت لگانے والے کو حد قذف نہیں لگے گی۔ اسی طرح اگر باندی بھی کہے کہ میں یہ سمجھتی تھی کہ وہ میرے لئے حلال ہے چاہے مرد حلال ہونے کے گمان کو بھی بیان نہ کرے تب بھی ان دونوں سے حد ختم کر دی جائے گی اس لئے کہ یہ فعل ایک ہی ہے جب تک دونوں یہ اقرار نہ کریں کہ انہیں یہ معلوم تھا کہ یہ ان پر حرام ہے اس وقت تک حد نہیں لگائی جائے گی۔

◆

باب درء الحدود

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۶۲۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال: ادرءوا الحدود عن المسلمين ما استطعتم، فإن الإمام أن يخطئ في العفو خير من أن يخطئ في العقوبة، وإذا وجدتم للمسلم مخرجاً فادرءوا عنه. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وقولنا.

۶۲۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قال الرجل لامرأته قد تزوجتها ثم لم أجدها عذراء فلا حد عليه. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى وهو قولنا.

حدود کو دور کرنے کا بیان

◆

۶۲۱ - ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جہاں تک ہو سکے حدود کو مسلمانوں سے دور کیا کرو اس لئے کہ امام کا معاف کرنے میں غلطی کرنا اس سے بہتر ہے کہ سزا دینے میں غلطی کرے، اور تم جب مسلمان کے لئے کوئی راستہ اور خلاصی کی سبیل پاؤ تو اس سے حد کو دور کر دیا کرو۔ امام محمد نے فرمایا ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: حدود شبہات کی وجہ سے ساقط کر دی جاتی ہیں، اس لئے مسلمانوں کے لئے معافی کا کوئی نہ کوئی حیلہ تلاش کرو لیکن جب امام اور حاکم کے سامنے حد ثابت ہو جائے تو پھر اسے معاف کرنے کا حق نہیں نہ اس میں کوئی سفارش چلے گی اس وقت حد کا نافذ کرنا ہی پڑے گا۔

۶۲۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے بارے میں یہ کہے کہ اس نے اس سے شادی کی لیکن اسے کنوارا نہیں پایا تو اس پر حد نہیں لگے گی۔ امام محمد نے فرمایا یہی ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: چونکہ بکارت مختلف وجوہ سے زائل ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں گزر چکا ہے بیماری، عمر کی زیادتی، کثرت حیض، اچھلنا کودنا، انگلی کا لگ جانا بھی اس کا ذریعہ بن سکتا ہے اس لئے یہ تہمت میں شامل نہ ہوگا اور ایسا کہنے والے پر حد نہیں لگے گی۔

◆

۶۲۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قال الرجل للرجل: لست لفلانة، فليس بشيء. قال محمد: وبهذا قول أبي حنيفة وقولنا، لأنه لم ينفه من أبيه إنما قال: لم تلده أمه، وإنما النفي الذي يجد فيه الذي يقول: لست لأبيك۔

۶۲۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن أبي الهيثم عن رجل يحدثه عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه أتي برجل وقع على بهيمة فدرأ عنه الحد وأمر بالبهيمة فأحرقت.

۶۲۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عاصم بن أبي النجود عن أبي رزين عن ابن عبـــ

۶۲۳- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ تو فلانی کے بیٹے نہیں ہو تو یہ کچھ نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا یہی ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے اس لئے کہ اس شخص نے اس کے والد سے اس کی نفی نہیں کی۔ اس نے یہ کہا کہ تمہاری ماں نے تمہیں نہیں جنا ہے۔ نفی کرنے میں حد لگتی ہے وہ وہ ہے جس میں یہ کہے کہ تم اپنے باپ کے بیٹے نہیں ہو۔

(ش) مسئلہ اسی طرح ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو یہ کہے تم اپنے باپ کے بیٹے نہیں اس پر حد قذف آئے گی لیکن اگر یہ کہا کہ تم اپنی ماں کے بیٹے نہیں ہو یا اپنے ماں باپ کے بیٹے نہیں تو اس پر حد نہیں آئے گی اس لئے کہ نسب باپ کی طرف سے ہوتی ہے باپ کی نفی ماں کے زنا کو مستلزم ہے ماں کی نفی زنا کو مستلزم نہیں اس لئے کہ نسب باپ سے چلتا ہے اس لئے ماں کی نفی سے حد قذف لازم نہیں آئے گی باپ کی نفی سے حد قذف لازم آئے گی۔ ماں کی نفی کرنے میں یہ شخص سچا ہے اس میں ماں سے زنا کی نفی کرنا ہے لہٰذا اس پر حد نہیں آئے گی۔

۶۲۳- ... حضرت الہیثم بن ابی الہیثم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے چوپایہ سے بدفعلی کی تھی انہوں نے اس سے حد ساقط کر دی اور چوپایہ کو جلانے کا حکم دے دیا۔

۶۲۵- ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو شخص چوپایہ سے بدفعلی کرے اس پر حد نہیں آئے گی۔ امام محمد نے فرمایا یہی ہمارا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد نے فرمایا اگر چوپایہ اس کا ہو تو اسے ذبح کر کے جلا دیا جائے گا بغیر ذبح کئے نہیں جلایا جائے گا اس لئے کہ وہ مکروہ ہے۔

(ش) جو شخص کسی چوپایہ سے بدفعلی کرے اس پر حد نہیں آتی اس لئے کہ یہ جہالت ہونے میں زنا کی

عباس رضي الله عنهما قال: من أتى بهيمة فلا حد عليه. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة وقولنا. وقال أبو حنيفة ومحمد: إذا كانت البهيمة له ذبحت وأحرقت ولم تحرق بغير ذبح ولا تؤكل.

باب حد السكران

۶۲۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الكريم بن أبي المخارق يرفع الحديث إلى النبي صلى الله عليه وسلم أنه أتي بسكران، فأمر جميع من بحضرته أن يضربوه بما في أيديهم، وهم يومئذ أربعون رجلاً.

ہوتا نہیں، طبع سلیم اس سے نفرت کرتی ہے، ایسا شخص مغلوب الشہوۃ اور بے وقوف ہوتا ہے البتہ تعزیر واجب ہوگی اور اس جانور کو ذبح کر دیا جائے گا اس پر اجماع ہے۔ البتہ اس سے متعلق بعض روایت میں ہے پھر اگر وہ جانور غیر ماکول اللحم ہو تو اسے ذبح کر کے جلا دیا جائے گا اور اگر ماکول اللحم ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں اسے ذبح کر کے کھا سکتے ہیں، صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ اسے بھی جلا دیا جائے گا۔ یہ اس وقت ہے جب وہ جانور اس بد فعل کرنے والے کا اپنا ہو لیکن اگر کسی اور کا ہو تو وہ شخص اس کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ اگر وہ ماکول اللحم ہے تو اسے ذبح کر دیا جائے گا اور اگر کسی اور کا ہو تو اس شخص پر اس کی قیمت لازم ہوگی دوسرے اس کا گوشت کھا سکتے ہیں وہ خود نہیں کھا سکتا، امام مالک رحمہ اللہ سے یہ روایت ہے کہ وہ خود بھی کھا سکتا ہے، ایک روایت یہ ہے کہ اسے ذبح نہیں کیا جائے گا خواہ وہ اس کا ہو یا کسی اور کا۔ امام احمد رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ وہ خود کھائے گا نہ کوئی اور، احناف کے یہاں اس کا جلانا واجب نہیں ہے البتہ یہ حکم اس لئے ہے تاکہ اسے دیکھ کر لوگ باتیں نہ بنائیں اسی لئے بعض کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایسے جانور کو ذبح کر کے جلانے کا حکم دیا تھا۔

نشہ والے کی حد کا بیان

۶۲۶۔۔۔ حضرت عبد الکریم بن ابی المخارق رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک نشہ میں مدہوش شخص کو لایا گیا آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسے جوتوں سے ماریں، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اس روز چالیس کی تعداد میں تھے ہر شخص نے اس کو اپنے جوتوں سے مارا پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور ایک نشہ کرنے والے کو لایا گیا تو انہوں نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ

فضرب كل انسان بنعليه فلما ولي ابو بكر رضي الله عنه اتي بسكران فامر بهم فضربوه بنعالهم فلما ولي عمر رضي الله عنه واستخرج الناس من ضرب بالسوط. قال محمد: وبهذا نأخذ، نرى الحد على السكران من نبيذ كان أو من غيره ثمانين جلدة بالسوط يحبس حتى يصحو ويذهب عنه السكر ثم يضرب الحد، ويفرق على الأعضاء ويجرد إلا أنه لا يضرب الفرج ولا الوجه ولا الرأس ولا ضربه أشد من ضرب القاذف، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۲۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لو أن رجلا شرب حسوة من

سے اسے اپنے جوتوں سے مارا، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور لوگوں نے خوب خوب شراب پینی اور زیادہ پینے لگے تو انہوں نے کوڑوں سے مارا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ہم نشہ کرنے والے کو حد لگانے کے قائل ہیں نشہ چاہے نبیذ سے ہو یا اور کسی چیز سے، اسی کوڑے لگیں گے، اسے قید کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے اور نشہ اتر جائے پھر حد لگائی جائے گی جو اعضاء پر متفرق جگہ ماری جائے گی، کپڑے اتار دیئے جائیں گے، البتہ شرمگاہ چہرے اور سر پر نہیں مارے گا، اس میں حد قذف سے زیادہ زور سے مارا جاتا ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

۶۲۷ - ... حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا اگر کوئی شخص شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے تو اسے حد لگائی جائے گی فرمایا اور جو اسے پئے کہ نشہ ہو نشہ آور چیز بھی اسی کی مانند ہو۔ امام محمد نے فرمایا شراب کا گھونٹ پینے پر حد لگائی جائے گی لیکن سکر پر اس وقت تک حد نہیں لگے گی جب تک نشہ آور نہ ہو جائے البتہ اسے سزا دی جائے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) جو شخص شراب پئے اور اسے ایسی حالت میں پکڑا جائے کہ اس سے شراب کی بو آتی ہو اور گواہ اس کے شراب پینے کی گواہی دیں یا وہ خود اس کا اقرار کرے اور شراب کی بو بھی موجود ہو تو اسے حد لگے گی، لیکن اگر بو ختم ہونے کے بعد اقرار کرے تو شیخین کے یہاں حد نہیں لگائی جائے گی امام محمد کے یہاں لگائی جائے گی یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب لوگ اس کے خلاف شراب نوشی کی گواہی دیں، اگر کوئی شخص نبیذ پئے اور اسے اس سے نشہ ہو جائے تو اسے حد لگائی جائے گی۔ اگر کسی کے منہ سے شراب کی بو آئے یا وہ شراب کی قے کرے تو اس کے بھی حد نہیں لگے گی اس لئے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس نے اپنے ارادہ سے شراب پی تھی ہو سکتا ہے کسی نے اسے مجبور کیا ہو یا پیاس کی وجہ سے حالت اضطرار میں

خمس ضرب [illegible] قال: وأخاف أن يكون السكر مثل ذلك. قال محمد: يضرب الحد في الصحوة من الخمس، فأما من السكر فلا يحد حتى يسكر، ولكنه يعزر. وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب حد من قطع الطريق أو سرق

٩٢٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا القاسم بن عبد الرحمن عن أبيه عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: لا تقطع يد السارق في أقل من عشرة دراهم. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٩٢١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا تقطع يد السارق في أقل من

پی ہو تو نشہ کے ہوتے ہوئے حد نہیں لگے گی۔

نشہ والے کو اس وقت تک حد نہیں لگے گی جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اسے نبیذ کی وجہ سے نشہ ہوا ہے اور اس نے اسے خوشی سے پیا ہے اور نشہ اترنے کے بعد حد لگائی جائے گی۔ آزاد آدمی کے لئے حد شراب اسی کوڑے ہیں جو سارے جسم پر اس طرح متفرق کر کے مارے جائیں گے جیسا ہم نے زنا کے باب میں ذکر کیا ہے، غلام کو چالیس کوڑے مارے جائیں گے۔

جو شخص شراب پینے اور نشہ میں ہونے کا اقرار کرے پھر اس سے رجوع کر لے تو اسے حد نہیں لگائی جائے گی اس لئے کہ خالص حق اللہ ہے جس میں رجوع کر سکتا ہے۔ شراب نوشی پر دو گواہوں کی گواہی کافی ہے شراب نوشی ایک مرتبہ اقرار سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اس باب میں مردوں کی گواہی کے ساتھ عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ اس لئے کہ یہ حد ہے اور حدود میں عورتوں کی گواہی کو قبول نہیں کیا جاتا۔

ڈاکہ اور چوری کی حد کا بیان

۹۲۰- ... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا چور کا ہاتھ دس درہم سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا۔
امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۹۲۱- ... حضرت حماد حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں فرمایا چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا، اس کی قیمت دس درہم تھی اور فرمایا حضرت ابو یوسف نے فرمایا ہے چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے

ثمن الحجفة، وكان ثمنها عشرة دراهم. وقال: قال إبراهيم أيضاً: لا يقطع السارق في أقل من ثمن المجن، وكان ثمنه يومئذ عشرة دراهم، ولا يقطع في أقل من ذلك.

۶۳۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن أبي الهيثم عن الشعبي يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لا يقطع السارق في ثمر ولا في كثر. قال محمد: وبه نأخذ، والثمر ما كان

کم میں نہیں کاٹا جائے گا ان دنوں ڈھال کی قیمت دس درہم تھی، اس سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(ف) سرقہ (چوری) کے معنی لغت میں کسی کے مال کو چپکے سے لینے کے ہیں، شرعاً کسی کے محفوظ مال کو ناحق لینے کو سرقہ کہتے ہیں چاہے وہ نصاب کی مقدار ہو یا کم ہو جو ہاتھ کاٹنے کے اعتبار سے سرقہ یہ ہے کہ کسی مکلف کا دوسرے کے دس درہم یا اس سے زائد مقدار کی ایسی چیز کا جو جلدی خراب نہ ہوتی ہو محفوظ جگہ سے چپکے سے بلا تاویل و بلا حق لینا۔

اگر کوئی عاقل بالغ دس درہم یا اس کی قیمت کے برابر کسی کی چیز محفوظ جگہ سے بلا کسی اشتباہ و شبہ کے اٹھا لیتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا چاہے آزاد انسان ہو یا غلام اس مسئلے کی بنا ارشاد ربانی ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ.	اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کے کرتوتوں کے عوض میں اللہ کی طرف سے بطور عبرتناک سزا کے۔
(المائدة - ۳۸)	

دس درہم کی قید اس حدیث کی وجہ سے لگائی ہے جس میں آتا ہے ہاتھ ایک دینار یا دس درہم کے بدلے کاٹا جائے گا۔ مذکورہ بالا آثار بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔ چور اگر ایک مرتبہ بھی چوری کا اقرار کرلے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر دو مرد گواہی دے دیں، یہ چونکہ حد ہے اس لئے اس میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں۔

۶۳۰ - ... حضرت شعبی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ثمر (پھل) اور کثر (درخت کے گودے) کی وجہ سے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں پھل سے مراد وہ ہے جو کھجوروں اور درختوں پر لگا ہو جو ابھی تک گھر میں محفوظ نہ کیا گیا ہو اور درخت کو گھر میں محفوظ نہیں کیا گیا ہے اس لئے اس کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اور کثر سے مراد کھجور کا گودا ہے لہٰذا

أو رؤوس النخل والشجر لم يحرز في البيوت فلا قطع على من سرقه، وإذا [illegible] فلا قطع على من سرقه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۳۱- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: إذا سرق الرجل قطعت يده اليمنى، فإن عاد قطعت رجله اليسرى، فإن عاد ضمنته السجن حتى يحدث خيرًا، إني لأستحيي من الله أن أدعه ليس له يد يأكل بها ويستنجي بها، ورجل يمشي عليها. قال محمد: وبه نأخذ، لا يقطع من السارق إلا يده اليمنى

اس کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: جو چیزیں عرف میں جلدی خراب ہو جاتی ہیں جیسے تازہ پھل، گوشت، خربوزہ، درخت پر لگے ہوئے پھل، کھیتی میں کاشت کیا ہوا غلہ جبکہ ابھی کاٹا نہ گیا ہو، ان کو محفوظ نہیں کیا گیا ہے، ان کے چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، استدلال مندرجہ بالا حدیث ہے کہ پھل وغیرہ لگے ہوئے کے کاٹنے میں سرقہ متحقق نہیں ہوتا۔

۶۳۱۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی شخص چوری کرے تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا پھر اگر دوبارہ کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا، اگر پھر کرے تو اسے قید خانے میں ڈال دیا جائے گا یہاں تک کہ نیک اور اچھا آدمی بن جائے مجھے اللہ تعالیٰ سے اس بات سے شرم آتی ہے کہ اسے ایسی حالت میں چھوڑ دوں کہ اس کے پاس کھانے کے لئے ہاتھ ہو نہ استنجا کے لئے اور نہ چلنے کے لئے پاؤں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور چور کا صرف دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اس سے زیادہ نہیں کاٹا جائے گا چاہے دو کے بعد کتنی ہی مرتبہ چوری کرے البتہ اسے سزا دی جائے گی اور قید کیا جائے گا جب تک شریف آدمی نہ بن جائے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: چور کا دایاں ہاتھ پہنچے سے کاٹا جائے گا اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو ٹخنے کے پاس سے بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا۔ اگر تیسری مرتبہ پھر چوری کرے تو ہاتھ پاؤں کچھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ اسے تعزیر کی جائے گی اور مستحق ہو تو اسے اس وقت تک کے لئے جیل میں ڈال دیا جائے گا جب تک توبہ نہ کرے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں تیسری مرتبہ چوری پر چور کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، اور چوتھی مرتبہ چوری پر دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا، اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے جو چوری کرے اس کا ہاتھ کاٹ دو، اگر پھر کرے تو پھر کاٹ دو پھر کرے تو پھر کاٹ دو پھر کرے تو پھر کاٹ دو اگر پھر کرے تو اسے قتل کر دو۔ حنفیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے

رجله اليسرى الأخرى، ولا يزاد على هذا شيئا إذا عاد في السرقة مرة بعد مرة ولكنه يعزر ويحبس حتى يحدث خيرًا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٦٣٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يقطع السارق ويضمن. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، إذا قطع السارق بطل عنه ضمان السرقة إلا أن توجد السرقة بعينها فترد على صاحبها، وهو قول عامر الشعبي وأبي حنيفة رحمهما الله تعالى.

الملنا ح سے استدلال کرتے ہیں جب حضرت علی نے مندرجہ بالا قول فرمایا تھا کسی نے اس پر نکیر نہیں کی نہ اس کے مقابلہ میں کوئی مرفوع حدیث پیش کی، معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں حتیٰ کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہم نے اس موضوع پر احادیث کو تلاش کیا لیکن ہمیں یہ ثبوت نہیں ملا کہ وہ اس سے پانچویں مرتبہ چوری پر چور کو قتل نہیں کیا جاتا، امام شافعی کے مستدل کا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث اگر صحیح ہو تو اس میں مذکور حکم سیاسۃً فرمایا ہے یا منسوخ ہے، امام محمد نے لکھا ہے اگر چوتھی یا پانچویں مرتبہ چوری کرے تو امام سیاسۃً تنبیہ اور لوگوں کی عبرت کے لئے اسے قتل کر سکتا ہے اس لئے کہ ایسا شخص مفسد ہے، و الصبا والی کا اشارہ ہے معنی ہلاک کرنا ہے جو مزید تنبیہ کے مستحق ہیں۔

۶۳۳ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس پر ضمان آئے گا، امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے جب چور کا ہاتھ کٹ گیا تو اس پر چوری کا ضمان نہیں آئے گا الا یہ کہ وہ چیز بعینہ اس کے پاس مل جائے تو اسے اس کے مالک کو لوٹا دیا جائے گا یہی حضرت عامر شعبی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کا قول ہے۔

تشریح: جب چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور چوری کی ہوئی چیز اس کے پاس بعینہ موجود ہو تو وہ اس کے مالک کو واپس لوٹا دی جائے گی اس لئے کہ وہ اس کی ملکیت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ چور کے لئے اس سے فائدہ اٹھانا کسی صورت میں جائز نہیں ہے حتیٰ کہ اس نے وہ چیز کسی کو ہبہ کر دی یا کسی کو بیچ دی تو وہ اس خریدار سے یا جسے ہبہ کی گئی ہے اس سے واپس لے لی جائے گی، لیکن اگر وہ چیز ضائع ہو گئی تو چور پر اس کا ضمان نہیں آئے گا اس لئے کہ یہاں ضمان اور قطع یہ دونوں جمع نہیں ہوتے، حضرت حسن امام صاحب سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ اگر جان بوجھ کر ضائع کیا ہو تو ضمان آئے گا خود ضائع ہو جائے تو ضمان نہیں آئے گا۔

۹۲۳- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن أبيه عن يزيد بن أبي كبشة قال: أتي أبو الدرداء رضي الله عنه بجارية سوداء قد سرقت وهو على دمشق، فقال: يا سلامة! أسرقت؟ قولي: لا، فقالت: لا، فقالوا: أتلقنها يا أبا الدرداء؟ فقال: أتيتموني بامرأة لا تدري ما يراد بها لتعترف فأقطعها.

۹۲۴- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أتي أبو مسعود الأنصاري رضي الله عنه بسارق فقال: أسرقت؟ قل: لا، فقال: لا، فخلى سبيله. قال محمد: أما نحن فنقول: لا ينبغي للحاكم أن يقول له: أسرقت؟ ولكن يسكت عنه حتى يقر أو يدع، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. قال محمد: وإنما أراهما قالا للسارقين: قولا: لا، لقولهما: أسرقتما؟ مخافة أن يجيباهما بنعم بعد قولهما إياهما ولم يفعلا، وكذلك قال أبو حنيفة في الشاهد يشهد عند الحاكم:

۹۲۳- ... حضرت یزید بن ابی کبشہ رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ جب دمشق کے گورنر تھے اس وقت ان کے پاس ایک کالی باندی کو لایا گیا جس نے چوری کر لی تھی، انہوں نے اس سے فرمایا اے سلامہ کیا تم نے چوری کی ہے؟ کہہ دے میں نے چوری نہیں کی، اس نے کہا میں نے نہیں کی، لوگوں نے کہا اے ابو الدرداء کیا آپ اسے تلقین کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا تم لوگ میرے پاس ایک ایسی عورت کو لے آئے جسے معلوم نہیں جو کہ سرقہ کسے کہتے ہیں تاکہ وہ میرے سامنے اعتراف کرے اور میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں۔

۹۲۴- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چور لایا گیا انہوں نے اس سے دریافت کیا کیا تم نے چوری کی ہے؟ تم نہیں کہہ دو، اس نے نہیں کہہ دیا، انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم کہتے ہیں حاکم کو نہیں چاہیے کہ وہ اس سے کہے کیا تم نے چوری کی ہے؟ بلکہ خاموش رہے یہاں تک کہ وہ یا اقرار کرے یا چھوڑ دے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ امام محمد نے فرمایا میرا خیال ہے ان دونوں حضرات یعنی حضرت ابو الدرداء و حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہما نے جب چوروں سے پوچھا کیا تم نے چوری کی؟ تو ان سے یہ کہہ دیا کہ نہیں کہہ دو تاکہ وہ جی ہاں کہہ کر ان کی بات کی تائید نہ کر دیں چاہے انہوں نے چوری نہ بھی کی ہو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حاکم کے سامنے شہادت دینے والے کے بارے میں بھی یہی فرمایا ہے کہ حاکم کو اس سے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو

لا ينبغي للحاكم أن يقول له: أتقر بكذا وكذا؟ مخافة أن يقول: نعم، ولكن يدعه حتى يأتي بما عنده من الشهادة، فإن كانت شهادة قاطعة أخذها وإن كانت غير قاطعة ردها، وكذلك الحدود.

۶۲۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا خرج الرجل فقطع الطريق فأخذ المال وقتل فالوالي أن يقتله أية قتلة شاء، إن شاء قتله صلبا وإن شاء قتله بغير قطع ولا صلب، وإن شاء قطع يده ورجله من خلاف ثم قتله، وإن أخذ المال ولم يقتل قطع يده ورجله من خلاف، وإن لم يأخذ المال ولم يقتل أوجع عقوبة وحبس حتى يحدث خيرا۔

بلکہ وہ گواہی دے، بلکہ حاکم کو چاہیے کہ اسے چھوڑ دے تاکہ اس کے پاس جو گواہی ہے وہ دے اگر شہادت صحیح ہو تو اسے نافذ کر دے اور اگر غیر صحیح ہو تو اسے رد کر دے، اسی طرح حدود میں بھی ہوگا۔

شرح: حدود شبہات سے ختم کر دی جاتی ہیں اس لئے اگر کوئی شبہ نکل ہو تو مسلمان کو بچا لینا چاہیے۔ بحر الرائق ۵/۱۰ میں لکھتے ہیں کہ حاکم امام کے لئے مستحب ہے کہ چور کو تلقین کرے تاکہ وہ چوری کا اقرار نہ کرے، اس لئے کہ مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور لایا گیا آپ نے ارشاد فرمایا کیا اس نے چوری کی ہے، میرا تو خیال ہے کہ اس نے چوری نہیں کی۔ اس کے ذریعہ سے حد ساقط کرنے کی ایک تدبیر ہے جو مطلوب ہے۔ رد المحتار ۳/۲۰۹ میں ہے امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور لایا گیا اس نے خود اعتراف کیا تھا مسروقہ سامان اس کے پاس موجود تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا میں تو نہیں سمجھتا کہ تم نے چوری کی ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے چوری کی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو تین مرتبہ فرمائی ان صاحب نے پھر اقرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔

۶۲۵- ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص خروج کرے، ڈاکہ ڈالے، مال لوٹ لے اور قتل کرے تو حاکم کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے اسے قتل کر دے، چاہے اسے سولی پر چڑھا دے، چاہے بغیر ہاتھ پاؤں کاٹے اور سولی چڑھائے بغیر قتل کر دے، اور چاہے تو اس کا ایک ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ کر قتل کر دے، اور اگر اس نے مال لیا ہو قتل نہ کیا ہو تو اس کا ایک ہاتھ اور دوسری طرف کی ٹانگ کاٹ دی جائے گی، اگر اس نے نہ مال لیا ہو نہ قتل کیا ہو تو اسے سزا دے کر تکلیف پہنچائی جائے گی اور قید کیا جائے گا

قال محمد: وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى وبه نأخذ إلا في خصلة واحدة: إن قتل وأخذ المال قتل صلبا ولم يقطع يده ورجله وإذا اجتمع عندنا أنه صلب أو قتل۔

یہاں تک کہ وہ نیک بن جائے۔ امام محمد نے فرمایا یہ سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور ہم بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے کہ اگر اس نے قتل کیا اور مال بھی لوٹا تو اسے سولی پر چڑھایا جائے گا اور اس کے ہاتھ پاؤں نہیں کاٹے جائیں گے۔ اور جب وہ دونوں جمع ہو جائیں جن میں سے ایک اس کو ختم کرنے والا ہو تو اس سے ابتدا کی جائے گی جو فنا کرنے والی ہو اور دوسری کو ختم کر دیا جائے گا۔

(شرح) جب کچھ لوگ طاقت و قوت کے بل بوتے پر یا ایک آدمی ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلے اور انہیں راستے میں ڈاکہ ڈالنے یا کسی کو قتل کرنے سے قبل پکڑ لیا جائے تو امام و حاکم انہیں اس وقت تک قید میں رکھے گا جب تک وہ توبہ نہ کر لیں۔ اور اگر انہوں نے کسی مسلمان یا ذمی کا مال لوٹا ہو اور وہ اتنا ہو کہ اگر اسے ان پر تقسیم کر دیا جائے تو ہر ایک کے حصے میں دس درہم یا اس سے زیادہ آئے یا اس کی قیمت کے برابر آ گئے تو امام ان سب کا ایک ہاتھ ایک پاؤں کاٹ دے گا، ہاتھ دایاں اور پاؤں بایاں۔ اگر انہوں نے مال نہ لوٹا ہو صرف قتل کیا ہو تو امام ان کو حد کے طور پر قتل کر دے گا ارشاد باری ہے:

إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ۔

(المائدہ: ۳۳)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پیر مخالف جانب سے کاٹے جائیں۔

* * *

ان ڈاکوؤں کو حداً قتل کیا جائے گا اس لئے اگر مال والے انہیں معاف بھی کر دیں تب بھی اس کا اعتبار نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ شریعت کا حق ہے۔

اگر یہ ڈاکو قتل بھی کر دیں اور مال بھی لوٹ لیں تو امام کو اختیار ہوگا چاہے ان کے دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹ دے اور انہیں قتل کر کے سولی پر لٹکا دے چاہے قتل کر دے، چاہے سولی پر چڑھا دے۔ امام محمد نے فرمایا قتل کرے گا یا سولی پر چڑھائے گا ہاتھ پاؤں نہیں کاٹے گا اس لئے کہ یہ ایک جنایت ہے لہٰذا اس میں دو حدیں نہیں ہوں گی اور ویسے بھی جب جان سے مارنا ہے تو ہاتھ پاؤں کاٹنا اس

على صاحبه بدين بالذي يأتي على صاحبه ويحد الآخر.

۶۲۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في سارق سرق فأخذ فانفلت، ثم سرق فأخذ الثانية قال: يقطع. قال محمد: وبه نأخذ ولا نرى عليه إلا قطعاً واحداً، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

میں خود بخود داخل ہو جائے گا جیسے اگر حد سرقہ اور حد رجم جمع ہو جائیں تو رجم میں وہ داخل ہو جاتی ہے۔ لیکن شیخین یہ فرماتے ہیں کہ یہ اگرچہ ایک عقوبت ہے لیکن اس میں سختی اس کے سبب کی قباحت کی وجہ سے آئی ہے کہ اس سے لوگوں کے امن و سکون کو غارت کیا، قتل کیا، مال لوٹا، اس لئے ڈاکو کے ہاتھ پاؤں بھی کاٹے جائیں گے اور ڈاکہ زنی ایک ہی حد شمار ہوں گے اگرچہ چوری میں یہ دو حد شمار ہوتے ہیں، باقی رہا قتل مختلف حدود میں ہو تو یہ ایک حد میں نہیں ہوتا۔ سولی پر اس لئے چڑھایا جاتا ہے تاکہ تشہیر ہو لوگوں کو عبرت حاصل ہو بہر حال اختیار دیا ہے اس لئے کہ قتل سے تشہیر حاصل ہو گی۔ سولی پر چڑھا دیتے ہیں اور یہ مبالغہ ہے اس لئے اختیار دیا گیا۔

زندہ سولی پر چڑھا کر نیزے سے پیٹ چاک کر دیا جائے گا تاکہ مر جائے۔ تین دن سے زیادہ سولی پر نہیں چھوڑا جائے گا۔ ڈاکو کو جب قتل کر دیا جائے گا تو اس نے جو مال لوٹا ہے اس کا ضمان اس پر نہیں آئے گا جیسے چوری کے مال میں ہوتا ہے۔ اگر ڈاکوؤں میں سے قتل کرنے والا ایک ہو تب بھی سب کو قتل کیا جائے گا اس لئے کہ وہ اس کے مددگار تھے۔ ڈاکو خواہ جس چیز سے قتل کرے اس کے بدلے میں سزا دی جائے گی جو اوپر گذری ہے۔ لیکن اگر اس نے قتل نہ کیا ہو نہ مال لیا ہو البتہ زخمی کر دیا ہو تو جس زخم میں قصاص لیا جا سکتا ہو اس میں قصاص لیا جائے گا اور جس میں نہیں لیا جاتا اس میں تاوان لیا جائے گا اس کا حق ولی کو ہوگا۔

۶۲۶ ... حضرت ابراہیم سے اس چور کے بارے میں مروی ہے جس نے چوری کی ہو، اسے پکڑ لیا گیا ہو اور وہ بھاگ گیا ہو پھر دوبارہ چوری کی پھر پکڑا گیا۔ فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اس پر ایک ہی قطع ہو گا ہم یہی کہتے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: اگر کوئی کئی مرتبہ چوری کرے اور پکڑا جائے تو ایک کے بعد ہاتھ کاٹنا سب کی طرف سے شمار ہوگا اس لئے کہ حدود میں تداخل ہو جاتا ہے یعنی جب ایک کی طرف سے ہاتھ کاٹ دیا گیا تو وہ سب کی طرف سے ہو جائے گا البتہ اگر ہاتھ کاٹنے کے بعد دوبارہ پھر چوری کرے گا تو اس کی ایک ٹانگ کاٹ دی جائے گی۔

۶۳۷ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا رجل عن الحسن البصري عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: لا يقطع مختلس. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب حد النباش

۶۳۸ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا حماد عن إبراهيم أنه قال في النباش إذا نبش عن الموتى فسلبهم إنه يقطع. وقال أبو حنيفة: لا يقطع لأنه مال غير محرز [illegible]

---

۶۳۷ - ۔۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچکے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: چونکہ اچکے پر سرقہ کی تعریف صادق نہیں آتی وہ چھپکے کے بجائے سب کے سامنے مال چھین کر بھاگتا ہے اس لئے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، حدیث میں آتا ہے اچکے اور لوٹنے والے اور خائن کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا[1]

کفن چور کی حد کا بیان

۶۳۸ - ۔۔ حضرت ابراہیم نے کفن چور کے بارے میں فرمایا جب مردوں کے کفن چرائے گا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ یہ غیر محفوظ سامان ہے البتہ اسے مار پیٹ کے ذریعہ سزا دی جائے گی اور اس وقت تک قید کیا جائے گا جب تک نیک نہ بن جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے مروان بن الحکم کو یہ فتویٰ دیا تھا کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے یہی ہمارا قول ہے۔

وضاحت: کفن چور کے بارے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف تھا، حضرت عمر، عائشہ، ابن مسعود اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم اس کا ہاتھ کاٹنے کے واجب ہونے کے قائل تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نہ کاٹنے کے، یہی امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا مذہب ہے، امام ابو یوسف و شافعی رحمہما اللہ وجوب قطع

---

[1] ترمذی [illegible]

ويحبس حتى يحدث خيرا. قال محمد: وبلغنا عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه أفتى من سرق من المكيال أو يقطعه، وهو قولنا.

باب شهادة أهل الذمة على المسلمين

۷۳۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في قوله تعالى: ﴿شهادة بينكم إذا حضر أحدكم الموت حين الوصية اثنان ذوا عدل منكم أو آخران من غيركم﴾ إلى آخرها، قال: منسوخة. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وإنما يعني بهذه الشهادة في السفر عند حضرة الموت على الوصية إذا لم يكن أحد من المسلمين

کہ قائلین استدلال میں بیہقی کی مرفوعاً حدیث پیش کرتے ہیں کہ جس نے کفن چوری کیا ہم اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے، کفن بھی مال متقوم اور محفوظ ہے لہذا ہاتھ کٹنا چاہیے، طرفین یہ فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ چپکے سے لینے والے پر قطع ید نہیں آتا، مختفی اہل مدینہ کی لغت میں کفن چور کو کہتے تھے، دوسرے اس میں شبہ بھی آگیا اس لئے کہ کفن درحقیقۃً مردے کی ملکیت ہے نہ وارث کی۔ امام شافعی کا مستدل زجر و تنبیہ پر محمول ہے۔

مسلمانوں کے بارے میں ذمیوں کی گواہی کا بیان

۷۳۹ - ... حضرت ابراہیم سے اللہ عزوجل شانہ کے درج ذیل فرمان کے بارے میں:

﴿شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ إلى آخرها.

(المائدۃ: ۱۰۶)

(اے ایمان والو!) جب کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے وصیت کے وقت تمہارے آپس میں گواہ دو شخص تم میں سے معتبر ہوں یا دو گواہ تم میں سے کے علاوہ ہوں۔

کے بارے میں مروی ہے فرمایا: منسوخ ہے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔ اس شہادت سے مراد یہ ہے کہ اگر سفر میں کسی کو موت آنے لگے اور وہاں کوئی مسلمان موجود نہ ہو اور وصیت پر گواہ بنانا ہو تو مسلمان کی وصیت پر اہل ذمہ کی شہادت جائز ہے۔ اس کو

جازت شهادة أهل الذمة في وصية المسلم ثم نسخ ذلك فلا يجوز في وصية المسلم ولا غيره إلا العدل

من أهل الرضا من المسلمين، والله أعلم.

باب شهادة المحدود

٧٤٢ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في نصراني قذف مسلمة فضرب الحد ثم أسلم ثم جازت الشهادة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى

منسوخ کر دیا گیا چنانچہ مسلمان کی وصیت وغیرہ امور میں صرف مسلمان کی گواہی ہی مقبول ہوگی اور کسی کی نہیں۔ واللہ اعلم۔

(شرح) اہل ذمہ کی بعض کی بعض کے لئے گواہی قبول کی جائے گی چاہے ان کے مذہب ایک دوسرے سے مختلف کیوں نہ ہوں۔ امام مالک و شافعی فرماتے ہیں قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ وہ فاسق ہیں لہٰذا ان کی خبر میں توقف کیا جائے گا، اس لئے مسلمان کے حق میں ان کی گواہی غیر معتبر ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عیسائیوں کی گواہی بعض کے لئے قبول کی۔ پھر ان کو اپنے اور اپنے بچوں کے اوپر ولایت حاصل ہے لہٰذا یہ شہادت کے بھی اہل ہوں گے۔ باقی رہا فسق تو وہ اعتقادی ہے جو مانع نہیں، اس لئے کہ وہ اپنے دین کی محرمات سے بچتے ہیں۔ جھوٹ ہر دین میں حرام ہے۔ ذمی کی شہادت مسلمان پر قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ اسے مسلمان پر ولایت حاصل نہیں۔ اور پھر یہ بھی ڈر ہے کہ وہ اس کے خلاف جھوٹ بولے اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے ماتحت رہتے ہیں ان سے بغض رکھتے ہیں بخلاف دوسرے مذاہب کے کہ ان میں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف اس طرح کا بغض نہیں ہوتا۔

اس شخص کی شہادت کا بیان جس کے حد لگی ہو

۷۴۲ - ... حضرت ابراہیم نے اس عیسائی کے بارے میں جس نے کسی مسلمان عورت پر تہمت لگائی ہو اور اسے حد قذف لگی ہو پھر وہ مسلمان ہو گیا ہو، فرمایا اس کی شہادت معتبر ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو لیتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اس لئے کہ اسے حالت اسلام میں حد نہیں لگی ہے۔

(شرح) اگر کسی ذمی کو حد قذف لگنے کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس کی شہادت ذمیوں کے بارے میں بھی قبول

لأنه لم يضرب حداً في الإسلام.

٦٣١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: إذا جلد القاذف لم تجز شهادته أبداً، وقال في قول الله تعالى: ﴿إلا الذين تابوا من بعد ذلك وأصلحوا﴾ قال: يرفع عنه اسم الفسق، فأما الشهادة فلا تجوز أبداً. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٦٣٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم بن أبي الهيثم، عن عامر الشعبي

کی جائے گی اور مسلمانوں کے بارے میں بھی، اس لئے کہ استحقاق شہادت اسلام کے بعد حاصل ہوا ہے لہٰذا یہ مردود فی الشہادۃ نہ ہوگا، لیکن اگر کسی غلام کو غلامی کی حالت میں حد قذف لگ جائے پھر اسے آزاد کر دیا جائے تو اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ غلامی کی حالت میں اس کی گواہی معتبر ہی نہ تھی لہٰذا اس کی گواہی کو آزادی کے بعد رد کرنا حد کی تکمیل میں سے ہوگا اس لئے اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

۶۳۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب تہمت لگانے والے کو حد قذف لگ جائے تو پھر اس کی گواہی کبھی قبول نہ ہوگی، اور اللہ جل شانہ کے درج ذیل فرمان مبارک:

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا﴾ البتہ جو لوگ اس کے بعد توبہ کریں اور اپنی حالت
آل عمران - ۸۹ درست کریں۔

کے بارے میں فرمایا اس سے فسق کا نام ختم ہو جائے گا، لیکن اس کی گواہی کبھی قبول نہ ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۶۳۲ - ... حضرت عامر شعبی نے فرمایا تہمت لگانے والا اگر توبہ کر لے تو میں اس کی گواہی جائز قرار دیتا ہوں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے اختیار نہیں کرتے۔

(ش) مسلمان کو اگر حد قذف لگ جائے تو پھر وہ شہادت کا اہل نہیں رہتا چاہے توبہ کیوں نہ کر لے، امام شافعی رحمہ اللہ توبہ کر لینے پر اسے دوبارہ شہادت کا اہل قرار دیتے ہیں اس لئے کہ آیت میں الا الذین تابوا کے ذریعہ توبہ کرنے والے کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، ملاحظہ آیت:

﴿وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا﴾ النور - ۴ اور کبھی ان کی کوئی گواہی قبول نہ کرو۔

قال: تُجيز شهادة القاذف إذا تاب. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا.

٦٤٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن عامر الشعبي عن شريح قال: أتاه الأقطع بني أسد فقال: أتقبل شهادتي؟ - وكان من خيارهم - فقال: نعم وأراك لذلك أهلاً. قال محمد: وبه نأخذ. كل محدود في سرقة أو زنا أو غير ذلك إذا تاب قبلت شهادته إلا المحدود في القذف خاصة لقول الله تعالى: ﴿ولا تقبلوا لهم شهادة أبداً﴾.

سے استدلال کرتے ہیں، اور اس لئے بھی کہ اس کی شہادت کا رد کرنا حد میں شامل ہے، اس لئے کہ ایسے شخص کی شہادت کا رد کرنا دوسروں پر تہمت لگانے سے مانع بنے گا لہذا یہ حکم توبہ کے بعد بھی باقی رہے گا، برخلاف ان کے جنہیں تہمت کے علاوہ کسی اور سبب سے حد لگی ہو کہ وہاں پر گواہی فسق کی بنا پر رد کی جاتی ہے اور فسق توبہ سے ختم ہو جاتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ الا الذین تابوا ایک وأولئك هم الفاسقون سے استثناء کیا گیا ہے لہذا توبہ کرنے والے فاسق نہیں رہیں گے البتہ شہادت پھر بھی قبول نہ ہوگی۔

۶۴۲ ۔ ۔ حضرت عامر شعبی حضرت شریح سے روایت کرتے ہیں فرمایا ان کے پاس بنو اسد کے اقطع آئے اور عرض کیا کہ آپ میری گواہی قبول کریں گے اور ان میں سے بہتر اچھے آدمی تھے، فرمایا جی ہاں میں آپ کو اس کا اہل سمجھتا ہوں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں، ہر وہ شخص جسے چوری یا زنا وغیرہ کی حد لگی ہو وہ اگر توبہ کرے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی سوائے اس کے جسے حد قذف لگی ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا﴾ (النور ۴) اور کبھی ان کی کوئی گواہی نہ قبول کرو۔

(ش) حد قذف کے علاوہ دوسری حدود لگے ہوئے اگر توبہ کریں تو ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی مثلاً زانی، چور، شرابی توبہ کر لیں تو توبہ کے بعد ان کی گواہی مقبول ہوگی، اس لئے کہ ان کی گواہی فسق کی وجہ سے رد کی گئی تھی اور توبہ سے فسق ختم ہو گیا، اس لئے کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

◆

باب شهادة الزور

۹۴۴۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم بن أبي الهيثم عمن حدثه عن شريح قال: إذا أخذ شاهد زور فإن كان من أهل السوق بعث به إلى السوق فقال لرسوله: قل لهم: إن شريحا يقرئكم السلام ويقول: إنا وجدنا هذا شاهد زور فاحذروه، وإن كان من العرب أرسل به إلى مسجد قومه أجمع ما كانوا فقال الرسول مثل ما قال في المرة الأولى. قال محمد: وبهذا كان يأخذ أبو حنيفة رحمه الله تعالى ولا يرى عليه ضربا، وأما في قولنا فإنا نرى عليه مع ذلك التعزير، ولا يبلغ به أربعين سوطا.

۹۴۵۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا رجل عن عامر الشعبي أنه كان يضرب شاهد۔

جھوٹی گواہی کا بیان

۹۴۴۔۔۔ حضرت شریح نے فرمایا جب جھوٹا گواہ پکڑا جاتا تو اگر وہ بازاری ہوتا تو اسے بازار بھیجتے اور اپنے قاصد سے فرماتے ان لوگوں سے کہہ دو کہ شریح آپ کو سلام کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے جھوٹا گواہ پایا ہے لہٰذا اس سے بچو۔ اور اگر وہ اہل عرب میں سے ہوتا تو اسے اس کی قوم کی مسجد میں زیادہ مجمع کے وقت بھیجتے اور قاصد سے وہی بات کہتے جو پہلے کہی تھی۔ امام محمد نے فرمایا امام ابوحنیفہ اسی کو اختیار کرتے تھے اور اس پر ضرب کے قائل نہیں تھے لیکن ہمارا قول یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ تعزیر بھی ہونا چاہیے لیکن وہ چالیس کوڑوں تک نہ پہنچے۔

۹۴۵۔۔۔ حضرت عامر شعبی سے مروی ہے کہ وہ جھوٹے گواہ کو چالیس کوڑوں سے کم مارا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

تشریح: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا میں جھوٹے گواہ کو بازار میں مشہور کروں گا، اسے اسی طریقے سے سزا دوں گا مارونگا نہیں، صاحبین نے فرمایا ہم اسے ماریں گے بھی اور قید بھی کریں گے۔ امام شافعی بھی اسی کے قائل ہیں۔ یہ حضرات اس سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جھوٹے گواہ کو چالیس کوڑے مارے تھے اور دیگچی کی کالک سے اس کا منہ کالا کیا تھا۔ جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے جس کا نقصان لوگوں کو پہنچتا

الزناء ضربته دون أربعين سوطا. قال محمد: وبه نأخذ.

باب شهادة النساء ما يجوز منها وما لا يجوز

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

٦٤٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: شهادة النساء مع الرجال جائزة في كل شيء ما خلا الحدود. قال محمد: ونحن نقول: ما خلا الحدود والقصاص، وهو قول أبي حنيفة.

٦٤٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أنه كان يجيز شهادة امرأة

ہے شریعت کی طرف سے اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے اس لئے تعزیر کی جائے گی۔ امام صاحب حضرت شریح کے فعل سے استدلال کرتے ہیں، اور اس لئے بھی کہ جو تعزیر اس طرح پھرانے اور مشہور کرنے سے ہو جاتی ہے چنانچہ اس پر اکتفا کریں گے۔ مارپیٹنا اگرچہ زجر میں مبالغہ ہے لیکن یہ رجوع سے مانع ہے کیونکہ اس نے ظاہر حیلہ کو دیکھتے ہوئے اس میں تخفیف کی ضرورت پڑی۔ اور حضرت شریح کا اثر وہ حکم تھا اس پر دلیل ہے کہ کوڑے مارنا اور منہ کالا کرنا بھی ہے۔

عورتوں کی کونسی گواہی جائز ہے کونسی ناجائز؟

۶۴۶۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی ہر چیز میں جائز ہے سوائے حدود کے۔ امام محمد نے فرمایا ہم یہ کہتے ہیں کہ سب میں جائز ہے سوائے حدود و قصاص کے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں حضرت زہری نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد دونوں خلفاء کے زمانے سے یہ سنت چلی آرہی ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں مانی جاتی، دوسرے حقوق میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دی گئی ہے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں میں نسیان زیادہ ہوتا ہے اور نسیان کا شبہ ہو تو شبہ سے حد ساقط ہو جائے گی۔

۶۴۷۔۔۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ وہ (پیدائش کے وقت) بچے کے آواز نکالنے پر عورت کی گواہی جائز قرار دیتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں اگر عورت عادلہ مسلمہ ہو اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

على الاستهلال في الصبي، قال محمد: وبه نأخذ إذا كانت عدلة مسلمة، وكان أبو حنيفة يقول: لا تقبل على الاستهلال إلا شهادة رجلين أو رجل وامرأتين، فأما الولادة من الزوجة فتقبل فيها شهادة امرأة إذا كانت عدلة مسلمة، فهذا عندنا سواء.

باب من لا تقبل شهادته لقرابة وغيرها

۹۶۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن شريح قال: أربعة لا تجوز شهادة بعضهم لبعض: المرأة لزوجها، والزوج لامرأته، والأب لابنه، والابن لأبيه، والشريك لشريكه، والمحدود حدا في قذف. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى إلا أنا نقول: تجوز شهادة الشريك لشريكه في غير شركتهما.

فرمایا کہ بچے کے پیدا ہوتے وقت آواز نکالنے پر دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی چاہیے، بیوی سے بچہ پیدا ہونے کے بارے میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے اگر وہ عادلہ مسلمہ ہو ہمارے نزدیک یہ دونوں حال برابر ہے۔

رضاعت، ولادت، بکارت اور عورتوں کے دوسرے وہ عیوب جن پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے ان میں ایک عورت کی گواہی بھی کافی ہے اگرچہ دو کا ہونا زیادہ احوط ہے۔ البتہ عادل ہونا ضروری ہے اور شاہد کا شہادت کا لفظ ادا کرنا بھی۔ دائی اگر گواہی دے کہ بچہ پیدا ہوتے وقت آواز نکالی تھی تو نماز کے حق میں گواہی قبول ہوگی اسی طرح ماں کی بھی لیکن میراث کے حق میں ماں کی گواہی یا دائی کی قبول نہیں ہوگی اس لئے کہ اس میں تہمت آتی ہے۔ میراث کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں دائی کی شہادت ہی قبول ہے اور صاحبین کے یہاں اگر دائی عادلہ ہو تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

قرابت وغیرہ کی وجہ سے گواہی قبول نہ ہونے کا بیان

۹۶۴۔ ... حضرت شریح نے فرمایا چار افراد ایسے ہیں جن کی گواہی ایک دوسرے کے لئے قبول نہیں ہوتی، عورت کی اپنے شوہر کے لئے اور شوہر کی اپنی بیوی کے حق میں، باپ کی بیٹے کے لئے اور بیٹے کی باپ کے لئے، شریک کی اپنے شریک کے لئے، اور وہ جس کو حد قذف لگی ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ شریک کی گواہی شریک کے بارے میں شرکت کے علاوہ دوسرے امور میں معتبر ہے۔

٦٤٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن عامر الشعبي أنه قال: لا تجوز شهادة المرأة لزوجها، ولا الزوج لامرأته، ولا الأب لابنه، ولا الابن لأبيه، ولا الشريك لشريكه. والله أعلم.

باب شهادة الصبيان

٦٥٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن إبراهيم عن شريح قال: كتب هشام إلى ابن هبيرة أن يسأله عن خمس: عن شهادات الصبيان، وعن جراحات النساء والرجال، وعن دية الأصابع، وعن عين الدابة، والرجل يقر بولده عند الموت، فكتب إليه: إن شهادة الصبيان بعضهم على بعض

---

۶۴۹ - ... حضرت عامر شعبی نے فرمایا عورت کی گواہی شوہر کے لئے اور شوہر کی گواہی اپنی بیوی کے لئے باپ کی بیٹے کے لئے اور بیٹے کی باپ کے لئے اور شریک کی شریک کے لئے جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ف: جن کے منافع مشترک ہوں ان کی گواہی ایک دوسرے کے بارے میں تہمت کی وجہ سے قبول نہیں ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قبول نہیں کی جاتی شہادت بیٹے کی اپنے والد کے لئے اور نہ والد کی اپنے بیٹے کے لئے، نہ عورت کی اپنے شوہر کے لئے نہ شوہر کی اپنی بیوی کے لئے، نہ غلام کی اپنے آقا کے لئے نہ آقا کی اپنے غلام کے لئے، نہ مزدور کی آجر کے لئے، نہ شریک کی اپنے شریک کے لئے۔ والدین، دادا دادی نانا نانی کا بھی یہی حکم ہے۔ شریک شرکت کے علاوہ کسی اور معاملہ میں اپنے شریک کے لئے گواہی دے سکتا ہے اس لئے کہ اس میں تہمت نہیں آتی۔ بھائی اور چچا کے لئے انسان گواہی دے سکتا ہے، اس لئے کہ ان میں [illegible] نہیں ہوتا جو باپ بیٹے میں ہوتا ہے۔ ان کی ملکیت بھی جدا جدا ہوتی ہے۔

بچوں کی گواہی کا بیان

۶۵۰ - ... حضرت شریح فرماتے ہیں کہ ہشام نے ابن ہبیرہ کو پانچ باتیں معلوم کرنے کے لئے لکھا: بچوں کی گواہی، عورتوں اور مردوں کے زخم، انگلیوں کی دیت، چوپائے کی آنکھ اور اس شخص کے بارے میں جو مرتے وقت اپنے بچے کا اقرار کرے۔ انہوں نے انہیں لکھا کہ بچوں کی گواہی ایک دوسرے کے حق میں جائز ہے اگر وہ متفق ہوں، اور عورتوں اور مردوں کے زخم دانت اور موضحہ میں برابر ہیں ان کے علاوہ دوسرے

جائزة إذا اتفقوا. الجراحات النساء والرجال يستويان في السن والموضحة ويختلفان فيما سوى ذلك، ودية أصابع اليدين والرجلين سواء، في كل إصبع عشرها، والرجل يقر بولده عند الموت أنه أصدق ما يكون عند الموت. قال محمد: وبهذا كله نأخذ إلا في خصلتين: أحدهما شهادة الصبيان عندنا باطل اتفقوا أو اختلفوا لأن الله تعالى يقول في كتابه: ﴿وأشهدوا ذوي عدل منكم﴾ و﴿واستشهدوا شهيدين من رجالكم فإن لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء﴾ والصبيان ليسوا ممن يوصف أن يكون ذا عدل، ولا ممن يرضى به من الشهداء، والخصلة الأخرى جراحات النساء إلى النصف

میں اختلاف ہے، اور ہاتھوں پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے، ہر ہاتھ کی انگلی کے بدلے اس کی قیمت کا دسواں حصہ آئے گا، اور جو شخص مرتے وقت اپنے بچے کا اقرار کرے یہ درست ہے، اس لئے کہ انسان مرتے وقت بہت زیادہ سچا ہوتا ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں سوائے دو مسئلوں کے، ایک یہ کہ ہمارے یہاں بچوں کی شہادت باطل ہے چاہے وہ متفق ہوں یا ان میں اختلاف ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مبارک کتاب میں فرماتے ہیں:

وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ۔ (الطلاق - ۲)	اور اپنے میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کر لو۔
وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ۔ (البقرة - ۲۸۲)	اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو، پھر اگر وہ دونوں مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ان گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو۔

پس بچے اس مرتبہ کے نہیں ہیں کہ انہیں عادل ہونے کے ساتھ متصف کیا جائے اور نہ وہ اس لائق ہیں کہ انہیں گواہی کے لئے پسند کیا جائے، اور دوسری بات یہ کہ عورتوں کے زخم مردوں کے زخم کے مقابلے میں آدھے ہی ہوتے ہیں، اور امام محمد وغیرہ سب کا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف): بچہ چونکہ کامل العقل اور ضابط نہیں ہوتا، اور نہ اس میں گواہی کی اہلیت ہوتی ہے اس لئے وہ شہادت نہیں دے سکتا، شہادت کے لئے شرط یہ ہے کہ عقل کامل، ضبط اور اہلیت ہو۔

عورتوں کے زخم کا تاوان مردوں کے زخموں کے مقابلے میں آدھا ہے، جس طرح عورت کی دیت، انگلیاں ہاتھوں کی ہوں یا پاؤں کی سب برابر ہیں ہر انگلی کے بدلے دیت کا دسواں حصہ دیا جائے گا۔

من جراحات الرجال في السن والموضحة وغير ذلك وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٩٥١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: أربعة لا تجوز فيها شهادة النساء: الزنا، والقذف، وشرب الخمر، والسكر. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب ما يجوز من الوصية

٩٥٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عطاء بن السائب عن أبيه عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال: دخل النبي صلى الله عليه وسلم عليّ يعودني فقال: فقلت: يا رسول الله! أوصي بمالي كله؟ قال: لا. قلت: بالنصف؟ قال: لا. قلت: بالثلث؟ قال: الثلث، والثلث كثير، وتدع [illegible] يتكففون الناس. قال محمد: وبه نأخذ لا تجوز الوصية لأحد بأكثر من الثلث

چوپایہ کی آنکھ پھوڑ دینے میں ربع قیمت آئے گی۔

موت کے وقت بچے کا اقرار کرنا درست ہے اس سے وہ اس کا بیٹا شمار ہوگا۔

٩٥١ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا چار چیزوں کے بارے میں عورتوں کی گواہی درست نہیں زنا، قذف، شراب نوشی اور نشہ، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

نوٹ: گذر چکا ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی غیر مقبول ہے۔

جس حد تک وصیت جائز ہے اس کا بیان

٩٥٢ - ... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس عیادت کے لئے تشریف لائے فرمایا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا میں اپنے سب مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا آدھے کی؟ فرمایا نہیں، فرمایا میں نے عرض کیا تہائی کی؟ فرمایا تہائی کی کر دو اور تہائی بہت زیادہ ہے، تم اپنے گھر والوں کو دیانت چھوڑ کر جاؤ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کسی کے لئے تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہیں، اگر کسی نے تہائی سے زیادہ کی وصیت کی اور اس کے مرنے کے بعد ورثاء نے اسے درست قرار دیا تو وہ جائز ہے۔ ورثاء

وإن أوصى بأكثر من الثلث فأجاز ذلك الورثة بعد موته فهو جائز، وليس للورثة أن يرجعوا فيما أجازوا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۵۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا القاسم بن عبد الرحمن عن أبيه عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه في الرجل يوصي بالوصية فيجيزها الورثة في حياته ثم يرجعون فيها بعد موته قال: ذلك التكره ولا يجوز. قال محمد: وبه نأخذ، إجازة الورثة الوصية قبل الموت

جس کی اجازت دے دے وہ اس کے بعد رجوع نہیں کر سکتا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش:) وصیت مستحب ہے، وارث کے لئے وصیت جائز نہیں البتہ اگر ورثہ اجازت دے دیں تو کر سکتا ہے۔ تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وصیت میں ظلم سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اس کی تفسیر شارحین نے اس سے کی ہے کہ تہائی سے زیادہ کی وصیت کی جائے اور وارث کے لئے وصیت کی جائے۔ ایک مرتبہ اجازت دینے کے بعد اب وارث کو اس میں رجوع کا حق نہیں رہتا۔

۶۵۳- ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کوئی وصیت کرے اور ورثہ اسے اس کی زندگی میں جائز رکھیں پھر اس کے مرنے کے بعد اسے واپس لے لیں فرمایا یہ کروہ ہے جائز نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ورثاء کا موت سے پہلے وصیت کی اجازت دینا کوئی حیثیت نہیں رکھتا پھر اگر مرنے کے بعد اسے نافذ کر دیں اور وہ وارث کے لئے ہو یا تہائی سے زائد ہو تو یہ جائز ہے ورنہ نہیں، اس میں رجوع کا حق حاصل نہیں ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش:) وصیت کا قبول کرنا اور نفوذ مرنے کے بعد ہوتا ہے اس لئے کہ وصیت تو مرنے کے بعد ملک بنا جاتا ہے اس لئے اس کا قبول یا رد کرنا موت کے بعد مقبول ہوگا اس سے قبل اس کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ جس کے لئے وصیت کی گئی ہے اگر اس نے حالت حیات میں قبول کر لیا یا رد کر دیا تو یہ باطل ہے اس لئے کہ اس کا ثبوت موت کے بعد ہوتا ہے۔ ورثہ چاہے مالدار ہوں یا غریب مستحب یہ ہے کہ ایک تہائی سے کم کی وصیت کی جائے اس لئے کہ اس میں قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی ہے کہ ان کے لئے مال چھوڑ رہا ہے البتہ تہائی مال میں اپنے حق کا وصول کرنا ہے جس میں نہ صلہ رحمی ہوتی ہے نہ کسی پر احسان۔ تہائی سے زائد کی وصیت ممنوع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک تہائی کی وصیت کرو اور ایک تہائی تو بہت زیادہ چیز ہے۔ اس سے زائد کی وصیت کو وصیت میں ظلم و زیادتی قرار دیا گیا ہے جو بہت بڑے

ليس بشيء، وإن أجازوها بعد الموت وهي لوارث أو أكثر من الثلث فذلك جائز وليس لهم أن يرجعوا فيه وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الرجل يوصي بالوصايا أو بالعتق

[illegible] - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قال الرجل في وصيته: فلان حر، أعطوا فلانا ألف درهم بدئ بالعتق، وإذا قال: أعتقوا فلانا وأعطوا فلانا كذا وكذا تحاصا، وإذا قال: أعطوا فلانا أحد العبيد بعينه وأعطوا فلانا كذا وكذا بدئ بهذا الذي بعينه من الثلث. قال محمد: وبه نأخذ فيما وصف من العتق، فأما إذا قال: أعطوا

کے بعد اگر ورثہ تہائی سے زائد کو جائز کر دیں تو ایسا کر سکتے ہیں اس لئے کہ شریعت نے ان کے حق کی وجہ سے منع کیا تھا وہ اپنا حق چھوڑنا چاہیں تو چھوڑ سکتے ہیں یہ صورت ہے کہ جب کہ وارث کے لئے وصیت معتبر نہیں الا یہ کہ ورثہ چاہیں۔

اس شخص کا بیان جو چند وصیتیں کرے یا غلام آزاد کرنے کی وصیت کرے

[illegible] - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص وصیت کرے اور کہے کہ فلاں شخص آزاد ہے، فلاں کو ایک ہزار درہم دے دو، تو ایسی صورت میں غلام آزاد کرنے سے ابتدا کی جائے گی، اور جب یہ کہے کہ فلاں کو آزاد کر دو اور فلاں کو اتنے اتنے روپے دے دو تو حصہ کے اعتبار سے دیا جائے گا، اور اگر یہ کہے کہ فلاں شخص کو یہ مخصوص غلام دے دو اور فلاں کو اتنا اتنا مال دے دو تو تہائی مال میں سے اس معین غلام سے ابتدا کی جائے گی یعنی وہ غلام تہائی مال میں شمار کر کے دے دیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا: ہم غلام آزاد کرنے کو بیان کی وجہ سے اسی کو اختیار کرتے ہیں لیکن اگر یہ کہا کہ فلاں کو یہ معین غلام دے دو اور فلاں کو اتنا اتنا روپیہ دے دو تو یہ دونوں تہائی مال میں حصہ دار ہوں گے یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: اگر کوئی شخص کسی غلام کو آزاد کرتا ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا اگر اس کو آزاد کرنے کی وصیت کرے تو اس غلام کو ثلث (تہائی) مال میں سے آزاد کر دیا جائے گا اس لئے کہ عتق [illegible] غلام [illegible] نہیں کیا

فلانًا هذا العبد بعينه، و أعطى فلانًا كذا وكذا تحاصا في الثلث، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٦٥٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يوصي للرجل بالعبد بعينه، ويوصي لآخر بثلث ماله، قال: يعطى هذا العبد، ويعطى هذا ما بقي إن بقي شيء، وإن أوصى لهذا بمائة درهم، ولهذا بثلث ماله أعطى هذا مائة وللآخر ما بقي. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكن صاحبي الوصية يتحاصان في الثلث بوصيتهما، ولا يكون واحد منهما أحق بالثلث من صاحبه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

جا سکتا اور متعین بھی ہے اس میں کسی کی رد نے لینے کی بھی ضرورت نہیں اور چیزیں ختم کی جا سکتی ہیں اس لئے یہ مقدم ہوگا۔ دوسری صورت میں اس نے خود آزاد نہیں کیا بلکہ آزاد کرنے کا حکم دیا ہے تو اس صورت میں حصوں کے اعتبار سے معاملہ ہوگا تہائی مال کے حصے بنا کر اس کے حساب سے اتنے حصے کے مطابق غلام آزاد ہو جائے گا اور جس کے لئے وصیت کی تھی اسے تہائی میں سے اس کے حصے کے بقدر رقم مل جائے گی۔ تیسری صورت میں غلام کو تہائی مال میں سے شمار کر کے اس شخص کو دے دیا جائے گا اور دوسرے شخص کو اس کے حصے کے بقدر تہائی میں سے مال دے دیا جائے گا۔

۶۵۵۔ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کسی کے لئے مخصوص غلام کی وصیت کرے اور دوسرے کے لئے ایک تہائی مال کی۔ فرمایا اس شخص کو غلام دے دیا جائے گا پھر اگر کچھ بچ جائے تو وہ دوسرے کو دے دیا جائے گا اور اگر ایک کے لئے سو درہم کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے تہائی مال کی تو پہلے کو سو درہم دے دیئے جائیں گے اور باقی ماندہ دوسرے کو مل جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے۔ بلکہ جن دونوں کے لئے وصیت کی ہے وہ دونوں اپنے لئے وصیت کی وجہ سے تہائی میں سے حصہ دار ہوں گے دونوں میں سے کوئی بھی تہائی میں دوسرے سے زیادہ کا حقدار نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) : چونکہ دونوں کے لئے وصیت کی گئی ہے اور دونوں کا حق برابر ہے اس لئے تہائی میں سے دونوں کو اپنے اپنے حصے کے مطابق دیا جائے گا دونوں میں سے کوئی بھی ایک تہائی میں دوسرے سے زیادہ کا حقدار نہ ہوگا۔

۹۵۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يعتق ثلث عبده عند موته وقد أوصى بوصايا، قال: يبدأ بعتق ثلث غلامه ولا يعتق منه إلا ما أعتق ويستسعى فيما لم يعتق منه، وإن أوصى مع عتق ثلثه بوصايا ولم يدع مالاً جعل ثلث سعايته فيما أوصى به ولا تعجل عتقه حتى يؤدي ثلثه. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وأما في قولنا فإذا أعتق ثلثه عتق كله، ويبدأ به من ثلث مال الميت قبل الوصايا، فإن بقي شيء كان لأصحاب الوصايا بالحصص.

۹۵۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يعتق عبده عند الموت وعليه

---

۹۵۱ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو موت کے وقت اپنے غلام کے ایک تہائی کو آزاد کر دے اور اس نے دوسری اور وصیتیں بھی کی ہوں، فرمایا اس کے غلام کے ایک تہائی کو آزاد کرنے سے ابتداء کی جائے گی اور اس کا وہی حصہ آزاد ہوگا جس کو اس نے آزاد کیا ہے اور جو حصہ آزاد نہیں کیا اس کے لئے غلام سعایہ کرے گا۔ پھر اگر تہائی غلام کی آزادی کے ساتھ اور وصیتیں بھی کی ہوں اور اس نے مال بھی نہ چھوڑا ہو تو اس غلام کی سعایہ کے ثلث ان چیزوں میں لگا دیئے جائیں گے جن کی وصیت کی ہے وہ مال ورثہ کو نہیں ملے گا۔ امام محمد نے فرمایا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے لیکن ہمارا قول یہ ہے کہ جب اس غلام کا ایک تہائی آزاد کر دیا گیا تو وہ پورا آزاد ہو جائے گا اور وصیتوں سے قبل تہائی مال سے اس کی ابتداء کی جائے گی پھر اس کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو حصوں کے اعتبار سے ان کو مل جائے گا جن کے لئے وصیت کی تھی۔

وضاحت: اس مسئلہ کا مدار اختلاف اس پر ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں عتق تجزی قبول کرتا ہے لہٰذا جتنا آزاد کیا گیا ہے اتنا غلام آزاد ہو جائے گا اور باقی میں سعایہ کرے گا، صاحبین کے یہاں اعتاق تجزی قبول نہیں کرتا اس لئے جب ایک حصہ آزاد کیا گیا تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا، امام صاحب کے یہاں باقی ماندہ حصہ کے سلسلہ میں سعایہ کرنا ہوگا اور جب تک وہ سعایہ ادا نہ کرے مکاتب کی طرح ہوگا اس کی آزادی پورے بدل کی ادائیگی پر موقوف ہوتی ہے کما فی البحر (۴ - ۲۳۲) اور عتق تہائی میں سے کیا جائے گا اور دوسری تمام وصیتوں پر مقدم ہوگا کما فی المبسوط (۲۸ - ۱۳)

۹۵۲ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنے غلام کو مرتے وقت آزاد کر دے اور اس پر قرضہ بھی ہو فرمایا وہ اپنی قیمت کے بارے میں سعایہ کرے گا، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں

وعليه دين فإنه يسعى في قيمته. قال محمد: وبه نأخذ إذا كان الدين مثل القيمة أو أكثر ولم
يكن له مال غيره، فإن كان الدين أقل من القيمة سعى في مقدار الدين من قيمته ثم سعى في ما بقي في
ثلثي ما بقي للورثة، وكان له الثلث وصية، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۵۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الكفن من جميع المال. قال محمد:
وبه نأخذ، يبدأ به قبل الدين والوصية، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۵۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما أوصى به الميت من وصية كانت
عليه من صوم أو نذر أو كفارة يمين فهو من الثلث إلا أن تشاء الورثة. قال محمد: وبه نأخذ،
وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. وكذلك ما أوصى به من حجة في بعث أو زكاة أو غير ذلك

قرض جب غلام کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور اس کے پاس اس کے علاوہ اور مال نہ ہو لیکن قرض
اگر قیمت سے کم ہو تو غلام اپنی قیمت کی مقدار دین کے بارے میں قرض خواہوں کے لئے سعایہ کرے گا اور
باقی دو ثلث میں ورثہ کے لئے سعایہ کرے گا اور ایک تہائی اس کو وصیت کی وجہ سے مل جائے گا۔ یہی امام
ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: مرض الموت میں عتق وصیت کی طرح ہے اور وصیت دین کی ادائیگی کے بعد نافذ ہوتی ہے لہٰذا
اگر دین غیر مستغرق ہو تو غلام اس کے لئے سعایہ کرے گا اور اگر مستغرق ہو تو غلام اپنی قیمت کے برابر میں سعایہ
کرے گا۔

۶۵۸ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کفن تمام مال میں سے لیا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے
ہیں دین کی ادائیگی اور وصیت کے نافذ کرنے سے پہلے اس کے مال سے کفن خریدا جائے گا۔ یہی امام ابوحنیفہ
رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: کفن چونکہ اس کی حاجات میں سے ہے اس لئے سب سے اور تمام چیزوں سے مقدم کیا جائے اور سب
اس کے تمام مال سے نکالا جائے گا۔ اگر ورثاء کسی کو اختیار دیا ہو اور ایک موجود ہو دوسرا موجود نہ ہو تو تجہیز و
تکفین کے لئے ان میں سے ایک اس کے پیسے استعمال کر سکتا ہے اس لئے کہ اس میں تاخیر سے میت کے جسم
کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

۶۵۹ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا میت نے جو وصیت بھی کی ہو وہ اس پر لازم ہو گی۔ روزہ یا نذر یا کفارہ

فهو من الثلث إلا أن يجيز الورثة من جميع المال فيجوز، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۶۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يبدأ بالعتق من الوصية، فإن فضل شيء من الثلث قسم بين أهل الوصية. قال محمد: وبه نأخذ في العتق البات في المرض والتدبير، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۶۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما أوصى به الميت من نذر أو رقبة فمن ثلثه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

میں جو بھی ہو وہ تہائی مال سے ہوگی الا یہ کہ ورثہ چاہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اسی طرح وہ جو وصیت کرے حج فرض یا زکوٰۃ وغیرہ کے سلسلہ میں وہ تہائی سے پوری کی جائے گی الا یہ کہ ورثہ تمام مال سے پورا کرنے کی اجازت دیں تو جائز ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش:) وصیت ایک تہائی میں ہو سکتی ہے البتہ اگر وہ ورثہ جن کا اس مال پر حق آگیا ہے وہ تمام مال میں سے ان کو ادا کرنا چاہیں تو انہیں اس کا اختیار ہے۔ اس لئے کہ اپنے حق کو چھوڑنا یا اس میں کمی کرنے کا مالک کوئی بھی ہو سکتا ہے۔

۶۶۰ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا وصیت میں غلام کی آزادی سے ابتدا کی جائے گی پھر اگر تہائی میں سے کچھ بچے تو اسے ان لوگوں پر تقسیم کر دیا جائے گا جن کے لئے وصیت کی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم مدبر اور عتق بات وغیرہ معلق عتق کے سلسلہ میں اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش:) اگر کوئی شخص غلام کو مرض الموت میں آزاد کرتا ہے تو میراث میں سے اور وصیتوں کو پورا کرنے سے قبل اسے آزاد کر دیا جائے گا یہی حکم مدبر کا بھی ہے۔ عتق کو اس لئے مقدم کیا کہ وہ نہایت قوی ہوتا ہے اس لئے وہ اس کو فسخ بھی نہیں کر سکتا۔

۶۶۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا میت نے نذر یا غلام وغیرہ آزاد کرنے کی جو وصیت کی ہو وہ تہائی میں سے ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش:) مرض الموت میں وصیت تہائی تک نافذ ہوتی ہے اس سے زائد ورثہ کا حق ہوتا ہے اس میت کو اس میں تصرف کا اختیار نہیں رہتا۔

◆

۶۶۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الحبلى إذا أوصت وهي تطلق ثم ماتت فوصيتها من الثلث. قال محمد: وبه نأخذ، وإنما يعني بقوله: وصيتها من الثلث، يقول: ما وهبت أو تصدقت به فإن ذلك كله جائز من الثلث، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۶۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل يشتري ابنه عند الموت بألف درهم أنه إن بلغ الذي أعطى فيه الثلث ورث، وإن كان ثمنه دون الثلث ورث، وإن كان أكثر من الثلث وسعى في شيء لم يرث. قال محمد: وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وأما في قولنا فإنه يرث في ذلك كله وقيمته دين عليه يحاسب بها من ميراثه، ويؤدي ما فضل إن كان

---

۶۶۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر حاملہ عورت کوئی وصیت کرے اور وہ دردِ زہ میں گرفتار ہو پھر مر جائے تو اس کی وصیت تہائی میں نافذ ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، جو فرمایا اس کی وصیت ثلث میں سے نافذ ہوگی فرماتے ہیں اس حالت میں وہ جو ہبہ یا صدقہ کرے گی وہ تہائی میں سے ہوگا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) یہ بھی مرض الموت میں مبتلا کے حکم میں ہے لہٰذا اس کو تہائی مال سے زیادہ کی وصیت یا ہبہ کرنے کا اختیار نہیں۔

۶۶۳ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں جو موت کے وقت اپنے بیٹے کو ایک ہزار درہم میں خریدے مروی ہے کہ وہ رقم جو اس نے اس کے خریدنے کے لئے دی ہے اگر وہ تہائی کو پہنچے یا اس کی قیمت تہائی سے کم ہو تو وارث بنے گا، اور اگر تہائی سے زائد ہو اور کسی چیز کے لئے اس نے سعایہ کیا ہو تو وارث نہیں بنے گا۔ امام محمد نے فرمایا یہ سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے، ہمارا قول یہ ہے کہ وہ ہر صورت میں وارث بنے گا اور اس کی قیمت اس کے ذمہ دین (قرض) ہوگی اس کی میراث میں سے اس کا حساب کر لیا جائے گا، اور اگر دین میراث سے زائد ہو تو وہ اپنی طرف سے مزید پیسے دے گا اور اگر میراث دین سے زائد ہو تو وہ اس کا فاضل مال ہوگا اس لئے کہ وہ وارث ہے اور اس کی قیمت اس کے لئے وصیت ہے اور وارث کے لئے وصیت نہیں ہوتی۔

(ش) اگر مرض الموت میں کوئی شخص اپنے بیٹے کو ایک ہزار درہم میں خرید لے جبکہ اس کے بازار کے دام بھی ہوں، میت کے پاس ایک ہزار درہم اور بھی ہوں تو ایسی صورت میں اس کا بیٹا آزاد ہو جائے گا

ماله، و يُعْتَقُ فضلًا إن كان له، لأنه وارث ورقبته وصية له، ولا تكون لوارث وصية.

باب فضل العتق

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

٦٦٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عمران بن عمير عن أبيه عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه أعتق مملوكا له، فقال له: أما إن مالك لي ولكن أدعه لك. قال محمد: وبه نأخذ، من أعتق مملوكا أو كاتبه فماله لمولاه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٦٦٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: من أعتق نسمة أعتق الله بكل

اس پر سعایہ نہیں آئے گا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق وہ وارث بھی ہے گا، صاحبین رحمہما اللہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی پوری قیمت کے بعد سعایہ کرے گا اور اس کا عوض میراث سے ملنے کا کوئی امکان نہیں (عالمگیریہ ۹-۱۱۰ ر ۱۱۲)

آزاد کرنے کا اجر و ثواب

۶۶۴ - ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنا ایک غلام آزاد کیا اور اس سے کہا یاد رکھو تمہارا مال میرے لئے ہے لیکن میں وہ تمہارے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جس نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا یا اس کو مکاتب بنایا تو اس کا مال اس کے مولیٰ کا ہوگا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) غلام کے پاس جو مال ہوتا ہے وہ مولیٰ کا ہوتا ہے مولیٰ چاہے خود رکھے چاہے اسے دے یا کسی اور کو دے۔

۶۶۵ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جس نے کسی کو آزاد کیا اللہ جل شانہ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے اعضاء کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمائیں گے، مرد کے لئے مستحب ہے کہ مرد کو آزاد کرے اس لئے کہ وہ اس کی ہڈی کے پورے اعضاء رکھتا ہے اور عورت کو عورت آزاد کرنا چاہیے اس لئے کہ وہ اس کی ہڈی کے پورے اعضاء رکھتی ہے۔

(ش) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں حتی کہ اس کی شرمگاہ کو اس کی

عضو منها عضواً منه من النار، حتى إن كان الرجل يستحب أن يعتق الرجل لمكان أعضائه ولا تعتق المرأة لمكان أعضائها.

باب عتق المدبر وأم الولد

٦٦٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال في ولد المدبرة: المولود في حال تدبيرها بمنزلتها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٦٦٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ولد أم الولد من غير سيدها

شرمگاہ کے عوض آگ سے چھٹکارا دیتے ہیں[1]۔ دوسری روایت میں غلام آزاد کرنے کو دخول جنت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے[2]۔ اسلام نے کافروں کو کفر کی سزا اگرچہ غلامی کی شکل میں دی ہے لیکن اس کا مقصد ان کو غلام بنائے رکھنا نہیں بلکہ مختلف طریقے سے ترغیب دے کر انہیں آزاد کرنے پر ابھارا اور اس کے اجر و ثواب کو بیان کیا ہے۔

مدبر اور ام ولد کے آزاد ہونے کا بیان

٦٦٢ - ... حضرت ابراہیم نخعی نے مدبرہ کے بارے میں فرمایا کہ جو بچہ اس کے مدبرہ ہونے کی حالت میں پیدا ہو وہ بچہ بھی اسی کی طرح مدبر رہے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

٦٦٣ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا آقا کے علاوہ کسی دوسرے سے ام ولد کا بچہ ہو جائے اور وہ ام ولد ہو تو وہ بچہ بھی اسی کی طرح آزاد ہو گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی قول ہے۔

وضاحت: مولیٰ کے انتقال کے بعد مدبر مولیٰ کے تہائی مال میں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے مدبر کو نہ بیچا جائے گا[1]، نہ ہبہ کیا جائے گا[2]، نہ وراثت میں جائے گا[3]، وہ تہائی مال میں سے آزاد ہو گا [illegible] مدبر بنانا بھی

---

[1] [illegible] [2] [illegible]

إذا ولدت منه وهي أم ولد بمنزلتها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۹۶۸ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه كان ينادي على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيع أمهات الأولاد أنه حرام، إذا ولدت

ایک شخص کی وصیت ہے اپنے تہائی مال میں سے نافذ ہوگی۔ اگر مولیٰ کے پاس اس مدبر کے علاوہ اور کوئی چیز نہ ہو تو مدبر اپنے دو تہائی کے لئے سعایہ کرے گا، اور اگر مولیٰ پر دین ہو تو مدبر اپنی قیمت کی ادائیگی کے لئے سعایہ کرے گا اس لئے کہ دین وصیت پر مقدم ہوتا ہے۔ اس غلام کی آزادی کا عدم نہیں کر سکتے لہٰذا وہ اپنی قیمت کما کر دے گا۔

مدبرہ باندی کی اولاد بھی مدبرہ ہوتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے۔ عبد الرزاق اپنی مصنف میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مدبرہ کی اولاد بھی اس کی طرح مدبر ہے۔ یہ اسی طرح زہری وابن المسیب رحمہما اللہ سے بھی مروی ہے۔

اگر کسی باندی کا اپنے آقا سے بچہ ہو جائے تو وہ اس کی ام ولد (بچے کی ماں) بن جاتی ہے اب اس کو بیچنا جائز نہیں، نہ کسی کو ہبہ کرنا اور نہ رکھنا، اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے اس کے بچے نے اسے آزاد کر دیا ہوا یہ تھا کہ آپ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ سے جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ انہیں آزاد نہیں کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انہیں ان کے بیٹے نے آزاد کر دیا ہے۔[1] آقا ام ولد سے خدمت لے سکتا ہے کام کاج کا حق اور ہم بستری کر سکتا ہے۔ اگر مولیٰ نے ام ولد کا کسی اور سے نکاح کر دیا اور اس سے اس کا بچہ ہو تو وہ بچہ بھی ماں کے حکم میں ہوگا۔ جب مولیٰ کا انتقال ہوگا تو یہ دونوں تمام مال سے آزاد ہو جائیں گے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ امہات اولاد کو آزاد کر دیا جائے اور دین کی ادائیگی کے لئے انہیں بیچا نہ جائے، نہ انہیں مولیٰ کے تہائی مال سے آزاد کیا جائے۔ ام ولد پر مولیٰ کے دین کی ادائیگی کے لئے سعایہ نہیں آئے گا۔

۹۶۸ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر امہات اولاد کی فروخت کے سلسلہ میں یہ اعلان کرتے تھے کہ یہ حرام ہے جب باندی سے بچہ

---

[1] رواہ ابن ماجہ والدارقطنی۔

لأمة سيدها عتقت وليس عليها بعد ذلك رق. قال محمد: وبه نأخذ إلا أنها متعة له يطأها ما دام حيًا.

۹۶۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في السقط من الأمة أنه ما كان لا يستبين له إصبع أو عين أو قدم أنها لا تعتق ولا تكون به أم ولد. قال محمد: وبه نأخذ إذا لم يستبن من السقط شيء يعرف أنه ولد لم تكن به أمه أم ولد وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۹۷۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في أم الولد تفجر قال: لا تباع على حال. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

کی اولاد ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتی ہے اب اس کے بعد وہ باندی نہیں بنے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں البتہ یہ کہ وہ مولیٰ کے لئے دل لگی کا سامان ہے اس سے اپنی زندگی میں وطی کر سکتا ہے۔

(ش): ابھی گزرا ہے کہ ام ولد کا بیچنا، ہبہ کرنا کسی اور کو اس کا مالک بنانا درست نہیں وہ آزاد ہو چکی ہے البتہ مولیٰ جب تک زندہ ہے اس سے وطی کر سکتا ہے کام کاج لے سکتا ہے ملازمت کرا سکتا ہے شادی کرا سکتا ہے۔

۹۶۹ - ... حضرت ابراہیم سے باندی کے ناتمام بچہ کے بارے میں مروی ہے کہ جس کی انگلی یا آنکھ یا قدم نہ بنا ہو اس کی وجہ سے وہ آزاد نہ ہوگی اور نہ ام ولد بنے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر ناتمام بچے کے کچھ ایسے اعضاء نہ بنے ہوں جن سے یہ معلوم ہو کہ وہ بچہ ہے تو اس کی وجہ سے اس کی ماں ام ولد نہیں بنے گی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): ناتمام بچہ پر بچے کے احکام اس وقت تک نہیں لگائے جاتے جب تک اس نے بچے کی شکل و صورت اختیار نہ کر لی ہو۔

۹۷۰ - ... حضرت ابراہیم سے اس ام ولد کے بارے میں مروی ہے جو زنا کرے فرمایا کہ کسی صورت میں بھی نہ بیچا جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): ام ولد کو بیچنا ناجائز ہے، آقا نہ اسے بیچ سکتا ہے نہ کسی اور کو اس کا مالک بنا سکتا ہے، نہ اسے ہبہ کر سکتا ہے اس کے بچے نے اسے آزاد کر دیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمایا کسی نے اس پر نکیر نہیں کی۔

٦٦١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يزوج أم ولده عبدًا له فتلد أولادًا ثم يموت قال: فهي حرة وأولادها أحرار، وهي بالخيار إن شاءت كانت مع العبد وإن شاءت لم تكن. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب العبد يكون بين الرجلين فيعتق أحدهما نصيبه

٦٦٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا يزيد بن عبد الرحمن عن الأسود أنه أعتق مملوكًا بينه وبين إخوة له صغار، فذكر ذلك لعمر بن الخطاب رضي الله عنه فأمره أن يقومه ويرجئه حتى تدرك الصبية، فإن شاؤوا أعتقوا وإن شاؤوا ضمنوا. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى إذا كان المعتق موسرًا، وأما في قولنا فإذا أعتق أحدهم

---

٦٦١ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کسی غلام سے اپنی ام ولد کی شادی کر دے اس سے اس کے بچے ہو جائیں پھر مولیٰ مر جائے فرمایا وہ ام ولد آزاد ہوگی اور اس کے بچے آزاد ہوں گے اسے خیار حق حاصل ہوگا چاہے غلام کے ساتھ رہے چاہے تو نہ رہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح: ام ولد کی شادی کر سکتے ہیں اس شادی سے اس کی جو اولاد ہوگی وہ آزاد ہوگی۔ مولیٰ کے مرنے پر ام ولد کو خیار عتق حاصل ہوگا۔ اگر یہ اس غلام شوہر کو پسند کرے تو اس کے نکاح میں رہے چاہے اسے چھوڑ دے۔ آزادی کی صورت میں اس کا شوہر چاہے غلام ہو یا آزاد دونوں صورتوں میں اسے خیار عتق حاصل ہوتا ہے۔

اس غلام کا بیان جو دو آدمیوں کی ملکیت میں ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے

٦٦٢ - ... حضرت اسود سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے غلام کو آزاد کیا جو ان کے اور چھوٹے بھائیوں کی ملکیت تھا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے اس کی قیمت لگانے کا حکم دیا اور کہا اسے اس وقت تک چھوڑے رکھیں جب تک بچے بالغ ہو جائیں پھر اگر وہ چاہیں تو آزاد کر دیں اور چاہیں تو اس پر بچے آزاد کرنے والے کو ضامن بنا دیں۔ امام محمد نے فرمایا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے؟

فقد صار العبد حرًا كله ولا سبيل للباقين إلى عتقه بعد ذلك، فإن كان المعتق موسرًا ضمن حصص أصحابه، وإن كان معسرًا سعى العبد لأصحابه في حصصهم من قيمته.

۷۰۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في العبد بين اثنين يعتق أحدهما قال: الآخر إن شاء أعتق وكان الولاء بينهما، أو يضمنه فيكون الولاء للضامن، وإن كان معسرًا استسعاه فكان الولاء بينهما. قال محمد: وهذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وأما في قولنا فلا سبيل له إلى عتقه بعد عتق صاحبه وقد صار حرًا حين أعتقه صاحبه، وإن كان المعتق موسرًا

اگر مشترک غلام کا آزاد کرنے والا مالدار ہو، لیکن ہمارا قول یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی ایک بھی آزاد کر دے گا تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا اس کے بعد باقی ماندہ شرکاء کو اس کے آزاد کرنے کا اختیار نہیں رہے گا، پھر اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اپنے ساتھیوں کے حصوں کا ذمہ دار ہوگا، اور اگر تنگ دست ہو تو غلام اپنی قیمت کے بدلے ان شرکاء کے حصوں کی ادائیگی کے لئے سعایہ کرے گا۔

۷۰۳ ... حضرت ابراہیم سے اس غلام کے بارے میں مروی ہے جو دو آدمیوں میں مشترک ہو اور ان میں سے ایک آزاد کر دے، فرمایا دوسرے کو اختیار ہے چاہے آزاد کر دے تو اس کی ولاء دونوں کے درمیان مشترک ہوگی یا اس سے تاوان لے لے اور ولاء اسی کی ہوگی جو تاوان دے، اور اگر وہ تنگ دست ہو تو اس غلام سے سعایہ کروائے گا اور ولاء دونوں کو ملے گی، امام محمد نے فرمایا: یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے، بہرحال ہمارا قول یہ ہے کہ اگر اس کے ساتھی نے آزاد کر دیا تو اب اس کے آزاد کرنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں جب اس کے ساتھی نے آزاد کیا تو وہ آزاد ہو گیا، پھر اگر وہ آزاد کرنے والا مالدار ہو تو وہ اپنے شریک ساتھی کے حصے کا تاوان دے گا، اور اگر تنگ دست ہو تو غلام دوسرے شریک کے حصے کے لئے سعایہ کرے گا اس کے علاوہ اسے اور کوئی حق نہیں دونوں صورتوں میں اس غلام کی ولاء اس مولیٰ کو ملے گی جس نے پہلے آزاد کیا تھا۔

(ش) اگر غلام دو یا دو سے زائد شریکوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک اپنے حصے کو آزاد کر دے تو اس کا حصہ آزاد ہو جائے گا پھر اگر وہ مالدار ہے تو اس کے شریک کو اختیار ہے چاہے اپنے حصے کو آزاد کر دے چاہے اپنے شریک کو اپنے حصے کی قیمت کا ذمہ دار بنائے، اور چاہے غلام سے سعایہ کرائے، اور اگر آزاد کرنے والا تنگ دست ہے تو اس کے شریک کو اختیار ہے چاہے اپنے حصے کو آزاد کر دے

ضمن حصة صاحبه، وإن كان معسرًا سعى العبد في حصة صاحبه ليس له غير ذلك، والولاء في الوجهين جميعًا للمولى المعتق الأول۔

باب من أعتق نصف عبده

۹۷۲- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أعتق الرجل نصف عبده في صحته ثم لم يعتق منه إلا ما أعتق منه، ويسعى فيما لم يعتق منه. قال محمد: وهذا قول أبي

چاہے غلام سے سعایہ کرائے، یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے، اور صاحبین نے فرمایا اور دوسرا شخص پہلے ساتھی کی مالداری کی حالت میں صرف اپنے ساتھی کو ذمہ دار قرار دے کہ اس سے اپنے حصے کے پیسے وصول کر سکتا ہے اور اگر وہ تنگ دست ہے تو غلام سے سعایہ کرائے۔ اس مسئلہ کی بنیاد اس کا مدار یہ ہے کہ آزادی تجزی کو قبول کر سکتی ہے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں تجزی کو قبول کرتا ہے صاحبین کے یہاں نہیں کرتا ہے امام شافعی کا قول بھی یہی ہے، دوسرا مدار یہ ہے کہ آزاد کرنے والا اگر مالدار ہو تو امام صاحب کے یہاں اس صورت میں بھی غلام سے سعایہ کرا سکتے ہیں صاحبین کے یہاں آزاد کرنے والے کی مالداری سعایہ سے مانع بنتی ہے۔

ولاء کے بارے میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ولاء اسے ملتا ہے جس نے آزاد کیا ہو۔ لہٰذا اگر وہ آزاد کیا یا کسی نے آزاد کیا ہے تو ان سب کو ولاء ملے گی لیکن اگر ایک نے آزاد کیا اور اس نے دوسروں کو پیسے دیئے تو ولاء صرف اسے ملے گی دوسرے اس سے محروم رہیں گے۔

اپنے غلام کا آدھا حصہ آزاد کرنے کا بیان

۹۷۲- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص صحت کی حالت میں اپنا آدھا غلام آزاد کر دے تو اس غلام کا اتنا حصہ ہی آزاد ہوگا جو اس نے آزاد کیا ہے جو آزاد نہیں کیا اس کے سلسلے میں غلام سعایہ کرے گا امام محمد نے فرمایا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر اس غلام کا ایک حصہ بھی آزاد کر دیا جائے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ تو وہ غلام پورا آزاد ہو جائے گا اور مولیٰ کے لئے کسی بھی چیز کے لئے سعایہ نہیں کرے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حنيفة رحمه الله تعالى. وأما في قولنا فإذا أعتق منه جزءًا فكله حر عتق كله ولم يبق له في شيء. والله سبحانه وتعالى أعلم.

باب مملوك بين رجلين كاتب أحدهما نصيبه

۶۷۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في مملوك بين شريكين، قال: لا يجوز مكاتبة أحدهما إلا بإذن شريكه. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۷۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في العبد يكون بين رجلين فيكاتب أحدهما نصيبه قال: للشريك أن يرد المكاتبة إذا علم، وإذا كان المملوك بين اثنين

(ش: ۱) ابھی گزر چکا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں آزادی تجزی قبول کرتا ہے صاحبین کے یہاں قبول نہیں کرتا، لہٰذا امام صاحب کے یہاں صرف اتنا حصہ آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا ہے باقی ماندہ کے لئے وہ سعایہ کرے گا، صاحبین کے یہاں بعض حصہ آزاد کرنے سے پورا آزاد ہوگیا لہٰذا اب اسے مولیٰ کے لئے سعایہ کی ضرورت باقی نہیں اس لئے کہ بعض کا آزاد کرنا پورے کے آزاد کرنے کی طرح ہے یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی قول ہے۔

دو شخصوں میں سے ایک کا اپنے حصے کے غلام کو مکاتب بنانے کا بیان

۶۷۵۔ ... حضرت ابراہیم نے ایک غلام کے بارے میں جو دو شریکوں میں مشترک ہو یہ فرمایا کہ ان میں سے کسی ایک کا دوسرے ساتھی کی اجازت کے بغیر اس کو مکاتب بنانا جائز نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۶۷۶۔ ... حضرت ابراہیم نے اس غلام کے بارے میں جو دو آدمیوں میں مشترک ہو ان میں سے ایک اپنے حصے میں اسے مکاتب بنادے فرمایا اس کے ساتھی کو یہ حق ہے کہ جب اسے اس کا علم ہو تو وہ اس معاملہ مکاتبت کو ختم کردے، اور جب غلام دو آدمیوں کے درمیان ہو ان میں سے ایک اپنے حصے میں سے مکاتب بنانا چاہے فرمایا کہ اس کو اپنے حصے میں مکاتب بنانا دوسرے ساتھی کی اجازت کے

وأراد أحدهما أن يكاتبه على نصيبه. قال: لا تجوز مكاتبته على نصيبه إلا بإذن صاحبه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب مكاتبة المكاتب

٧٧٧- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه في المكاتب قال: يعتق منه بقدر ما أدى ويرق منه بقدر ما بقي.

٧٧٨- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه في المكاتب قال: إذا أدى قيمة رقبته فهو غريم.

٧٧٩- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن زيد بن ثابت رضي الله عنه

بغیر درست نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: مولیٰ اگر اپنے غلام یا باندی کو یہ کہے کہ اتنے پیسے کما کر دو تو تم آزاد ہو اور غلام یا باندی اسے قبول کرلے تو وہ مکاتب بن جاتا ہے۔ مکاتب بننے کے بعد وہ غلام مولیٰ کے ید (ہاتھ) سے نکل جاتا ہے لیکن ملکیت سے نہیں نکلتا۔ اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ مکاتب پر جب تک ایک درہم باقی ہو وہ غلام رہتا ہے۔ ویسا غلام خرید و فروخت اور سفر کر سکتا ہے اس صورت میں چونکہ دوسرے ساتھی کو نقصان ہوگا اس لئے اس عقد کتابت میں دوسرے شریک کی اجازت کو ضروری قرار دیا۔

مکاتب کی کتابت کا بیان

۷۷۷- ... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مکاتب کے بارے میں فرمایا جتنا بدل کتابت وہ ادا کر دے گا اتنا آزاد ہو جائے گا اور جتنا ادا نہ کر سکے گا اس کی بقدر غلام رہے گا۔

۷۷۸- ... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مکاتب کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ اپنی رقبہ (گردن) کی قیمت (یعنی کچھ بدل کتابت) ادا کر دے تو وہ باقی کے بارے میں مقروض شمار ہوتا ہے (یعنی کچھ بدل کتابت ادا کرنے سے آزاد ہوگیا باقی ماندہ اس کے ذمہ قرض شمار ہوگا)۔

۷۷۹- ... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مکاتب کے بارے میں مروی ہے فرمایا جب تک کچھ

في المكاتب، قال: هو مملوك ما بقي عليه شيء من مكاتبته. قال محمد: وقول زيد رضي الله
عنه أحب إلينا وإلى أبي حنيفة في المكاتب من قول علي وعبد الله رضي الله عنهما،
وقال أبو حنيفة: وهو قول عائشة رضي الله عنها فيما بلغنا وبه نأخذ.

٦٨٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علي بن أبي طالب وعبد الله بن
مسعود رضي الله عنهما وشريح أنهم كانوا يقولون: إذا مات المكاتب وترك وفاء أخذ
مما ترك ما بقي عليه من مكاتبته فدفع إلى مولاه، وصار ما بقي بعد لورثة المكاتب. قال
محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

بھی بدل کتابت اس کے ذمہ رہے وہ غلام رہتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا مکاتب کے بارے میں ہمیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کا قول حضرت علی و عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے قول سے زیادہ پسند ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی یہی ہے اسی طرح ہم تک پہنچا ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

(ش) اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز آ جائے تو وہ دوبارہ غلام بن جاتا ہے یعنی غلام تو پہلے بھی تھا البتہ کتابت کی وجہ سے جن بعض احکام سے مولی کو روک دیا گیا تھا وہ حقوق اب اس کو دوبارہ حاصل ہو جائیں گے اور اس کے پاس جو روپیہ پیسہ ہو گا وہ اس کے مولی کا ہو جائے گا اس لئے کہ اس کے عاجز ہونے سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ یہ مال اس کے غلام کی کمائی ہے، اور غلام کی کمائی مولی کی ہوتی ہے۔ بہرحال مکاتب پر جب تک ایک روپیہ بھی باقی ہو وہ مکاتب ہی رہتا ہے۔

۶۸۰ - ... حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور حضرت شریح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ یہ حضرات یہ فرمایا کرتے تھے جب مکاتب مر جائے اور اتنا مال چھوڑے جس سے بدل کتابت کو ادا کیا جا سکے تو اس کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اتنا لے لیا جائے گا جو بدل کتابت اس کے ذمے باقی ہے اور وہ اس کے مولی کو دے دیا جائے گا اور جو مال اس سے زائد بچے گا وہ مکاتب کے ورثہ کا ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مکاتب بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہوتا ہے البتہ مکاتب اگر مال چھوڑ گیا ہے تو اس سے بدل کتابت ادا کر کے باقی ماندہ مال اس کے ورثہ کا ہو جائے گا جیسے اگر مکاتب زندہ ہوتا تو بدل کتابت ادا کرنے کے بعد باقی مال مکاتب کا ہوتا۔

۹۸۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في قول الله تعالى: ﴿فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ قال: إن علمتم أن فيهم أداءً.

۹۸۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كاتب الرجل عبدين له على ألف درهم مكاتبة واحدة وجعل نجومهما واحدة قال: إن أديا فهما حران وإن عجزا فهما ردا في الرق. قال إبراهيم: لا يعتقان حتى يؤديا جميع الألف. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

---

۹۸۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمانِ الٰہی:

﴿فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ ‏(النور - ۳۳)
تو انہیں مکاتب بنا دیا کرو اگر ان میں بہتری کے آثار پاؤ۔

کے بارے میں مروی ہے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم یہ سمجھو کہ وہ بدلِ کتابت ادا کر دیں گے۔

(ش) یعنی اگر انسان یہ دیکھے کہ یہ غلام آزاد ہونا چاہتا ہے، وہ بدلِ کتابت ادا کر سکتا ہے تو اسے مکاتب بنا دینا چاہیے۔

۹۸۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے دو غلاموں کو ہزار درہم پر ایک ساتھ مکاتب بنائے اور ان دونوں کی قسطیں ایک مقرر کرے فرمایا اگر وہ دونوں بدلِ کتابت ادا کر دیں تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اگر وہ دونوں عاجز ہو گئے تو دونوں پھر غلام بنا دیے جائیں گے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا وہ اس وقت تک آزاد نہیں کیے جائیں گے جب تک پورے ہزار درہم ادا نہ کریں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کوئی شخص دو غلاموں کو ایک بدلِ کتابت پر مکاتب بنائے اور وہ دونوں اسے قبول کر لیں اور ادا کر دیں تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اگر عاجز ہو جائیں تو غلام رہیں گے۔ اگر ایک قبول کرے دوسرا قبول نہ کرے تو یہ مکاتبت باطل ہو جائے گی اس لئے کہ یہ بیع کی طرح صفقہ واحدہ ہے دونوں ایک ساتھ قبول کریں گے تب درست ہوگی۔ لیکن اگر ایک مر جائے اور دوسرا پورا بدلِ کتابت ادا کر دے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور وہ اپنے ساتھی سے آدھا بدلِ کتابت وصول کرے گا اور دونوں میں سے جو بھی بدلِ کتابت ادا کرے گا اپنے ساتھی سے اس کے آدھے کا مطالبہ کرے گا۔

۷۰۳ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في رجل كاتب غلامين على ألف درهم ثم مات أحدهما، إنه إن كان قال: إذا أديتما الألف فأنتما حران وإلا فأنتما مملوكان، ثم مات أحدهما فإنه يأخذ الحي بالألف كلها، وإن كاتبهما على الألف ولم يشترط فإنه لا يأخذه إلا بالحصة بنصف الألف وبقيمة الباقي. قال محمد: وبه نأخذ في جميع الحديث إذا لم يشترط شيئًا فمات أحدهما قسمت المكاتبة على قيمتهما، فبطل من المكاتبة حصة قيمة الميت ووجبت على الحي الآخر قيمته، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

---

۷۰۳ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جو دو غلاموں سے ایک ہزار درہم پر کتابت کرے پھر ان میں سے ایک کا انتقال ہو جائے فرمایا اگر اس نے یہ کہا ہو کہ تم دونوں جب ایک ہزار ادا کر دو تو تم دونوں آزاد ہو ورنہ تم دونوں غلام ہو گے پھر ان میں سے ایک کا انتقال ہو جائے تو وہ زندہ سے پورے ہزار لے گا لیکن اگر اس نے ہزار پر کتابت کی ہو اور شرط نہ لگائی ہو تو پھر وہ بچے کا نصف حصہ اور باقی کی قیمت لے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم تمام حدیث میں اسی کو لیتے ہیں اگر کوئی شرط نہ لگائی اور دونوں میں سے ایک کا انتقال ہو گیا تو بدل کتابت دونوں کی قیمت پر تقسیم کر دیا جائے گا اور اس میں سے میت کی قیمت کا حصہ ساقط ہو جائے گا اور زندہ کو اپنی قیمت دینا ہوگی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: اگر دو غلاموں سے ایک کتابت کرتا ہے کہ تم دونوں ایک ہزار درہم دے دو تو تم دونوں آزاد ہو اس صورت میں مولیٰ دونوں میں ہر ایک سے پورا بدل کتابت طلب کر سکتا ہے جب تک پورا بدل کتابت نہ ملے کسی کو آزاد نہ کرے اور اگر دونوں عاجز ہو جائیں تو دونوں کو غلام بنانے کا اختیار ہے۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۲ ص ۱۲۶۹-۹۰۔

باب المكاتب يؤخذ منه الكفيل

٦٤٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال في الكفالة في المكاتبة ليست بشيء إنما هو مالك كفل لك به، وكذلك رهنه لو عجز عبد قد أديت من الكفالة بعض مكاتبته رد المكاتب في الرق ولم يكن لك ما أخذت، لأن ما أخذت منهم فهو مال لهم وفي رقبة عبدك. قال محمد: وبه نأخذ، إذا كفل الرجل للرجل بالمكاتبة عن مكاتبه فالكفالة باطلة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

مکاتب سے ضمانت لئے جانے کا بیان

۶۴۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا مکاتبت میں کفالت (ضمانت) غیر معتبر ہے وہ تمہارا اپنا مال ہے جس کے لئے وہ تمہارے لئے ضامن بنا۔ اسی طرح اگر وہ عاجز ہو اور کفیل سے تم نے کچھ بدل کتابت لے لیا ہو تو مکاتب کو دوبارہ غلام بنا دیا جائے گا اور تم نے جو لیا وہ تمہارے لئے درست نہیں اس لئے کہ آپ نے ان سے جو لیا وہ ان کی ملک ہے اور آپ کے غلام کی گردن ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر کوئی شخص کسی شخص کے لئے اس کے مکاتب کی طرف سے بدل کتابت کا ذمہ دار بن جائے تو یہ کفالت باطل ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) مال کتابت کا کفیل بننا جائز نہیں چاہے کفیل بننے والا شخص آزاد ہو یا غلام، اس لئے کہ بدل کتابت دین صحیح نہیں ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ اگر مکاتب چاہے تو اپنے آپ کو عاجز قرار دے کر اسے اپنے ذمہ سے ساقط کر دے حالانکہ کفیل بغیر ادا کئے بری نہیں ہوتا، اور کفالت کے درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ اصل اور کفیل دونوں کے ذمہ مال کا ثبوت درست ہو۔ [illegible]

باب میراث القاتل

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۶۸۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا يرث قاتل من قتل خطأً أو عمداً ولكنه يرثه أولى الناس به بعده. قال محمد: وبه نأخذ، لا يرث من قتل خطأً أو عمداً من الدية ولا من غيرها شيئاً، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من مات ولم يترك وارثاً مسلماً

☆ ☆

۶۸۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه

قاتل کی میراث کا بیان

۶۸۵ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا قاتل اس کا وارث نہیں بنتا جسے اس نے خطأً یا عمداً مارا ہو اس کا وارث وہ بنے گا جو اس کے بعد اس کا قریب ترین عزیز ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جس نے جان بوجھ کر یا غلطی سے مارا ہو وہ دیت یا اس کے علاوہ کسی اور مال میراث کا وارث نہیں بنتا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش: قاتل مقتول کا وارث نہیں بنتا نہ دیت میں نہ کسی اور چیز میں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے قاتل وارث نہیں بنتا۔ اس کو میراث سے اس لئے محروم کیا گیا کہ اسے دنیا ہی میں قتل کی سزا مل جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز مؤخر کی تھی اس نے وہ وقت سے پہلے لینا چاہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے میراث ہی سے محروم کر دیا فقہ کا مشہور قاعدہ ہے "من تعجل بشیء قبل أوانه عوقب بحرمانه" یعنی جب اس نے قتل کر کے وقت سے پہلے لینا چاہا تو وہ میراث سے نفع نہیں لے گا۔

جس کا انتقال ہوا اور وہ کوئی مسلمان وارث نہ چھوڑے

۶۸۶ - ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مشرک ایک دوسرے سے دور یا قریب ہوں ہم نہ ان کے وارث بنیں گے نہ وہ ہمارے وارث بنیں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں

قال: المشركون بعضهم أولى ببعض لأرحامهم ولا يرثونه. قال محمد: وبهذا نأخذ، الكفر ملة واحدة يتوارثون عليها وإن اختلفت أديانهم، يرث النصراني اليهودي واليهودي النصراني، ولا يرثهم المسلمون ولا يرثونهم، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۸۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في النصراني يموت وليس له وارث قال: ميراثه لبيت المال. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اور سب کافروں کی ایک ہی ملت ہے وہ اس پر ایک دوسرے کے وارث بنیں گے چاہے ان کے مذہب جدا کیوں نہ ہوں، عیسائی یہودی کا وارث بنے گا یہودی مجوسی کا آگ پوجنے والے کا، مسلمان ان کا وارث نہیں بنے گا تو وہ مسلمانوں کے وارث نہیں بنیں گے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

رشی: غیر مسلم کافر سب ایک ملت، مذاہب شمار ہوتے ہیں لہٰذا وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے لیکن نہ وہ مسلمانوں کے وارث بنیں گے نہ مسلمان ان کے، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں بنے گا اور کافر مسلمان کا۔[1] جمہور صحابہ و تابعین اسی کے قائل ہیں امام شافعی و امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ کافر یہود، نصاریٰ اور مجوسی ایک دوسرے کے وارث بنیں گے امام مالک بھی اسی کے قائل ہیں البتہ امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ حربی ذمی کا اور ذمی حربی کا وارث نہیں بنے گا۔

۶۸۷ - ... حضرت ابراہیم نے اس عیسائی کے بارے میں جس کا انتقال ہو اور اس کا کوئی وارث نہ ہو فرمایا اس کی میراث بیت المال میں جائے گی، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

رشی: اگر کوئی ذمی مرجائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کے ورثا کو دے دینا چاہیے لیکن اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا کذا فی الاختیار شرح المختار کما فی العالمگیریة (۱-۳۴۳)۔

---

[1] متفق علیہ۔

۶۸۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الولد الصغير يموت وأحد أبويه كافر والآخر مسلم إنه يرثه المسلم أيهما كان. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۸۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الولد يكون أحد والديه مسلماً والآخر مشركاً قال: هو للمسلم منهما. قال محمد: وبه نأخذ، هو على دين المسلم منهما أيهما كان، وإن كانا كافرين جميعاً أحدهما من أهل الكتاب والولد على دين الذي من أهل الكتاب منهما، تحل له مناكحته وأكل ذبيحته، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۹۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن عامر الشعبي عن عبد الله بن

۶۸۸۔ ... حضرت ابراہیم سے اس چھوٹے بچے کے بارے میں مروی ہے جس کا انتقال ہو جائے جس کے والدین میں سے ایک کافر اور دوسرا مسلمان ہو فرمایا دونوں میں سے جو مسلمان ہوگا وہ اس کا وارث بنے گا چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے

۶۸۹۔ ... حضرت ابراہیم سے اس بچہ کے بارے میں مروی ہے جس کے والدین میں سے ایک مسلمان اور دوسرا مشرک ہو فرمایا وہ ان دونوں میں مسلمان کے لئے ہوگا۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ ان میں سے جو مسلمان ہوگا وہ اس کے دین پر ہوگا چاہے وہ کوئی بھی ہو، اگر وہ دونوں کافر ہوں لیکن ایک اہل کتاب میں سے ہو تو بچہ اس کے مذہب پر ہوگا جو ان میں سے اہل کتاب میں سے ہے اس کے لئے ان میں شادی کرنا اور ان کا گوشت کھانا جائز ہوگا۔

(تشریح) بچہ ظاہراً بہتر کے تابع ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول دین اسلام ہے، بچے کا وارث کافر کے بجائے مسلمان بنے گا خواہ وہ اس کی ماں ہو یا باپ، لیکن اگر دونوں کافر ہوں ایک اہل کتاب میں سے ہو تو کتابی یہ اقرب الی الاسلام ہے اس لئے بچہ اہل کتاب کے مذہب پر قرار دیا جائے گا، اور ان کے ساتھ شادی اور ان کا ذبیحہ اس کے لئے جائز ہوگا۔

۶۹۰۔ ... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ہمدان والو تم میں سے ایک شخص مر جاتا ہے اور کوئی وارث نہیں چھوڑتا اس لئے وہ اپنا مال جہاں چاہے رکھ دے۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر وہ کوئی وارث نہ چھوڑے اور اپنے تمام مال کی وصیت کرے تو

مسعود رضی اللہ عنہ أنه قال: یا معشر همدان! إنه یموت الرجل منکم ولا یترك وارثا فلیضع ماله حیث أحب. قال محمد: وبه نأخذ، إذا لم یدع وارثا فأوصی بماله کله جاز، وهو قول أبی حنیفة رحمه الله تعالی.

باب الرجل یموت ویترك امرأته فیختلفان فی المتاع

۹۹۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنیفة عن حماد عن إبراهیم قال: إذا مات الرجل وترك امرأته فما کان فی البیت من متاع النساء فهو للنساء، وما کان فی البیت من متاع الرجال فهو للرجال، وما کان من متاع یکون للرجال والنساء فهو لها لأنها هی الباقیة. وإذا ماتت المرأة فما کان فی البیت من متاع الرجال فهو للرجل، وما کان من متاع النساء فهو لها، وما کان لهما جمیعا فهو للرجل لأنه الباقی. وإذا طلقها فما کان من متاع الرجال والنساء فهو للرجل لأنه الباقی فی وهی خارجة إلا أن تقیم علی شیء بینة فتأخذه. قال محمد: وبهذا کان یأخذ أبو حنیفة رحمه الله تعالی.

جائز ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: تہائی مال میں وصیت کا اختیار ورثہ کے حق کی وجہ سے دیا گیا ہے لیکن اگر کسی کے کوئی بھی وارث نہ ہو تو تمام مال کی وصیت کر سکتا ہے مگر بہتر ہے کہ وہ ان جہات خیر میں مناسب سمجھے اس کی وصیت کر جائے تاکہ اس کے لئے صدقہ جاریہ بنے۔

میت بیوی کو چھوڑے اسباب اور ورثہ میں اختلاف ہو

۹۹۱ - ... حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا جب کسی شخص کا انتقال ہو اور وہ بیوی کو چھوڑ دے تو گھر میں عورتوں کا سامان ہوگا وہ عورتوں کے لئے ہوگا اور جو مردوں کا ہوگا وہ مرد والے کے لئے ہوگا، اور جو سامان مردوں اور عورتوں کا مشترک ہو وہ عورت کا ہوگا اس لئے کہ عورت ہی باقی بچی ہے۔ اور اگر عورت کا انتقال ہو تو گھر میں جو مردانہ سامان ہے وہ مرد کے لئے ہوگا اور جو زنانہ سامان ہے وہ عورت کا شمار ہوگا۔ اور دونوں کا مشترک ہے وہ مرد کا ہوگا اس لئے کہ مرد زندہ بچا ہے۔ اور اگر مرد عورت کو طلاق دے دے تو اگر یہ

قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكن ما كان من متاع الرجال فهو للرجل، وما كان من متاع النساء فهو للمرأة، وما كان يكون لهما جميعاً فهو للرجل على كل حال إن مات أو طلق أو لم يطلق. وقال ابن أبي ليلى: المتاع كله متاع الرجل ما كان يكون للرجال والنساء من غير ذلك إلا ثيابها. وقال غيره من الفقهاء: ما كان يكون للرجال فهو للرجل، وما يكون للنساء فهو للمرأة، وما كان يكون لهما جميعاً فهو بينهما نصفان. وقد قال ذلك زفر، وقد روي ذلك عن إبراهيم النخعي. وقال بعض الفقهاء أيضاً: جميع ما في البيت من متاع الرجال والنساء وغير ذلك بينهما نصفين. وقال بعض الفقهاء أيضاً: البيت بيت المرأة فما كان من متاع الرجال والنساء فهو للمرأة. وقال بعض—

مردوں اور عورتوں کا سامان ہے وہ مرد کا ہوگا اس لیے کہ مرد کا قبضہ ہے اور عورت (نکاح سے) نکل گئی ہے الا یہ کہ وہ کسی چیز پر گواہ پیش کر دے تو اسے لے لے گی۔ امام محمد نے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسی سب کو اختیار کرتے تھے۔

امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بلکہ گھر میں جو مردانہ سامان ہوگا وہ مرد کا ہوگا اور جو زنانہ سامان ہے وہ عورت کا ہوگا اور جو ان دونوں کا مشترک ہے وہ ہر صورت میں مرد ہی کا ہوگا خواہ مرد کا انتقال ہو یا وہ طلاق دے یا طلاق نہ دے۔ ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں سامان سب کا سب مرد کا ہے چاہے مردانہ ہو یا زنانہ وغیرہ سوائے عورت کے لباس پوشاک کے۔ ان کے علاوہ دوسرے فقہاء کہتے ہیں کہ مردانہ چیزیں مرد کی ہوں گی زنانہ عورت کی اور جو چیزیں دونوں کی مشترک ہوں وہ ان دونوں میں نصف نصف تقسیم کر دی جائیں گی۔ امام زفر رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے اور حضرت ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے۔ بعض فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ گھر میں جو بھی سامان مردانہ زنانہ سامان وغیرہ دونوں میں آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے گا۔ بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ گھر عورت کا ہے لہٰذا وہاں جو مردانہ زنانہ سامان ہوگا وہ عورت کا ہوگا۔ بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ عورتوں کے سامان میں سے عورت کو اتنا دے دیا جائے گا جتنا اس جیسی عورت کا جہیز ہوتا ہے اور اس کے علاوہ جو بچے گا وہ سب مرد کا ہوگا خواہ مرد کا انتقال ہو یا عورت کا۔

(ش) اگر میاں بیوی میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے اور اس کے وارث کا مال متروکہ کے بارے میں تنازع ہو تو اس صورت میں جو سامان دونوں کے کام کا ہوگا اس کے بارے میں زندہ کا قول معتبر ہوگا

نفقتها، أيضاً، تعطى المرأة من متاع النساء ما يجهز به مثلها، وجميع ما بقي في البيت فهو للرجل إن مات أو ماتت.

باب ميراث الموالي

۶۹۲ - محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن علي بن أبي طالب والزبير بن العوام رضي الله عنهما اختصما إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه في مولى لصفية بنت عبد المطلب رضي الله عنها مات، فقال الزبير: أمي وأنا أرثها وأرث مواليها، وقال علي رضي الله عنه: عمتي وأنا أعقل عنها، فجعل عمر رضي الله عنه الميراث للزبير رضي الله عنه،

امام مالک و شافعی کے یہاں سب ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے گا، ابن ابی لیلیٰ یہ فرماتے ہیں کہ سب زندہ کا ہوگا، حسن بصری نے فرمایا سب عورتوں کا ہوگا۔ اس مسئلہ میں اکثر مجتہدین کے سات مختلف قول ہیں، اوپر مذکور قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے یہاں عورت کو وہ سامان ملے گا جو اس جیسی عورتوں کا ہوتا ہے اور باقی مختلف فیہ سامان زندگی اور حیات دونوں صورتوں میں مرد کا ہوگا۔ تیسرا قول ابن ابی لیلیٰ کا ہے کہ سامان سب مرد کا ہوگا عورت کا وہ ہوگا جو اس کے جسم پر موجود ہے۔ ابن حسن و شریک کے یہاں دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا، حسن بصری کے یہاں سب عورت کا ہوگا مرد کا وہ ہوگا جو اس کے جسم پر ہے۔ شریح کے یہاں گھر عورت کا ہوگا، امام محمد کے یہاں جن چیزوں میں اختلاف ہے وہ طلاق اور موت کی شکل میں شوہر کا ہوگا اور جس میں اختلاف نہیں ان میں امام ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کیا جائے گا۔ امام زفر کے یہاں مختلف فیہ کو برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ امام مالک کے یہاں سب دونوں میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا کذا فی غنیۃ الاکمل کما فی الدرۃ الغرۃ ۲۰۱۰-۳۴۲

مولیٰ کی میراث کا بیان

۶۹۲ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے ایک آزاد کردہ غلام کے مرنے پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ صفیہ، میری والدہ تھیں ان کا

ويعقل، يعقل عنهم علي بن أبي طالب رضي الله عنه. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۹۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الولاء للبنين الذكور دون الإناث، فإذا درجوا وذهبوا رجع الولاء إلى العصبة. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۹۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا محمد بن قيس الهمداني قال: أقبل رجل من

اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کا وارث بھی میں ہی ہوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ میری پھوپھی تھیں میں ان کا عاقلہ ان کی طرف سے دیت دینے والا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میراث حضرت زبیر کو دی اور عقل (دیت) حضرت علی بن ابی طالب پر لازم کر دی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اس کا ولاء اس آزاد کرنے والے کو ملے گا اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے ولاء اسے ملتا ہے جس نے آزاد کیا ہو۔ اس طرح اگر عورت آزاد کرے تو وہ ولاء کی وارث بنے گی۔ عورتیں ولاء کی وارث نہیں بنتیں الا یہ کہ انہوں نے خود اس غلام کو آزاد کیا ہو تو ان کو اس غلام کا ولاء ملے گا۔

ولاء میں قریبی عصبات ذوی الارحام پر مقدم ہوتے ہیں۔ ولاء کے ذکور وارث بنتے ہیں اناث وارث نہیں بنتیں۔

۶۹۳۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا ولاء مذکر لڑکوں کو ملتا ہے لڑکیوں اور عورتوں کو نہیں ملتی اگر وہ انتقال کر جائیں تو ولاء عصبات کو ملے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ولاء مذکر کو ملتی ہے اناث کو نہیں عورتوں کو صرف ان کے آزاد کردہ غلام کا ولاء ملتا ہے، ولاء عصبات کا حق ہے ذوی الارحام کو نہیں ملتا۔

۶۹۴۔ ۔۔۔ حضرت محمد بن قیس ہمدانی نے فرمایا ایک ذمی آیا اور حضرت مسروق کے چچا زاد بھائی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور ان کے ساتھ موالات کر لی پھر اس کا انتقال ہو گیا اس نے مال چھوڑا حضرت مسروق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان سے اس کی میراث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے

أهل الذمة فأسلم على يدي ابن عم مسروق وتولاه، فمات وترك مالاً، فانطلق مسروق فسأل عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن ميراثه فأمره بأكله.

٦٩٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا تولاك الرجل من أهل الذمة

انہیں اس کے کھانے کا حکم دیا۔

(تشریح) ولاء کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ ولاء عتاقہ جسے ولاء نعمت بھی کہا جاتا ہے اس کا سبب ہے غلام کو آزاد کرنا۔ ۲۔ ولاء موالات جس کا سبب عقد ہوتا ہے اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام لائے اور اس سے کہے کہ میں آپ کے ساتھ یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر میں مر گیا تو میری میراث آپ کی ہو گی اور اگر مجھ سے کوئی جنایت ہو گی تو اس کی دیت و تاوان آپ اور آپ کے عاقلہ پر آئے گا۔ دوسرا شخص اسے قبول کرے تو یہ معاملہ ان کے درمیان ہو گا لہٰذا اس کی طرف سے دیت و تاوان کا ذمہ دار ہو گا اور اگر وہ مر گیا تو یہ اس کا وارث بنے گا، یہ احکام صرف کسی کے ہاتھ پر اسلام لانے سے ثابت نہیں ہوتے جب تک دونوں میں عقد موالات نہ ہو۔ مبسوط میں لکھا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں لیکن یہ موالات اس وقت درست ہے جب اس عقد موالات کرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو لیکن اگر اس کا کوئی وارث ہو گا تو یہ عقد درست نہ ہو گا اس لئے کہ اس میں وارث کے حق کا باطل کرنا لازم آتا ہے جو درست نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ عقد موالات کے قائل نہیں ہیں اس لئے کہ اس کی وجہ سے بیت المال کا حق مارا جاتا ہے۔ ہم قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے استدلال کرتے ہیں:

اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں انہیں ان کا حصہ دے دو۔	وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ (النساء - ۳۳)

یہ آیت عقد موالات کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی کے ہاتھ پر اسلام لائے اور اس سے موالات کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اور لوگوں کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہو گا اس کی زندگی میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی جس سے معلوم ہوا کہ وہ اس کی طرف سے دیت و تاوان بھی بھرے گا اور اس کا وارث بھی بنے گا۔ مذکورہ اثر میں چونکہ عقد موالات ہوا تھا اس لئے اس کی میراث حضرت مسروق کے لئے جائز تھی۔

۶۹۵۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی ذمی تمہارے ساتھ عقد موالات کرے تو اس کی دیت

toobaa-elibrary

فميراث عقله وله ميراثه، وله أن يتحول بولائه ما لم يعقل عنه، فإذا عقل عنه فليس له أن يتحول بولائه. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب ميراث المتلاعنين وابن الملاعنة

۶۹۲- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قذف الرجل امرأته والتعن أحدهما توارثا ما لم يلتعن الآخر. قال محمد: وبه نأخذ يتوارثان ما لم يتلاعنا جميعاً

تم پر آئے گی اور اس کی میراث تمہیں ملے گی، وہ ذمی اگر چاہے تو اس عقدِ موالات کو تم سے کسی اور کو منتقل بھی کر سکتا ہے جب تک اس کی طرف سے دیت نہ دی گئی ہو لیکن اگر اس کی طرف سے دیت دی گئی ہو تو پھر عقدِ موالات کو منتقل نہیں کر سکتا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: عقدِ موالات کرنے والا نومسلم اگر چاہے تو جس سے عقد کیا ہے اس سے ختم کر کے کسی اور سے کرے لیکن یہ اس وقت تک کر سکتا ہے جب تک اس کی طرف سے اس شخص نے دیت ادا نہ کی ہو اور اگر اس نے اس کی طرف سے دیت بھر دی ہو یا تاوان دے دیا ہو تو اس معاملہ پر اس کا حق آگیا اب یہ نومسلم کسی دوسرے سے عقدِ موالات نہیں کر سکتا۔ آزاد کردہ غلام اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی اور سے عقدِ موالات نہیں کر سکتا وہ اس کے آزاد کرنے والے ہی کا حق ہے۔

لعان کرنے والوں اور جس سے لعان کیا گیا ہو اس کے بیٹے کی میراث کا بیان

۶۹۲- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے اور ایک لعان کرے تو جب تک دوسرا بھی لعان نہ کرے وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں وہ ایک دوسرے کے اس وقت تک وارث بنیں گے جب تک وہ دونوں لعان نہ کرلیں اور حاکم ان کے درمیان تفریق نہ کر دے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: جب تک لعان دونوں جانب سے نہ ہو اور اس کے بعد قاضی ان میں تفریق نہ کر دے اس وقت تک ان میں تفریق نہیں ہوتی شوہر اگر طلاق دے کر تفریق کرے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی

وتفرق السلطان بينهما، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۹۶- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في ميراث ابن الملاعنة: إذا كانت الأم وولدها ورثته فلهم ثلثا الميراث، وإن كانت الأم وحدها فلها الميراث كله، وإن ماتت أمه ثم مات بعد ذلك فاجعل ذوي قرابته من أمه كأنهم ورثوا أمه لو كانت هي التي ماتت، إن كان أخا فله المال كله، وإن كانت أختا فلها النصف، وإن كان أخا وأختا فالثلثان للأخ وللأخت الثلث، وإن كانت أختين فلهما الثلثان.

قال محمد: وبه نأخذ في قوله: إذا ورثته أمه وولدها، وفي قوله: إذا ورثته الأم خاصة، وأما ما سوى ذلك فلسنا نأخذ به ولكنا نقول: إذا ماتت الأم نظر إلى أقربهم من ابن الملاعنة فيعطاه المال، فإن كانت القرابة واحدة فعلى القرابة، وإن ترك أخا وأختا فهو بمنزلة رجل ليس ابن الملاعنة ترك أخاه لأمه وأخته لأمه ولم يترك وارثا غيرهما

اگر وہ طلاق نہ دے تو قاضی ان میں تفریق کر دے گا حاکم و قاضی کی تفریق سے قبل ان میں جدائی واقع نہ ہوگی یہ ایک دوسرے کے میاں بیوی رہیں گے۔ شوہر اسے طلاق بھی دے سکتا ہے اس سے قبل رجوع بھی کر سکتا اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو میراث بھی جاری ہوگی۔

۶۹۶- ... حضرت ابراہیم نے لعان کرنے والی عورت کے بیٹے کی میراث کے بارے میں فرمایا اگر میت کے وارث ماں اور اس کا بیٹا ہوں تو میراث کے دو تہائی ان کے ہوں گے اور اگر صرف ماں ہو تو اسے سب میراث مل جائے گی۔ اگر اس لڑکے کی ماں کا انتقال ہو پھر اس کے بعد اس بچے کا بھی انتقال ہو جائے تو اس کی ماں کی طرف کے قرابت دار اس کی ماں کے وارثوں کی طرح ہوں گے گویا کہ یہ ماں ہی مری ہو اگر بھائی ہو تو سب مال اسے مل جائے گا اور اگر بہن ہو تو اسے نصف مال ملے گا اور اگر بھائی بہن دونوں ہوں تو دو تہائی بھائی کو ایک تہائی بہن کو ملے گا اور اگر دو بہنیں ہوں تو انہیں دو تہائی ملیں گے۔

امام محمد نے فرمایا ان کے اس قول میں ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ اگر اس مرنے والے کی وارث اس لڑکے کی ماں اور بیٹا ہو یا صرف ماں وارث بنے لیکن اس کے علاوہ میں ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ماں کا انتقال ہو تو دیکھا جائے گا کہ لعان کرنے والی عورت کے بیٹے کے قریب ترین کون ہے تو اسے سب مال دے دیا جائے گا اگر ایک قرابت دار ہو تو اسے دے دیں گے اور اگر اس نے بھائی بہن

ولا عصبة له فالمال بينهما نصفان، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٦٩٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في ابن الملاعنة يموت ويترك أمه وأخاه وأخته لأمه قال إبراهيم: لهما الثلث وما بقي فللأم. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا ولكن لهما الثلث وللأم السدس وما بقي فهو رد على قدر سهامهم على قدر مواريثهم، وهذا قياس قول عبد الله بن مسعود رضي الله عنه لأنه كان لا يرد على الإخوة من الأم مع الأم وكان علي رضي الله عنه يرد عليهم على قدر مواريثهم، فبقول علي بن أبي طالب نأخذ.

٦٩٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: الأم عصبة من لا عصبة له، وإذا ترك ابن الملاعنة أمه كان المال لها، وإذا لم يترك أمه نظر إلى من يرث أمه فهو يرثه. قال محمد: ولسنا نأخذ بقوله، وإذا ترك أمه لم يترك غيرها ممن يرث معها له سهم كان المال لها،

کو چھوڑا ہو تو وہ لعان شدہ عورت کے بیٹے کے علاوہ شخص کی طرح ہوگا جو اخیافی (ماں کی طرف سے) بھائی اور بہن کو چھوڑے اور ان کے علاوہ اس کا اور کوئی وارث نہ ہو، عصبات ہوں تو ایسی صورت میں ان کے درمیان آدھا آدھا مال تقسیم کر دیا جائے گا یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۶۹۸... حضرت ابراہیم نے لعان کرنے والی کے بیٹے کے بارے میں فرمایا اگر وہ مرے اور ماں اخیافی (ماں کی طرف سے) بھائی اور بہن کو چھوڑے حضرت ابراہیم نے فرمایا ان دونوں کو تہائی ملے گا اور باقی ماندہ کل مال ماں کو ملے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بھائی اور بہن کو تہائی اور ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ کو ان کے حصص کے مطابق ان پر لوٹا دیا جائے گا یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے قیاس کے مطابق ہے اس لئے کہ وہ ماں کے ہوتے ہوئے اخیافی (ماں کی طرف سے) بھائی کو دوبارہ نہیں دیتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے حصوں کے مطابق ان پر رد کیا کرتے تھے ہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔

۶۹۹... حضرت ابراہیم نے فرمایا ماں اس کی عصبہ ہے جس کا کوئی عصبہ نہ ہو اگر لعان کرنے والی عورت کا بیٹا اپنی ماں کو چھوڑ کر مرے تو سب مال اس کو مل جائے گا اور اگر ماں نہ چھوڑے تو جو اس کی ماں کے وارث ہوں گے وہ اس کے وارث ہوں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہمارا قول یہ ہے کہ اگر وہ ماں کو چھوڑے اس کے علاوہ

وإن لم تكن له أم حية ولا ذو سهم فالمال للأقرب الناس من ابن الملاعنة، ولا ينظر في هذا إلى من كان يرث أمه، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٠٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ابن الملاعنة عصبته أمه، فإذا ترك أمه فإن لها المال. قال محمد: يكون لها المال إذا لم يترك وارثا غيرها، وإنما تفسير قوله: "عصبته عصبة أمه" في العقل هم الذين يعقلون عنه، وأما الميراث فيرثه أقرب الناس منه على قدر القرابة من الملاعنة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اور کوئی عصبہ وارث نہ چھوڑے تو سب مال اسے (یعنی ماں کو) مل جائے گا اور اگر اس کی ماں زندہ نہیں اور نہ کوئی ذوی الفروض ہی ہے تو سارا مال اس کو ملے گا جو لعان کرنے والی عورت کے بیٹے سے سب سے زیادہ قریب ہو اس میں ماں کے وارثوں کو نہیں دیکھا جائے گا، یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۰۰ ..... حضرت ابراہیم نے فرمایا لعان کرنے والی عورت کے بیٹے کا عصبہ اس کی ماں کا عصبہ ہے، وہ جب اپنی ماں کو چھوڑ کر مرے تو مال اسے مل جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا اس کی ماں کو سب مال اس وقت ملے گا جب اس کے علاوہ اور کوئی وارث نہ ہو، اس کے عصبہ وہ ہیں جو اس کی ماں کے عصبہ ہیں یہ تفسیر دیت میں ہے یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو اس کی طرف سے دیت دیں گے لیکن اس لڑکے کی میراث انہی کو ملے گی جو لعان کرنے والی عورت سے رشتہ میں قریب تر ہوں گے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) چونکہ اس لڑکے کی نسب باپ سے منقطع ہوئی ہے اس لئے اس کی وجہ سے وارث نہیں بن سکتا لیکن اس کی نسب ماں سے ثابت ہے لہٰذا اس کی وجہ سے وہ ماں اور ماں کی طرف سے بھی کا وارث بنے گا صرف ذوی الفروض کے اعتبار سے اسی طرح اس کی ماں اور بھی اس کی وارث ذوی الفروض کے حساب سے بنیں گی عصبات کے لحاظ سے نہ وہ وارث ہوگا نہ کوئی اس کا وارث بنے گا سوائے ولاد یا ولادت کی جہت سے کذا فی البحر الرائق (۲۰۹:۵)۔

باب العمریٰ

۷۰۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: من أعمر شيئا فهو له حياته وعقبه من بعده ولا يكون من ثلثه. قال محمد: يعني ولا يكون من ثلث المعمر الأول.

۷۰۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا بلال عن وهب بن كيسان عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: فشت العمرى في المدينة، فصعد النبي صلى الله عليه وسلم المنبر فقال: أيها الناس، احبسوا عليكم أموالكم ولا تهلكوها فإنه من أعمر شيئا في حياته فهو للذي أعمر بعد موته. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۰۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حبيب بن أبي ثابت عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما

عمریٰ کا بیان

۷۰۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جس نے کوئی چیز کسی کو عمریٰ کے طور پر دی تو وہ اس کی زندگی میں اس (معمر لہ) کے لئے ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کے لیے ہوگی اور یہ عمریٰ تہائی مال میں سے نہیں ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ معمر اول کے تہائی مال میں سے نہ ہوگا۔

۷۰۲ - ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا مدینہ منورہ میں عمریٰ بہت عام ہوگیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے فرمایا: اے لوگو! اپنے اموال اپنے لئے سنبھال کر رکھو انہیں برباد مت کرو اس لئے کہ جس کو کوئی چیز اس کی زندگی میں عمریٰ کے طور پر دی ہو وہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۰۳ - ... حضرت حبیب بن ابی ثابت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں ان کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ایک بدو آئے اور ان سے عمریٰ کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے انہیں یہ بتایا کہ وہ اس کے لئے میراث ہوگا جس کے ہاتھ میں ہے (یعنی معمر لہ کے ورثاء کو ملے گا)

(ش) عمریٰ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنا مکان کسی کو زندگی بھر کے لیے اس شرط پر دے دے کہ جب

قال: كنت عند طاوس فجاءه أعرابي فسأله عن العمرى، فأخبره أنها ميراث للذي هي في يده

مر جائے تو وہ اس کو واپس مل جائے گا ایسی صورت میں اُسے مالک بنانا درست ہے اور شرط باطل ہوگی، ہبہ شروط فاسدہ کی وجہ سے باطل نہیں ہوتا۔

بتانا یہ ہے کہ ہبۂ عمری کی شکل یہ ہوتی ہے کہ کوئی یہ کہے کہ یہ گھر میں نے تمہاری ساری زندگی کے لئے دیا یا تمہارے لئے اس گھر کو عمری کر دیا یا جب تک تم زندہ رہو تمہارے لئے ہے اور جب تم مر جاؤ تو یہ واپس مجھ کو مل جائے گا اور تمام الفاظ میں کہ الفاظ میں مرنے کے بعد وہ اس شخص کے ورثہ کا ہوگا جسے دیا گیا ہے اور واپس لینے کی شرط لگانا باطل ہے۔ جب یہ چیز لگائی اس میں وہی چیزیں معتبر مانی جائیں گی جو ہبہ میں تسلیم کی گئی ہیں اور یہ ان چیزوں سے باطل ہوگا جن سے ہبہ باطل ہوتا ہے۔

عمری جب صحیح ہو جائے تو جس کے لئے ساری عمر کے لئے کیا گیا ہے وہ اسی کے لئے ہو جاتا ہے اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ کا ہو جائے گا، حدیث میں آتا ہے جس نے کسی کو کوئی چیز عمر بھر کے لئے دی وہ زندگی میں اس شخص کی ہوگی اور اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ کی، رقبی کے طور پر کوئی چیز مت دو جس نے اس طرح کوئی چیز دی وہ میراث بنے گی، یعنی اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز یہ کہہ کر دے کہ اگر تم پہلے مرے تو یہ میری اور اگر میں پہلے مرا تو یہ تمہاری ہوگی۔ یہ طرفین کے یہاں باطل ہے اس لئے کہ اس میں ملکیت نہیں آتی اور دونوں ایک دوسرے کی موت کا انتظار کرتے ہیں جو بری بات ہے، اس لئے یہ رقبی درست نہیں، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے یہاں جائز ہے، اس لئے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے یہی امام شافعی و احمد رحمہما اللہ کا مذہب ہے، طرفین یہ کہتے ہیں کہ اس میں دو احتمال ہیں اس لئے شک کی وجہ سے ہبہ ثابت نہیں ہوگا یہ عاریت رہے گا، اس میں فی الحال مالک نہیں بنایا جاتا تملیک آئندہ زمانے پر موقوف ہے، لہذا چونکہ تملیک فی الحال نہیں پائی گئی اس لئے رقبی درست نہیں ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے یہاں یہ فی الحال تملیک ہے بعد میں واپس لینے کی شرط لگائی ہے اس لئے درست ہے اور جس کو دیا گیا اس کا ہو جائے گا واپس لینے کی شرط باطل ہوگی اس لئے کہ ہبہ شروط فاسدہ سے باطل نہیں ہوتا شرط فاسد ہو جاتی ہے ہبہ باقی رہتا ہے۔

باب میراث الحمیل والولد الذی یدعیه رجلان

۷۰۴ ۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن عبد الله بن سعيد عن عامر الشعبي قال: كتب عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن لا يورث الحميل إلا أن تقوم بينة، وبه نأخذ. قال محمد: والحميل امرأة تسبى ومعها صبي تحمله فتقول: هو ابني، فلا يكون ابنها بقوله إلا ببينة، وتقبل على

پُشت سے ملنے والے اور اس بچے کی میراث کا بیان جس کے دو دعوے دار ہوں

۷۰۴ ۔ ۔ ۔ حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا: بچہ جو اٹھایا گیا ہو وہ وارث نہیں بنایا جائے گا الایہ کہ عورت گواہ پیش کر دے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا: حمیل سے وہ عورت مراد ہے جسے قید کیا گیا ہو اس نے اپنے ساتھ ایک بچہ اٹھایا ہوا ہو وہ کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے وہ بغیر گواہوں کے صرف اس کے کہنے سے اس کا بیٹا نہیں بنے گا، اور اس کے یہاں بچہ پیدا ہونے پر ایک آزاد مسلمان عورت کی گواہی بھی قبول کر لی جائے گی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: حمیل اپنی والدہ کا وارث بنے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے احناف اس بات کے قائل ہیں کہ اگر اس بچے کی ماں دار الاسلام پہنچنے کے بعد بچے کا نسب اس کے باپ سے گواہوں کے ذریعہ ثابت کر دے تو وہ بچہ اپنی ماں کا وارث بنے گا لیکن اگر وہ گواہوں سے ثابت نہ کر سکے صرف اپنے طور پر اس کے بیٹا ہونے کا اقرار کرے تو اس کا نسب اس لڑکے کی والدہ سے ثابت نہیں ہوگا اس لئے کہ اس کی ماں اس کا نسب اس کے باپ سے ثابت کر رہی ہے جس کا اسے اختیار نہیں پھر اگر اس کی والدہ کے ذوی الفروض یا عصبات میں سے کوئی رشتہ دار ہوں تو یہ بچہ اپنی ماں کا وارث نہیں بنے گا بصورت دیگر اس کا وارث بن جائے گا۔

نخعی اور بعض حضرات اسے اس کی ماں کا مطلقاً وارث قرار دیتے ہیں اور تائید میں حضرت مسروق کا فتویٰ پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت شعبی کے والد کو جو حمیل تھے ان کی والدہ کے مال کا وارث بنایا تھا۔ لیکن احناف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا فتویٰ کو اختیار کرتے ہیں اور حضرت مسروق کے فتویٰ کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ہو سکتا ہے ام شعبی نے اثبات نسب کے لئے گواہ پیش کئے ہوں یا ان

فلا تجوز شهادة امرأة على امرأة مسلمة، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى

۷۰۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في رجلين يدعيان الولد: إنه ابنهما يرثهما ويرثانه. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من أحقّ بالولد ومن يجبر على النفقة

۷۰۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الولد للأم حتى يستغني. وقال إبراهيم: إذا استغنى الصبي عن أمه في الأكل والشرب فالأب أحق به. قال محمد: وبه نأخذ.

کا اور کوئی وارث نہ ہو، یہ صورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ حضرت مسروق کے فتویٰ سے مقدم ہوا کرتی ہے کما فی اعلاء السنن (۱۸) - ۱۶۲، ۱۶۳)۔

۷۰۵... حضرت ابراہیم نے ان دو شخصوں کے بارے میں جو ایک لڑکے کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کریں، یوں بیان فرمایا وہ بچہ ان دونوں کا وارث بنے گا اور وہ دونوں اس کے وارث بنیں گے اور وہ بچہ اس کا ہوگا جو ان میں سے زندہ بچے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر دو آدمی ایک بچے پر اپنا باپ ہونے کا دعویٰ کریں اور گواہ پیش نہ کر سکیں اور اس کی ماں دونوں میں سے کسی کی بیوی نہ ہو تو وہ بچہ دونوں کا بیٹا کہلائے گا، اسی طرح دو عورتیں اگر دعویٰ کریں تب بھی یہی حکم ہوگا، صاحبین اسے مردوں کے دعویٰ میں معتبر مانتے ہیں عورتوں کے دعویٰ میں نہیں مانتے۔ مبسوط سرخسی میں اسی طرح لکھا ہے کما فی الفتاویٰ الہندیہ (۴ - ۱۲۵)۔

بچہ کی پرورش کا کون زیادہ حقدار ہے اور نان نفقہ پر کسے مجبور کیا جائے گا

۷۰۶... حضرت ابراہیم نے فرمایا بچہ جب تک مستغنی نہ ہو جائے ماں کے ساتھ رہے گا۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا بچہ کھانے پینے میں جب ماں سے مستغنی ہو جائے تو باپ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ لڑکے کی ماں اس وقت تک اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک وہ اپنے طور پر کھانے پینے اور پہننے نہ لگے، پھر اس کا باپ اس کا زیادہ حقدار ہو جائے گا، لیکن لڑکی کہ جب تک حیض نہ آئے اس وقت تک اس کی ماں اس کی زیادہ حقدار ہے پھر لڑکی کا باپ اس کا زیادہ حقدار ہو

أما الذكر فعلى أحق به حتى يأكل وحده ويلبس وحده ثم أبوه أحق به. وأما الجارية فأمها أحق بها حتى تحيض، ثم أبوها أحق بها ولا تخيير في ذلك لواحد منهما، وإن تزوجت الأم فلا حق لها في الولد. والجدة أم الأم أقوم مقامها، فإن كان للجدة زوج وكان هو الجد أبو الأم محرم الولد لم يكن زوجها. وإن كان لها زوج غير الجد فلا حق لها في الولد. والجدة أم الأب أحق منها إن لم يكن لها زوج، فإن كان لها زوج وهو الجد لم تحرم أيضاً الولد لمكان زوجها، وإن كان زوجها

جائے گا اس میں ان دونوں میں سے کسی کو اختیار نہ ہوگا۔ اگر ماں شادی کرے تو لڑکے پر اس کا حق ختم ہو جائے گا اور ان دونوں کے قائم مقام نانی بن جائے گی۔ اگر نانی کا شوہر موجود ہو اور وہ اس بچے کا نانا ہو تو نانی شوہر کی وجہ سے بچے کی حضانت کے حق سے محروم نہ ہوگی لیکن اگر نانی کا شوہر اس لڑکے کا نانا نہ ہو تو نانی کو بچے کی حضانت کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اور دادی اس نانی سے زیادہ حقدار بن جائے گی اگر اس کا شوہر موجود نہ ہو۔ اگر اس کا شوہر موجود ہو اور وہ اس بچے کا دادا ہو تو دادی بھی اپنے شوہر کی وجہ سے بچے کی حضانت کے حق سے محروم نہ ہوگی لیکن اگر اس کا شوہر اس بچے کا حقیقی دادا نہ ہو تو دادی کو بچے کی حضانت کا حق نہیں رہے گا۔ یہ سب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: اگر میاں بیوی میں جدائی ہو جائے تو ماں بچے کی زیادہ حقدار ہوتی ہے۔ اس لئے کہ ایک عورت نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا میرا پیٹ اس کے لئے برتن، گود اس کے لئے آرام گاہ اور میرا پستان اس کے لئے سیراب کرنے والا مشکیزہ تھا۔ اس کا والد یہ چاہتا ہے کہ اسے مجھ سے چھین لے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس کی زیادہ حقدار ہو جب تک [1] دوسری شادی نہ کرو۔ ماں میں شفقت و محبت بھی زیادہ ہوتی ہے اور وہ پرورش بھی زیادہ اچھی کر سکتی ہے۔ اس لئے ماں کو دینا بچے کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ جمیلہ کو طلاق دے دی تھی جمیلہ نے اپنے بچے عاصم کو لے لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے فرمایا اے عمر اس بچے کے لئے اس کی ماں کا لعاب دہن تمہارے شہد سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر ماں موجود نہ ہو تو پھر حق حضانت میں نانی دادی سے زیادہ حقدار ہے۔ اگر نانی نہ ہو تو دادی کا نمبر آئے گا اگر وہ نہ ہو تو بہنیں پھوپھیوں سے زیادہ مستحق ہوں گی۔

ان عورتوں میں سے جو عورت بھی کسی اجنبی سے شادی کرے گی تو اس کا حق حضانت ختم ہو جائے گا

غير الجد فهو حق لها في الولد. وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۰۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أجبر على النفقة كل ذي رحم. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۱۔ اس لیے کہ ابھی گزر چکا ہے کہ آپ نے اس عورت سے فرمایا تھا کہ تم اس وقت تک زیادہ حقدار ہو جب تک شادی نہ کرو۔ ویسے بھی اجنبی شوہر اس بچے کو وہ محبت نہیں دے سکتا جو اس بچے کا رشتہ دار دے سکتا۔

۲ کہ لڑکے کے بارے میں ظاہر روایت یہ ہے کہ جب تک خود کفیل نہ ہو جائے جس کی تقدیر بعض نے سات سال بیان کی ہے اس وقت تک اس کی پرورش کی ماں اور نانی زیادہ حقدار ہوتی ہے۔ لڑکی میں ماں اور نانی کو بلوغ تک حق رہتا ہے امام محمد سے یہ روایت ہے کہ جب تک لڑکی مشتہاۃ نہ ہو جائے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جب تک نو سال کی نہ ہو جائے حد شہوت کو نہیں پہنچتی، الغرض لڑکا سات سال تک اور لڑکی نو سال تک ان کے پاس رہے گی اس کے بعد باپ کے حوالے کر دیا جائے گا کیونکہ سات سال کے بعد بچہ تعلیم و تربیت کا محتاج ہوتا ہے جو باپ ہی کر سکتا ہے اور لڑکی نو سال کے لیے حفاظت کی محتاج ہے جو باپ ہی کر سکتا ہے۔ اس لیے اگر باپ بھی نہ لے تو جبراً اس کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ کذا فی الہدایۃ۔

۷۰۷ ۔۔۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا ہر نفقہ پر ہر ذی رحم کو مجبور کر دیں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ہر ذی رحم محرم کا نفقہ واجب ہے بشرطیکہ وہ چھوٹا اور غریب ہو یا عورت بالغ اور غریب ہو یا لڑکا اپاہج، اندھا اور غریب ہو، یہ نفقہ میراث کی مقدار کے مطابق آتا ہے اس لئے کہ آیت:

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔ اور اسی طرح (بچے) کا انتظام (اس کے) وارث کے ذمہ بھی
(البقرۃ ۔ ۲۳۳) ہے۔

میں اللہ جل شانہ نے وارث کی تصریح کی ہے جو مقدار پر تنبیہ کرنے کے لئے ہے۔

باب هبة المرأة لزوجها والزوج لامرأته

٧٠٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الزوج والمرأة بمنزلة القرابة أيهما وهب لصاحبه فليس له أن يرجع فيه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى

باب الأيمان والكفارات فيها

٧٠٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أقسم، وأقسم بالله وأشهد، وأشهد بالله، وأحلف، وأحلف بالله، وعلى عهد الله، وعلى ذمة الله، وعليّ نذر، وعليّ نذر الله

عورت کا شوہر کو اور شوہر کا بیوی کو ہبہ کرنا

۷۰۸ ۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا شوہر اور بیوی قرابت داروں کی طرح ہیں ان میں سے جو بھی اپنے

حامی کو ہبہ کرے گا اسے اس کو واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کوئی شخص کسی ذی رحم محرم کو ہبہ دے تو اس میں رجوع کا حق نہیں رہتا اس لئے کہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور ویسے بھی ہبہ کا مقصد صلہ رحمی ہے جو حاصل ہو گئی لہٰذا رجوع ناجائز ہے اس طرح اگر میاں بیوی میں سے کوئی دوسرے کو ہبہ کرے تو اس میں بھی رجوع نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہاں بھی صلہ رحمی ہی مقصود ہوتی ہے جو حاصل ہو گئی اس لئے کہ زوجیت بھی قرابت کی طرح ہے چنانچہ دونوں ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔

قسموں اور کفاروں کا بیان

۹۰۷۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا أقسم (میں قسم کھاتا ہوں)، أقسم باللہ (میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں) أشهد (میں گواہی دیتا ہوں) أشهد باللہ (اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں) أحلف (میں قسم اٹھاتا ہوں) أحلف باللہ (اللہ کے نام کی قسم اٹھاتا ہوں) علیّ عهد اللہ (مجھ پر اللہ کا عہد و پیمان ہے) علیّ ذمة اللہ

وهو يهودي، وهو نصراني، وهو مجوسي، وهو بريء من الإسلام، كل هذا يمين يكفرها إذا حنث. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧١٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في كفارة اليمين إطعام عشرة مساكين، لكل مسكين نصف صاع من بر، أو الكسوة (وهو ثوب) أو تحرير رقبة، فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام. قال محمد: وبهذا كله نأخذ. والأيام الثلاثة متتابعات لا يجزئه أن يفرق بينهن، لأنها في قراءة ابن مسعود رضي الله عنه: «فصيام ثلاثة أيام متتابعات»

(مجھ پر اللہ کا ذمہ ہے) علیّ نذر (مجھ پر نذر ہے) علیّ نذر اللہ (مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نذر ہے) ھو یھودی (وہ یہودی ہے) ھو نصرانی (وہ عیسائی ہے) ھو مجوسی (وہ پارسی ہے) ھو بریٔ من الاسلام (وہ اسلام سے بری ہے) یہ سب قسم میں داخل ہیں اگر حانث ہوگیا تو کفارہ آئے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

[illegible] قسم منعقد ہو جاتی ہیں اس لئے کہ یہ الفاظ قسم کے لئے استعمال ہوتے ہیں

[illegible]

شہادت قسم ہی ہے، عہد بھی قسم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے:

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ۔ النحل - ۹۱

اور پورا کرو اللہ کے عہد کو جب تم عہد کر چکے ہو اور قسموں کو مت توڑو۔

نذر کے لفظ کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ جس نے ایسی نذر مانی ہو جس کا نام لیا ہو تو اسے پورا کرے اور جس نے ایسی نذر مانی ہو جس کا نام نہ لیا ہو تو اس پر کفارۂ یمین آئے گا۔

یہودی نصرانی، مجوسی وغیرہ کی بات سے یمین بنتے ہیں اگر مستقبل کے بارے میں ہوں اور اس میں حانث ہو جائے تو موجب کفارہ ہیں اور اگر ماضی کے بارے میں ہیں اور وہ کام وہ کر چکا ہو تو یہ یمین غموس ہے ایسا شخص اگرچہ بعض کے یہاں کافر ہو جاتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا سخت گناہگار ہوگا۔

۱۰- ... حضرت ابراہیم سے کفارۂ یمین کے بارے میں مروی ہے فرمایا دس مساکین کو کھانا کھلایا جائے گا ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں کا یا لباس یعنی کپڑا دیا جائے گا یا غلام آزاد کیا جائے گا جو یہ نہ پائے وہ تین دن کے روزے رکھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں، تین دن کے روزے پے درپے مسلسل رکھے جائیں گے ان کو الگ الگ نہیں رکھ سکتے اس لئے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت

وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۶۱۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أردت أن تطعم في كفارة اليمين فغداء وعشاء. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب ما يجزئ في كفارة اليمين من التحرير

۶۱۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا يجزئ المكاتب ولا أم الولد ولا المدبر في شيء من الكفارات، ويجزئ الصبي والكافر في الظهار. قال محمد: وبهذا كله

میں صیام ثلاثة أیام متتابعات ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۶۱۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کفارۂ یمین میں جب تم کھانا کھلانا چاہو تو وہ دوپہر اور رات کا کھانا ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) کفارۂ یمین غلام کا آزاد کرنا ہے، اس کفارہ میں وہ غلام آزاد کر سکتے ہیں جو ظہار میں آزاد کر سکتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] تو تین دن متواتر ہے اور پہلے روزہ سے [illegible] قسم توڑنے سے قبل کفارہ دینا درست نہیں ہے۔

قسم کے کفارہ میں کونسا غلام آزاد کر سکتے ہیں؟

۶۱۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کسی کفارے میں مکاتب، ام ولد اور مدبر کا آزاد کرنا درست نہیں ہے البتہ کفارۂ ظہار میں بچے اور کافر کو آزاد کر سکتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں سوائے ایک بات کے اور وہ یہ کہ اگر مکاتب نے بدل کتابت سے کچھ ادا نہ کیا ہو اور آقا اس کو اپنے کفارہ میں آزاد کر دے تو جائز ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) کفارہ میں مطلق رقبہ (غلام) کو آزاد کرنے کا حکم ہے اور مطلق سے کامل مراد ہوتا ہے اور مدبر اور ام ولد کا رقبہ کامل نہیں ہے اس لئے کہ وہ ایک جہت سے آزادی کے مستحق ہو چکے ہیں چنانچہ ان میں ناقص غلامی ہے۔ مکاتب بھی اس لئے کہ مولیٰ اس کے بدلے عوض لے چکا ہے لہٰذا اگر اس

نأخذ، إلا في خصلة واحدة: المكاتب إذا لم يؤد فيها شيئاً من مكاتبته حتى يعتقه مولاه عن كفارته أجزأه ذلك، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الاستثناء في اليمين

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۱۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن القاسم بن عبد الرحمن عن أبيه عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: من حلف على يمين فقال: إن شاء الله فقد استثنى.

۷۱۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: من حلف على يمين فقال: إن شاء الله فقد خرج من يمينه.

۷۱۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبيد الله عن سعيد بن جبير عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: من حلف على يمين فقال: إن شاء الله فلا حنث عليه. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، وهو قول أبي حنيفة في الأيمان كلها إذا كان قوله: إن شاء الله موصولاً بكلامه قبل كلامه أو بعد كلامه.

سے کچھ ادا نہ کیا ہو تو اسے آزاد کر سکتے ہیں۔ کفارۂ ظہار میں بچے بڑے مسلمان کافر سب کو آزاد کر سکتے ہیں اس لئے کہ وہاں مطلق رقبہ کہا گیا ہے جس میں یہ سب شامل ہیں۔

قسم میں استثناء (ان شاء اللہ کہنے) کا بیان

۷۱۳۔ ... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے کسی بات کی قسم کھائی اور ان شاء اللہ کہہ دیا تو اس نے استثناء کر دیا (یعنی قسم منعقد نہیں ہوئی)۔

۷۱۴۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جس شخص نے کسی چیز کی قسم کھائی اور ان شاء اللہ کہہ دیا تو وہ اپنی قسم سے نکل گیا۔

۷۱۵۔ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس شخص نے کسی بات پر قسم کھائی اور ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ دیا تو وہ حانث نہ ہوگا (یعنی قسم ہی منعقد نہ ہوگی کہ حانث ہو)۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں، تمام قسموں کے بارے میں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے بشرطیکہ ان کا ان شاء اللہ کہنا اس قسم کے ساتھ متصلاً ہو قسم سے پہلے یا فوراً اس کے بعد۔

٧١٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الاستثناء إذا كان متصلاً فلا حنث. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وذلك يجزئ منه وإن لم يرفع به صوته.

٧١٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم إذا حرك شفتيه بالاستثناء فقد استثنى. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧١٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل قال لامرأته: أنت طالق إن شاء الله، قال: ليس بشيء ولا يقع عليها الطلاق. قال محمد: وبهذا نأخذ إذا كان استثناؤه موصولاً بيمينه قدمه أو أخره، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

---

٧١٦ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا استثناء اگر ساتھ ساتھ فوراً متصلاً ہو تو ٹھیک ہے حنث کوئی نہیں ہوگا (قسم منعقد نہ ہو پائے گی) امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ ان شاء اللہ متصلاً کہنا کافی ہے چاہے اسے زور سے نہ کہے۔

٧١٧ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب ان شاء اللہ کہنے کے لئے ہونٹ ہلا دے تو استثناء ہو گیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٧١٨ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی بیوی سے کہے انت طالق ان شاء اللہ (تجھے ان شاء اللہ طلاق ہے) فرمایا یہ کچھ نہیں اور اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں بشرطیکہ ان شاء اللہ قسم کے ساتھ متصلاً کہا ہو چاہے اس سے پہلے کہے یا اس کے بعد یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) : مسئلہ یہی ہے کہ قسم کے ساتھ اگر ان شاء اللہ متصلاً کہا ہو تو قسم منعقد نہیں ہوتی اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے جس شخص نے کوئی قسم کھائی اور ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ دیا تو وہ اپنی قسم میں بااختیار ہو گیا اگر قسم پوری کرے تو پورا ہو گیا البتہ متصلاً کہنا ضروری ہے اس لئے کہ قسم سے فارغ ہونے کے بعد وقفہ سے ان شاء اللہ کہا گیا یا اس سے رجوع کیا گیا ہے اور قسم میں رجوع درست نہیں ہے۔ اسی طرح اگر بیوی کو طلاق دی اور اس کے ساتھ فوراً ان شاء اللہ کہہ دیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے جس نے طلاق یا غلام آزاد کرنے کی قسم کھائی اور اس کے ساتھ متصلاً ان شاء اللہ کہہ دیا تو وہ حانث نہ ہوگا یعنی قسم ہی منعقد نہیں ہوگی اور حانث ہونے کا

باب النذر في المعصية

۷۱۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا محمد بن الزبير عن الحسن عن عمران بن الحصين رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لا نذر في معصية، وكفارته كفارة يمين. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۲۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: سمعت عامر الشعبي يقول: لا نذر في معصية، من حلف على يمين معصية فليرجع ولا كفارة عليه. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا ولكنا نأخذ بالحديث الأول، ومن ذلك أن يحلف الرجل أن لا يكلم أباه أو أمه أو أخاه أو لا يحج ولا يصلي ونحو ذلك من أنواع البر فليفعل الذي حلف أن لا يفعل وليكفر يمينه، ألا ترى أن الله

گناہ و معصیت کی نذر ماننے کا بیان

۷۱۹۔ حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا معصیت کی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ کفارۂ یمین ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۲۰۔ حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے تھے گناہ کی نذر منعقد نہیں ہوتی جو شخص کسی گناہ کی قسم کھائے اسے اس سے رجوع کرنا چاہیے اور اس پر کفارہ نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بلکہ ہم پہلی حدیث کو لیتے ہیں، اس میں سے یہ بھی ہے کہ انسان یہ قسم کھائے کہ اپنے باپ، ماں سے بات نہیں کرے گا یا حج یا نماز نہیں کرے گا اسی طرح طاعات کی اور دوسری قسمیں جن کے نہ کرنے کی قسم کھائی ہو تو اسے وہ کام کر لینا چاہیے اور قسم کا کفارہ دینا چاہیے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ظہار کو قول منکر اور جھوٹ قرار دیا اور اس میں کفارہ رکھا اسی طرح یہاں بھی ہوگا یہ سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: جو شخص کسی نذر یا گناہ یا حرام کے ارتکاب کی قسم کھائے تو اسے حانث ہو کر کفارہ دینا چاہیے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے جو شخص کسی بات کی قسم کھائے پھر دوسری بات کو اس سے بہتر پائے تو

تبارک وتعالیٰ جعل الظهار منكراً من القول وزوراً، وجعل فيه الكفارة فكذلك هذا. وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الخيار في الكفارة والذي يجعل ماله في المساكين

۷۲۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما كان في القرآن من قوله "أو" فصاحبه بالخيار أي ذلك شاء فعل، يعني في الكفارة. قال محمد: وبه نأخذ، ومن ذلك قوله تعالى في كفارة اليمين: "إطعام عشرة مساكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة" فأي الكفارات كفر بها بعينه أجزأه ذلك، ولا يجزئه الصيام إن كان يجد بعض هذه الأشياء، لأن الله تعالى يقول: "فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام" فلم يجز

جو غیر بہتر ہو کرے پھر اپنی قسم کا کفارہ دے، اور اس نے یہ بھی کہا کہ اس کے ذریعہ نیکی کا چھوڑنا لازم آتا ہے یا پھر کہ اس کا یہ حیلہ کفارہ کی شکل میں ادا کرے۔ اور قربانی اور گناہ کا کوئی حیلہ نہیں۔

کفارے میں اختیار اور اپنے مال کو مسکینوں کو دینے کا بیان

۷۲۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا قرآن کریم میں جہاں "او" کا لفظ آیا ہے وہاں انسان کو اختیار ہے کہ ان میں سے جو چاہے دے دے یعنی کفارہ میں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اسی قبیل سے اللہ جل شانہ کا کفارۂ یمین (قسم کے کفارے) کے بارے میں یہ قول فرمان مبارک بھی ہے:

"إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ"

المائدة: ۸۹

دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا جو تم گھر والوں کو دیا کرتے ہو یا انہیں کپڑا دینا یا غلام آزاد کرنا۔

قسم کے کفاروں میں سے جو کفارہ بھی دے دے گا وہ جائز ہے البتہ جب تک ان کفاروں میں سے کوئی کفارہ دے سکتا ہو اس وقت تک روزے کے ذریعہ کفارہ نہیں دے سکتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ

یعنی جس کو (ان کا) مقدور نہ ہو تو اس کے لئے تین

في الصوم المتتابعة في غيره. وهذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٢٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا جعل الرجل ماله في المساكين صدقةً فليمسك ما يسعه ويسع عياله فليمسكه وليتصدق بالفضل، فإذا أيسر تصدق بمثل ما أمسك. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

[illegible] دن کے روزے ہیں۔

اللہ جل شانہ نے جیسے دوسرے کفارات میں اختیار دیا روزوں میں وہ اختیار نہیں دیا ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) [illegible] کفارہ میں چاہے غلام آزاد کرے یا دس مساکین کو کپڑا دے یا کھانا کھلائے اگر ان میں سے کسی ایک پر قادر نہ ہو تو پھر پے در پے تین روزے رکھے روزے صرف اس وقت رکھ سکتا ہے جب شروع کے تینوں کفاروں میں سے کسی پر قادر نہ ہو۔

۷۲۲ ۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنا مال مساکین کے لیے صدقہ کر دے تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس کے بعد اس کے اہل و عیال کے لیے کتنا کافی ہے؟ اتنی مقدار روک لے گا باقی صدقہ کر دے گا پھر جب اور پیسہ آ جائے تو جتنا اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے روکا تھا اتنا صدقہ کر دے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسئلہ یہی ہے اس لیے کہ اگر سب صدقہ کر دے گا تو خود فقیر ہو جائے گا دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائے گا۔ اہل و عیال کا نان نفقہ اس پر واجب ہے اس لیے دونوں کام اس طرح ہو سکتے ہیں کہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے ضرورت کی مقدار روک لے باقی صدقہ کر دے پھر جب اور کمائے تو جتنا مال روکا تھا اتنا صدقہ کر دے اس طرح دونوں فوائد حاصل ہو جائیں گے۔

* * *

باب من جعل على نفسه المشي

۷۲۳۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: فيمن جعل على نفسه المشي فمشى بعضاً وركب بعضاً قال: يعود فيمشي ما ركب. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا ولكنا نأخذ بقول علي بن أبي طالب رضي الله عنه: إذا ركب أهدى هدياً أو شاة يجزئه، يذبحها ويتصدق بها ولا يأكل منها شيئاً، ويجعلها حجة أو عمرة ولا شيء عليه غير ذلك، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اس شخص کا بیان جو اپنے اوپر پیدل حج کو لازم کرلے

۷۲۳۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا جو شخص اپنے اوپر پیدل چلنے کو لازم کرلے اور کچھ پیدل چلے کچھ سوار ہو جائے فرمایا واپس لوٹے اور جتنے حصے سوار ہو کر چلا ہے اتنے حصے دوبارہ پیدل چلے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بلکہ ہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے ہیں کہ اگر وہ سوار ہو گیا تو ایک اونٹ یا بکرا بھیجے گا جسے ذبح کر کے وہ غرباء پر صدقہ کیا جائے گا خود اس سے کچھ نہیں کھائے گا اور حج یا عمرہ کرے گا اس پر اس کے علاوہ اور کچھ نہیں آئے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) جو شخص بیت اللہ تک پیدل چل کر جانے کی نذر مانے تو اس پر مکہ المکرمہ تک پیدل چل کر جانا لازم ہوگا۔ اگر سوار ہونا چاہے تو سوار ہو جائے البتہ اس کو دم دینا پڑے گا قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اس پر کچھ نہ آئے اس لئے کہ اس نے اپنے اوپر ایسی چیز کو لازم کیا ہے جو قربت و عبادت واجب ہے نہ اصلاً مقصود ہے، اس لئے کہ پیدل چلنا مباح ہے اس لحاظ سے یہ نذر باطل ہونا چاہیے تھی لیکن ہم نے حضرت علی کے اثر کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔ حضرت علی نے فرمایا جو شخص بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانے پھر چل نہ سکے اور سوار ہو جائے تو وہ اونٹ ذبح کرے گا۔[1] حضرت حسن بن علی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[2]

---

[1] رواہ عبد الرزاق فی مصنفه۔ [2] رواہ البیہقی فی السنن۔

باب من جعل على نفسه نحر ابنه أو نحر نفسه

٧٢٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يجعل عليه أن ينحر ابنه أن عليه مائة ناقة ينحرها. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكنا نأخذ بقول ابن عباس ومسروق بن الأجدع.

٧٢٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا سماك بن حرب عن محمد ابن المنتشر قال: أتى رجل ابن عباس رضي الله عنهما فقال: إني جعلت ابني نحيراً وإني نذرت أن أنحره

اپنے بیٹے یا اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر ماننے کا بیان

٧٢٤ - ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں جو اپنے اوپر اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کو لازم کرلے فرمایا اس پر سو اونٹنیاں ذبح کرنا لازم ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بلکہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مسروق بن الاجدع رحمہ اللہ کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔

٧٢٥ - ... حضرت محمد بن المنتشر رحمہ اللہ سے مروی ہے فرمایا ایک صاحب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور عرض کیا میں نے اپنے بچے کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ مسروق بن الاجدع وہاں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ان صاحب سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان شیخ کے پاس جا بیٹھو ان سے دریافت کیجئے پھر آکر مجھے بتا دیجئے انہوں نے کیا کہا، چنانچہ وہ ان کے پاس گئے ان سے پوچھا حضرت مسروق نے فرمایا اگر وہ مومن ہے تو تم اسے جلدی جنت بھیج دو گے اور اگر وہ کافر ہے تو تم اسے جلد ہی دوزخ پہنچا دو گے جاؤ جا کر ایک مینڈھا ذبح کرو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔ وہ حضرت ابن عباس کے پاس آئے انہیں حضرت مسروق کا قول بتایا حضرت ابن عباس نے فرمایا میں بھی تمہیں وہی حکم دیتا جو مسروق نے دیا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) رزین سے اسی روایت کو صاحب مشکوٰۃ نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ ایک صاحب نے

مشکوٰۃ (ص ۲۹۹)

ومسروق بن الأجدع جالس في المسجد، فقال له ابن عباس رضي الله عنهما: اذهب إلى ذلك الشيخ فسأله ثم تعال فأخبرني بما يقول له، فأتاه فسأله، فقال مسروق: إن كانت نفس مؤمنة قتلت دخلت الجنة، وإن كانت كافرة عجلتها إلى النار، اذبح كبشا فإنه يجزئك، فأتى ابن عباس رضي الله عنهما فأخبره بما قال مسروق، قال: وأنا آمرك بما أمرك به مسروق. قال محمد: فبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٣٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا سماك بن حرب عن محمد بن المنتشر عن

یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمن سے بچالیا تو وہ اپنے آپ کو ذبح کردیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا انہوں نے حضرت مسروق کے پاس بھیجا، انہوں نے فرمایا اپنے آپ کو ذبح مت کرو اس لئے کہ اگر تم اللہ کے یہاں، مومن ہوگے تو تم نے ایک مومن کو قتل کیا اور اگر کافر ہوگے تو جلدی دوزخ میں پہنچ جاؤ گے۔ ایک مینڈھا خرید کر مساکین کے لئے ذبح کرو، اس لئے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام تم سے بہتر تھے ان کے فدیہ میں مینڈھا دیا گیا۔ حضرت ابن عباس کو بتلایا گیا تو انہوں نے فرمایا میں بھی یہی فتویٰ دینا چاہتا تھا۔

جامع مسانید الامام الاعظم (۲: ۲۶۳) پر یوں ہے جس نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانی تھی، حضرت مسروق نے فرمایا اگر وہ مومن ہوگا اور تم نے اسے قتل کردیا تو تم جہنم میں جلدی پہنچ جاؤ گے اور اگر بد ہوگا تو تم نے اسے جہنم جلدی پہنچادیا۔

اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کے ذبح یا نحر کرنے کی نذر مانے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں اس کو ایک بکرا ذبح کرنا پڑے گا، اسی طرح اگر بیٹا یا اپنے غلام کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہو، امام محمد کے یہاں ہے، والد و والدہ کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ ایسی نذر درست نہیں، امام ابو یوسف اور امام زفر کے یہاں اس طرح کی کوئی نذر درست نہیں اس لئے کہ یہ معصیت اور گناہ ہے، طرفین صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے مذہب کو لیتے ہیں جیسے علی و ابن عباس وغیرہ، اس طرح کی بات قیاساً نہیں کہی جاسکتی ضرور یہ سماع ہوگا اور اس لئے کہ ذبح ولد کا وجوب بمنزلہ بکرے کے ذبح کرنے کے واجب ہونے سے عبارت ہے کہ اگر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانی تو اسے ایک بکرا ذبح کرنا پڑے گا (ردالمحتار ۳: ۹۴)

۷۳۶ - ... حضرت محمد بن المنتشر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں روایت کرتے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی الرجل یجعل علیہ أن یذبح نفسہ قال کبشا أو شاۃ. قال محمد وبہ نأخذ

باب من حلف وهو مظلوم

۷۲۷۔ محمد قال أخبرنا أبو حنیفة عن حماد عن إبراهیم قال: إذا استحلف الرجل وهو مظلوم فالیمین علی ما نوی وعلی ما ورّی، وإذا کان ظالما فالیمین علی نیة من استحلفه. قال محمد وبه نأخذ، الیمین فیما بینه وبین الله علی ذلک، وهو قول أبی حنیفة رحمه الله تعالی

ہیں جو اپنے اوپر یہ لازم کرے کہ اپنے آپ کو ذبح کر دے گا۔ فرمایا مینڈھا یا بکرا ذبح کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

وضاحت: ابن ابی شیبہ (۱۲۲۲۲) میں اس کے الفاظ یوں ہیں جو شخص اللہ کے لئے یہ نذر مانے کہ اپنے آپ کو ذبح کرے گا اس پر ایک مینڈھا یا بکری ذبح کرنا لازم ہو گا۔

اگر کوئی شخص اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر مانے تب بھی اس پر ایک بکرا یا دنبہ ذبح کرنے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی۔

مظلوم کے قسم کھانے کا بیان

۷۲۷۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص مظلوم ہونے کی حالت میں قسم کھائے تو قسم اس کی نیت اور اس نے جو توریہ کیا ہو اس کے مطابق ہوگی اور اگر وہ ظالم ہو تو جس نے اس سے قسم لی ہے اس کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس حالت میں قسم کا معاملہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوگا۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: اگر کوئی جابر یا ظالم کسی کو قسم کھلاتا ہے اور انسان قسم اٹھانے اور نیت اس کی وہ نہ ہو جو اس لفظ سے ظاہر ہے تو اس صورت میں قاضی کو اگر یہ معلوم ہو جائے تو وہ اس کے خلاف فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ اس کی تصدیق کرے گا انصاف یہی کرتے ہیں لیکن اگر مظلوم نہ ہو تو اس کی بات غیر معتبر ہوگی ہاں اگر یہ ظالم ہے اور اس سے قسم لی جا رہی ہے تو اس میں قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

کتاب الایمان [illegible] (۳۔۲۲۰، ۱۵۵)

۷۲۸ — محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: اليمين يمينان: يمين تكفر، ويمين فيها الاستغفار، فاليمين التي تكفر فالرجل يقول: والله لا أفعل، ثم يفعل، والتي فيها الاستغفار فالرجل يقول: والله لقد فعلت، ولم يفعل. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

---

۷۲۸ — حضرت ابراہیم نے فرمایا یمین دو قسم کی ہیں ایک قسم وہ ہے جس میں کفارہ آتا ہے اور دوسری وہ ہے کہ جس میں استغفار ہے، جس قسم میں کفارہ آتا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کہے: بخدا میں ایسا کروں گا، اور جس میں استغفار ہے وہ یہ قسم ہے جس میں کہے بخدا میں نے ایسا کیا تھا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) قسم کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ یمین غموس: جس میں انسان کسی گزرے ہوئے کام پر قصداً جھوٹی قسم اٹھاتا ہے ایسا شخص سخت گناہگار ہوگا، اس میں کوئی کفارہ نہیں ہے، ایسے شخص کو توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جھوٹی قسم کھائی اللہ جل شانہ اسے آگ میں داخل کریں گے، جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے حدیث میں یمین غموس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے[1] ایسی قسم کا معاملہ توبہ و استغفار کے اور کوئی کفارہ نہیں، ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

آل عمران ۷۷

بے شک، جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو قلیل قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، وہی لوگ ہیں جن کے لئے کوئی حصہ آخرت میں نہیں۔

اس آیت میں کفارہ کا ذکر نہیں ہے۔

۲۔ یمین منعقدہ: کہ انسان مستقبل سے متعلق ہونے والے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھاتا ہے، اس میں اگر حانث ہو گیا تو کفارہ دینا ہوگا۔

۳۔ یمین لغو: کسی گزرے کام پر یہ سمجھ کر قسم اٹھائے کہ وہ اسی طرح تھا جس طرح وہ قسم اٹھا رہا ہے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہو، ایسی قسم میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مواخذہ نہ ہو۔

---

[1] ریاض الصالحین [illegible]

۷۲۹ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها في اللغو قالت: هو كل شيء يصل به الرجل كلامه لا يريد به يميناً: لا والله، وبلى والله، وهو لا يعقد عليه قلبه. قال محمد: وبه نأخذ، ومن اللغو أيضاً الرجل يحلف على الشيء يرى أنه على ما حلف عليه فيكون على غير ذلك فهذا أيضاً من اللغو، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب التجارة والشرط في البيع

۷۳۰ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا يحيى بن عبد الله عن رجل عن عتاب بن أسيد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال له: انطلق إلى أهل الله، يعني أهل

۷۲۹ ـ ۔۔۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یمین لغو کے بارے میں مروی ہے فرمایا ہر وہ چیز ہے جسے انسان اپنے کلام کے ساتھ ملائے اس سے قسم مراد نہ ہو جیسے لا واللہ، بلی واللہ اور دل میں اس سے قسم کا ارادہ نہ ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے اختیار کرتے ہیں اور یمین لغو یہ بھی ہے کہ کوئی شخص کسی بات پر قسم اٹھائے اور یہ سمجھے کہ وہ معاملہ یونہی تھا جیسے یہ قسم اٹھا رہا ہے حالانکہ وہ اس طرح نہ ہو۔ تو یہ بھی یمین لغو میں داخل ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) یمین لغو میں یہ بھی داخل ہے جو امام محمد نے بتائی یا توں باتوں میں لوگ خدا کی قسم یوں نہیں یوں ہے، ہاں یوں ہے وغیرہ بول دیتے ہیں اور کسی قسم کا ارادہ نہیں ہوتا یونہی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یمین لغو میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی کسی کو دوست سمجھ کر کہے بخدا وہ یہ ہے لیکن وہ اور نکلے۔ اسے لغو اس لئے کہا گیا کہ ان میں قسم مقصود نہیں ہوتی۔

تجارت اور بیع میں شرط کا بیان

۷۳۰ ـ ۔۔۔ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ان سے ارشاد فرمایا تم اہل اللہ یعنی اہل مکہ کے پاس جاؤ اور انہیں چار باتوں سے روک دو: اس چیز کے بیچنے سے جو قبضہ میں نہ ہو اور، ہر چیز کے نفع اٹھانے سے جو انسان کے ضمان میں نہ ہو اور بیع میں دو شرطیں لگانے سے اور بیع اور قرض سے۔ امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے

مائة ۔ وَنَهَاكُم عن أربع خصال ، عن بيع ما لم يقبض ، وعن ربح ما لم يضمن ، وعن شرطين في بيع ، وعن سلف وبيع . قال محمد ، وبهذا كله نأخذ ، وأما قوله ، عن سلف وبيع ، فالرجل يقول للرجل ، أبيعك عبدي هذا بكذا وكذا على أن تقرضني كذا وكذا ، أو يقول ، تقرضني على أن أبيعك فلا ينبغي هذا ، وقوله ، شرطين في بيع فالرجل يبيع الشيء في الحال بألف درهم وإلى شهر بألفين ، فيقع عقدة البيع على هذا فهذا لا يصلح ، وأما قوله ، عن بيع ما لم يضمن فالرجل يشتري الشيء فيبيعه قبل أن يقبضه بربح فليس ينبغي له ذلك ، وكذلك لا ينبغي له أن يبيع شيئاً اشتراه حتى يقبضه ، وهذا كله قول أبي حنيفة إلا في خصلة واحدة : العقار من

جملہ جو فرمایا کہ بیع اور قرض سے منع فرمایا تو اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے کہے میں تمہارے ہاتھ اپنا غلام اتنے اتنے کو بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے اتنے اتنے روپے قرض دو یا یہ کہے کہ تم مجھے قرض دو اس شرط پر کہ میں تمہارے ہاتھ اس چیز کو بیچوں گا، یہ درست نہیں۔ یہ جو فرمایا کہ بیع میں دو شرطیں لگانے سے اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کوئی چیز اس وقت ہزار درہم میں بیچے اور مہینے کے بعد دو ہزار درہم میں، اس پر عقد بیع ہو یہ بھی جائز نہیں ہے۔

جو چیز ضمان میں نہ ہو اس کے نفع سے منع کیا اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور قبضہ کرنے سے قبل اسے نفع کے ساتھ بیچ دے، اس کے لئے ایسا کرنا درست نہیں، اسی طرح یہ بھی درست نہیں کہ کسی ایسی چیز کو قبضہ میں لینے سے پہلے بیچے جو اس نے کسی سے خریدی ہو، یہ سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے سوائے ایک مسئلہ کے مکانات، زمین اور جائیداد کے بارے میں وہ فرماتے ہیں اسے خریدنے والا قبضہ کرنے سے پہلے بیچ سکتا ہے اس لئے کہ یہ چیزیں اپنی جگہ سے ادھر ادھر منتقل نہیں ہوتیں۔ امام محمد نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہاں دوسری چیزوں کی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے۔

(شرح) بیوع فاسدہ میں سے چند اقسام کو یہاں بیان کیا گیا ہے بیع قبل القبض، جو چیز ضمان میں نہ ہو اس کو بیچنا یعنی کوئی چیز خریدی تو قبضہ میں نہیں لی اور کسی اور کے ہاتھ بیچ دی، بیع میں دو شرطیں لگائی جائیں یا ایک، اگر عقد بیع کے تقاضے کے خلاف ہوں اور ان میں احد المتعاقدین یا معقود علیہ کا فائدہ ہو اور وہ اہل استحقاق میں سے ہو جو شریعت نے اسے جائز قرار دیا ہو تو ایسی شرط خواہ ایک ہو یا دو ہوں وہ فاسد ہیں، بیچنا اور قرض سے بھی منع کیا گیا ہے کہ قرض دینا یا بیع کی شرط کے ساتھ بیع کرے۔

في الدور والأرضين قال: لا بأس أن يبيعها الذي اشتراها قبل أن يقبضها، لأنها لا تحول عن موضعها. قال محمد: وهذا عندنا لا يجوز، وهو كغيره من الأشياء.

۷۳۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يشتري الجارية ويشترط عليه أن لا يبيع فكرهه، وقال: ليست بامرأة إن شئت جامعتها ولا يملك بيعها، تصنع بها ما تصنع بجاريتك. قال محمد: وبهذا كله نأخذ، كل شرط اشترط في البيع ليس من البيع فيه منفعة للبائع أو للمشتري فالبيع فيه فاسد، وما كان من شرط لا منفعة فيه لواحد منهما فالبيع

ان کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے، یہ سب صورتیں بیع فاسد کی ہیں۔

کوئی چیز نقد ایک ہزار میں، ایک مہینے کی مدت کے بعد دو ہزار میں بیچتا ہوں، چونکہ عقد کے وقت اس کا ثمن مجہول ہے اس لئے بائع کو معلوم نہیں ہے کہ مشتری پر کتنا ثمن لازم ہوگا اس لئے اسے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر بیع کے وقت ایک کو متعین کر لیا جائے تو جہالت ختم ہو جائے گی اور یہ بیع بالاجل بن جائے گی جس میں یہ طے ہوتا ہے کہ اگر ابھی نقد پیسے دیئے تو ایک ہزار روپے قیمت ہوگی اگر ایک ماہ کے بعد دیئے تو دو ہزار ہوگی یہ جائز ہے جیسا کہ کہا گیا ہے "یزاد فی الثمن لاجل الاجل"۔

اراضی، مکانات وغیرہ میں چونکہ ہلاکت کا ڈر نہیں ہوتا اس لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کی بیع قبل القبض کو جائز قرار دیا ہے اور اشیاء منقولہ میں چونکہ ہلاکت کا ڈر ہوتا ہے اس لئے اس میں غرر کا خدشہ ہوتا ہے اس لئے ان میں قبل القبض بیع سے روکا گیا ہے۔

۷۳۱ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کوئی باندی خریدے اور اس پر یہ شرط لگائی جائے کہ وہ اسے بیچے گا نہیں تو انہوں نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا کہ وہ تمہاری زوجہ نہیں ہے کہ تم نے اس سے شادی کی ہو بلکہ وہ باندی ہے کہ تم اس کے ساتھ وہ کرو جو تم اپنی باندی سے کرتے ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس سب کو اختیار کرتے ہیں، ہر وہ شرط جو بیع میں لگائی جائے اور وہ تقاضائے بیع میں سے نہ ہو، اس میں بائع یا مشتری یا مبیع کا فائدہ ہو وہ لگائی جاتی ہے اس سے بیع فاسد ہوگی اور جو ایسی شرط ہو کہ اس میں ان میں سے کسی کا فائدہ نہ ہو تو ایسی بیع جائز ہوگی اور اس میں شرط لگانا باطل ہوگا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: یہاں جو شرط لگائی جا رہی ہے یہ مقتضی بیع کے خلاف ہے اور اس میں معقود علیہ جاریہ کا فائدہ ہے

البيع جائز والشرط فيه باطل، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۳۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: سمعت عطاء بن أبي رباح وسئل عن ثمن الهر فلم ير به بأساً. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، لا بأس ببيع السباع كلها إذا كان لها قيمة.

باب من باع نخلاً حاملاً أو عبداً وله مال

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۳۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله عنهما

شریعت نے اسے جائز بھی نہیں قرار دیا اس لئے ایسی شرط لگانا درست نہیں اس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

۷۳۲- ... حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے سنا ان سے بلی کی قیمت لینے کے بارے میں پوچھا گیا تھا، انہوں نے اس میں کچھ حرج محسوس نہیں کیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہر قسم کے درندے کو بیچ سکتے ہیں بشرطیکہ قیمت والا ہو۔

(ش) بلی کا بیچنا جائز ہے اس لئے کہ اس سے حشرات الارض اور چوہوں وغیرہ کے دور کرنے کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اس کی کھال کام آ سکتی ہے۔ اسی طرح چیتے بھیڑیئے اور درندوں کی بیع جائز ہے اس لئے کہ یہ مال متقوم ہیں، ان سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، لہذا ان کی بیع بھی ہو سکتی ہے۔ البتہ خنزیر چونکہ نجس العین ہے اس سے انتفاع درست نہیں اس لئے اس کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔

اگر کوئی قلم لگا ہوا کھجور کا درخت بیچے یا ایسا غلام بیچے جس کے پاس مال ہو

۷۳۳- ... حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جس نے کھجور کا ایسا درخت بیچا جس میں قلم لگا ہوا ہو یا ایسا غلام بیچا جس کے پاس مال ہو تو اس درخت کا پھل اور غلام کا مال بائع کا ہوگا الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگا لے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اگر کھجور کے درخت پر پھل نکل آئے یا زمین میں کھیتی اگ آئی ہو اس کا مالک

عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من باع نخلا مؤبرا أو عبدا له مال فالثمرة والمال للبائع إلا أن يشترط المشتري. قال محمد: وبه نأخذ، إذا طلع الثمر في النخل أو كان في الأرض زرع نابت فباعهما صاحبهما فالثمرة والزرع للبائع إلا أن يشترط ذلك المشتري. قال محمد: وبه نأخذ، وكذلك العبد إذا كان له مال، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من اشترى سلعة فيجد بها عيبا أو حبلاً

۷۲۴ - محمد، قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن الهيثم، عن الشعبي، عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه قال في الرجل يشتري الجارية فيطؤها ثم يجد بها عيبا، قال: لا يستطيع ردها، ولكنه يرجع بالنقصان.

دے دیئے تو پھل اور کھیتی بائع کی ہوگی الا یہ کہ خریدار اس کی شرط لگا لے کہ یہ میرے ہوں گے۔ امام محمد نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر غلام کے پاس مال ہو تب۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مسائل یہ ہیں۔ یہ کہ اگر کوئی شخص کھجور کا باغ بیچے اور پھل کا درخت بیچتا ہے اور اس میں کھجور لگ گیا یا پھل لگے ہوں تو اس کا پھل بائع کا ہوگا اس لئے کہ حدیث میں یہ آیا ہے جس نے ایسی زمین فروخت کی جس میں کھیتی لگی ہوں تو پھل بائع کا ہوگا اور اگر خریدار اس کی شرط لگا لے کہ وہ درخت میں پھل کے ساتھ خریدتا ہوں تب اس کی ہے کہ پھل اور کھیتی کا استعمال قرار کے لئے نہیں ہے وقتی ہے جیسا کہ اس کی مثال اس سامان کی سی ہے جو گھر میں رکھا ہو وہ بائع کا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح غلام کے پاس جو مال ہے وہ مولیٰ کا ہوگا بیچنے میں وہ مال داخل نہ ہوگا۔

کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور اس میں عیب یا حمل پائے تو اس کا بیان

۷۲۴ ۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو باندی خریدے اس سے وطی کرے پھر اس میں کوئی عیب پائے فرمایا وہ اسے واپس نہیں کر سکتا البتہ عیب کی وجہ سے جو نقصان آیا ہے اس کا مطالبہ کرے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے (اس سے وطی نہ کی ہو اور اس کے پاس کوئی عیب پیدا ہو جائے پھر اسے وہ عیب پہلے کا معلوم ہو جائے جو بائع نے اس سے چھپایا تھا تو وہ واپس نہیں کر سکتا البتہ اس عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی

العيب. قال محمد: وبهذا نأخذ، وكذلك إن لم يطأها وحدث بها عيب عنده ثم وجد بها عيباً دلسه له البائع فإنه لا يستطيع ردها، ولكنه يرجع بحصة العيب الأول من الثمن إلا أن يشاء البائع أن يأخذها بالعيب الذي حدث عند المشتري، ولا يعطه للعيب الأول شيئاً ولا يرضى بنقص، وإن شاء ذلك أخذها وأعطى الثمن كله، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٣٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: من باع جارية حبلى ثم ادعى الولد المشتري والبائع جميعاً فهو للمشتري، وإن ادعاه البائع ونفاه المشتري فهو

آئی ہے وہ واپس لینے کا الا یہ کہ بائع اسے اس عیب کے ساتھ واپس لینا پسند کرے جو خریدار کے یہاں پیدا ہوا ہو۔ بائع اس عیب کی وجہ سے تاوان یا اولیٰ کی بنا پر کچھ کا مطالبہ نہیں کرے گا مگر اگر اسے لینا چاہے تو واپس لے لے اور پوری قیمت واپس کر دے۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مبیع خریدنے کے بعد اگر خریدار کو اس میں کسی عیب کا پتہ چلے تو اسے یہ اختیار ہے کہ چاہے تو پوری قیمت پر اسے لے یا واپس کر دے، یہ نہیں کر سکتا کہ اسے رکھ لے اور عیب کی وجہ سے جو نقصان آیا ہے وہ وصول کرے۔ عیب کی وجہ کا واپس اس لئے کر سکتا ہے کہ واپس نہ کرنے میں اس کا نقصان ہے اس نے صحیح سالم چیز خریدنا چاہی تھی لیکن اس کے بدلے نقصان عیب کا اس لئے مطالبہ نہیں کر سکتا کہ اوصاف کے بدلے کوئی چیز نہیں آتی الا یہ کہ اوصاف ہی مقصود بالذات بن جائیں۔ اگر مشتری کے پاس کوئی عیب پیدا ہو جائے پھر اسے یہ معلوم ہو کہ بائع کے پاس اس میں فلاں عیب تھا ایسی صورت میں نقصان عیب کا مطالبہ کر سکتا ہے مبیع واپس نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس میں بائع کا نقصان ہوگا الا یہ کہ بائع اس عیب کے ساتھ اسے لینا پسند کرے۔

۷۳۵ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا جس نے حاملہ باندی کو بیچا پھر بائع اور مشتری دونوں بچے کا دعویٰ کریں تو بچہ مشتری کا ہوگا لیکن اگر بائع اس کا دعویٰ کرے اور مشتری اس کی نفی کر دے تو بچہ بائع کا ہوگا اور اگر وہ دونوں اس کی نفی کر دیں تو وہ بچہ مشتری کا غلام بنے گا۔ اور ان دونوں کو اس کے بارے میں شک ہو تو وہ دونوں کا مشترک ہوگا اور ان کا وارث بنے گا اور یہ اس کے وارث بنیں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر مشتری کے یہاں چھ ماہ سے کم مدت میں باندی کا بچہ ہو جائے اور دونوں بائع و مشتری ایک ساتھ اس کے دعوے دار ہوں تو وہ بائع کا بیٹا شمار ہوگا اور اس کی

وبعده، وإن نفياه جميعاً فهو عبد المشتري، وإن شكا فيه فهو بينهما ليس فيهما دعوى ثابتة. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكنا نقول: إن جاءت به عند المشتري لأقل من ستة أشهر فادعياه جميعاً فهو ابن البائع، وينتقض البيع فيه وفي أمه، وإن جاءت به لأكثر من ستة أشهر منذ وقع الشراء فهو ابن المشتري ولا دعوة للبائع فيه على كل حال، وإن شكا فيه أو جحداه فهو عبد المشتري، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٣٦٠ — محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا وطئ المملوكة ثلاثة نفر في طهر واحد فادعوه جميعاً فهو للآخر، وإن نفوه جميعاً فهو عبد للآخر. وإن قالوا: لا ندري لم يرثوه ولم يرثهم. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولكنهم إن ادعوه جميعاً أُلحق بهم جاءت به مملكه الآخر، وإن كانت جاءت به لأكثر من ستة أشهر فهو ابن المشتري الآخر.

اس کی ماں کی بیع ختم کر دی جائے گی، اور اگر خریداری کے چھ ماہ کے بعد بچہ ہو تو وہ خریدار کا بیٹا ہوگا اور اس کے بارے میں بائع کا دعویٰ ہر صورت کالعدم ہوگا۔ لیکن اگر اس کے بارے میں وہ دونوں کو شک ہو یا وہ دونوں اس کا انکار کر دیں تو وہ بچہ مشتری کا غلام ہوگا۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: اگر کوئی شخص باندی بیچ دے اس کا بچہ ہو اور بائع اس پر دعویٰ کر دے اگر بچہ فروخت کے بعد چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا ہو تو یہ بائع کا بیٹا بنے گا اور اس کی ماں اس کی ام ولد بن جائے گی اور یہ بیع ختم کر دی جائے گی اس لئے کہ ام ولد کی بیع درست نہیں۔ اگر مشتری بھی بائع کے دعویٰ کے ساتھ یا اس کے بعد دعویٰ کرے تو بائع کا دعویٰ اولیٰ ہوگا لیکن اگر بیع کے دو سال سے زائد عرصہ کے بعد بچہ ہو تو بائع کا دعویٰ درست نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ مشتری اس کی تائید و تصدیق کر دے تو اسے بائع کا بیٹا بنا دیا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے اس سے شادی کر لی ہوگی بیع ختم نہیں کی جائے گی۔ بچہ اگر فروخت کے چھ ماہ سے زائد اور دو سال سے کم مدت میں ہو تو بائع کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ مشتری اس کی تصدیق کر دے۔

۳۶۰ — ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کسی مملوکہ باندی سے تین آدمی ایک طہر میں وطی کریں اور سب اس بچے کا دعویٰ کریں تو وہ بچہ آخری والے کا ہوگا اور اگر سب اس کا انکار کر دیں تو آخری والے مالک کا غلام ہوگا اور اگر وہ کہیں ہمیں معلوم نہیں کس کا ہے تو وہ اس بچے کے وارث نہیں ہوں گے اور وہ ان سب کا

وإن كانت جاءت به لأقل من ستة أشهر منذ باعها الأول فهو ابن الأول، وإن نفوه جميعًا أو شكوا فيه فهو عبد للآخر، ولا يثبت النسب بالشك حتى يأتي اليقين، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الفرقة بين الأمة وزوجها وولدها

۷۳۴۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الله بن الحسن قال: أقبل زيد بن حارثة رضي الله عنه برقيق من اليمن، فاحتاج إلى النفقة ينفق عليهم، فباع غلامًا من الرقيق كانت معه أمه، فلما قدم على النبي صلى الله عليه وسلم أصبح الرقيق فبصر بالأم، فقال: ما لي أرى هذه والهة؟ فقال: احتجنا إلى نفقة فبعنا ابنها، فأمره أن يرجع فيرده. قال محمد: وبهذا نأخذ، لا ينبغي أن يفرق بين الوالدة أو الوالد وولده إذا كان صغيرًا، وكذلك الإخوان وكل ذي رحم

وارث بنے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر تینوں اس کا دعوی کریں تو ہم یہ دیکھیں گے کہ آخری مالک کے پاس آنے کی کتنی مدت بعد اس نے بچہ جنا ہے اگر چھ ماہ سے زائد مدت میں بچہ پیدا ہوا ہو تو وہ آخری مشتری کا بچہ شمار ہوگا اور اگر پہلے مالک کے بیچنے کے بعد چھ ماہ سے کم مدت میں وہ بچہ پیدا ہوا ہو تو وہ پہلے والے کا بچہ شمار ہوگا، اور اگر سب اس کی نفی کر دیں یا اس کے بارے میں شک کریں تو وہ آخری والے کا غلام بنے گا شک کی وجہ سے اس وقت تک نسب ثابت نہیں ہوتا جب تک یقین نہ ہو جائے۔ یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

لونڈی، اس کے شوہر اور بیٹے کے درمیان جدائی کا بیان

۷۳۴۔ ۔ حضرت عبد اللہ بن حسن نے فرمایا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ یمن سے غلام لے کر آئے ان پر اخراجات کے لئے پیسوں کی ضرورت پڑی تو انہوں نے غلاموں میں سے ایک ایسے غلام کو بیچ دیا جس کی ماں اس کے ساتھ تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو آپ نے غلاموں کا حال پوچھا اور اس ماں کو دیکھ کر فرمایا کیا بات ہے اسے پریشان دیکھ رہا ہوں؟ عرض کیا ہمیں خرچ کی ضرورت پڑی تھی ہم نے اس کے بیٹے کو بیچ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ واپس جا کر اسے لے آئیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے اختیار کرتے ہیں یہ مکروہ سمجھتے ہیں کہ والدہ یا والد اور اس

محرم منه كانا صغيرين، أو كان أحدهما صغيرا، ولا ينبغي أن يفرق بينهما في البيع، فإذا كانا كبيرين كلاهما فلا بأس بالفرقة بينهما، وهذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۳۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن ابن مسعود رضي الله عنه في المملوكة تباع ولها زوج قال: بيعها طلاقها. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، نرى أنها امرأته وإن بيعت، وقال بقولنا ذلك عمر بن الخطاب وعلي بن أبي طالب وعبد الرحمن بن عوف.

کے بیچنے میں تفریق کی جائے اگر وہ دونوں چھوٹے ہوں، اس طرح دو بھائیوں اور جو ذی رحم محرم ہیں اگر وہ دونوں چھوٹے ہوں یا ان میں سے ایک چھوٹا ہو بیچنے میں بھی انہیں الگ الگ نہیں بیچنا چاہیے ہاں اگر وہ سب بڑے ہوں تو ان کو جدا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کسی شخص کے پاس دو ذی رحم محرم غلام ہوں جیسے باپ بیٹا، ماں بیٹا، دو بھائی وغیرہ دونوں چھوٹے ہوں یا ایک چھوٹا ہو تو ان میں جدائی نہیں کرنا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت بھیجی ہے جو ماں اور اس کے بیٹے اور بھائی بھائی میں تفریق و جدائی کرے[1] چھوٹا بڑے سے مانوس ہوتا ہے بڑا اس کی دیکھ بھال کرتا ہے جدائی کرنے میں بچوں پر شفقت و رحمت کے بجائے سختی لازم آئے گی اس لئے اس سے منع کیا گیا ہے یہ ممانعت ایسی قرابت میں ہے جن میں آپس میں نکاح حرام ہو، اگر کسی نے ایسا کیا تو یہ مکروہ ہے لیکن بیع درست ہو جائے گی گناہ گار ہوگا، حدیث میں آیا ہے جو شخص ماں اور بیٹے میں تفریق کرے گا اللہ جل شانہ جنت میں اس کے اور اس کے دوستوں میں جدائی کر دیں گے، لیکن اگر دونوں بڑے ہوں تو تفریق و جدائی کر سکتے ہیں، اسی طرح زوجین چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے ان میں بھی تفریق کر سکتے ہیں اس لئے کہ ممانعت چھوٹے ذی رحم محرم کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ اور ان کی بہن سیرین میں تفریق کی تھی وہ دونوں بہنیں مقوقس قبطی نے آپ کو ہدیۃً دی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے پاس رکھ لیا اور سیرین حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔

۷۳۸ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس مملوکہ باندی کے بارے میں مروی ہے جسے بیچا جائے

---

[1] رواہ الترمذی واحمد والدارقطنی۔

وحذيفة بن اليمان رضي الله تعالى عنهم، ولكنا لا نرى أن يفرق بينهما في بيع وهي امرأته على حالها وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب السلم فيما يكال ويوزن

۳۹۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أسلم ما يكال فيما يوزن وما يوزن فيما يكال، ولا تسلم ما يكال فيما يكال ولا ما يوزن فيما يوزن، وإذا اختلف النوعان فيما لا يكال ولا يوزن فلا بأس به اثنين بواحد يدا بيد، ولا بأس به نسأ، وإذا كان من نوع

اور اس کا شوہر موجود ہو خرید لیا، اس کا بیچنا اس کی طلاق ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے وہ اس کی بیوی رہے گی چاہے اسے بیچ کیوں نہ دیا جائے، فرمایا یہی بات حضرت عمر بن الخطاب حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے مروی ہے ان کو جدا جدا کر کے بیچنا درست ہے، اور وہ باندی اسی طرح اس کی بیوی رہے گی یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

کیلی (ماپ) اور وزنی (تولی جانے والی) چیزوں میں بیع سلم کا بیان

۳۹۵ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کیلی کا موزون سے بیع سلم کرو اور موزون کا کیلی سے، اور بیع سلم نہ کرو کیلی کی کیلی سے اور موزون کی موزون سے اور جب وہ دونوں جنسیں الگ ہوں غیر کیلی اور غیر موزون ہیں تو دو کو ایک کے بدلے دے سکتے ہیں، ہاتھ در ہاتھ اور ان کے ادھار بیچنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر جنس ایک ہو لیکن غیر کیلی اور غیر موزون ہوں تو ان میں نقداً (ہاتھوں ہاتھ) ایک کو دو کے بدلے بیچ سکتے ہیں امام محمد نے فرمایا ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) بیع سلم میں چند شروط کے ساتھ مبیع بائع کے ذمہ دین ہوتا ہے، اس میں مبیع کے قبضہ سے قبل ثمن پر قبضہ کر لیا جاتا ہے، بیع سلم جائز ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ جل شانہ نے موقت بیع سلم کو جائز قرار دیا ہے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ﴾ اے ایمان والو! جب ادھار کا معاملہ کسی مدت معین

وليمسه مما لا يقال. فلا يورث فلا بأس به. فإن لم يطعمه بعد أبيه. قال محمد: وبهذا كله نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۴۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يكون له على الرجل الدين فيجعله في السلم قال: لا خير فيه حتى يقبضه. قال محمد: وبه نأخذ [illegible]

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ (البقرة - ۲۸۲) مدت کے لئے قرض لو تو اس کو لکھ لیا کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز بیچنے سے منع فرمایا ہے جو انسان کے پاس موجود نہ ہو البتہ بیع سلم کی اجازت مرحمت فرمائی۔ بیع سلم میں مال کی خریداری قبضہ ہوتا ہے بیچنا پہلے ہوتا ہے بعد میں، ضرورت و حاجت کی وجہ سے اسے جائز کیا گیا ہے۔ بیع سلم سات شرطوں کے ساتھ صحیح ہوتی ہے، جنس معلوم ہو، نوع معلوم ہو، صفت معلوم ہو، مقدار معلوم ہو، مدت معلوم ہو، راس المال کی مقدار معلوم ہو، اور وہ جگہ متعین ہو جہاں مسلم فیہ حوالے کی جائے گی اگر وہ بھاری اور بوجھ والی ہو۔

کیلی کو موزون کے بدلے اور موزون کو کیلی کے بدلے بیچ سکتے ہیں بشرطیکہ موزون مسلم فیہ بن سکتا ہو اسے صحیح بنایا جائے اور اوصاف کے ذریعہ متعین کیا جائے۔ [illegible] الفتاوی الہندیہ ج ۳، ۱۰۱۔

موزون کی بیع سلم موزون سے نہیں کی جائے گی۔ غیر کیلی اور غیر موزون کی نوعیت مختلف ہو تو ایک کو دوسرے کے بدلے بیچ سکتے ہیں لیکن نقد اور ہاتھ در ہاتھ اگر ادھار بیچا ہو اور مسلم فیہ ہو صفات کے ساتھ ایسا متعین ہو سکتا ہو کہ وہ صفات اوصاف کی طرح بن جائے تو اس میں ادھار بھی بیچ سکتے ہیں۔ اگر غیر کیلی و غیر موزون ایک نوع سے ہوں تو ایک کو دوسرے کے بدلے نقد ہاتھ در ہاتھ بیچ سکتے ہیں ادھار نہیں۔

۷۴۰ ... حضرت ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کا کسی پر دین ہو وہ اسے سلم میں شامل کر دے فرمایا اس میں کوئی خیر نہیں ہے جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ یہ بیع الدین بالدین ہے یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) بیع سلم اس وقت تک درست نہیں ہوتی جب تک راس المال پر مجلس سے جدا ہونے سے قبل قبضہ نہ کرے اس لئے کہ راس المال اگر قرض میں ہو تو اس صورت میں قبضہ سے قبل جدائی دین کی دین سے بیع ہے اور وہ منع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار کو ادھار کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اگر راس المال معین ہے تو اس میں اس لئے درست نہیں کہ بیع سلم کی وضع عاجل (نقد) کو آجل

بيع الدين بالدين، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب السلم في الفاكهة إلى العطاء وغيره

٧٤١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: يكره السلم إلى الحصاد وإلى العطاء. قال محمد: وبه نأخذ لأنه أجل مجهول يتقدم ويتأخر، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٤٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يسلم في الفاكهة إلى العطاء وأخذ قفيزا قفيزا؟ قال: لا خير فيه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

د وعطاء الگ سے لیا جاتا ہے۔ سلف وسلم میں رأس المال پر فوری قبضہ ضروری ہے لہٰذا احد العوضین پر اگر قبضہ نہ ہو تو یہ سلم نہ بنے گی۔

میووں میں خیرات وغیرہ ملنے تک بیع سلم کا بیان

٧٤١ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کھیتی کٹنے اور خیرات وغیرہ ملنے تک کی مدت متعین کر کے بیع سلم کرنا مکروہ ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ یہ میعاد اجل مجہول ہے جو آگے پیچھے ہو سکتی ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: حدیث شریف میں آتا ہے فرمایا ہے جو شخص بیع سلم کرے وہ متعین مدت میں بیع سلم کرے۔ کھیتی کے کٹنے کی مدت متعین نہیں ہوتی آگے پیچھے ہو سکتی ہے اس لئے اس صورت میں بیع سلم درست نہ ہوگی، اسی طرح عطاء وخیرات ملنے کا بھی اجل نہیں ملتے اس میں بھی مدت مجہول ہے۔

٧٤٢ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو میووں میں خیرات وعطا ملنے کی مدت پر بیع سلم کرے اور ایک ایک قفیز کر کے لے گا فرمایا اس میں کوئی خیر نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: یہاں بھی مدت مجہول ہے اس لئے اس طرح کی بیع سلم درست نہیں۔

٧٤٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم في الرجل يسلم في الثمر قال: لا، حتى يطعم. قال محمد: وبه نأخذ، لا ينبغي أن يسلم في ثمر غائب في أيدي الناس من حين يعقد إلى يوم يحل أجلها ويجعل أجل السلم قبل انقطاعها، وإن فعل ذلك فهو جائز وإلا فلا خير فيه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب السلم في الحيوان

٧٤٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: دفع عبد الله بن مسعود رضي الله عنه إلى زيد بن خويلدة البكري مالاً مضاربة، فأسلم زيد إلى عتريس بن عرقوب الشيباني في قلائص، فلما حلت أخذ بعضاً وبقي بعض، فأعسر عتريس وبلغه أن المال لعبد الله رضي الله عنه

---

۷۴۳ . . . حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو پھل میں بیع سلم کرے فرمایا اس وقت تک جائز نہیں جب تک کھانے کے قابل نہ ہو جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ایسے پھل میں بیع سلم نہیں کرنی چاہئے جو لوگوں کے ہاتھ میں نہ ہو مگر یہ کہ وہ زمانہ اس پھل کا ہو اور لوگوں کے پاس موجود ہو اور بیع سلم کی مدت اس پھل کے ختم ہونے سے قبل کی متعین کی جائے ایسا کرے گا تو جائز ہوگی ورنہ اس میں کوئی خیر نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

(ش) بیع سلم اس وقت تک درست نہیں جب تک (مسلم فیہ) بیع عقد سلم سے لے کر بیع حوالہ کرنے کی مدت آنے تک موجود نہ ہو یعنی وہ بازار سے اس مدت کے دوران غائب نہ ہو بلکہ بازار میں موجود ہو۔ اگر مسلم فیہ بازار میں موجود نہ ہو تو اس عقد سلم کے وقت یا متعین مدت کے آنے پر یا عقد اور تسلیم کرنے کے درمیان زمانے میں تو بیع سلم درست نہ ہوگی۔

حیوان میں بیع سلم کا بیان

۷۴۴ . . . حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن خویلدہ کو کچھ مال مضاربۃ دیا۔ زید نے عتریس بن عرقوب شیبانی کو کچھ مال اونٹوں میں بیع سلم کے لئے دے دیا جب وقت مقرر آگیا تو بعض اونٹ دے دیے اور بعض باقی رہ گئے اسی دوران عتریس تنگدست ہو گئے اور انہیں یہ

فأتاه يتقاضاه، فقال عبد الله رضي الله عنه: أتعطيه؟ قال: نعم، ثم رسل زيد فسأله، فقال له عبد الله رضي الله عنه: رده ما أخذت وخذ رأس مالك، ولا تسلمن مالنا في شيء من الحيوان. قال محمد: وبهذا نأخذ، لا يجوز السلم في شيء من الحيوان وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اطلاع دی کہ یہ مال حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا تھا چنانچہ وہ ان کے پاس کچھ آسانی طلب کرنے آئے حضرت عبد اللہ نے پوچھا کیا زید نے وصول کیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، چنانچہ حضرت عبد اللہ نے زید کے پاس آدمی بھیجا ان سے اس بارے میں دریافت کیا اور فرمایا تم نے جو لیا ہے وہ واپس کر دو اور رأس المال لے لو اور آئندہ کسی حیوان کے بارے میں بیع سلم نہ کرنا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں حیوان میں بیع سلم درست نہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) حیوانات میں بیع سلم جائز نہیں ہے اس لئے کہ ان میں بڑا فرق ہوتا ہے یہ ان عددی چیزوں میں سے نہیں جن میں تفاوت ہو سکتا ہے وصف کے ذریعہ ان کا انضباط نہیں ہو سکتا پھر موٹے دبلے اور نوع و اقسام، رفتار اور دوسرے باطنی امور کے لحاظ سے بھی ان میں بہت فرق ہوتا ہے۔ یہی بات غلاموں اور باندیوں میں بھی ہے ایک طرح کے دو غلام اور دو باندیوں میں عقل اور عادات و اخلاق کے لحاظ سے بہت فرق ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان میں بیع سلم سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا حیوان میں اس کے تمام اقسام شامل ہوں گے البتہ مچھلیاں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے یہاں حیوان میں بیع سلم درست ہے کیونکہ اس کی جنس، عمر، نوع اور صفت کا بیان ممکن ہے اس کے علاوہ امور میں تفاوت بہت کم رہ جاتا ہے اس لئے یہ کپڑوں کی طرح ہو جائیں گے۔ لیکن ہم مذکورہ بالا حدیث اور اثر ابن مسعود سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنس، عمر، نوع اور اوصاف کے ذکر کرنے کے بعد بھی باطنی امور کی وجہ سے مالیت میں بہت فرق باقی رہ جاتا ہے جس سے جھگڑے کا خدشہ ہوتا ہے بخلاف کپڑوں کے کہ وہ بندوں کے بنائے ہوتے ہیں اگر ایک مشین پر بنائے جائیں تو ان میں بہت کم تفاوت ہوتا ہے۔

باب الكفيل والرهن في السلم

٧٤٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: لا بأس بالرهن والكفيل في السلم. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٤٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في السلم في العروض يأخذ الكفيل قال: لا بأس به. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب السلم يأخذ بعضه وبعض رأس ماله

٧٤٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو عمرو عن سعيد بن جبير عن ابن

بیع سلم میں کفیل اور رہن کا بیان

۷۴۵ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا بیع سلم میں کفیل لینے اور رہن رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۴۶ ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے چیزوں کی بیع سلم کے بارے میں کفیل لینے میں یہ مروی ہے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

رش : رہن مبیع کے بدلے کفالت درست ہے اس لیے کہ اس میں مبیع کے سپرد کرنے کی ذمہ داری لی جاتی ہے۔ اسی طرح راس مال السلم اور ثمن صرف اور مسلم فیہ کے بدلے رہن درست ہے اس لیے کہ یہ بھی ضمانت ہوتی ہے لہٰذا مال ہونے کے لحاظ سے اس سے استیفاء ممکن ہے اور یہی مقصود بھی ہوتا ہے۔ رہن بھی دیگر ضمانتوں کے برابر ہوتا ہے یعنی یہ یا دین جو ادا کئے یا معاف کرائے بغیر ساقط نہیں ہوتا ہے۔

بیع سلم میں کچھ مال اور کچھ راس المال لینے کا بیان

۷۴۷ ۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بیع سلم والا وقت آنے پر کچھ مال لے اور باقی

عباس رضي الله عنهما في السلم يحل فيأخذ بعضه ويأخذ بعض رأس ماله فيما بقي قال: هذا المعروف الحسن الجميل. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب السلم في الثياب

۷۴۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أسلم في الثياب وكان معروفا طوله وعرضه ورقعته فليس به بأس، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. قال محمد: وبه

کے بدلے راس المال لے، فرمایا یہ عمدہ بہتر اور اچھی بات ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) رب السلم اگر مسلم فیہ پر قبضہ کرنے سے پہلے اقالہ کرے اور مسلم فیہ اس کے پاس بعینہ موجود ہو تو اقالہ جائز ہوگا۔ رب السلم کو یہی چیز واپس دینا ہوگی جو لی ہے لیکن اگر بعض مسلم فیہ میں اقالہ کرے اور مدت معینہ گزرنے کے بعد ہو تو اقالہ اس کی مقدار میں جائز ہوگا جب کہ باقی ماندہ ایک جزء معلوم ہو جیسے نصف ثلث وغیرہ، باقی ماندہ میں سلم مدت معینہ کے آنے پر ہوگی۔ لیکن اگر مدت آنے سے قبل ہو اور اقالہ میں باقی ماندہ کی تعجیل کی شرط لگائے تو بھی اقالہ جائز ہوگا اور باقی ماندہ میں سلم اس وقت کے آنے پر ہوگی اگر باقی کو وقت سے پہلے جلدی دینے کی شرط لگائی تو یہ شرط درست نہ ہوگی اقالہ صحیح ہو جائے گا۔ کما فی الفتاوی العالمگیریہ (۳/۱۹۰)۔

کپڑوں میں بیع سلم کا بیان

۷۴۹ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جب کوئی شخص کپڑوں میں بیع سلم کرے، اس کا عرض اور لمبائی معلوم ہو تو جائز ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر طول و عرض مثلاً باریک، جنس اور وقت معلوم ہو اور جدا ہونے سے قبل پیسے نقد دے دیئے ہوں تو جائز ہے۔

(شرح) کپڑے کا طول و عرض، جنس اور نوع معلوم و متعین ہوں تو اس میں بیع سلم جائز ہے اور اس طرح یہ کیل و موزون کے ساتھ مل جائے گا، ضرورت کی وجہ سے اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔ کپڑے سے غیر سلا کپڑا مراد ہے، سلے کپڑے جیسے پوستین، ٹوپیاں، موزے وغیرہ میں بیع سلم جائز نہیں۔ اگر کوئی کپڑا وزنی

بأس بما سمى من الطول لها والعرض والرقعة والجنس والأجل ويقبض الثمن قبل أن يتفرقا فلا بأس بذلك.

۷۹۹ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يسلم الثياب في الثياب، قال: إذا اختلفت فلا بأس به. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب السوم على سوم أخيه

۸۰۰ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن أبي سعيد الخدري وأبي هريرة رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يستام الرجل على سوم أخيه، ولا يخطب على خطبته، ولا تناجشوا، ولا تبايعوا بإلقاء الحجر، ومن استأجر أجيراً فليعلمه أجره، ولا تزوج المرأة على عمتها ولا على خالتها، ولا تسأل المرأة طلاق أختها لتكتفئ ما في صحفتها فإن الله عز وجل رازقها. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وأما قوله: ولا تناجشوا فالرجل

کر کے بیچا جاتا ہو تو طول کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے اس لئے کہ اس کے بغیر اس میں جہالت رہے گی۔

۷۹۹ ـ ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کپڑے سے کپڑے کی بیع سلم کرے فرمایا اگر ان کی قسمیں مختلف ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

اپنے مسلمان بھائی کے بول پر بول لگانا

۸۰۰ ـ ... حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کوئی شخص کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ کرے، نہ اس کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجے، اور بیع نجش نہ کرو، اور نہ پتھر مار کر بیع کرو، اور جو شخص کسی مزدور کو کرایہ پر لے اسے چاہیے کہ مزدوری بتا دے، اور نہ نکاح کیا جائے کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے ہوتے ہوئے، اور نہ سوال کرے کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا تاکہ جو کچھ اس کے برتن میں ہے وہ انڈیل لے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو رزق دینے والا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ یہ جو فرمایا نجش نہ کرو اس کا مطلب ہے کہ کوئی شخص کوئی چیز بیچے دوسرا آدمی اسکے

بيع النجش [illegible] الزيادة في الثمن [illegible] [illegible] البيع [illegible]

[illegible] وأما قوله [illegible] بالقاء الحجر [illegible]

دام بڑھا کر لگائے حالانکہ اس کا ارادہ خریدنے کا نہ ہو مقصد یہ ہو تاکہ دوسرے کو پھنسائے اور وہ اس کے دام پر خریدے یہ نجش ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ یہ جو فرمایا کہ پتھر مار کر بیع مت کرو۔ زمانہ جاہلیت میں بیع کی ایک قسم تھی ان میں سے ایک شخص کہتا تھا جب کسی چیز پر پتھر ڈال دوں گا تو بیع مکمل اور لازم ہو جائے گی یہ مکروہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے اس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

شرح: اگر کوئی شخص کسی چیز کا بھاؤ کر رہا ہو، ابھی بات مکمل نہیں ہوئی ہو، دونوں بات چیت میں مصروف ہوں یا بائع کا رجحان ہے تو کسی دوسرے کو اس کا بھاؤ نہیں لگانا چاہیے خریدنے والا چاہے مسلمان ہو یا ذمی لیکن اگر بائع کا رجحان نہ ہو تو بھاؤ لگا سکتے ہیں۔

اگر کوئی شخص کہیں پیغام نکاح بھیجے اور دونوں کی بات چیت چل رہی ہو لڑکی والوں کی طرف سے نفی میں جواب مل جائے یا ان کا رجحان نہ ہو تو پیغام نکاح بھیج سکتے ہیں۔

نجش میں دھوکہ دیا جاتا ہے خریدنے کا ارادہ نہیں ہوتا دوسرے کو پھنسانے کے لئے بڑھا چڑھا کر دام لگائے جاتے ہیں اس لئے یہ مکروہ ہے لیکن نیلام جائز ہے، خریدنے کا ارادہ ہو اور بولی بڑھا کر لگائے تو جائز ہے۔

بیع بالقاء الحجر میں بائع یا مشتری کہتا ہے کہ اگر میں نے کسی چیز پر پتھر پھینک دیا تو بیع لازم ہو جائے گی یہ ناجائز ہے۔

مزدور سے مزدوری پہلے طے کر لینا چاہیے اور اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دینا چاہیے تاکہ کسی کی حق تلفی یا لڑائی جھگڑا نہ ہو۔

کسی عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ یا اس کی بھتیجی یا بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع نہیں کرنا چاہیے یہ چاہے قریب ہوں یا دور کی دونوں کا حکم ایک ہی ہے حدیث مشہور میں اس کی ممانعت آئی ہے اور [illegible] [illegible] سے آیت:

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ

پھر یہ ثابت کی جا سکتی ہے۔ ان کو جمع کرنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے تاکہ آپس میں لڑائی جھگڑا اور

الجاهلية يقول أحدهم: إذا ألقيت الحصاة فقد وجب البيع. فهذا كله ونحوه يدخل في البيع فيه فاسد.

باب حمل التجارة إلى أرض الحرب

۷۵۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في التاجر يحمل التجارة إلى أرض الحرب: إنه لا بأس بذلك ما لم يحمل إليهم سلاحًا أو كراعًا أو سبيًا. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

نیلام کی نہ ہو، اس لئے کہ سوکنوں میں عام طور سے بغض و حسد پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ان کو بیع کرنے سے منع کر دیا گیا۔

کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی شادی شدہ مرد سے شادی کرنے کے لئے یہ شرط لگائے کہ پہلے اپنی دوسری بیوی کو طلاق دو پھر تم سے شادی کروں گی تاکہ اس کی ساری محبت خود سمیٹ لے، ایسا کرنا منع ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کا نصیب اور رزق دیتا ہے، اپنے فائدہ کے لئے دوسرے کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔

دار الحرب کی طرف سامانِ تجارت لے جانے کا بیان

۷۵۱ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے اس تاجر کے بارے میں فرمایا جو دار الحرب جاتا ہو کہ اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ان کے پاس ہتھیار، گھوڑے اور سامانِ جنگ نہ لے جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: دار الحرب سامانِ تجارت لے جا سکتے ہیں لیکن ایسی چیزیں نہیں لے جانا چاہیے جن سے دشمن فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکے مثلاً آلاتِ جنگ، اسلحہ، گولہ بارود وغیرہ۔

باب التجارة فی العصیر والخمر

۷۵۴، محمد قال: اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم فی العصیر قال: لا بأس بأن تبیعه ممن یصنعه خمرًا. وبه نأخذ وهو قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی.

۷۵۴، محمد قال: اخبرنا ابو حنیفة قال حدثنا محمد بن قیس عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: سأله رفیق له عن بیع الخمر وعن اکل ثمنها فقال: قاتل الله الیهود حرمت علیهم الشحوم التی یأکلونها فاستحلوا بیعها واکل ثمنها، ان الله حرم الخمر فحرام بیعها واکل ثمنها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی.

انگور کے رس اور شراب کی تجارت کا بیان

۷۵۴، ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے انگور کے رس کے بارے میں مروی ہے کہ تم اس کو اس شخص کے ہاتھ بیچ سکتے ہو جو اس سے شراب بناتا ہے۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) شراب کو پینا، پلانا، بیچنا خریدنا سب حرام ہے، لیکن انگور کا رس بیچ سکتے ہیں اس لئے کہ وہ صرف شراب بنانے کے کام نہیں آتا، اس کے بیچنے سے منع کیا گیا ہے، اس لئے کہ معصیت نفس بیع کے ساتھ متحقق نہیں ہوتی بلکہ اس کو شراب بنانے کے بعد متحقق ہوتی ہے بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اس لئے کہ اس میں معصیت میں اعانت لازم آتی ہے، بعض حضرات نے کہا ہے کہ شراب بنانے والا کافر ہو تب یہ حکم ہے اگر مسلمان ہو تو مکروہ ہے، قہستانی نے فاتر کی طرف کراہت کی نسبت کی ہے۔

کذا فی الدر المختار (۳۔ ۳۹۱)

۷۵۴، ۔۔۔ حضرت محمد بن قیس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا ان سے ان کے ایک ساتھی نے شراب کے بیچنے اور اس کی رقم کھانے کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہلاک کرے یہود کو ان پر چربی کے کھانے کو حرام کیا گیا تو انہوں نے اس کے بیچنے اور اس کی رقم کھانے کو حلال جانا، اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے لہٰذا اس کا بیچنا اور اس کے پیسے کھانا دونوں حرام ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۵۵۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا محمد بن قيس أن رجلاً من ثقيف يكنى أبا عامر كان يهدي لرسول الله صلى الله عليه وسلم كل عام راوية من خمر، فأهدى إليه في العام الذي حرمت راويته كما كان يهدي، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: يا أبا عامر! إن الله قد حرم الخمر، فلا حاجة لنا في خمرك. قال: فخذها يا رسول الله، فبعها واستعن بثمنها على حاجتك. فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: يا أبا عامر! إن الذي حرم شربها حرم بيعها وأكل ثمنها. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب بيع الآجام والسمك والقصب

۵۵۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم أنه كان يكره بيع صيد الآجام

---

۵۵۴ - ... حضرت محمد بن قیس نے بیان کیا کہ قبیلہ ثقیف کے ایک صاحب جن کی کنیت ابو عامر تھی وہ ہر سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شراب کی ایک مشک ہدیہ کیا کرتے تھے جس سال شراب حرام ہوئی انہوں نے اس سال بھی حسب سابق ایک مشکیزہ پیش کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو عامر! اللہ جل شانہ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے، اس لئے ہمیں تمہاری شراب کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس کو فروخت کر کے اس کے پیسوں سے اپنی ضروریات پوری کر لیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو عامر! جس ذات نے اس کے پینے کو حرام قرار دیا ہے اسی نے اس کے بیچنے اور اس کی قیمت کھانے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) شراب کا خریدنا، بیچنا، تیار کرنا، پلانا، اٹھا کر لیجانا سب حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت بھیجی ہے لہٰذا شراب کی خرید و فروخت، دینا، پلانا، اٹھانا، اس کے سلسلے میں کسی بھی قسم کی معاونت کرنے والا مجرم اور گنہگار ہے۔

جنگل، مچھلی اور بانس کے بیچنے کا بیان

۵۵۵ - ... حضرت ابراہیم جنگل کے شکار اور اس کے بانس کی بیع کو مکروہ سمجھتے تھے امام محمد نے فرمایا

وقبضها. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧١٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد قال: حدثني أبو عبد المجيد أنه كتب إلى عمر بن عبد العزيز يسأله عن بيع صيد الآجام وقصبها، فكتب إليه عمر رضي الله عنه: إنه الجنس، لا بأس به. ولسنا نأخذ بهذا، نجيز بيع القصب إذا باعه خاصة، فأما الصيد فلا نجيز بيعه إلا أن يكون يؤخذ بغير صيد فيجوز البيع فيه، ويكون صاحبه بالخيار إذا رآه إن شاء أخذه وإن شاء تركه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب شراء الذهب والفضة تكون في السيف والجوهر

٧١٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كان الخاتم فضة وفيه فص

ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۱۵ ۔ ۔ ۔ حضرت حماد فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو عبد المجید نے یہ کہا کہ وہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو جنگل کے شکار اور بانس کے بارے میں لکھیں۔ حضرت عمر نے انہیں لکھا کہ یہ ایک جنس ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم اس کو اختیار نہیں کرتے بلکہ ہم بانس کی بیع کو جائز قرار دیتے ہیں اگر صرف اسے بیچے۔ شکار کی بیع کو جائز قرار نہیں دیتے الا یہ کہ اسے بغیر شکار کے پکڑا جا سکتا ہو تو اس کی بیع درست ہو جائے گی اور اس کو خریدنے والے کو دیکھنے کے بعد اختیار ہوگا کہ چاہے تو لے چاہے تو چھوڑ دے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) انسان جس چیز کا مالک نہ ہو اس کو بیچنا درست نہیں جیسے مچھلی پانی میں ہو اسے شکار نہ کیا گیا ہو یا پرندہ ہوا میں ہو۔ اگر بائع اسے مشتری کے حوالے کر سکتا ہو تو اس کی بیع درست ہو جائے گی جیسے بانس جڑ انسان انہیں کاٹ کر مشتری کے حوالے کر سکتا ہے۔ شکار اگر انسان کے قبضہ میں ہو یا اس کے سپرد کرانے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کی بیع درست ہوگی ورنہ نہیں۔

اس سونے اور چاندی کے خریدنے کا بیان جو سامان آرائش اور جواہرات میں ہو

۷۱۶ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر انگوٹھی چاندی کی ہو اور اس میں نگینہ ہو تو جتنے پیسوں میں چاہو اسے

فإنه بما اشتريت ، إن شئت فبعه وإن شئت كلفه . وبه نأخذ ، فلا يجوز البيع حتى يعلم أن الثمن أكثر من الحلية التي في الخاتم فيكون فضل الثمن بالفص ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

٥٥٨ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا الوليد بن سريع عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : بعث إليّ عمر رضي الله عنه بإناء من آنية خسروانية قد أحكمت صنعته ، فأمر الرسول أن يبيعه فرجع الرسول فقال : إني أزيد على وزنه . قال عمر رضي الله عنه : لا ، فإن الفضل ربا . وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

خرید لو چاہے کم دام رکھو یا زیادہ۔ اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہ بیع اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ پیسے اس چاندی سے زیادہ ہیں جو انگوٹھی میں ہے، تاکہ پیسے نگینہ کے بدلے میں ہو جائیں گے یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) اس کی بیع اس وقت درست ہوگی جب وہ چاندی جو اس میں لگی ہے ان پیسوں سے کم کی ہو تاکہ چاندی پیسوں کے مقابلے میں ہو جائے اور نگینہ زائد پیسوں کے مقابلہ میں۔

۵۵۸ ... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاندی کا ایک خسروانی برتن بھیجا جو نہایت عمدگی سے بڑا مضبوط بنایا گیا تھا اور پیغامبر کو حکم دیا کہ اسے بیچ دے، پیغامبر واپس گیا اور اس نے کہا مجھے اس کے وزن سے زیادہ پیسے مل رہے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا نہیں زیادتی ربا ہے۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) چونکہ دراہم چاندی کے ہوتے تھے تو گویا چاندی کا مقابلہ چاندی سے ہوا، اس لئے جو وزن اس برتن کا ہے اس سے زیادہ نہیں لے سکتے ورنہ وہ زیادتی سود بن جائے گی۔

* * *

باب شراء الدراهم الثقال بالخفاف والربا

۷۵۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو روق عن أبي جبلة عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قلت له: إنا نقدم الأرض بها الورق الثقال الكاسدة ومعنا ورق خفاف نافقة، أفنبيع ورقنا بورقهم؟ قال: لا، ولكن بع ورقك بالدنانير واشتر بها ورقهم، ولا تفارق صاحبك شبراً حتى تستوفي منه. وإن صعد فوق البيت فاصعد معه، وإن وثب فثب معه. وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۶۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عطية العوفي عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: الذهب بالذهب مثلاً بمثل والفضل ربا، والفضة بالفضة مثلاً بمثل والفضل ربا، والحنطة بالحنطة مثلاً بمثل والفضل ربا، والشعير بالشعير مثلاً بمثل

بھاری کھوٹے اور درہموں کا ہلکے وزیر استعمال کرے ؟

درہموں کے بدلے خریدنا اور سود

۷۵۹ ۔۔۔ حضرت ابوجبلہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا ہم ایسے علاقے میں آتے ہیں جہاں کھوٹے بھاری درہم ہوتے ہیں اور ہمارے پاس چلنے والے ہلکے درہم ہوتے ہیں کیا ہم اپنے درہموں کو ان کے درہموں کے بدلے بیچ دیں؟ فرمایا نہیں بلکہ تم اپنے درہموں کو دنانیر کے بدلے بیچ کر دنانیر کے بدلے وہ دراہم خرید لو اور تمہارا ساتھی قبضہ کرنے سے پہلے تم اسے ایک بالشت بھی جدا نہ ہو اگر وہ گھر کے اوپر چڑھے تو تم بھی اس کے ساتھ ساتھ چڑھ جاؤ اگر وہ چھلانگ لگائے تو تم بھی چھلانگ لگا دو، ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۶۰ ۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا سونا سونے کے بدلے برابر سرابر اضافہ سود ہے اور چاندی چاندی کے بدلے برابر سرابر اور زیادتی سود ہے اور گیہوں گیہوں کے بدلے برابر سرابر اضافہ زیادتی سود ہے، اور جو جو کے بدلے برابر سرابر اور زیادتی سود

والفضل ربا، والتمر بالتمر مثلاً بمثل والفضل ربا، والملح بالملح مثلاً بمثل والفضل ربا
وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب القرض

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

٧٦١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في رجل أقرض رجلاً دراهم فقضاه أجود وأفضل
منها قال: الورق بالورق فكره الفضل فيهما حتى يأخذ بمثله. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، لا بأس بهذا ما لم
يكن شرطاً اشترطه عليه، فإذا كان شرطاً اشترطه فلا خير فيه، وهو قول أبي حنيفة رحمه
الله تعالى.

٧٦٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يقرض الرجل الدراهم على

ہے، اور کھجور کھجور کے بدلے برابر سرابر ہو، اور زیادتی سود ہے، اور نمک نمک کے بدلے برابر سرابر اور
زیادتی سود ہے، ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح: ربا ہر کیلی اور موزونی چیز میں حرام ہے اگر اس کو اس کی جنس کے ساتھ کمی زیادتی سے بیچا جائے
تو وہ ناجائز ہے وہ زیادتی سود کہلائے گی، ہمارے یہاں علت ربا کیل وجنس یا وزن وجنس ہے، لہٰذا
اگر کیلی یا موزونی کو اپنی جنس کے ساتھ بیچا جائے اور برابر سرابر ہو تو بیع جائز ہوگی لیکن اگر زیادتی کے ساتھ
بیچا جائے گا تو ناجائز ہوگا وہ زیادتی سود بن جائے گی۔ اشیاء ربویہ میں اگر اچھے اور برے کو ایک دوسرے
کے ساتھ بیچا جا رہا ہو تو اس صورت میں بھی زیادتی نہیں لے سکتے ورنہ سود ہو جائے گا، برابر سرابر نقد بیچ سکتے ہیں۔

قرض کا بیان

◆

۷۶۱۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کسی شخص کو چاندی کے سکے قرض
دیتے ادائیگی کے وقت وہ اس سے اعلیٰ قسم کے دے، انہوں نے فرمایا چاندی کے سکے چاندی کے سکوں کے
عوض ان میں زیادتی کو میں ناپسند کرتا ہوں جب تک اس جیسا نہ لے، ہم اس کو اختیار نہیں کرتے، اس میں
کوئی حرج نہیں جب تک پہلے سے شرط نہ لگائی گئی ہو، اگر شرط لگائی گئی ہو تو جائز نہیں، ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۶۲۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو کسی کو اس شرط پر دراہم پر قرض دے

ثم يوفيه بأرض كذا قال: أكرهه. وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۶۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كل قرض جر منفعة فلا خير فيه. وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب العقار والشفعة

۷۶۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن شريح قال: الشفعة من قبل الأبواب. ولسنا نأخذ بهذا، الشفعة بالجوار الملتصق وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۶۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا حماد عن إبراهيم قال: لا شفعة إلا في أرض أو دار. وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

کہ وہ اسے دوسری جگہ واپس دے، فرمایا: اسے ناپسند کرتا ہوں۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۶۳ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا ہر وہ قرض جو فائدہ کا ذریعہ بنے اس میں کوئی خیر نہیں۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح): ہر وہ قرض جس سے نفع کمایا جائے وہ سود ہے اور سود ناجائز ہے۔ اس لئے اگر کوئی کسی کو قرض دے کر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہے خواہ روپے پیسے کی زیادتی لے کر یا کسی اور ذریعہ سے وہ حرام ہے۔

زمین اور شفعہ کا بیان

۷۶۴ - ... حضرت شریح نے فرمایا شفعہ کا حق دروازوں کی طرف سے ہے یعنی جس کا دروازہ سامنے سے ملا ہو اسی کو حق شفعہ ثابت ہوگا ورنہ نہیں۔ ہم اسے اختیار نہیں کرتے، شفعہ کا حق ان پڑوسیوں کو ہے جو متصل ہوں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۶۵ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا شفعہ کا حق نہیں مگر زمین یا گھر میں۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٧٩٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الكريم عن المسور بن مخرمة عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: عرض علي سعد رضي الله عنه بيتاً له فقال: خذه فإني قد أعطيت به أكثر مما تعطيني به، ولكنك أحق به لأني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الجار أحق بسقبه. قال محمد

---

٧٩٦ - ... حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت سعد نے مجھے اپنا ایک گھر پیش کیا اور فرمایا اس کو لے لیجئے مجھے اگرچہ اس کے اس سے زیادہ پیسے مل رہے ہیں جو آپ دے رہے ہیں لیکن آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) شفعہ شفع سے ہے جس کے معنی ملانے کے ہیں، شفعہ کرنے والا اس چیز کو اپنی ملک سے ملا لیتا ہے اس لئے اسے شفعہ کہا جانے لگا، شریعت میں شفعہ کے معنی ہیں مکان یا زمین کا جبراً اس قیمت پر مالک بننا جس پر مشتری نے لیا ہے۔ شفعہ کی شرط یہ ہے کہ مبیع زمین یا مکان ہو، اشیاء منقولہ جیسے درخت اور زمین کا حاصل وہ اس میں داخل نہیں، ہے ہاں زمین کے ساتھ تابع ہونے کی وجہ سے یہ چیزیں بھی داخل ہو جاتی ہیں۔

شفعہ کا رکن شفیع کا بائع یا مشتری سے اس کا لینا ہے۔

شفعہ کا حق اس کو ہے جو شریک فی نفس المبیع ہو، اس کے بعد اس کو جو شریک فی حق المبیع ہو جیسے گھاٹ اور راستہ میں شریک ہو۔ پھر پڑوسی کو حق شفعہ ہے، اگر شریک فی نفس المبیع ہو تو دوسرے دونوں کو حق نہ ہوگا وہ شفعہ نہ کرے تو پھر شریک فی حق المبیع کو حق ہوگا وہ بھی نہ کرے تو پڑوسی کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔ حدیث میں ہے شفعہ کا حق ایسے شریک کے لئے ہے جس نے تقسیم نہ کی ہو (حصہ دار یا شریک فی نفس المبیع) زیادہ وہ حق ہے خلیط (شریک فی حق المبیع) سے، اور خلیط زیادہ حق رکھتا ہے شفیع پڑوسی سے، اور فرمایا گھر کا پڑوسی گھر اور زمین کا زیادہ حقدار ہے اس کا انتظار کیا جائے گا اگر وہ غائب ہو بشرطیکہ ان کا راستہ ایک ہو، اور فرمایا پڑوسی اپنے سقب کا زیادہ حق رکھتا ہے پوچھا گیا اس کا سقب کیا ہے؟ فرمایا اس کا حق (شفعہ)۔ ایک روایت میں ہے پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے۔ امام شافعی کے یہاں جوار کی بنا پر حق شفعہ نہیں ہے، امام مالک و احمد کا بھی مذہب ہے، وہ حضرت جابر کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ کیا جو تقسیم نہ کی گئی ہو جب حدیں

وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب المضاربة بالثلث، والمضاربة بمال اليتيم ومخالطته

۷۶۲- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يعطي المال مضاربة بالثلث أو النصف وزيادة عشرة دراهم، قال: لا خير في هذا، أرأيت إن لم يربح إلا عشرة ما كان له ؟

ہو جائے اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو کوئی شفعہ نہیں رہتا۔ ہمارا استدلال مذکورہ بالا احادیث ہیں۔ حدیث جابر کا جواب یہ ہے کہ شرکاء اگر تقسیم کر لیں تو اس کی وجہ سے جار کو کوئی شفعہ نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ شرکاء اس سے اس کے زیادہ حقدار ہیں۔

تہائی حصے پر مضاربت اور یتیم کے مال میں مضاربت کرنا اور اسے اپنے مال کے ساتھ ملانا

۶۹۴ -- حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو تہائی یا آدھے اور اس پر دس درہم زائد پر مضاربت پر مال دے فرمایا اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ بتاؤ اگر ایک درہم کا بھی نفع نہ ہو تو دے گا کیسے۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): مضاربت ضرب فی الارض سے ہے یعنی سفر کا مراد ہے تجارت کے لئے سفر کرنا۔ مضاربت کرنے والے کو کمائی کے لئے جو سفر کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے اسے مضاربت کہا گیا ہے۔ شریعت میں مضاربۃ اس معاملہ کو کہا جاتا ہے جو دو آدمیوں کے درمیان ہو ایک کی طرف سے مال ہو اور دوسرے کی طرف سے تجارت اور محنت۔ نفع ان میں مشترک ہو۔ اس کا رکن ایجاب و قبول ہے۔ شرط یہ ہے کہ راس المال ثمن اور عین ہو دین نہ ہو اور اسے مضارب کو دے دیا جائے۔ نفع متعین نہ ہو یعنی یہ کہ ہزار میرے باقی تمہارے یا دو ہزار میرے باقی تمہارے بلکہ یوں ہو کہ آدھا نفع میرا آدھا تمہارا یا دو تہائی یا ایک تہائی میرا باقی تمہارا۔ دونوں کا حصہ متعین ہونا چاہئے۔ مضارب کا حصہ راس المال سے نہ ہو نفع سے ہو ورنہ مضاربت فاسد ہو جائے گی۔

مضاربت ضرورت کی وجہ سے مشروع کیا گیا ہے اس لئے کہ بعض لوگ مال والے ہوتے ہیں کاروبار نہیں کر سکتے بعض کاروبار کر سکتے ہیں پیسہ نہیں ہوتا اس لئے اس معاملہ کی ضرورت پڑی تاکہ دونوں

وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٦٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: لو وليت مال يتيم لخلطت طعامه بطعامي وشرابه بشرابي ولم أجعله بمنزلة النجس. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٦٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في مال اليتيم قال: ما شاء الولي صنع به، إن رأى أن يودعه أودعه، وإن رأى أن يتجر به اتجر به، وإن رأى أن يدفعه مضاربة دفعه. وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

کا کام چلے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے لوگ یہ معاملہ کرتے تھے آپ نے انہیں اسی پر برقرار رکھا صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی یہ معاملہ کیا ہے۔

مضاربت عام اور غیر عام دونوں سے ہو سکتی ہے، اگر دونوں میں سے کوئی ایک اپنے لئے متعین رقم مقرر کرے گا تو یہ معاملہ درست نہیں رہے گا کیونکہ ہو سکتا ہے نفع ہی صرف اتنے ہی پیسے ملیں۔

۷۶۸ ۔ ۔ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا اگر مجھے یتیم کے مال کا متولی بنایا جائے تو میں اس کے کھانے پینے کو اپنے کھانے پینے کے ساتھ ملا لوں گی اور میں اسے ناپاک جنس کی طرح نہیں سمجھوں گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۶۹ ۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم سے یتیم کے مال کے بارے میں مروی ہے فرمایا ولی جو چاہے کرے اگر امانت رکھنا مناسب سمجھے تو امانت رکھا دے اور اگر اس کے ذریعہ تجارت مناسب سمجھے تو اس سے تجارت کرے، اور اگر یہ بہتر سمجھے کہ مضاربت کے طور پر دے تو مضاربت کے طور پر دے دے۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) جس کے زیر کفالت یا زیر تربیت نابالغ بچے ہوں اسے یتیم کے مال کو ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے ان پر خرچ کرے اگر یہ سمجھے کہ اس کو تجارت میں لگانے سے فائدہ ہوگا تو تجارت میں لگا دے، اگر غریب ہے تو بقدر ضرورت اس میں سے کھا سکتا ہے، اپنے کھانے کے ساتھ ان کا کھانا ملا کر پکا سکتا ہے بہر حال یتیم کے لئے جس میں بہتری ہو اپنی صواب دید کے مطابق اس پر عمل کرے۔

۷۷۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن سعيد بن جبير أنه قال في هذه الآية ﴿ومن كان غنياً فليستعفف ومن كان فقيراً فليأكل بالمعروف﴾ قال: قرضاً.

۷۷۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن رجل عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: لا يأكل الوصي من مال اليتيم شيئاً قرضاً ولا غيره. وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۷۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا ليث بن أبي سليم عن مجاهد عن ابن مسعود رضي الله عنه

---

۷۷۰ - ... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

(وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ) بلکہ جو شخص خوشحال ہو وہ تو اپنے آپ کو بالکل روکے رکھے البتہ جو شخص نادار ہو وہ مناسب مقدار میں کھا سکتا ہے۔

(النساء: ۶)

فرمایا فقیر کو قرض لے کر استعمال کر لینا چاہیے۔

۷۷۱ - ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وصی یتیم کے مال میں سے کچھ نہیں کھا سکتا نہ قرض کے طور پر نہ کسی اور طریقے سے ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) قرآن کریم میں ان لوگوں کے لئے فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اگر غنی ہے تو اسے اس سے بچنا چاہیے اگر فقیر ہے اور ان یتیموں کی وجہ سے کچھ کمائی نہیں کر سکتا تو بقدر ضرورت یتیم کے مال سے لے سکتا ہے۔

۷۷۲ - ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا بچے کے مال پر زکوٰۃ نہیں۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) زکوٰۃ آزاد مسلمان، بالغ، عاقل پر واجب ہوتی ہے جو بقدر ضرورت کامل نصاب کا مالک ہو اور اس پر حولان حول ہو گیا ہو بچے مجنون اور مکاتب پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ بچے پر اس لئے کہ وہ عبادت کی ادائیگی کا مخاطب نہیں اس لئے اس پر بدنی عبادات نماز، روزہ، جہاد وغیرہ فرض نہیں بخلاف عشر کے کہ وہ زمین کی مؤنت ہے اس لئے بچے کی زمین پر بھی آتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ واجب کہتے ہیں اس لئے کہ یہ مالی حق ہے جو اس کے مال میں آتا ہے جیسے بیوی کا نفقہ، عشر، خراج وغیرہ ہم یہ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ عبادت ہے اور وہ غیر مکلف اور غیر مخاطب بالاحکام الشرعیہ ہے اور نفقہ حقوق العباد میں سے ہے اور خراج و عشر زمین کی مؤنت

قال: ليس في مال اليتيم زكاة، وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من كان عنده مال مضاربة أو وديعة

۷۷۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في المضاربة والوديعة إذا كانت عند الرجل فمات وعليه دين قال: يكونون جميعاً أسوة الغرماء إذا لم تعرف بأعيانها الوديعة والمضاربة، وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب المزارعة بالثلث والربع

۷۷۴- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد أنه سأل طاوساً وسالم بن عبد الله عن المزارعة

ہے ان کے لئے اہلیت شرط نہیں۔

اگر کسی کے پاس مالِ مضاربت یا امانت ہو اس کا بیان

۷۷۳۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ اگر کسی کے پاس مالِ مضاربت یا ودیعت ہو اور وہ انتقال کر جائے اس پر دین و قرض بھی ہو فرمایا اگر ودیعت و مضاربت کے مال الگ الگ مشخص و متعین نہ ہوں تو سب قرض خواہوں کے ساتھ یہ بھی اس مال میں شریک ہوں گے۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح): ان میں سے کسی کی کوئی چیز بعینہٖ موجود ہو وہ اس کو دے دی جائے گی اگر بعینہٖ موجود نہ ہو تو وہ قرض خواہوں کے ساتھ یہ بھی اسی مال میں حصہ دار ہوں گے ان میں سے ہر ایک کو اس مال میں سے ان کے مال کے مطابق حصہ دیا جائے گا۔

تہائی یا چوتھائی پر مزارعت کا بیان

۷۷۴۔ ... حضرت حماد سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت طاؤس اور حضرت سالم بن عبد اللہ رحمہما اللہ سے تہائی یا چوتھائی پر مزارعت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں

بالثلث أو الربع، فقال: لا بأس به، فذكرت ذلك لإبراهيم فكرهه، فقال: إن طاوساً له أرضٌ يزارع بها، فمن أجل هذا قال ذلك. قال محمد: كان أبو حنيفة يأخذ بقول إبراهيم، ونحن نأخذ

میں نے حضرت ابراہیم سے یہ سوال کیا تو انہوں نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا حضرت طاؤس کی زمین ہے جسے انہوں نے مزارعت پر دیا ہے، اس لئے انہوں نے یہ کہا ہے۔ امام محمد نے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حضرت ابراہیم کے قول کو اختیار کرتے ہیں اور ہم حضرت طاؤس کے قول کو، ہم اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔

(شرح): مزارعت زرع سے ہے، شریعت میں اس عقد کو کہا جاتا ہے جو کھیتی پر اس کے پیدا ہونے والے بعض حصے پر ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسے فاسد قرار دیتے ہیں، صاحبین اس کے جواز کے قائل ہیں، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کے ساتھ نکلنے والے کھیتی اور پھلوں کے نصف پر معاملہ کیا تھا اور یہ کہ یہ ایسا عقد ہوتا ہے جس میں ایک کا مال دوسرے کا عمل ہوتا ہے لہٰذا مضاربت کی طرح اسے بھی جائز ہونا چاہئے، مضاربت و مزارعت دونوں میں علت مشترکہ تو حاجت ہے، اس لئے اسے جائز قرار دینے کی ضرورت پڑی۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ یعنی مزارعت سے منع فرمایا ہے، اور اس میں جو کچھ انسان کو دیا جاتا ہے وہ اس کی محنت کا ثمرہ ہے اس لئے یہ بھی قفیز طحان کی طرح ناجائز ہوگا، ویسے بھی اس میں اجرت مجہول یا معدوم ہوتی ہے جو عقد کو فاسد کرنے والی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے جو معاملہ کیا تھا وہ خراج مقاسمت یعنی احسان کے طور پر تھا، اور اسے ہم بھی جائز سمجھتے ہیں۔

اس مسئلہ میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے، اس لئے کہ لوگوں کو مزارعت کی ضرورت پڑتی ہے اور مزارعت پر لوگوں کا تعامل بھی ہے، اور تعامل عام کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا جاتا ہے جیسا کہ استصناع قیاس کے اعتبار سے ناجائز ہے لیکن تعامل کی وجہ سے اسے جائز قرار دیا گیا۔

جو حضرات مزارعت کے جواز کے قائل ہیں ان کے یہاں اس کے جواز کی آٹھ شرطیں ہیں: ۱۔ زمین زراعت کے قابل ہو۔ ۲۔ زمین کا مالک اور مزارع اہل عقد میں سے ہوں، بچہ یا مجنون نہ ہوں۔ ۳۔ مدت مذکور ہو۔ ۴۔ بیج جس کے ذمہ ہوں وہ متعین ہو۔ ۵۔ جس کی طرف سے بیج نہیں ہیں اس کا حصہ متعین ہو، ۶۔ بیج کی

بقول سالم وطاؤس [illegible] بذلك بأساً

۸۰۷۔ محمد قال أخبرنا عبد الرحمن الأوزاعي عن واصل بن أبي جميل عن مجاهد قال: اشترك أربعة نفر على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال واحد: من عندي البذر، وقال الآخر: من عندي العمل، وقال الآخر: من عندي الفدان، وقال الآخر: من عندي الأرض. قال: فألغى رسول الله صلى الله عليه وسلم صاحب الأرض، وجعل لصاحب الفدان أجراً مسمى، وجعل لصاحب العمل درهماً لكل يوم، وألحق الزرع كله بصاحب البذر۔

زمین مالک کے حوالے کر دے۔ ۱۰۔ پیداوار نکلنے کے بعد دونوں کی مشترک ہو۔ ۱۱۔ بیج کی جنس معلوم ہو۔

۸۰۷۔ … حضرت مجاہد نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چار حضرات شریک ہوئے ان میں سے ایک نے کہا بیج میری طرف سے ہوں گے، دوسرے نے کہا کام میں کروں گا، تیسرے نے کہا بیل میری طرف سے ہوں گے، چوتھے نے کہا زمین میری ہوگی، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین والے کے معاملہ کو کالعدم کر دیا، بیلوں والے کی اجرت مقرر کی اور کام کرنے والے کو ہر روز کے بدلے ایک درہم طے کیا، اور کھیتی ساری کی ساری بیج والے کو دے دی۔

(ش) صاحبین کے یہاں مزارعت کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ زمین اور بیج ایک کا ہو اور بیل اور کام دوسرے کا، تو مزارعت جائز ہوگی، اس لئے کہ گویا کہ عمل ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی خیاط کو اجرت پر لے کر وہ اپنی سوئی سے سیئے۔ ۲۔ اگر زمین ایک کی ہو اور محنت، بیل اور بیج دوسرے کا تب بھی مزارعت جائز ہے، اس لئے کہ اس میں زمین کو مقررہ اجرت پر کرایہ پر لیا گیا ہے، یہ ایسا ہوگا جیسے روپیہ پیسہ سے زمین کو کرایہ پر لیا جاتا۔ ۳۔ اگر زمین، بیج اور بیل ایک کی ہو اور کام دوسرے کا تب بھی جائز ہے، اس لئے کہ زمین والے نے اس کو اجرت پر لیا ہے سب کچھ اس کا ہے، یہ ایسا ہے جیسے کسی کو کپڑا سینے کے لئے اجرت پر لیا جائے مشین سوئی سب مالک کی ہو۔ ۴۔ اگر زمین اور بیل ایک کی ہو بیج اور محنت دوسرے کی تو یہ مزارعت باطل ہے ظاہر الروایۃ یہی ہے، امام ابو یوسف سے اس کا جواز بھی مروی ہے، اس لئے کہ اگر بیج اور بیل دونوں ایک طرف ہوتے تو یہ معاملہ جائز ہوتا، لہٰذا اگر صرف بیل ایک طرف ہوں تب بھی جائز ہونا چاہیے۔ تفصیل کے لئے ہدایہ (۳: ۳۳۲) دیکھیں۔

باب ما يكره من الزيادة على من آجر شيئاً بأكثر مما استأجره

٧٧٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يستأجر الأرض ثم يؤاجرها بأكثر مما استأجرها قال: لا خير في الفضل إلا أن يحدث فيها شيئاً. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٧٧٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن أبي الحصين عن عثمان بن عاصم الثقفي عن ابن رافع عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه مر بحائط فأعجبه فقال: لمن هذا؟ فقال: لي يا رسول الله استأجرته، فقال: لا تستأجره بشيء منه.

کوئی چیز اجرت پر لے کر اس سے زیادہ اجرت پر دینے کی کراہت کا بیان

۷۷۶ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو زمین اجرت پر لے پھر اس سے زیادہ اجرت پر دے جس پر اس نے اسے لیا تھا، فرمایا: اس میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ اس میں کسی چیز کا اضافہ کرے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش: البحر الرائق (ج ۸، ص ۱۱) میں لکھتے ہیں: طحاوی کی شرح میں لکھا ہے کہ کرایہ پر لینے والا اگر قیمت سے زیادہ اجرت پر دے جس پر اس نے اسے لیا ہے تو اس صورت میں اگر اجرت اسی جنس سے ہو جس پر اس نے اسے کرایہ پر لیا تھا اور اس نے اس میں کوئی اضافہ وغیرہ نہ کیا ہو تو اجرت میں زیادتی اس کے لئے مناسب نہیں اسے زائد پیسوں کو صدقہ کر دینا چاہیے، لیکن اگر اس میں کچھ اضافہ کر لیا ہو تو زائد اجرت لے سکتا ہے یا اگر اس چیز کے بدلے میں دے جس کے بدلے اس نے اسے اجرت پر نہیں لیا ہے تب بھی زیادتی جائز ہو جائے گی۔

۷۷۷ - ... حضرت رافع رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ایک باغ کے پاس سے گزرے وہ آپ کو بہت اچھا لگا آپ نے فرمایا: یہ کس کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے میں نے اسے اجرت پر لیا ہے، فرمایا: تم اس کا کوئی حصہ کسی اور کو اجرت پر نہ دینا۔

۷۷۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عبيد الله بن أبي زياد عن ابن أبي نجيح عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إن الله حرم مكة فحرم بيع رباعها وأكل ثمنها، وقال: من أكل من أجور بيوت مكة شيئًا فإنما يأكل نارًا. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، يكره أن تباع أرضها، ولا يكره بيع البناء، والله أعلم

باب العبد يأذن له سيده في التجارة أنه ضامن

۷۷۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في العبد يأذن له سيده في التجارة

۷۷۸: ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا ہے لہٰذا اس کے گھروں کو بیچنا اور اس کی قیمت کھانا حرام ہے اور فرمایا جس نے مکہ کے گھروں کے کرایہ کا کوئی حصہ کھایا تو وہ گویا آگ کھاتا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے مکہ کی زمین کو بیچنا مکروہ ہے عمارت کا بیچنا مکروہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(ش) البحر الرائق ۸/۲۰۲ میں لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کے مکانوں یا زمینوں کو بیچنا جائز ہے۔ اس لئے کہ اس کے بیچنے والے کی ملک ہوتا ہے زمین کے بارے میں امام شافعی اور صاحبین کا قول یہی ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے اس لئے کہ اس کی سرزمین وہاں والوں کی ملکیت ہے اور اس میں تصرف کا حق رکھتے ہیں اور ابتداء اسلام سے مسلمانوں کا اسی پر تعامل ہے کوئی اس پر نکیر نہیں کرتا، البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی زمین کے بیچنے کو حرام قرار دیا گیا ہے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وقف کردہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں اسے ذمہ رکھا گیا تھا جسے ضرورت ہوتی تھی وہ استعمال کر لیتا تھا [illegible]

آقا اگر غلام کو تجارت کی اجازت دے دے تو وہ ضامن ہوگا

۷۷۹: ... حضرت ابراہیم سے غلام کے بارے میں مروی ہے کہ اگر اس کا آقا اس کو تجارت کی اجازت دے دے اور اس پر دین آ جائے اور اس کا مولیٰ اسے آزاد کر دے تو اس کا مولیٰ اس کی قیمت تک تاوان ادا کرے گا اور آزاد ہونے کے بعد بھی اس پر کچھ دین بچے تو قرض خواہ غلام سے اس دین کا مطالبہ کریں گے اور

فصار عليه دين فحلف صاحبه أن عليه قيمته، وإن فضل عليه بعد قيمته من الدين الذي كان عليه فضل طولب العبد بما فضل عليه مما كان عليه من الفضل، وإن ولد له أخذ الفضل بما في ذمته، وإن أعتق العبد بعدما من الدين أخذوا الفضل بما بقي لهم ما كان فضلا عليه من الدين بعد ثمنه. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رضي الله عنه إن أجاز الغرماء البيع، وإن لم يجيزوه كان لهم أن ينقضوه حتى يباع العبد لهم في دينهم إلا أن يقضيهم البائع أو المشتري دينهم فيجوز البيع، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

پر لازم ہے۔ اور اگر آقا اسے بیچ دے تو وہ قرض خواہوں کے لئے اس کے ثمن کا ضامن ہوگا، پھر اگر بعد میں وہ غلام آزاد ہو گیا تو قرض خواہ اس کے ثمن کے بعد اس پر باقی رہنے والے دین کا اس سے مطالبہ کریں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے بشرطیکہ قرض خواہ اس کی بیع کو جائز قرار دیں، لیکن اگر وہ اس کی بیع کو جائز قرار نہ دیں تو انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کی بیع ختم کر دیں تاکہ غلام ان کے دین کی ادائیگی کے لئے بیچا جائے الا یہ کہ بائع یا مشتری ان کے قرض ادا کر دیں تو بیع جائز ہو جائے گی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح): آقا اگر اپنے غلام کو اذن عام دے دے تو وہ ہر قسم کی تجارت وغیرہ کر سکتا ہے اس کے لئے خرید فروخت اور رہن رکھنا سب جائز ہے۔ اس پر جو دیون آئیں گے وہ اس کی رقبہ سے متعلق ہوں گے لہٰذا غلام کے دیون کی ادائیگی کے لئے اسے بیچا جائے گا الا یہ کہ مولیٰ اس کے دیون ادا کر دے۔ اس کے بیچنے سے جو پیسے حاصل ہوں گے وہ قرض خواہوں میں ان کے حصص کے حساب سے تقسیم کئے جائیں گے اس کے بعد بھی اگر اس پر کچھ دین باقی ہے تو اس کی آزادی کے بعد اس سے اس کا مطالبہ کیا جائے گا۔

مولیٰ اگر عبد ماذون کو آزاد کر دے اور اس پر لوگوں کے قرضے ہوں تو غلام آزاد ہو جائے گا اور مولیٰ قرض خواہوں کے لئے اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اس لئے کہ مولیٰ نے اسے آزاد کر کے ان کے حقوق کو تلف کر دیا ہے لہٰذا وہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اگر اس کے بعد بھی اس پر کچھ دین باقی ہے تو اس کا مطالبہ اس غلام سے کیا جائے گا جو آزاد ہو گیا ہے اس لئے کہ دین اس کے ذمہ میں ہے۔

باب ضمان الأجير المشترك

٧٨٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن شريحًا لم يضمن أجيرًا قط. قال محمد: وبهذا نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى: لا يضمن الأجير المشترك إلا ما جنت يده.

٧٨١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن بشر أو بشير حدثنا محمد عن أبي جعفر محمد بن علي: أن علي بن أبي طالب رضي الله عنه كان لا يضمن القصار ولا الصائغ ولا الحائك. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

اجیر مشترک کے ضمان کا بیان

٧٨٠ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت شریح نے کبھی کسی اجیر کو ضامن نہیں بنایا۔ امام محمد نے فرمایا یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اجیر مشترک ضامن نہیں ہوتا مگر اس کا جو اس کی تعدی کی وجہ سے ضائع ہو۔

٧٨١ - ۔۔۔ حضرت ابوجعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ دھوبی، سنار اور جولاہے کو ضامن نہیں قرار دیتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) اجیر کی دو قسمیں ہیں ۱۔ اجیر مشترک ۲۔ اجیر خاص۔ اجیر مشترک اجرت کا مستحق اس وقت بنتا ہے جب عمل کرے جیسے رنگریز، دھوبی وغیرہ اور جو چیز انہیں دی گئی ہے وہ ان کے پاس امانت ہوتی ہے اگر ضائع ہو جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں ان پر ضمان نہیں تا آنکہ وہ تعدی کریں۔ صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ ضامن ہوگا الا یہ کہ گر جائے یا آگ لگ جائے۔ بعض حضرات نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو مفتی بہ قرار دیا ہے بعض نے صاحبین کے قول کو۔ متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ دونوں قولوں پر عمل کرنے کے لئے نصف پر صلح کر لی جائے۔

یہ ذہن میں رہے کہ اگر وہ چیز اجیر کے فعل سے ضائع ہوتی ہے مثلاً اس میں اس کی تعدی کا دخل ہے تو وہ بالاتفاق اس کا ضامن ہوگا۔

اجیر خاص جب اپنے آپ کو حوالے کرے گا تو خواہ وہ عمل کرے یا نہ کرے اجرت کا مستحق ہو جائے گا۔ اجیر خاص ضامن نہیں ہوگا الا یہ کہ وہ جنایت و تعدی کرے۔

باب الرهن والعارية والوديعة من الحيوان وغيره

۷۸۳ـ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال في العارية من الحيوان والمتاع ما لم يخالف المستعير إلى غير الذي قال فسرق المتاع أو أصابه أو نفقت الدابة فليس عليه ضمان. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۸۴ـ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه لم يكن يضمن العارية. قال محمد:

حیوان وغیرہ کے رہن، عاریت یا ودیعت رکھنے کا بیان

۷۸۳ ـ ... حضرت ابراہیم سے حیوان یا سامان کے عاریت رکھنے کے بارے میں فرمایا کہ جب تک مستعیر معیر کے قول کی مخالفت نہ کرے، اور وہ سامان چوری ہو جائے یا گم ہو جائے یا حیوان ضائع ہو جائے تو اس پر ضمان نہیں آئے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۸۴ ـ ... حضرت حماد سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم عاریت میں ضامن نہیں بناتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) عاریت میں منافع کا مالک بنایا جاتا ہے، عاریۃ "عری" سے مشتق ہے جس کے معنی ننگے کے ہیں، بعض تعاور سے مشتق مانتے ہیں جس کے معنی لینے دینے کے ہیں، بعض عار سے مشتق مانتے ہیں۔ شریعت میں اس کے معنی ہیں کسی کو منافع کا بغیر عوض کے مالک بنانا، اس کو عاریت اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عوض سے عاری ہوتی ہے، اس کی صحت کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ چیز اس قابل ہو کہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور اصل برقرار رہے اسی لئے دراہم و دنانیر اور اسی جیسی چیزوں میں عاریت نہیں ہوتی بلکہ وہ قرض کہلاتا ہے۔ عاریت کا رکن ایجاب و قبول ہے اس کا حکم یہ ہے کہ عاریت امانت ہوتی ہے اگر بغیر زیادتی و تعدی کے ہلاک ہو جائے تو ضمان نہیں آتا اگر تعدی کرے گا تو بالاتفاق ضامن ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر عاریت رکھنے والا خیانت نہ کرے تو اس پر ضمان نہیں آتا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر استعمال نہ ہوتے ہوئے ہلاک ہو جائے تو ضمان آئے گا اس لئے کہ اس نے دوسرے کا مال اپنے قبضے میں رکھا تھا جو سبب ضمان ہے یہی امام احمد کا قول ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر ضامن ہونے کی شرط لگائی تو ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔ امام مالک یہ

وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى

٧٨٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا كان الرهن يسوى أكثر مما فيه فهو في الفضل مؤتمن، وإذا كان الرهن أقل مما رهن فيه ذهب من حقه بقدر الرهن،

فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کی ہلاکت مخفی ہو جیسے کپڑے وغیرہ تو ان کا ضمان آئے گا اور دوسری چیزوں کا نہیں یہ حضرات اسی روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں یہ آتا ہے کہ عاریت کا ادا کرنا ضروری ہے؟ اور وہ مضمون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے موقع پر صفوان بن امیہ سے زرہیں لی تھیں اس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ غصب ہے؟ فرمایا نہیں! عاریت ہے، جس کا ضمان دیا جائے گا۔

حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ ضمان اسی وقت آتا ہے جب کسی چیز کو اپنے قبضہ میں لے لیا یا بنا دیا جائے کہ وہ مالک کے فائدہ اٹھانے کے قابل نہ رہے یہ صورت صرف اسی وقت درپیش آئے گی جب اس پر تعدی ہو اور وہ صورت یہاں پر ہے نہیں رہی ان حضرات کے مستدل والی پہلی حدیث تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس ضمان سے مراد اس اصل چیز کو واپس کرنا ہے اختلاف اس میں ہے کہ اس کی قیمت ادا کی جائے گی یا نہیں؟ یہی بات دوسری حدیث میں بھی کہی جا سکتی ہے، اور اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ صفوان سے اس کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کی ضرورت کی خاطر زرہیں لی گئی تھیں اسی لئے اس نے اسے غصب سے تعبیر کیا، مسلمانوں کی ضرورت و حاجت پر امام دوسرے کا مال اس کی اجازت کے بغیر بھی لے سکتا ہے لیکن اس کا ضمان دے گا، یہاں پر اداء ضمان دینے کی شرط لگائی تھی عاریت میں اگر یہ شرط لگائی جائے تو ایک روایت میں احناف کے یہاں بھی ضمان آتا ہے۔

۷۸۴ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر رہن رکھائی ہوئی چیز اس سے زیادہ قیمت کی ہو جس کے بدلے اسے رہن رکھا گیا ہے تو اس زیادتی میں وہ مرتہن امین ہے، اور اگر رہن اس سے کم قیمت ہے جس کے بدلے اسے رہن رکھا گیا ہے تو اس مرتہن کا اتنا حق ختم ہو جائے گا جتنی کہ وہ مرہون چیز ہے اور باقی ماندہ رہن رکھانے والے پر ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: مرتہن رہن کو جب اپنے قبضہ میں لے لے گا تو وہ اس کے ضمان میں داخل ہو جائے گا لہٰذا اگر وہ چیز مرتہن کے پاس ہلاک ہو جائے اور اس کی قیمت دین کے برابر ہو تو مرتہن مکمل اپنا حق (یعنی دین) وصول کرنے والا شمار ہوگا، لیکن اگر رہن کی قیمت دین سے زیادہ ہو تو وہ زیادتی مرتہن کے پاس امانت

وكان ما بقي من حصته غرمه. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۹۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن علي بن الأقمر عن شريح قال: أتاه رجل وأنا عنده فقال: دفع إلي هذا ثوبا ليصبغه فاحترق بيتي واحترق ثوبه في بيتي. قال: ادفع إليه ثوبه. قال: أدفع إليه ثوبه وقد احترق بيتي؟ قال: أرأيت لو احترق بيته أكنت تدع أجرتك؟ قال: لا. قال محمد: قال أبو حنيفة: لا يضمن ما احترق في بيته لأن هذا ليس من جنايته.

باب من ادعى دعوى حق على رجل

☆ ☆ ☆

۷۹۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: البينة على المدعي

شمار ہوگی اگر اس نے تعدی کی تو اس کا ضامن ہوگا اور اگر اس کی تعدی کے بغیر وہ چیز ضائع ہوئی ہو تو اس پر کوئی ضمان نہیں آئے گا، اور اگر اس کی قیمت دیت سے کم ہو تو دین کا اتنا حصہ ساقط ہو جائے گا اور مرتہن باقی ماندہ کے لئے راہن سے رجوع کرے گا۔

۷۹۸۔۔۔ حضرت علی بن الاقمر حضرت شریح سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص آیا میں ان کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا اس شخص نے ایک کپڑا مجھے رنگنے کے لئے دیا تھا میرا گھر جل گیا اس میں اس کا کپڑا بھی جل گیا، فرمایا اس کا کپڑا اسے دے دو، اس نے کہا کیا اس کا کپڑا اسے دے دوں حالانکہ میرا گھر جل گیا ہے! فرمایا اس کا گھر جل جاتا تو کیا تم اس سے اپنی مزدوری نہ لیتے۔ امام محمد نے فرمایا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اس کے گھر میں جو جل گیا ہے اس کا ضمان اس پر نہیں آئے گا اس لئے کہ اس میں اس کی کسی قسم جنایت کا دخل نہیں ہے۔

وضاحت: ابھی گزرا ہے کہ اجیر مشترک کے پاس جو چیز ہوتی ہے وہ امانت ہوتی ہے اس کی تعدی کے بغیر ہلاک ہو جائے تو اس پر اس کا کوئی تاوان نہیں آتا۔ آگ لگنا بھی ایک آفت ہے لہٰذا اس کی وجہ سے اس پر ضمان نہیں آئے گا۔

کسی پر حق کے دعوی کا بیان

۷۹۹۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا مدعی پر گواہ ہیں اور مدعی علیہ پر قسم ہے، وہ [illegible]

واليمين على المدعى عليه، وبه لا يرد اليمين. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من أحدث في غير فنائه فهو ضامن

٧٩٧- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يجعل في حائطه الصخرة فيشق بها الحمولة أو يخرج الكنيف إلى الطريق، قال: يضمن كل شيء أصاب بهذا الذي ذكرت، لأنه أحدث شيئاً فيما لا يملك ولا يملك منه، وقد ضمن ما أصاب. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

ہے امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): اگر کوئی شخص کسی پر کسی چیز کا دعویٰ کرے تو قاضی مدعی علیہ سے پوچھے گا اگر وہ اعتراف کرے تو قاضی اس مدعی کے حق میں اس کا فیصلہ کر دے گا اور اگر انکار کرے تو مدعی سے گواہ مانگے گا اگر اس کے پاس گواہ ہوں تو ان کے ذریعہ فیصلہ کر دے گا اگر گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ پر قسم آئے گی مدعی پر قسم نہیں آئے گی اس لئے کہ مدعی پر بینہ اور مدعی علیہ پر قسم آتی ہے۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کر دے تو اس کے انکار کی وجہ سے اس کے خلاف فیصلہ کر دے گا، اور مدعی نے جو دعویٰ کیا ہے وہ اس پر لازم کر دے گا۔

گھر کے سامنے کے میدان کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ وغیرہ کرنے والا ضامن ہوگا

۷۹۷۔۔۔۔حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی دیوار میں کوئی بڑا پتھر رکھ کر اس کے ذریعہ اپنے جانوروں کو محفوظ رکھے یا چھجہ باہر نکالے فرمایا اگر اس سے کسی کو نقصان پہنچے تو یہ ضامن ہوگا جیسے میں نے بتلایا ہے اس لئے کہ اس نے یہ کام ایسی جگہ کیا ہے جس کی ملکیت نہیں ہے وہ کوئی آسمان تک کا مالک تھوڑی ہے لہٰذا اس سے جس کو نقصان پہنچے گا، اس کا ضامن ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): اگر کوئی شخص اپنی حدود چار دیواری یا ملکیت سے باہر کوئی چھجہ نکالتا ہے یا پتھر رکھتا ہے یا سیڑھی بناتا ہے اور اس سے کسی کو نقصان پہنچے تو یہ شخص متعدی کہلائے گا اور اس پر اس کا ضمان آئے گا۔

باب الأضحية وخصاء الفحل

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۹۸ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الأضحية واجبة على أهل الأمصار ما خلا الحاج. قال محمد وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۷۹۹ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: الأضحى ثلاثة أيام يوم النحر ويومان بعده. قال محمد وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

قربانی اور نر کو خصی کرنے کا بیان

◆ ◇ ◆ ◇ ◆ ◇ ◆

۷۹۸ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا قربانی حاجیوں کے علاوہ شہر میں رہنے والے سب لوگوں پر واجب ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): قربانی ہر آزاد ایسے مسلمان پر واجب ہے جو مقیم ہو صاحب استطاعت ہو، مسافر اور فقیر پر قربانی نہیں۔ اس لئے کہ عبادت تو اس پر واجب ہوتی ہے جو مالدار ہے نہ کہ فقیر، مسافر پر اس لئے کہ حضرت علی فرماتے ہیں مسافر پر جمعہ اور قربانی واجب نہیں ہے، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جب مسافر ہوتے تھے تو قربانی نہیں کرتے تھے۔ حاجی بھی مسافر ہوتا ہے اس لئے اس پر بھی قربانی نہیں، البتہ اگر اہل مکہ کریں تو ان پر قربانی واجب ہوگی اس لئے کہ وہ مسافر نہیں ہوتے۔

۷۹۹ - ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا قربانی کے تین دن ہیں دسویں ذی الحجہ اور دو دن اس کے بعد۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): قربانی صرف تین دن ہوتی ہے دسویں گیارہ بارہ ذی الحجہ، پہلے دن قربانی کرنا زیادہ افضل ہے۔ مستحب یہ ہے کہ دن میں ذبح کرے لیکن رات کو بھی ذبح کر سکتے ہیں۔ امام شافعی تیرہ تاریخ کو بھی قربانی جائز قرار دیتے ہیں اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں آتا ہے ایام تشریق سب ایام ذبح ہیں۔ ہم حضرت عمر، علی، ابن عباس، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا ایام نحر تین ہیں ان میں پہلا دن افضل ہے۔ یہ حضرات یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ اس کا تعلق عقل سے نہیں ہے۔ روایات میں تعارض ہے اس لئے جو ایام یقینی ہیں ان کو لے لیا یعنی تین دن احتیاط بھی اسی میں ہے۔

۷۹۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن عبد الرحمن بن سابط أن النبي صلى الله عليه وسلم ضحى بكبشين أملحين، ذبح أحدهما عن نفسه والآخر عمن قال: لا إله إلا الله محمد رسول الله.

۷۹۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة حدثنا عثمان بن عبد الرحمن عن أبي كباش أنه سمع أبا هريرة رضي الله عنه يقول: نعم الأضحية الجذع السمين من الضأن. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۹۲ - محمد قال: حدثنا أبو حنيفة قال: حدثنا مسلم الأعور عن حبة بن جوين عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه

۷۹۰۔۔۔ حضرت عبدالرحمن بن سابط سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کالے سفید مینڈھے قربان کئے ان میں سے ایک اپنی طرف سے ذبح کیا اور دوسرا اس شخص کی طرف سے جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہو۔

(ش) قربانی میں موٹا تازہ صحت مند جانور ذبح کرنا چاہیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمدہ قسم کے دو خوبصورت صحت مند بکرے ذبح کئے تھے ایک اپنی طرف سے قربانی کا تھا دوسرا (نفلی) امت کی طرف سے نفلی تھا۔ نفلی قربانی دوسرے کی طرف سے کر سکتے ہیں اور ایک جانور قربان کر کے اس کا ثواب بہت سے آدمیوں کو پہنچا سکتے ہیں۔

۷۹۱۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بہترین قربانی موٹا تازہ چھ ماہ سے زیادہ کا دنبہ ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) چھ ماہ کا دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر والوں کے ساتھ کھڑا ہو تو دونوں میں فرق معلوم نہ ہو تو ایسے دنبے کی قربانی درست ہے لیکن بکرا بکری جب تک ایک سال کے نہ ہو جائیں ان کی قربانی درست نہیں خواہ کتنے ہی صحت مند کیوں نہ ہوں۔

۷۹۲۔۔۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربانی میں گائے سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) بکرا بکری، دنبہ بھیڑ، مینڈھا مینڈھی کی صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں لیکن گائے بھینس بیل بھینسا، اونٹ اونٹنی کی سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں، قیاس کا تقاضا تھا کہ

قال: البقرة تجزئ عن سبعة يضحون بها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۷۹۳- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يطعم أضحيته ولا يأكل منها شيئاً، قال: لا بأس به. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۹۴- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الأضحية يشترك فيها الرجل وهي

یہ بھی ایک آدمی ہی کی طرف سے کافی ہو اس لئے کہ ایک جانور کا خون بہایا جاتا ہے جو ایک ہی عبادت ہے اور عبادت میں تجزی نہیں ہوتی لیکن چونکہ اس مسئلہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے اس لئے امام نے قیاس کو چھوڑ دیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گائے سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے۔ بکری دنبے کے بارے میں اس طرح کی کوئی نص نہیں پائی جاتی اس لئے اسے اصل قیاس کے مطابق رکھا۔ اونٹ یا گائے میں سات آدمی اس وقت شریک ہو سکتے ہیں جب سب کی نیت قربت اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کی ہو چاہے قربت کی جنسیں مختلف کیوں نہ ہوں، مثلاً ایک کی نیت عید کی ہو، دوسرے کی جزاء صید کی، تیسرے کی جنایت تمتع کی، چوتھے کی قربانی کی۔ امام زفر کے یہاں اس طرح درست نہیں سب کی ایک نیت ہونا چاہیے۔ لیکن اگر ان میں سے کسی ایک کی بھی نیت گوشت کھانے کی ہوگی تو بالاجماع کسی کی قربانی نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی ایک کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو۔ چھ پانچ اور تین کی طرف سے بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ نیز عقیقہ کی نیت سے بھی قربانی کے جانور میں شرکت صحیح ہے۔

۷۹۳۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنی قربانی دوسروں کو کھلائے خود اس میں سے کچھ نہ کھائے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: قربانی کے جانور کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔ چونکہ عبادت ہے اس لئے اس کا گوشت کھانا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جانور کے گوشت کی ایک بوٹی ہانڈی میں ڈال کر پکوائی اور اس کا شوربہ پیا۔

۷۹۴۔ ۔۔۔ حضرت ابراہیم سے قربانی کے اس جانور کے بارے میں مروی ہے جسے کوئی شخص صحیح سالم

صحيحة ثم يعرض لها عيب أو عجف، أو عرج قال: تجزئ إن شاء الله. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، ولا تجزئ إذا عورت، أو عجفت عجفا لا تنقي، أو عرجت حتى لا تستطيع أن تمشي، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۹۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا بأس أن تشتري بجلد أضحيتك متاعا ولا تبيعه بدراهم. قال إبراهيم: أما أنا فأتصدق بجلد أضحيتي. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

قربانی سے پہلے عیب دار ہو جائے، فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو فرمایا ان شاء اللہ اس کے لئے جائز رہے گی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے اگر وہ جانور کانا ہو جائے یا ایسا لاغر ہو جائے کہ ہڈیوں کا گودا ختم ہو جائے یا ایسا لنگڑا ہو جائے کہ چل نہ سکے تو اس کی قربانی نہیں ہو گی یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) قربانی میں اندھا بھینگا اور ایسا لنگڑا درست نہیں جو قربان گاہ تک خود چل کر نہ جا سکے نہ ایسا دبلا جس کی ہڈیوں کا گودا ختم ہو جائے۔ اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے قربانی میں چار قسم کے جانور درست نہیں بھینگا جس کا بھینگا پن ظاہر ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا پن بالکل ظاہر ہو، بیمار جس کی بیماری کھلی ہوئی ہو، ایسا لاغر جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔[1] کان اور دم کٹے ہوئے کی قربانی بھی جائز نہیں حدیث میں آتا ہے کان اور آنکھ کو اچھی طرح دیکھ لو۔ اسی طرح وہ جس کے کان اور دم کا اکثر حصہ کٹا ہوا ہو لیکن اگر کان اور دم کا اکثر حصہ باقی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ جس جانور کے سینگ پیدائشی طور سے نہ ہوں یا ٹوٹے ہوں لیکن اس کا اثر دماغ تک نہ پہنچا ہو تو اس کی قربانی بھی درست ہے۔ خصی کی قربانی افضل ہے کیونکہ خصی کر کے اس کا گوشت زیادہ مزے دار ہو جاتا ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی مینڈھے قربان کئے تھے۔

۷۹۵ . . . حضرت ابراہیم نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنی قربانی کے جانور کی کھال سے کوئی چیز خرید لو لیکن اسے دراہم کے بدلے مت بیچو۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا میں اپنی قربانی کی کھال کو صدقہ کر دوں گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) قربانی کی کھال استعمال کر سکتے ہیں، چاہے مصلی بنا لیں یا ڈول بنا لیں لیکن اسے کسی کام کا معاوضہ دینا درست نہیں، قصائی کی اجرت میں دینا ناجائز ہے، اس کے مستحق غربا، مساکین اور فقراء ہیں۔

---

[1] رواہ الترمذی وصححہ

۷۹۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الجذع من الضأن يضحى به قال: يجزئ، والثني أفضل. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۹۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: سئل إبراهيم عن الخصي والفحل أيهما أفضل للأضحية؟ فقال: الخصي، لأنه إنما طلب بذلك صلاحه. قال محمد: أسمنهما وأفضلهما خيرهما، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۹۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا بأس بإخصاء البهائم إذا كان يراد به صلاحها. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۷۹۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كان يكره أن يذكر مع اسم الله

---

۷۹۶ - ... حضرت ابراہیم سے دنبے کے چھ ماہ کے بچے کی قربانی کے متعلق مروی ہے فرمایا جائز ہے سال بھر کا ہو تو افضل ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۷۹۷ - ... حضرت حماد نے فرمایا حضرت ابراہیم سے خصی اور غیر خصی جانور کے بارے میں پوچھا گیا کہ قربانی کے لیے کونسا افضل ہے؟ فرمایا خصی، اس لیے کہ خصی کرنے سے مقصد اس کی تیاری و عمدگی ہے۔ امام محمد نے فرمایا دونوں میں سے جو زیادہ موٹا تازہ ہو وہ ان میں زیادہ بہتر ہوگا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

دش: خصی جانور زیادہ موٹا تازہ اور اس کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے اس لئے اسے اولیٰ و افضل قرار دیا گیا ہے لیکن اگر غیر خصی جانور اس سے زیادہ صحت مند اور موٹا ہو تو اس کی قربانی افضل ہوگی۔

۷۹۸ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جانوروں کو خصی بنانے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کا مقصد ان کی بہتری ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

دش: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے انہیں خصی کر سکتے ہیں لیکن اس طریقے سے خصی بنانا چاہئے جس سے جانوروں کو زیادہ تکلیف نہ ہو، لیکن جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا انہیں خصی نہیں کرنا چاہیے۔

۷۹۹ - ... حضرت ابراہیم برا سمجھتے تھے کہ کوئی شخص اپنے جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کسی انسان کا نام لے یوں کہے بسم اللہ تقبل من فلان (بسم اللہ اس کو فلاں کی طرف سے

مع اسم الله على ذبيحته أن يقول: بسم الله تقبل من فلان. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الذبائح

٨٠٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن يزيد بن عبد الرحمن عن رجل عن جابر رضي الله عنه قال: في قلب كل مسلم اسم التسمية سمى أو لم يسم. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة إذا ترك التسمية ناسياً.

٨٠١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن رجل عن ابن عباس رضي الله عنه

قبول فرمائیے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا گناہ ہے یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ ذبح اللہ تعالیٰ کے نام پر ہی کرنا چاہیے اگر کسی کے نام کے ذکر کرنے سے یہ اشتباہ ہو کہ یہ اس کے نام پر ذبح کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرے جس کی طرف سے ذبح کر رہے ہیں اس کا نام لے لے لیکن متصلاً اس طرح ذکر نہ کرے کہ اس میں شرک یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کا ایہام پایا جائے۔

ذبح کا بیان

۸۰۰ - ... حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر مسلمان کے دل میں بسم اللہ ہے چاہے وہ زبان سے نام لے یا نہ لے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اگر بسم اللہ چھوڑے سے بھول کر۔

۸۰۱ - ... حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر مسلمان کا ذبح کرنا اس جانور کا حلال ہونا ہے یعنی اگر کوئی مسلمان جانور ذبح کرے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کے ذبح کیے جانور کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: اگر ذبح کرنے والا قصداً بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور مردار ہوگا اس کا کھانا ناجائز ہے لیکن اگر بھولے سے بسم اللہ چھوٹ گئی تو اس کو کھایا جائے گا، عمداً چھوڑنے والے کے جانور کو اس سے

قال: ملة كل مسلم حلته. يعني بذلك أن الرجل يذبح فينسى أن يسمي أنه لا بأس بأكل ذبيحته. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٠٢ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن عامر الشعبي قال: أصاب رجل من ثقيف أرنبا بأحد فلم يجد سكينا فذبحها بمروة، فسأل النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك فأمره بأكلها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

نہیں کھایا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ (الانعام: ۱۲۱)	اور اس جانور میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو بے شک یہ بے حکمی ہے۔

امام شافعیؒ کے یہاں جائز ہے اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے مسلمان اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہے چاہے زبان سے اللہ کا نام نہ لے۔ ہم مندرجہ بالا آیت کی وجہ سے اسے مردار قرار دیتے ہیں اور اس لیے بھی کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے اپنے کتے کو چھوڑتے وقت اس پر بسم اللہ پڑھی تھی دوسرے کتے پر نہیں پڑھی تھی، تو علت حرمت بسم اللہ کے چھوڑنے کو قرار دیا ہے۔ امام شافعیؒ کے اس قول کو اجماع کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔ امام شافعیؒ کے مستدل کا جواب یہ ہے کہ وہ دلیل نص قرآن کریم اور اجماع کے خلاف ہے اس لیے اسے قبول نہیں کیا جا سکتا یا یہ کہا جائے گا کہ وہ حالت نسیان پر محمول ہے بسم اللہ کے چھوڑنے میں مسلمان اور اہل کتاب کا حکم ایک ہی ہے۔

ذبح کے وقت جانور کو قبلہ رخ لٹانا بالاتفاق سنت ہے واجب نہیں۔ ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا جائے گا۔

۸۰۲ - ... حضرت عامر شعبیؒ نے فرمایا کہ ثقیف کے ایک صاحب نے جبل احد کے پاس ایک خرگوش پکڑا، چھری نہ ملی تو ایک سفید پتھر سے اسے ذبح کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا آپ نے انہیں اس کے کھانے کا حکم دیا۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۹۰۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة قال: اذبح بكل شيء أفرى الأوداج وأنهر الدم ما خلا السن والظفر والعظم فإنها مدى الحبشة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۹۰۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الملك عن أبي بكر عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: أتى كعب بن مالك رضي الله عنه النبي صلى الله عليه وسلم فسأله عن راعية له كانت في غنمه، فتخوفت على شاة الموت فذبحتها بمروة، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم بأكلها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۹۰۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا سعيد بن مسروق عن عباية بن رفاعة

---

۹۰۳ - ... حضرت علقمہ نے فرمایا تم ہر اس چیز سے ذبح کرو جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے سوائے دانت ناخن اور ہڈی کے اس لئے کہ یہ حبشیوں کی چھریاں ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۹۰۴ - ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے اپنی ایک چرواہی کے بارے میں پوچھا جو بکریوں کے ریوڑ میں تھی، اسے ایک بکری پر موت کا ڈر ہوا اس نے اسے ایک سفید پتھر سے ذبح کر دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: ہر اس چیز سے ذبح کیا جا سکتا ہے جو خون بہا دے اور رگیں کاٹ دے اور جانور کو زیادہ ایذا نہ پہنچائے، چنانچہ چھری تلوار کے علاوہ تیز بانس کے چھلکے اور ایک سفید دھار دار پتھر سے ذبح کر سکتے ہیں، البتہ جسم سے پیوست دانت اور ناخن سے ذبح ناجائز ہے اس لئے کہ اس میں جانور دبانے کی وجہ سے مر کر مردار بن جاتا ہے۔ اس میں حبشیوں سے بھی مشابہت ہے وہ ناخن سے کاٹتے تھے لیکن اگر دانت یا ناخن جسم سے الگ ہو اور دھار دار ہو تو اس سے ذبح کیا جائے تو مکروہ ہے اور حلال ہوگا۔

۹۰۵ - ... حضرت عبایہ بن رافع رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا لوگ اس کے پیچھے دوڑے جب اس کو پکڑنے سے عاجز

عن النبي صلى الله عليه وسلم أن بعيراً من إبل الصدقة ند فطلبوه، فلما أعياهم أن يأخذوه رماه رجل بسهم فأصاب مقتله فقتله، فسأل النبي صلى الله عليه وسلم عن أكله فقال: إن لها أوابد كأوابد الوحش، فإذا أحسستم منها شيئاً من هذا فاصنعوا به كما صنعتم بهذا، ثم كلوه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۰۹۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن سعيد بن مسروق عن عباية بن رفاعة عن ابن عمر رضي الله عنهما أن بعيراً تردى في بئر بالمدينة فلم يقدر على منحره، فوجئ بسكين من قبل خاصرته حتى مات، فأخذ منه ابن عمر رضي الله عنهما عشيراً بدرهمين. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۱۰۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في البعير يتردى في بئر قال

آ نکلے تو ان میں سے ایک صاحب نے ایک تیر مارا جو اس کے ہلاک کرنے کی جگہ پر لگا اور وہ ہلاک ہو گیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا ان میں ایسے بھاگنے والے ہیں جیسے وحشی جانوروں میں بھاگنے والے ہیں لہذا تم جب ان سے اس طرح کی کوئی چیز محسوس کرو تو ایسا ہی کرو جیسا تم نے اس کے ساتھ کیا ہے پھر کھاؤ۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۰۹۔۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک اونٹ ایک کنویں میں گر گیا، اس کو نحر کرنا ممکن نہ رہا چنانچہ ایک چھری سے کوکھ کی جانب سے اس کا پیٹ چاک کر دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا، حضرت ابن عمر نے اس کا دسواں حصہ دو درہم میں لے لیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۱۰۔۔۔ حضرت ابراہیم سے اس اونٹ کے بارے میں مروی ہے جو کنویں میں گر جائے فرمایا اگر اس کو نحر نہ کر سکیں تو اسے جہاں کہیں سے چھری سے جہاں لگی مار دیا جائے وہ اس کا نحر ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ذبح کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ ذبح اختیاری ۲۔ ذبح اضطراری۔ ذبح اختیاری یہ ہے کہ حلق اور سینے کے اوپر کے حصے کا درمیانی حصہ اور رگیں کاٹی جائیں، حدیث میں آتا ہے کہ ذبح سینے کے اوپر کے حصے

إذا لم يقدر على منحره فحيث ما وجدت فهو منحره . قال محمد : وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

باب ذكاة الجنين والعقيقة

٩٠٨ ـ محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا تكون ذكاة نفس ذكاة

اور جبڑوں کے درمیان ہے۔ ذبح میں جن رگوں کو کاٹا جاتا ہے وہ چار ہیں: حلقوم (سانس کی نالی) مری (کھانے کی نالی) اور جان (خون کی نالیاں)۔ اگر ان سب کو کاٹ دیا گیا تو جانور مذبوح اور حلال ہوگا۔ اسی طرح اگر ان میں سے اکثر کاٹ دی جائیں تب بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں حلال ہوگا۔ صاحبین کے ہاں حلقوم، مری اور ودجین میں سے ایک کا کاٹنا ضروری ہے۔ اگر ذبح اختیاری کیا جا سکتا ہو تو ذبح اضطراری جائز نہیں ہاں ذبح اختیاری ناممکن ہو جائے تو ایسی صورت میں ذبح اضطراری کو اختیار کر سکتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں موقع ملے وہاں زخم پہنچا دے۔ تیر یا چھری مار کر جہاں زخمی کر سکتا ہو کر دے تاکہ خون بہہ جائے۔ شکار پر بھی یہ جائز اور جو شکار کی طرح ہو گئے جیسے اونٹ بدک کر بھاگ جائے یا کوئی جانور کنوئیں میں گر جائے اور ذبح نہ کیا جا سکتا ہو تو اسے جہاں بھی نیزہ یا چھری وغیرہ مار کر زخمی کر سکے کر دے اسی طرح اس کا کھانا حلال ہو جائے گا یہی حکم اس کا بھی ہے جو کنوئیں میں گر جائے تو اسے اسی طرح زخمی کر دے۔

بخاری و مسلم میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا واقعہ مروی ہے۔ اس میں ایک صاحب نے اس بھگوڑے اونٹ کو تیر سے مار ڈالا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان اونٹوں میں بھی وحشی جانوروں کی طرح بدکنے والے ہوتے ہیں لہٰذا اب ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا کرو۔

جنین کے ذبح کرنے اور عقیقہ کا بیان

٩٠٨ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا ایک جان کا ذبح کرنا دو جانوں کا ذبح نہیں ہوگا یعنی اگر جنین کی ماں کو ذبح کیا جائے تو جنین کو اس وقت تک نہیں کھایا جائے گا جب تک اسے ذبح نہ کیا جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسے اختیار نہیں کرتے جنین کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے، بشرطیکہ وہ تام الخلقت ہو۔

نفسين. يعني أن الجنين إذا ذبحت أمه لم يؤكل حتى يدرك ذكاته. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا: ذكاة الجنين ذكاة أمه إذا تم خلقه، وكان أبو حنيفة يقول بقول إبراهيم حقه.

۸۰۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كانت العقيقة في الجاهلية. فلما جاء الإسلام رفضت.

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حضرت ابراہیم کے اس قول کے قائل ہیں۔

(ش) اگر ذوات الارواح میں سے کسی بھیڑ بکری کو ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے مردہ جنین نکلے تو چاہے تام الخلقت ہو یا ناقص الخلقت دونوں صورتوں میں اسے کھایا نہیں جائے گا یہ امام ابوحنیفہ، زفر اور حسن بن زیاد رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔ صاحبین اور امام شافعی وغیرہ کے یہاں اگر وہ تام الخلقت ہو تو کھایا جائے گا ورنہ نہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنین کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے۔ دوسرے یہ بھی ہے اس جانور کے دوسرے اجزاء میں سے ایک جزء کی طرح ہے اس لئے ذبح میں یہ بھی داخل ہوگا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ آیت قرآنیہ۔

(۱) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (المائدہ: ۳) تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار۔

سے استدلال کرتے ہیں میتہ کہتے ہیں جس کی روح نکل جائے تو یہ بات جنین میں بھی پائی جاتی ہے اس لئے کہ ماں کے مرنے سے جنین ہمیشہ نہیں مرتا کبھی ماں مر جاتی ہے جنین زندہ رہتا ہے۔ کبھی جنین مر جاتا ہے ماں زندہ رہتی ہے اس لئے اس کی زندگی کے ساتھ متعلق نہیں ہے لہذا اس کا ذبح بھی اس کے ذبح کے قائم مقام نہ ہوگا، جس طرح ایک بکری کا ذبح کرنا دو بکریوں کے ذبح کرنے کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ایک کو ذبح کرنے سے دوسری ذبح نہیں قرار دی جاتی اسی طرح یہاں بھی ہوگا ذبح اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ ناپاک خون پاک گوشت سے نکال دیا جائے ماں کا ذبح جنین کے دم مسفوح کے نکالنے کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔

جس حدیث سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جنین کو بھی اسی طرح ذبح کیا جائے گا جس طرح اس کی ماں کو ذبح کیا گیا ہے۔ اگر جنین زندہ نکلے پھر مر جائے تو بالاتفاق کسی کے یہاں نہیں کھایا جائے گا۔ یہ اختلاف اس وقت ہے جب وہ مردہ پیدا ہو۔ تام الخلقت ہونے کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ اس کے بغیر وہ لوتھڑے اور بے جان خون کی طرح ہے جس کا کھانا ناجائز ہے۔

۸۰۹ - حضرت ابراہیم نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں عقیقہ کیا جاتا تھا جب اسلام آیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

۵۱۰ ۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا رجل عن محمد ابن الحنفية أن العقيقة كانت في الجاهلية، فلما جاء الإسلام رفضت. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب ما يكره من الشاة والدم وغيره

۵۱۱ ۔ محمد قال أخبرنا عبد الرحمن بن عمرو الأوزاعي عن واصل بن أبي جميل عن مجاهد قال

---

۵۱۰ ۔ ۔۔۔ حضرت محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ عقیقہ زمانۂ جاہلیت میں تھا جب اسلام آیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: عقیقہ کی مشروعیت اور استحباب بہت سی احادیث سے ثابت ہے، بخاری میں ہے کہ بچہ پیدا ہونے پر عقیقہ کرو اس کی طرف سے خون بہاؤ، سنن میں حضرت سمرہ کی روایت میں ہے کہ ہر بچہ اپنے عقیقہ کا مرہون ہے جو اس کی پیدائش کے ساتویں دن ذبح کیا جائے گا، مسند احمد میں ہے کہ بچے کی طرف سے دو اور بچی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کیا جائے گا، اسی طرح مسند احمد و ترمذی میں ام کرز الکعبیہ کی روایت میں ہے۔ امام مالک، ابن جریر، امام شافعی، امام احمد، اسحاق وغیرہ کے یہاں عقیقہ سنت و مستحب ہے مستدل مندرجہ بالا احادیث ہیں، حسن بصری اور لیث بن سعد واجب کہتے ہیں۔ حنفیہ اس کے سنت مؤکدہ یا واجب ہونے کی نفی کرتے ہیں، استحباب کے قائل ہیں، کما فی رد المحتار ۶-۳۳۶ اور المرقاۃ ۹-۱۱ اور اختلاف الفقہاء ص ۹۰، ۹۲ وغیرہ۔ بہرحال جمہور ائمہ و فقہاء کے یہاں العقیقہ سنت مندوبہ ہے باپ صاحب استطاعت ہو تو لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ذبح کرے، عقیقہ میں بھی وہ جانور ذبح کیا جائیگا جو قربانی میں ذبح کیا جاتا ہے، ساتویں دن یا چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کرنا چاہیے۔

بکری کی کیا چیز مکروہ ہے اور خون وغیرہ کا بیان

۵۱۱ ۔ ۔۔۔ حضرت مجاہد نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی سات چیزوں کو مکروہ قرار دیا پتہ، مثانہ، غدہ، فرج و شرمگاہ، ذکر و آلہ تناسل، خصیتین اور خون۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری

مجاهد قال: كره رسول الله صلى الله عليه وسلم من الشاة سبعاً: المرارة، والمثانة، والغدة، والحياء، والذكر، والأنثيين، والدم؛ وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب من الشاة مقدمها

باب ما أكل في البر والبحر

٨١٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا خير في شئ مما يكون في الماء إلا السمك. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨١٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كل ما جزر عنه الماء وما قذفت به ولا تأكل ما طفا. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

کے اگلے حصے کو پسند کرتے تھے۔

(شرح): امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے خون نص صریح کی وجہ سے حرام ہے باقی چھ چیزیں مکروہ ہیں اس لئے کہ فطرت انسانی انہیں ناپسند کرتی اور برا سمجھتی ہے جو اس کی کراہت کی علامت ہے ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ الاعراف - ۱۵۷ اور ان پر گندی چیزیں حرام رکھتے ہیں۔

اثر میں لفظ حیا ذکر کیا گیا ہے جو دراصل کھر اور ٹاپ والے جانوروں کی شرمگاہ کو کہا جاتا ہے اسے بالمد والقصر دونوں طرح استعمال کرتے ہیں۔

خشکی اور دریائی کون کونسے جانور کھانا درست ہے

۸۱۳ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا پانی کی کسی چیز میں خیر نہیں سوائے مچھلی کے، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۱۴ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جس سے پانی سرک جائے اور جسے پانی باہر پھینک دے اسے کھاؤ اور جو مر کر الٹی ہو کر اوپر آجائے اسے مت کھاؤ۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٨١٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كل السمك كله إلا الطافي.

٨١٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: وددت أن عندي قفعة أو قفعتين من جراد. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

---

٨١٤ — ... حضرت ابراہیم نے فرمایا ہر مچھلی کھاؤ سوائے اس کے جو مر کر پانی پر آجائے۔

(ش) سمندری یا دریائی ہر قسم کی مچھلی کھائی جائے گی جو پانی کے اندر رہتی ہو وہ بہر صورت حلال ہے البتہ وہ مچھلی جو اپنی موت آپ بغیر کسی سبب کے مر کر پانی پر آجائے جسے سمک طافی کہتے ہیں اس کا کھانا ناجائز ہے لیکن جو پانی کی موج سے باہر گر کر خشکی پر آجائے اور مر جائے یا پانی سرکنے کی وجہ سے پانی سے باہر رہنے کی بنا پر مر جائے اس کا کھانا جائز ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے جس مچھلی سے پانی خشک ہو جائے اسے کھاؤ اور جسے پانی باہر پھینک دے اسے بھی کھاؤ اور جو خود مر کر اوپر آجائے اسے مت کھاؤ۔

٨١٥ — ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس ٹڈی کی ایک یا دو ٹوکریاں ہوتیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) ٹڈی کا کھانا جائز ہے اس کے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں، حدیث میں آتا ہے ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں، مردار مچھلی اور ٹڈی اور خون کلیجی اور تلی ہے، حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوے ایسے کئے جن میں ہم ٹڈیاں کھایا کرتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں پوچھا گیا کہ انسان اسے پکڑتا ہے ان میں مردہ بھی ہوتی ہیں، فرمایا ان سب کو کھاؤ۔

◆

باب ما یکره من أکل لحوم السباع وألبان الحمر

۸۱۶ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنیفة عن حماد عن إبراهیم عن عائشة رضی الله عنها أنه أُهدی لها ضب، فسألت النبی صلی الله علیه وسلم عن أکله فنهاها عنه، فجاء سائل فأرادت أن تطعمه إیاه فقال: أتطعمینه ما لا تأکلین؟ قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبی حنیفة رحمه الله تعالی

۸۱۷ ۔ محمد قال: أخبرنا أبو حنیفة قال: حدثنا مکحول الشامی عن النبی صلی الله علیه وسلم

درندوں کے گوشت اور گدھوں کے دودھ کی کراہت کا بیان

۸۱۶ ۔ ۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہیں ایک گوہ ہدیہ دی گئی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں اس کے کھانے سے منع فرما دیا۔ ایک سائل آیا حضرت عائشہ نے وہ اسے کھلانا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اسے وہ کھلانا چاہتی ہو جو خود نہیں کھاتیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

شرح: ہمارے یہاں گوہ کا کھانا منع ہے جیسا کہ مندرجہ بالا روایت سے ثابت ہوا۔ ابوداؤد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ امام شافعی اسے مباح قرار دیتے ہیں لیکن مندرجہ بالا روایات ان کے خلاف حجت ہیں۔ امام شافعی کی روایت ابن عمر سے استدلال کرتے ہیں جس میں آتا ہے کہ آپ سے گوہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا ہمارے یہاں نہیں کھائی جاتی ہے اس لئے میں اسے ناپسند کرتا ہوں نہ تو حلال کہتا ہوں نہ حرام۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی جس کے کھانے والوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر مبیح و محرم میں تعارض ہو تو محرم کو مبیح پر ترجیح دی جاتی ہے یا یہ کہا جائے گا کہ یہ حرمت سے قبل کا واقعہ ہے۔

۸۱۷ ۔ ۔۔۔ حضرت مکحول شامی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر داڑھ والے درندے کھانے

أنه نهى عن كل ذي ناب من السبع، وكل ذي مخلب من الطير، وعن أن توطأ الحبالى من الفيء حتى يضعن، وعن لحوم الحمر الأهلية. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨١٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه كره لحم

والے درندے اور پنجے والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے، اور اس سے کہ مالِ غنیمت میں پکڑی گئی حاملہ باندیوں سے وطی کی جائے اور یہ کہ شہری گدھوں کا گوشت کھایا جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) چیر پھاڑ کھانے والے درندوں اور پنجے والے پرندوں کا کھانا حرام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں امام مسلم نے اسی طرح کے الفاظ روایت کئے ہیں۔ داڑھ والے سے مراد وہ درندہ ہے جو اس سے شکار کر کے چیر پھاڑ کھاتے ہیں اور جو زبردست ہے ورنہ گھوڑے کے بھی کچلیے ہوتے ہیں اونٹ کی بھی داڑھیں ہوتی ہیں لیکن وہ حرام نہیں۔ اس لئے داڑھ والوں سے چیر پھاڑ کھانے والے درندے شیر، چیتا، بھیڑیا، تیندوا، بجو، لومڑی، کتا، بلی، ہاتھی، بندر وغیرہ مراد ہیں اور پنجے والوں سے شکرہ، باز، گدھ، عقاب، کوا، چیل، شاہین اور ہر وہ پرندہ مراد ہے جو پنجوں سے شکار کرے۔

جو باندیاں مالِ غنیمت میں ملیں انہیں استبراءِ رحم یا وضع حمل سے پہلے استعمال نہیں کرنا چاہئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

شہری گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ خیبر کے موقع پر شہری گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا تھا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ یہ اعلان کریں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شہری گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں اس لئے کہ یہ نجس ہے، چنانچہ ان حضرات نے گوشت سے بھری ہانڈیاں الٹ دیں۔ یہی حکم خچر کا ہے اس لئے کہ وہ گدھے سے پیدا ہوتا ہے جو خچر گدھی سے پیدا ہو وہ حرام ہے لیکن جو گھوڑی سے پیدا ہو وہ حلال ہے۔ حلت و حرمت میں اس جانور کی ماں کا اعتبار ہوگا ماں حلال ہو تو وہ بھی حلال ہوگا ماں کا گوشت حرام ہو تو وہ بھی حرام ہوگا۔

۸۱۸۔ ۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے گھوڑے کے گوشت کو مکروہ کہا۔ امام محمد نے فرمایا یہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے ہم اسی کو اختیار نہیں کرتے ہم گھوڑے کے گوشت میں کوئی حرج

الفرس. قال محمد: هذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، ولسنا نأخذ به، فلا نرى بلحم الفرس بأساً، وقد جاء في إحلاله آثار كثيرة.

٩١٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لا خير في لحوم الحمر وألبانها. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

نہیں سمجھتے، اس کے حلال ہونے پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں۔

(ش) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں صحیح قول کے مطابق گھوڑے کا گوشت مکروہ تحریمی ہے۔ یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی ہے، امام مالک بھی یہی فرماتے ہیں، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ بہت سے حضرات نے فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے انتقال سے تین روز قبل گھوڑے کے گوشت کی حرمت کے قول سے رجوع کر لیا تھا، فتویٰ اسی پر ہے، فخر الاسلام نے کراہت کو کراہت تنزیہی قرار دیا ہے۔ صاحبین اور امام شافعی رحمہم اللہ کے یہاں اس کا گوشت حلال ہے، اس لئے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑے کا گوشت کھایا ہے۔ یہی امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ آیت ذیل سے استدلال کرتے ہیں:

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ (النحل: ۸)	اور اسی نے پیدا کئے گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے بھی۔

اس میں اللہ جل شانہٗ کا انعام بتلایا گیا ہے، اگر اس کا گوشت حلال ہوتا تو ضرور کوئی احسان کی بات بھی ہوتی، اور حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ گھوڑوں کا گوشت حلال نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ آلۂ جہاد ہے، اس لئے اسے باقی رکھنا چاہیے، اسے کھانے سے باز رہنا چاہیے، اس کا اکرام کرنا چاہیے، اسے ذبح کرنا آلۂ جہاد کو کم کرنے کے مرادف ہے۔

۹۱۰ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا گدھوں کے گوشت اور دودھ میں کوئی بھلائی نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) گدھے کا گوشت حرام ہے یہی حکم اس کے دودھ کا بھی ہے۔

باب أكل الجبن

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

٨٢٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عطية العوفي عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنت جالساً عنده إذا أتاه رجل فسأله عن الجبن، فقال: وما تصنعون؟ قال: شيء يصنع من ألبان الغنم وعامة من يصنعه المجوس، قال: اذكر اسم الله وكل. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الصيد ترميه

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

٨٢١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم في الرجل يرمي الصيد

پنیر کھانے کا بیان

۸۲۰ - ... حضرت عطیہ عوفی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے اور ان سے پنیر کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے پوچھا پنیر کیا چیز ہے؟ کہا ایک چیز ہے جو دنبوں اور بکریوں کے دودھ سے بنائی جاتی ہے اور اس کے بنانے والے زیادہ تر مجوسی ہیں، فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھایا کرو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) پنیر کا کھانا جائز ہے غیر مسلموں کے ہاتھ ناپاک نہیں جیسے ان کا پسینہ بھی پاک ہے جب تک کہ ان کے ہاتھ یا جسم پر نجاست نہ لگی ہو اسی لئے آپ نے اسے کھانے کی اجازت دی اور شک کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو۔

شکار کو تیر مارنے کا بیان

۸۲۱ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو شکار کو تیر مارے یا اور کسی چیز سے مارے فرمایا اگر اس کے دو ٹکڑے کر دے تو ان دونوں کو کھا لو اور اگر سر کی جانب کا حصہ کم ہو

أو يمضي به قال: إذا قطعه بنصفين فكلهما جميعاً، وإن كان مما يلي الرأس أقل فكلهما جميعاً، وإن كان مما يلي الرأس أكثر فكل مما يلي الرأس وألق ما بقي منه مما يلي العجز، وإن قطعت منه قطعةً أو عضواً فبانت فلا تأكلها إلا أن يكون معلقاً فكل. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۲۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما

تب بھی دونوں حصوں کو کھا لو اور اگر سر کی جانب کا حصہ زیادہ ہو تو سر والا حصہ کھا لو اور باقی ماندہ پیچھے کے حصے والے کو پھینک دو، اگر تم نے اس سے ایک ٹکڑا یا ایک عضو کاٹا ہو اور وہ اس سے جدا ہو گیا ہو تو اسے مت کھاؤ الا یہ کہ وہ اس کے ساتھ لٹکا ہو تو کھا لو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شکار کی جانب تیر پھینکے اور وہ جانور اس سے زخمی ہو کر مر جائے تو اسے کھانا جائز ہے لیکن اگر زندہ مل جائے تو اسے ذبح کرنا ضروری ہے اگر ذبح نہ کیا اور

وہ مر گیا تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اگر کسی شکار کو مارا اور اس سے اس کا کوئی عضو الگ ہو گیا تو وہ نہیں کھایا جائے گا البتہ شکار کو کھا سکتے ہیں اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے جو چیز کسی جاندار سے جدا کی جائے وہ مردار ہے، یہ عضو بھی اسی طرح ہے۔ اگر اس جانور کے تین چار ٹکڑے ہو جائیں اور زیادہ حصہ نچلے حصہ کے ساتھ ہو تو سب کھایا جائے گا اس لئے کہ ایسے زخم کے بعد زندہ رہنا ناممکن ہے، اس لئے کہ رگیں دل سے مل جاتی ہیں وہاں سے ان کا دماغ سے تعلق ہوتا ہے لہذا اگر سر کی جانب کا ایک تہائی کاٹ دیا جائے تو اس سے سب رگیں کٹ جاتی ہیں اور یہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ذبح کرنا اس کے برخلاف اگر دو تہائی سر کی جانب ہوں اور ایک تہائی نچلے حصے کے ساتھ تو ایسی صورت میں نچلا حصہ نہیں کھایا جائے گا اس لئے کہ دو تہائی میں جان رہنا اور حیات کا امکان ہے اس لئے کہ عروق (رگیں) باقی ہیں لہذا نچلا حصہ اس عضو کی طرح شمار ہوگا جیسے جاندار سے جدا کر دیا گیا ہو۔

۸۲۲ ۔ ۔ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک کالا غلام آیا اس نے کہا میں اپنے مالکوں کے جانوروں میں راستے میں ہوتا ہوں کیا مسافروں کو ان کا دودھ پلا دیا کروں؟ فرمایا ہاں! (اور کہا) میں شکار کو تیر مارتا ہوں اور اسے آنکھوں سے اوجھل نہیں پاتا اور کبھی نگاہوں سے غائب بھی

أنه قال: أتاه عبد أسود فقال: إني في ماشية أهلي، وإني بسبيل من الطريق أفأسقي من ألبانها؟ قال: لا. قال: فأرمي الصيد فأصمي وأنمي، قال: كل ما أصميت ودع ما أنميت. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وإنما يعني بقوله "أصميت" ما لم يتوارى عن بصرك، "وما أنميت" ما توارى عن بصرك، فإذا توارى عن بصرك وأنت في طلبه حتى تصيبه ليس به جرح غير سهمك فلا بأس بأكله.

٨٢٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا رميت الصيد فرميت فإن قطعته بنصفين فكله، وإن كان مما يلي الرأس أكثر أكلت مما يلي الرأس ولم تأكل مما سواه، وإن قطعت منه يداً أو رجلاً أو قطعة منها فكل منه غير ما قطعت منه. قال محمد:

پاتا ہوں! فرمایا جو نظروں کے سامنے ہو اسے کھا لو اور جو آنکھوں کے سامنے نہ ہو اسے چھوڑ دو۔
امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ حدیث میں لفظ اَصمیت

سے مراد یہ ہے کہ جو شکار نگاہوں سے اوجھل نہ ہو اور ما انمیت سے وہ جانور مراد ہے جو آنکھوں سے
اوجھل ہو لہذا جب آنکھوں سے اوجھل ہو جائے اور آپ اس کی تلاش میں ہوں یہاں تک کہ اسے پالیں
اور اس میں آپ کے تیر کے علاوہ اور کوئی زخم نہ ہو تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(شرح) تیر جب شکار کے لگ جائے اور وہ بھاگ کر اس سے غائب ہو جائے تو اگر یہ اس کی تلاش میں
لگا رہے اور اسے مرا ہوا پالے تو اسے کھا لے گا اس لئے کہ جب وہ اس کی تلاش میں لگا رہا اور کسی
اور کام میں مشغول نہیں ہوا تو ایسا سمجھا جائے گا گویا اس شکاری کے سامنے مرا ہو تاکہ حرج کو دور کیا جائے
اس لئے کہ شکار جنگلوں اور صحراؤں میں عام طور سے چھپ جاتا ہے لہذا اگر تلاش سے رکا نہیں مسلسل
تلاش میں لگا رہا تو اس کا کھانا حلال ہے، لیکن اگر کسی اور کام میں مشغول ہو گیا تو اس کو نہیں کھایا جائے
گا، اسی طرح اگر تلاش روک دی پھر مردہ حالت میں ملا تب بھی نہیں کھایا جائے گا۔

۸۲۳ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا تم جب شکار کو اللہ کا نام لے کر تیر مارو اور اس کے دو حصے کر دو
تو اسے کھا لو اور اگر سر کی جانب کا حصہ زیادہ ہو تو سر والے حصے کو کھایا جائے گا اور باقی ماندہ دوسرے
کو نہیں کھایا جائے گا، اور اگر اس کا ہاتھ پاؤں یا کوئی اور حصہ کاٹ دیا گیا ہو تو وہ حصہ کھا لو جس سے
نہیں کاٹا گیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب صيد الكلب

۸۲۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عدي بن حاتم رضي الله عنه أنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصيد إذا قتله الكلب قبل أن يدرك ذكاته فأمر النبي صلى الله عليه وسلم بأكله إذا كان معلماً. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۲۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا أمسك عليك كلبك المعلم فكل، وإذا أمسك عليك غير المعلم فلا تأكل. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۲۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ما أمسك عليك كلبك إن كان معلماً فكل، وإن أكل فلا تأكل منه فإنما أمسك على

(ش) تفصیل ایک حدیث پہلے گذر چکی ہے

کتے کے شکار کا بیان

۸۲۴ ۔۔۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے شکار کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر ذبح کرنے سے قبل کتا اسے قتل کر دے تو اس کا کیا حکم ہے؟! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کا حکم دیا اگر کتا معلّم، سدھایا ہوا ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۲۵ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا تمہارے سدھائے ہوئے کتے کے سوا تو جب غیر سدھایا ہوا کتا بھی، سے پکڑے تو اسے مت کھاؤ۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۲۶ ۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تمہارے سدھائے ہوئے کتے نے جو شکار

نفسه، وأما الصقر والبازي فكل وإن أكل، فإن تعليمه إذا دعوته أن يجيبك، ولا تستطيع ضربه حتى يدع الأكل. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٢٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن إبراهيم في الذي يرسل كلبه وينسى أن يسمي فلقتل، قال: أكره أكله، وإن كان يهوديا أو نصرانيا فمثل ذلك. قال محمد: ولسنا نأخذ بهذا، لا بأس بأكله إذا ترك التسمية ناسيا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٢٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا قتادة عن أبي قلابة عن أبي ثعلبة الخشني رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قلنا: إنا في أرض المشركين أفنأكل في آنيتهم؟ قال: إن لم تجدوا منها بدا فاغسلوها ثم كلوا فيها. قلنا: وإنا بأرض صيد؟

تمہارے لئے پکڑا ہو وہ کھاؤ لیکن اگر خود اس نے اس سے کھایا ہو تو تم اس سے مت کھاؤ اس لئے کہ اس نے اسے اپنے لئے پکڑا ہے، رہا شکرا اور باز تو وہ چاہے کھالے تب بھی تم کھاؤ اس لئے کہ اس کا معلم (سدھایا ہوا) ہونا یہ ہے کہ تم جب اسے بلاؤ تو وہ آجائے تم اسے مار نہیں سکتے تاکہ وہ کھانا چھوڑ دے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۲۷ - ... حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جو اپنا کتا چھوڑے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جائے اور وہ کتا شکار کو پکڑ کر مار ڈالے، فرمایا میں اس کے کھانے کو ناپسند کرتا ہوں، اسی طرح اگر اس کو چھوڑنے والا یہودی یا عیسائی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اگر بھولے سے بسم اللہ چھوڑ دے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۲۸ - ... حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ہم مشرکین کے علاقوں میں جاتے ہیں ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں؟ فرمایا اگر ان کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ ہو تو انہیں دھو کر ان میں کھا پیا کرو، ہم نے عرض کی ہم شکاری علاقے میں رہتے ہیں؟ فرمایا وہ شکار کھاؤ جسے تمہارے لئے تمہارا تیر، گھوڑا یا کتے نے پکڑا ہو بشرطیکہ وہ معلم ہو، اور کچلی والے درندے چیر پھاڑ کھانے والے، اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندے اور شہری گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں امام

قال: كل ما أمسكت عليك سهمك أو رمحك أو كلبك إذا كان معلمًا، ونهانا عن أكل كل ذي ناب من السباع وكل ذي مخلب من الطير وعن أن نأكل لحوم الحمر الأهلية. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ف) کلب معلم، سدھائے ہوئے کتے، چیتے اور باز اور دوسرے شکار کرنے والے جانور جیسے شاہین، عقاب، شکرے وغیرہ سے شکار کرنا جائز ہے ارشاد ربانی ہے:

وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ (المائدۃ: ۴)

اور تمہارے سدھائے ہوئے شکاری جانوروں کا شکار جو شکار پر چھوڑے جا سکتے ہیں۔

کتے کے معلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تین مرتبہ شکار کرے اور خود نہ کھائے ایسا کتا معلم کہلائے گا، اور باز کا معلم ہونا یہ ہے کہ اسے بلایا جائے تو واپس آ جائے۔ اگر کوئی شخص سدھائے ہوئے کتے، باز یا شکرے کو اللہ کا نام لے کر شکار پر چھوڑے اور وہ شکار کو پکڑ لے اسے زخمی کر دے اور وہ مر جائے تو اس شکار کا کھانا حلال ہے، لیکن اگر کتا یا چیتا خود اس سے کھا لے تو اسے نہیں کھایا جائے۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ تم اگر اپنے معلم کتے کو اللہ کا نام لے کر چھوڑو تو اسے کھاؤ لیکن اگر وہ اس سے کھا لے تو تم اس سے مت کھاؤ اس لیے کہ اس نے اسے اپنے لیے شکار کیا ہے اسی طرح اس کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی شریک ہو جائے تب بھی مت کھاؤ اس لیے کہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی تھی دوسرے کے کتے پر نہیں۔

اگر شکار پر باز کو چھوڑا گیا اور اس نے اس سے کھا لیا تو اس کو کھایا جائے گا اس لیے کہ باز کے معلم ہونے کی یہ شرط نہیں کہ وہ اس شکار کو نہ کھائے۔ اگر شکار زندہ مل جائے تو اس کا ذبح کرنا واجب ہے اگر ذبح نہ کیا اور وہ یونہی مر گیا تو اس کا کھانا ناجائز ہے۔ اگر شکار کو کتا دبا دے زخمی نہ کرے تب بھی نہیں کھایا جائے گا، دوسرے شخص کا کتا یا غیر معلم یا کسی مجوسی کا یا ایسا کتا جسے بسم اللہ پڑھ کر نہ چھوڑا گیا ہو اگر وہ بھی شکار کرنے میں شریک ہو جائے تو اسے نہیں کھایا جائے گا جیسا کہ گذرا۔

غیر مسلم چونکہ خنزیر کا گوشت اور شراب بھی استعمال کرتے ہیں اس لئے ان کے برتن دھو کر استعمال کرنا چاہیے اگر ان کو پاک صاف برتنا ظاہر ہو تو بغیر دھوئے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

باب الأشربة والأنبذة والشرب قائمًا وما يكره في الشراب

۸۲۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن سليمان الشيباني عن ابن زياد أنه أفطر عند عبد الله بن عمر رضي الله عنهما فسقاه شرابًا له فكأنه أخذ فيه، فلما أصبح قال: ما هذا الشراب ما كدت أهتدي إلى منزلي، فقال عبد الله رضي الله عنه: ما زدناك على عجوة وزبيب. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۳۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان ينبذ له نبيذ الزبيب فلم يكن يستحليه، فقال للجارية: اطرحي فيه تمرات. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۳۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: لا بأس بشرب

شراب نبیذ اور کھڑے ہو کر پینے اور پینے میں جو چیز مکروہ ہے اس کا بیان

۸۲۹ - ... حضرت ابن زیاد سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں افطار کیا انہوں نے انہیں ایک مشروب پلایا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا ان پر اثر ہوا، جب صبح ہوئی فرمایا یہ کون سا مشروب تھا؟ قریب تھا کہ میں اپنے گھر تک نہ پہنچ سکوں، حضرت عبد اللہ نے فرمایا ہم نے تمہیں عجوہ کھجور اور منقیٰ سے زیادہ کوئی چیز نہیں دی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۳۰ - ... حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے منقیٰ کی نبیذ بنائی جاتی تھی وہ اسے میٹھا محسوس نہیں کرتے تھے انہوں نے جاریہ سے کہا کہ اس میں چند کھجوریں ڈال دو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۳۱ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کھجور اور منقیٰ کو ملا کر نبیذ بنالی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ پچھلے زمانے میں تنگی کی وجہ سے اسے ناپسند کیا گیا تھا جیسے گوشت اور گھی کو جمع کیا گیا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر وسعت کردی تو ان کے ملانے میں کوئی حرج نہیں۔

نبيذ التمر والزبيب إذا خلطهما، وإنما كان ذلك لشدة العيش في الزمن الأول كما كره السمن واللحم، فأما إذا وسع الله تعالى على المسلمين فلا بأس بهما. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب النبيذ الشديد

۸۳۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: كنت أتقي النبيذ، فدخلت على إبراهيم

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسرے اور حضرات کے بارے میں جو مروی ہے اس سے مراد نبیذ ہے کھجوریں یا منقیٰ ڈال کر یا دونوں کو ملا کر ڈالی جائے لیکن مسکر نہ ہو ورنہ ان جیسے کبار صحابہ، متقی و زاہد و عابد حضرات مسکر کو خود پی سکتے تھے نہ کسی کو پلا سکتے تھے۔ پہلے خاص طور سے مدینہ منورہ میں میٹھا پانی کم ہوتا تھا اس لئے اس کی ملوحت مارنے کے لئے چند کھجوریں وغیرہ ڈال دیا کرتے تھے تاکہ پینے کے قابل ہو جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگی کے دور میں ان دونوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا علیحدہ علیحدہ بنانے کی اجازت دی تھی تاکہ اغنیاء اپنے پڑوسیوں کا خیال کریں ایک خود کھا لیں دوسری اپنے پڑوسی کو دے دیں جب وسعت ہو گئی تو یہ ممانعت نہیں رہی حضرت ابن عمر نے جو ان کو ملا کر بنایا تھا وہ معلوم تھے اس لئے کہ خود ان سے زبیب کے کچے پانی کی حرمت منقول ہے۔

تنبیہ: انجیر، گیہوں، جو، اور جوار کی نبیذ حلال ہے چاہے اسے پکایا نہ جائے یہ شیخین کا مذہب ہے بشرطیکہ اسے لہو و لعب اور نشہ کے لئے نہ پیا جائے اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ خمر ان دو درختوں سے بنتی ہے انگور اور کھجور یعنی حرمت ان دونوں کے ساتھ خاص ہے۔

نشہ ہو کر پینے سے متعلق اس باب میں کوئی روایت مذکور نہیں اس مسئلہ کی حدیث تین باب کے بعد ۸۴۴ کے تحت آ رہی ہے۔

گاڑھی نبیذ کا بیان

۸۳۲ ... حضرت حماد نے فرمایا میں نبیذ سے بچا کرتا تھا میں حضرت ابراہیم کے پاس گیا وہ کھانا کھا

وهو يطعم فطعمت معه، وأتي بقدح من نبيذ، فلما رأى إتقائي منه قال: حدثني علقمة عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه كان ربما طعم عنده ثم دعا بنبيذ له تنبذه سيرين أم ولد عبد الله فشرب وسقاني. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٣٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا مزاحم بن زفر عن الضحاك بن مزاحم قال: انطلق أبو عبيدة فأراني جراً أخضر لعبد الله بن مسعود رضي الله عنه كان ينبذ له فيه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٣٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو إسحاق السبيعي عن عمرو بن ميمون الأودي عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: إن للمسلمين جزوراً لطعامهم وإن العنق منها لآل عمر وإنه لا يقطع لحوم هذه الإبل في بطوننا إلا النبيذ الشديد. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٣٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن عمر رضي الله عنه أتي بأعرابي في

رہے تھے میں نے بھی ان کے ساتھ کھانا کھایا، ان کے پاس نبیذ کا ایک پیالہ لایا گیا جب انہوں نے میرا اس سے دور پیچھے ہٹنا دیکھا تو فرمایا مجھ سے علقمہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ بسا اوقات وہ ان کے ساتھ کھانا کھاتے پھر نبیذ منگاتے جسے حضرت عبد اللہ کی ام ولد سیرین بنایا کرتی تھیں وہ خود بھی پیتے اور مجھے بھی پلاتے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۳۳۔ ... حضرت الضحاک بن مزاحم سے مروی ہے فرمایا حضرت ابو عبیدہ گئے اور انہوں نے انہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک سبز مٹکا دکھایا جس میں ان کی نبیذ ہوا کرتی تھی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۳۴۔ ... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانوں کے کھانے کے لئے اونٹ کا گوشت ہے اور ان میں سے بڑا حصہ آل عمر کے لئے ہے اور ان اونٹوں کا گوشت ان کے پیٹ میں گاڑھی نبیذ ہی ہضم کرتی ہے۔ امام محمد نے فرمایا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۳۵۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اعرابی کو لایا گیا جو نشے میں

فيه سكر فتركه حتى أفاق فلما أفاق إذا ذاهب عقل، قال: احبسوه فإذا صحا فاجلدوه، ودعا بفضلة فضلت في إداوته، فإذا هو نبيذ شديد ممتنع، فدعا بماء فكسره، وكان عمر رضي الله عنه يحب الشراب الشديد فشرب منه وسقى جلساءه، ثم قال: هكذا اكسروه بالماء إذا غلبكم شيطانه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب نبيذ الطبيخ والعصير

۸۳۶ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا طبخ العصير فذهب ثلثاه وبقي ثلثه قبل أن يغلي فلا بأس به. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

تھا حضرت عمرؓ نے اس کو معذور گردانا چاہا لیکن جب یہ نہ ہو سکا، حد درست سمجھا تو فرمایا اس کو قید کرو جب ہوش میں آجائے تو اس کے کوڑے سے مارو اور اس کے برتن میں جو باقی ماندہ تھا وہ منگا کر چکھا تو وہ سخت قسم کی گاڑھی نبیذ تھی، چنانچہ پانی منگا کر اس کی تیزی کو ختم کیا، اور حضرت عمرؓ گاڑھی نبیذ کو پسند فرماتے تھے چنانچہ انہوں نے پی اور اپنے ساتھیوں کو پلائی پھر فرمایا جب اس کا شیطان تم پر غالب آئے تو اس کی تیزی کو پانی سے ختم کر دیا کرو۔ امام محمدؒ نے فرمایا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: کھجور اور منقیٰ کی نبیذ کو گاڑھا کرنے کے لئے اگر تھوڑا پکایا جائے تو وہ حلال ہے، جتنا چاہے گاڑھی کیوں نہ ہو جائے بشرطیکہ اس کے پینے سے نشہ نہ ہونے کا غالب گمان ہو اور اس سے عبادت پر قوت حاصل کرنے یا کھانے کو ہضم کرنے کے لئے یا دوا کے طور پر پیا جائے مستی اور لہو و لعب کے لئے نہیں، یہ شیخین کا مذہب ہے۔ امام محمدؒ کے یہاں حرام ہے، اور مستی اور لہو و لعب کے لئے پیا جائے تو سب کے یہاں حرام ہے۔

خربوزہ کی نبیذ اور عصیر (انگور کے رس) کا بیان

۸۳۶ ... حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا جب انگور کے رس کو پکایا جائے اور اس کے دو تہائی خشک ہو جائیں ایک تہائی رہ جائے اور ابھی اس میں جوش نہ آیا ہو تو اس کے پینے میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

أنه كان يشرب من الطلاء ما قد ذهب

۸۳۷ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كان يشرب من الطلاء ما قد ذهب
ثلثاه و بقي ثلثه، و يجعل لأهله منه نبيذا فيتركه حتى يشتد ثم يشربه و لا نرى به
بأسا. قال محمد: و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

۸۳۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا الوليد [illegible] قال محمد
حديث عن أنس بن مالك رضي الله عنه أنه كان يشرب الطلاء على النصف. قال محمد:
و لسنا نأخذ بهذا، و لا ينبغي له أن يشرب من الطلاء إلا ما ذهب ثلثاه و بقي ثلثه،
و هو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

---

۸۳۷ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ وہ ایسا طلاء (انگور کا شیرہ) پیتے تھے جس کے دو تہائی
خشک ہو گئے ہوں ایک تہائی باقی ہو، اور ان کے لئے اس سے نبیذ بنائی جاتی تھی وہ اسے پڑا
رہنے دیتے پھر جب وہ گاڑھا ہو جاتا تو اسے پی لیتے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ امام محمد نے فرمایا
یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۳۸ - ... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ طلاء کو آدھا خشک کر کے پیا کرتے
تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار نہیں کرتے یہ نامناسب ہے کہ طلاء پیئے مگر وہ جس کا دو تہائی
خشک ہو گیا ہو ایک تہائی باقی بچا ہو یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: انگور کا رس اگر پکایا جائے اور اس کے دو تہائی سے کم خشک ہو تو یہ اگر جوش مارے اور گاڑھا
ہو اور جھاگ، اکثر ائمہ کے نزدیک حرام ہے اسے باذق کہتے ہیں، منصف اسے کہتے ہیں جس کو پکا کر آدھا حصہ خشک کر
دیا گیا ہو یہ بھی اگر جوش آئے اور گاڑھا ہو تو یہ بھی حرام ہے۔ لیکن انگور کے رس کو پکا کر اس کے دو تہائی
حصے کو خشک کر دیا جائے تو وہ حلال ہے چاہے گاڑھا کیوں نہ ہو۔

◆

باب السكر والخمر

۸۳۹- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه أتاه رجل به صفر فسأله عن السكر فنهاه عنه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۴۰- محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: إن أولادكم ولدوا على الفطرة فلا تداووهم بالخمر ولا تغذوهم بها فإن الله لم يجعل في الرجس شفاء، وإنما إثمهم على من سقاهم. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

نشہ اور شراب کا بیان

۸۳۹۔ ۔۔۔ حضرت ہیثم سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جس پر یرقان تھا اس نے ان سے نشہ آور چیز کے استعمال کے بارے میں پوچھا انہوں نے اس سے منع فرما دیا امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے۔

۸۴۰۔ ۔۔۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری اولاد فطرت اسلام پر پیدا ہوتی ہے لہذا تم ان کا علاج شراب سے مت کرنا اور نہ ہی وہ غذا کے طور پر دو، اللہ تعالیٰ نے نجس چیز میں شفاء نہیں رکھی، اس کا گناہ ان پر ہوگا جو انہیں پلائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) شراب حرام، ناپاک اور نجس ہے اس سے انتفاع ممنوع ہے اس سے دور رہنے کا حکم دیا گیا فرمایا فاجتنبوہ اس سے دور رہو، اس کا دوا کا استعمال کرنا بھی منع ہے، اس لئے کہ یہ گندی اور نجس چیز ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے حرام چیز میں شفاء نہیں رکھی ہے، لہذا شراب نجس العین اور حرام ہے چاہے نشہ پیدا کرے یا نہ کرے کم ہو یا زیادہ وہ پیشاب کی طرح ناپاک ہے، اس کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔

چار قسم کی شراب حرام ہے ۱۔ انگور کا رس جب اس میں جوش آ جائے اور گاڑھا ہو جائے اور بغیر پکائے جھاگ مارنے لگے۔ ۲۔ انگور کا رس جب اسے پکایا جائے اور وہ دو تہائی سے کم خشک ہو جائے۔ ۳۔ کھجور کا پانی ۴۔ منقی کا پانی جب اس میں جوش آ جائے اور گاڑھا ہو جائے۔

باب الشرب في الأوعية والظروف والجر وغيره

٨٤١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا علقمة بن مرثد عن ابن بريدة عن أبيه رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها ولا تقولوا هجراً، فقد أذن لمحمد في زيارة قبر أمه، وعن لحوم الأضاحي أن تمسكوها فوق ثلاثة أيام فأمسكوها ما بدا لكم وتزودوا، فإنما نهيتكم ليوسع موسعكم على فقيركم، وعن النبيذ في الدباء والحنتم والمزفت فاشربوا في كل ظرف فإن الظرف لا يحل شيئاً ولا يحرمه، ولا تشربوا المسكر. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٤٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا زبيد اليامي عن ثابت عن أبيه عن علي بن حسين رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه في غزوة تبوك مر بقوم يزفتون، فقال لهم: ما تزفتون؟ قالوا: أشياء من شراب لهم. قال: ما ظروفهم؟ قالوا: الدباء والحنتم والمزفتة

برتنوں مشکیزوں اور مشکوں وغیرہ میں پینے کا بیان

۸۴۱ ـ ... حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے قبروں کی زیارت کے لئے جانے سے تمہیں منع کیا تھا اب تم جا سکتے ہو لیکن بری اور غلط بات نہ کہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی ہے، اور قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا اب تم جب تک چاہے روک سکتے ہو اور توشہ بنا لو اس لئے کہ میں نے تمہیں اس لئے منع کیا تھا تاکہ کشادہ حال تنگ حالوں پر وسعت کریں، اور نبیذ بنانے سے منع کیا تھا کدو اور سبز گھڑے اور رال ملے ہوئے برتن میں تو اب ہر قسم کے برتن میں نبیذ بنا کر پی سکتے ہو اس لئے کہ برتن نہ کسی چیز کو حلال کرتے ہیں نہ حرام کرتے ہیں البتہ نشہ آور چیز سے بچنا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۴۲ ـ ... حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے آپ کا گذر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا جو گندگی باتیں کر رہے تھے، آپ نے صحابہ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں

فنهاهم أن يشربوا فيها، فلما رجع من غزاته شكوا إليه ما لقوا من التخمة، فأذن لهم أن يشربوا فيها ونهاهم أن يشربوا المسكر. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

۸۴۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما أسكر كثيره فقليله حرام خطأ من الناس، إنما أرادوا السكر حرام من كل شراب. قال محمد: وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۴۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا سالم الأفطس عن سعيد بن جبير عن

عرض کی کہ انہوں نے شراب پی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ان کے برتن کیا ہیں؟ عرض کیا کدو، سبز مٹکا، زفت روغن لگا ہوا برتن۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان میں مشروب بنانے سے منع فرمادیا، پھر جب آپ غزوہ سے واپس آئے تو انہوں نے تخمہ (بدہضمی) کی شکایت کی۔ آپ نے انہیں ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی اور انہیں نشہ آور کے پینے سے منع کر دیا۔ امام محمد نے فرمایا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۴۳ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا جس کا زیادہ حصہ نشہ پیدا کرے اس کا تھوڑا سا حصہ بھی حرام ہے، یہ لوگوں کی غلطی ہے مراد یہ ہے کہ نشہ ہر شراب سے حرام ہے۔ امام محمد نے فرمایا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

اشرف: وہ کدو جسے بیچ سے خالی کر لیا گیا ہو اس میں کھجور وغیرہ ڈال کر نبیذ بنائی جاتی تھی، سبز مٹکے جن پر روغن چڑھا ہوا تھا، زفت روغن لگے ہوئے برتن، درخت کے تنے میں سوراخ کر کے اس میں نبیذ بناتا، ان برتنوں میں پہلے شراب بنائی جاتی تھی، مسامات بند ہونے کی وجہ سے اس میں رکھی جانے والی چیزیں جلدی جوش پکڑ لیتا تھا، شروع میں ان میں نبیذ بنانے سے منع کر دیا تھا اس لئے کہ شراب کی عادت تھی ایسا نہ ہو کہ حرمت کے بعد غلطی سے اسے پی لیا جائے لیکن جب اس کی حقیقت سمجھ گئے تو ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی اس لئے کہ کسی برتن سے نہ کوئی چیز حرام ہوتی ہے نہ حلال۔

۸۴۴ - ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے مشکیزے سے گھونٹ بھر کر پانی پیا۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه شرب من قربة وهو قائم وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رضي الله تعالى

باب الشرب في آنية الذهب والفضة

٩٤٥ - محمد قال: حدثنا أبو فروة عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن حذيفة بن اليمان قال: نزلت مع حذيفة رضي الله عنه على دهقان بالمدائن، فأتانا بطعام فطعمنا، فدعا صاحبنا حذيفة رضي الله عنه بشراب، فأتاه بشراب في إناء من فضة، فأخذ الإناء فضرب به وجهه، فساءنا الذي صنع به، فقال: هل تدرون لم صنعت هذا؟ قلت: لا، قال: نزلت به مرة في العام الماضي فأتاني بشراب فيه، فأخبرته أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهانا أن نأكل في آنية الذهب والفضة وأن نشرب فيهما، ولا نلبس الحرير والديباج فإنهما للمشركين في الدنيا وهما لنا

(ش): پانی ٹھہر کر تین سانس میں پینا چاہیے، اونٹ کی طرح گھونٹ گھونٹ کر ایک سانس میں پانی پینے سے منع کیا گیا، البتہ ضرورت یا کسی خاص حالت میں کھڑے ہو کر بھی پی سکتے ہیں، البتہ زمزم خوب پیٹ بھر کر پینے کے لیے کھڑے ہو کر پیا جاتا ہے۔

سونے یا چاندی کے برتن میں پینے کا بیان

٩٤٥: ... حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے فرمایا میں مدائن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک دہقان کا مہمان بنا، وہ ہمارے لئے کھانا لایا، ہم نے کھانا کھایا پھر حضرت حذیفہ نے پانی منگایا تو وہ چاندی کے برتن میں پانی لایا، انہوں نے وہ برتن اس کے منہ پر مار دیا، ہمیں ان کا یہ فعل برا لگا۔ انہوں نے فرمایا تم جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا نہیں، انہوں نے فرمایا میں ان کے یہاں پچھلے سال آیا تھا، اس وقت بھی یہ اسی برتن میں پانی لائے تھے، میں نے انہیں بتلا دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع کیا ہے کہ ہم سونے چاندی کے برتن میں کھائیں پئیں اور یہ کہ ہم حریر (ریشم) اور دیباج (ریشمی کپڑا) پہنیں، اس لئے کہ دنیا میں یہ مشرکوں کے لئے ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش): سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا یا تیل یا خوشبو لگانا مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے

في الآخرة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب اللباس من الحرير والشهرة والخز

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

٩٤٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه
بعث جيشا ففتح الله عليهم وأصابوا غنائم كثيرة، فلما أقبلوا أبلغ عمر بن الخطاب رضي الله
عنه أنهم قد دنوا فخرج والناس يستقبلهم، فلما بلغهم خروج عمر رضي الله عنه والناس
إليهم لبسوا ما معهم من الحرير والديباج، فلما رآهم عمر رضي الله عنه غضب وأعرض عنهم، ثم قال:
ألقوا ثياب أهل النار، فلما رأوا غضب عمر رضي الله عنه ألقوها، ثم أقبلوا يعتذرون، فقالوا:
إنا لبسناها لنريك فيئ الله الذي أفاء علينا، قال: فنهى في ذلك حين
عمر رضي الله عنه، ثم رخص في الإصبع منه والإصبعين والثلاثة والأربع. قال محمد:

منع ہے، اسی طرح سونے یا چاندی کا کنگھا، سلائی، سرمہ دانی، دوات، آئینہ وغیرہ استعمال کرنا منع ہے، سونے چاندی کے علاوہ دوسری چیزوں کے بنے ہوئے برتن مرد و عورتیں دونوں استعمال کرسکتے ہیں چاہے لوہے کے ہوں یا تانبے، پیتل، سیسہ، لکڑی، مٹی یا شیشہ و عقیق کے۔

مردوں کے لئے ریشم کا پہننا منع ہے عورتیں پہن سکتی ہیں، امام صاحب کے یہاں تکیہ استعمال کرسکتے ہیں صاحبین کے یہاں مکروہ ہے چاہے سونے کا تکیہ ہو یا ٹیک لگانے اور بچھانے کا۔

ریشم، شہرت اور خز (ریشم اور اون سے بنا ہوا) لباس پہننے کا بیان

۹۴۸ - حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اللہ تعالیٰ نے اسے فتح عطا کی اور انہیں بہت سا مال غنیمت ملا، جب وہ لوگ واپس ہوئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ وہ لوگ قریب پہنچ گئے ہیں، وہ لوگوں کے ہمراہ ان کے استقبال کے لئے نکلے، جب لشکر والوں کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت عمر لوگوں کے ساتھ ان کے استقبال کے لئے نکلے ہیں تو انہوں نے اپنے ساتھ موجود ریشم اور دیباج پہن لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان کو دیکھا غصے ہو گئے اور ان لوگوں سے اعراض فرمایا پھر فرمایا دوزخیوں کا لباس اتار دو، انہوں نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کو دیکھا تو وہ کپڑے اتار دیئے، پھر معذرت کرتے ہوئے ان کے پاس آئے اور کہنے لگے

وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٤٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن [illegible] إبراهيم قال: قال عبد الله بن مسعود رضي الله عنه: اتقوا الشهرتين في اللباس، يتواضع أحدكم حتى يلبس [illegible] الحرير. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٤٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن سليمان عن أبي المغيرة قال: سأل [illegible] سعيد بن جبير وأنا جالس عنده عن لبس الحرير فقال سعيد: كان حذيفة بن اليمان رضي الله عنه غيبة فكسي بنيه وبناته قمص الحرير، فلما قدم أمر به فنزع من الذكور وترك على الإناث. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٤٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن أبي الهيثم البصري أن عثمان بن عفان وعبد الرحمن بن عوف وأبا هريرة وأنس بن مالك وعمران بن حصين و[illegible] ﷺ

ہم نے یہ کپڑے اس لئے پہنے تھے کہ اللہ جل شانہ کا عطا کردہ وہ مال حضرت آپ کو دکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ ——— فرمایا اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد ہو۔ پھر بیل کے طور پر ایک دو یا تین یا چار انگلیوں کے برابر ریشم لگانے کی اجازت دی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۴۷ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا لباس میں دو طرح کے شہرت کے کپڑوں سے بچو ایک یہ کہ تم میں سے کوئی شخص اتنی تواضع کرے کہ اونی کپڑے پہنے یا ریشم کا کپڑا گھسیٹتا پھرے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۴۸ ... حضرت سلیمان ابی المغیرہ سے مروی ہے فرمایا حضرت کثیر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے ریشم پہننے کے بارے میں پوچھا میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا۔ حضرت سعید نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہیں گئے ان کے بیٹے بیٹیوں کو ریشم کے کپڑے پہنائے گئے۔ جب وہ تشریف لائے تو انہیں اتارنے کا حکم دیا چنانچہ لڑکوں کے اتار دئے گئے اور لڑکیوں پر چھوڑ دئے گئے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۴۹ ... حضرت الہیثم بن ابی الہیثم بصری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عثمان بن عفان عبد الرحمٰن بن

وشريح كانوا يلبسون الخز. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۵۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا سعيد بن المرزبان عن عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه أنه كان يلبس الخز.

۸۵۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا يزيد بن أبي أنيسة عن رجل من أهل مصر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه أخذ الحرير والذهب بيده ثم قال: هذا محرم على الذكور من أمتي. قال محمد: ولا نرى به للنساء بأسا، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۵۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: لا بأس بالحرير والذهب للنساء. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۵۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عمرو بن دينار عن عائشة رضي الله تعالى عنها أنها حلت

ابوہریرہ، انس بن مالک، عمران بن حصین اور حسین رضی اللہ عنہم اور شریح رحمہم اللہ ریشم اور اون سے بنا ہوا کپڑا پہنا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۵۰۔ ... حضرت سعید بن المرزبان سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ریشم اور اون کا بنا ہوا کپڑا پہنا کرتے تھے۔

۸۵۱۔ ... حضرت یزید بن ابی انیسہ مصر کے ایک صاحب کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں ریشم اور سونا اٹھایا پھر فرمایا یہ میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ امام محمد نے فرمایا عورتوں کے لئے ان کے استعمال میں ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۵۲۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا عورتوں کے لئے ریشم اور سونا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۵۳۔ ... حضرت عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہنوں کو سونا پہنایا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیٹیوں کو سونے کا زیور پہنایا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) مردوں کے لئے ریشم پہننا منع ہے عورتیں پہن سکتی ہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور دیباج کے پہننے سے منع فرمایا ہے اور یہ فرمایا کہ اسے وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ

لما نهى عنها بالمغصب، وأما ابو حنيفة رضي الله عنه [illegible] بالمغصب، [illegible]

قولا أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ایک ہاتھ میں ریشم دوسرے میں سونا تھا فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں پر حلال ہیں۔ البتہ مردوں میں چار انگلیوں کے برابر کپڑا اس سے مستثنیٰ ہے جو جبے، پوستین، ٹوپی وغیرہ کے کناروں پر لگا دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر بانا سوت وغیرہ کا ہو تانا ریشم کا ہو تو اسے پہن سکتے ہیں۔ مردوں کے لئے سونا چاندی حرام ہے البتہ مرد ساڑھے چار ماشے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال سے کم وزن کی پہن سکتے ہیں۔ عورتوں کے لئے ہر قسم کی چاندی کی پہننا جائز ہے۔ مردوں کے لئے مکروہ ہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیتل کی انگوٹھی پہنے دیکھا فرمایا کیا بات ہے تجھ سے بتوں کی بو آرہی ہے۔ دوسرے کو لوہے کی انگوٹھی پہنے دیکھا تو فرمایا کیا بات ہے تم پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں۔ تانبے اور سیسے کی انگوٹھیاں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے مکروہ ہیں۔ مردوں کو نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھنا چاہیے عورتیں زینت کے لئے باہر کی طرف رکھتی ہیں۔ قاضی، حاکم، بادشاہ وغیرہ ضرورت کی وجہ سے انگوٹھی پہن سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی کو مہر وغیرہ کے لئے سخت ضرورت ہو تو بنالے ورنہ بچنا افضل ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ انگوٹھی پہنی ہی جائے مہر لگانے کے لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس انگوٹھی تھی لیکن وہ اسے پہنتے نہ تھے۔ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں پہننا چاہیے دائیں ہاتھ میں پہننا روافض کا شعار ہے اس سے بچنا چاہیے۔ آپ نے دائیں میں پہننے کا حکم دیا تھا لیکن بعد میں یہ روافض کا شعار بن گیا اس لئے اس میں نہیں پہنیں گے۔ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مردوں کا اور عورتوں کے لئے بھی حرام ہے البتہ عورتیں سونے کا زیور پہن سکتی ہیں۔

بچوں کو سونا چاندی یا ریشم پہنانا مکروہ ہے اس لئے کہ جب مردوں کے لئے اس کا پہننا منع ہے تو اس کا پہنانا بھی منع ہے جیسے شراب پینا پلانا دونوں حرام ہیں اور پہنانے والے کو گناہ ہوگا۔

◆

باب لباس جلود الثعالب ودباغ الجلد

۸۵۴ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد أنه رأى على إبراهيم قلنسوة ثعالب، وكان لا يرى بأسا بجلود النمر. قال محمد وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۵۵ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن عمر رضي الله عنه قال: ذكاة كل مسك دباغه. قال محمد وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۵۶ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: كل شيء منع الجلد من الفساد

لومڑی کی کھال کے لباس اور کھال کو دباغت دینے کا بیان

۸۵۴ - ... حضرت حماد سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابراہیم کو لومڑی کی کھال کی ٹوپی پہنے دیکھا اور وہ چیتے کی کھال میں کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) درندوں کی کھال کو بچھانے سے منع کیا گیا ہے اس سے ان کے اثرات بھی پڑتے ہیں اور متکبرین کا شیوہ بھی ہے۔ لیکن اگر یہ بات نہ ہو اور دباغت دی گئی تو ان کی کھال کا استعمال کرنا جائز ہے۔

۸۵۵ - ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر کھال کی طہارت اس کو دباغت دینا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۵۶ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا ہر وہ چیز جو کھال کو خراب ہونے سے روک دے وہ دباغت ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) خنزیر اور انسان کی کھال کے علاوہ ہر کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنا اس سے وضو کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے جس کھال کو دباغت دے دی جائے وہ پاک ہو گئی۔ یہ حدیث اپنے عموم کے لحاظ سے امام مالک کے خلاف حجت ہے اس لئے کہ وہ مردار کی کھال کو دباغت سے بھی پاک قرار نہیں دیتے۔ وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں آتا ہے کہ مردار کی کھال سے استفادہ نہ کرو۔ ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس سے غیر مدبوغ کھال مراد ہے۔

فهو دباغ. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب التختم بالذهب والحديد وغيره ونقش الخاتم

٩٥٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: كان نقش خاتم إبراهيم النخعي: «الله ولي إبراهيم»، قال: وكان خاتم إبراهيم من حديد. قال محمد: لا يعجبنا أن يتختم بالذهب والحديد، ولا شيء من الحلية غير الفضة للرجال، فأما النساء فلا بأس بالتختم بالذهب، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٩٥٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن أبيه

امام شافعی کتے کی کھال کو بھی ناپاک قرار دیتے ہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ کتا نجس العین نہیں ہے اس کو چوکیداری حفاظت اور شکار کے لئے رکھ سکتے ہیں برخلاف خنزیر کے اس لئے کہ وہ نجس العین ہے انسان کی کھال اور دوسرے اجزاء سے انتفاع کی ممانعت انسان کے اکرام و اعزاز کے لئے ہے۔

جو چیز کھال کو بدبودار ہونے اور سڑنے سے بچائے وہ دباغت ہے چاہے دھوپ میں ڈال کر ہو یا مٹی یا دوائیں لگا کر اس لئے کہ ان چیزوں سے مقصود دباغت حاصل ہو جاتا ہے۔ جن جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے ان کی کھال ذبح سے بھی پاک ہو جاتی ہے اس لئے کہ ذبح بھی دباغ کا کام کرتا ہے اس سے نجس رطوبات دور ہو جاتی ہیں اور جانور کا گوشت پاک ہو جاتا ہے چاہے وہ جانور ماکول اللحم نہ بھی ہو لیکن احتیاط یہ ہے کہ جلد پاک ہوگی گوشت پاک نہیں، اکثریت سے مشائخ یہی کہتے ہیں۔

سونے، لوہے وغیرہ کی انگوٹھی پہننا اور انگوٹھی کے نقش کا بیان

۹۵۴ ۔۔۔ حضرت حماد نے فرمایا حضرت ابراہیم نخعی کی انگوٹھی کا نقش "اللہ ولی ابراہیم" تھا اور حضرت ابراہیم کی انگوٹھی لوہے کی تھی۔ امام محمد نے فرمایا ہمیں یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ مرد سوائے چاندی کے سونے اور لوہے کی انگوٹھی یا کوئی زیور پہنے عورتیں سونا پہن سکتی ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۹۵۵ ۔۔۔ حضرت محمد بن المنتشر سے مروی ہے کہ حضرت مسروق کی انگوٹھی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم نقش تھا فرمایا حضرت حماد کی انگوٹھی پر "لا الہ الا اللہ" کندہ تھا امام محمد نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں

أنه كان نقش خاتمه سطرين: "بسم الله الرحمن الرحيم" قال: وكان نقش خاتم محمد: "لا إله إلا الله" قال محمد: لا نرى بأساً أن ينقش في الخاتم ذكر الله ما لم يكن آية تامة، وإن ذلك لا ينبغي أن يكون في يد وهو في الجنابة و الذي على غير وضوء، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله.

باب الجهاد في سبيل الله وأن يدعوا من لم تبلغه الدعوة

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۹۵۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن علقمة بن مرثد عن ابن بريدة عن أبيه رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كان إذا بعث جيشاً قال: اغزوا باسم الله وفي سبيل الله، فقاتلوا من كفر بالله، لا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليداً، وإذا حاصرتم حصناً أو مدينة فادعوهم إلى الإسلام، فإن أسلموا فأخبروهم أنهم من المسلمين، لهم ما للمسلمين وعليهم ما عليهم، وادعوهم إلى التحول إلى دار الإسلام، فإن أبوا فأخبروهم أنهم كأعراب المسلمين، وإن أبوا فادعوهم إلى إعطاء الجزية، فإن فعلوا فأخبروهم أنهم ذمة، وإن

سمجھتے کہ انگوٹھی پر اللہ کا ذکر کندہ کیا جائے بشرطیکہ کامل و مکمل پوری آیت نہ ہو اس لئے پوری آیت کندہ کرنا مناسب نہیں کہ حالت جنابت یا غیر وضو کی حالت میں وہ انسان کے ہاتھ میں ہو یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

(شرح) گذر چکا ہے کہ مرد صرف چاندی کی انگوٹھی وہ بھی ایک مثقال سے کم کی پہن سکتا ہے۔ سونے، لوہے، پیتل وغیرہ کی پہننا درست نہیں تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ سونا پہننا مرد کے لئے حرام ہے عورت کے لئے جائز ہے۔ انگوٹھی میں عقیق یا یاقوت، زمرد، فیروزہ وغیرہ کا نگینہ لگا سکتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا نام یا کلمہ وغیرہ بھی کھدوا سکتے ہیں۔ لیکن بیت الخلاء جاتے وقت یا استنجاء کرتے وقت اسے اتار دینا چاہیے۔

جہاد فی سبیل اللہ اور جسے دعوتِ اسلام نہ پہنچی ہو اسے دعوت دینے کا بیان

◆ ◆ ◆ ◆ ◆ ◆ ◆ ◆ ◆ ◆

۹۵۹ - ... حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو بھیجتے تو فرماتے اللہ کا نام لے کر جنگ کرو، اللہ کے راستے میں لڑو جو اللہ کے ساتھ کفر کرے اس سے جنگ کرو، مال غنیمت میں خیانت مت کرو، عہد شکنی نہ کرو، مثلہ (اعضاء کا کاٹنا) مت کرو، بچے کو قتل نہ کرو، اور تم جب کسی قلعہ یا

أو أن يعطوا الجزية فإن فعلوا فانبذوا إليهم ثم قاتلوهم، وإن أرادوكم أن تنزلوهم على حكم الله فلا تنزلوهم فإنكم لا تدرون ما الحكم الله فيهم ولكن أنزلوهم على حكمكم ثم احكموا فيهم، وإن أرادوكم أن تعطوهم ذمة الله فلا تعطوهم ولكن أعطوهم ذممكم وذمم آبائكم فإنكم أن تخفروا ذممكم خير من أن تخفروا ذمة الله عز وجل. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٩٩٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: إذا قاتلت قوما لم تبلغهم الدعوة فادعهم

کا محاصرہ کرو تو انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دو، اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو انہیں چھوڑ دو وہ مسلمانوں میں شامل ہو گئے ہیں ان کو وہ حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان پر وہ فرائض آئیں گے جو مسلمانوں پر آتے ہیں اور انہیں دار الاسلام منتقل ہونے کی دعوت دو۔ اگر وہ اس سے انکار کر دیں تو انہیں بتلا دو کہ وہ دیہاتی ہیں، اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو ان پر چڑھائی کرو اور ان سے لڑو۔ اور اگر وہ جزیہ دے دیں تو انہیں بتلا دو کہ وہ ذمی ہیں، اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو ان پر چڑھائی کرو اور ان سے لڑو۔ اور اگر وہ تم سے یہ چاہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے فیصلہ و حکم کے مطابق ان سے معاملہ کرو تو ایسا مت کرنا اس لئے کہ تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں کیا فیصلہ ہے بلکہ انہیں اپنے فیصلہ پر اتار دینا پھر ان کے لئے جو مناسب سمجھو فیصلہ کر دینا، اور اگر وہ تم سے یہ چاہیں کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ کا وعدہ و عہد دو تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ و عہد مت دینا بلکہ انہیں اپنا اور اپنے آباء کا وعدہ و عہد دینا اس لئے کہ تم اپنے عہد و پیمان کو توڑ دو اس سے بہتر ہے کہ تم اللہ عزوجل کے عہد و پیمان کو توڑ دو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۹۹۰۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا تم جب کسی قوم سے قتال و جنگ کرو تو اگر انہیں دعوت اسلام نہ پہنچی ہو تو پہلے انہیں دعوت دینا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اگر انہیں دعوت اسلام پہنچ چکی ہو تو پھر تم چاہو دعوت دو چاہے مت دو یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: جہاد فرض کفایہ ہے کچھ لوگ اگر جہاد کریں تو سب کے ذمے سے ساقط ہو جاتا ہے کوئی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔ کفار سے قتال کرنا واجب ہے چاہے وہ خود ابتداء نہ بھی کریں۔ جہاد بچے، غلام، عورت، نابینا، اپاہج اور مقطوع الید (ہاتھ کٹے) پر واجب نہیں۔ اگر دشمن کسی شہر پر حملہ کر دے تو

تبلغهم فيه الدعوة. قال محمد: وبه نأخذ، فإن كانت بلغتهم الدعوة فإن شئت دعوتهم وإن
شئت فلا تدعهم، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الغنيمة والنفل

۹۰۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الله بن داود عن المنذر بن أبي حمصة قال:

سب مسلمانوں پر مدافعت کرنا واجب ہو جاتا ہے عورت بغیر شوہر کی اجازت اور غلام مولی سے پوچھے بغیر نکل پڑے گا۔

مسلمان جب دار الحرب میں کسی شہر یا قلعہ کا محاصرہ کر لیں تو انہیں پہلے ان کافروں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا چاہیے اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو مقصد پورا ہو گیا اب جنگ نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان کو جزیہ دینے کو کہا جائے گا۔ اگر جزیہ دے دیں تو انہیں ذمیوں کے سے حقوق حاصل ہو جائیں گے۔ جسے دعوت اسلام نہ پہنچی ہو اسے دعوت دیئے سے قبل جنگ نہیں کرنا چاہیے۔ جسے پہنچ چکی ہو اس کے لئے بھی مستحب یہ ہے کہ اسے دوبارہ دعوت دی جائے پھر اگر وہ قبول نہ کریں اور جزیہ دینے پر بھی راضی نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان سے جنگ شروع کر دی جائے گی۔ آج چونکہ ہر جگہ دعوت اسلام پہنچ چکی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا سب کو علم ہے اس لئے بلا دعوت دیئے بھی چڑھائی کی جا سکتی ہے۔

مال غنیمت میں چوری سخت گناہ ہے، اس سے بچنے کا حکم دیا، خیانت اور نقض عہد سے روکا، اور مثلہ یعنی اعضاء کے کاٹنے سے شکل بگاڑ دینے، چہرہ وغیرہ بگاڑ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے روکا، اسی طرح شیخ فانی، نابینا، اپاہج، معذور لوگوں کو مارنے سے منع کیا گیا الا یہ کہ ان میں سے کوئی جنگ کے امور و معاملات سے واقف ہو اور مشورہ دے، ان کی رہنمائی کر رہا ہو یا عورت لڑ رہی ہو۔

مال غنیمت اور فالتو دینے کا بیان

۹۰۶ ۔۔۔ حضرت منذر بن ابی حمصہ نے فرمایا انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کے ساتھ مصر بھیجا، وہاں انہیں مال غنیمت ملا تو انہوں نے شہسوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا، حضرت عمر کو

بعثه عمر رضي الله عنه في جيش إلى مصر فأصابوا غنائم، فقسم للفارس سهمين، وللراجل سهمًا. فرضي بذلك عمر رضي الله عنه. قال محمد: هذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، ولسنا نأخذ بهذا ولكنا نرى للفارس ثلاثة أسهم: سهمًا له وسهمين لفرسه.

۸۹۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كان يستحب النفل يحضض بذلك المسلمين على عدوهم. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۹۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: النفل أن يقول: من جاء بسلب فهو له، ومن جاء برأس فله كذا وكذا، فهذا النفل. قال محمد: وبهذا نأخذ وهو قوله.

نے اسے پسند کیا۔ امام محمد نے فرمایا: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے ہم اس کو اختیار نہیں کرتے البتہ ہم شہسوار کو تین حصے دیتے ہیں ایک حصہ اس کو اور دو حصے اس کے گھوڑے کے لئے۔

(ش) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں شہسوار کو دو حصے اور پیادہ پا کو ایک حصہ ملے گا، صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ شہسوار کو تین حصے ملیں گے۔ پیادہ پا سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس گھوڑا نہ ہو خواہ پیدل ہو یا اونٹ یا خچر پر سوار ہو۔ امام زفر امام ابو حنیفہ کے ساتھ ہیں اور ائمہ ثلاثہ صاحبین کے ساتھ ہیں۔

۸۹۲ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ وہ حصہ سے زائد دینے کو مستحب سمجھتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو دشمنوں کے خلاف ابھارا جائے۔ امام محمد نے فرمایا: ہم اس کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۹۳ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ نفل یہ ہے کہ یوں کہا جائے جو شخص کسی کا سامان چھین کر لائے گا وہ اس کا ہوگا جو کسی کا سر لائے گا اسے فلاں فلاں چیز ملے گی یہ نفل (زائد حصہ) ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) جنگ کے دوران امام حصہ سے زائد دینے کا اعلان کر کے لوگوں کو جنگ پر ابھار سکتا ہے، مثلاً یوں کہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا اس کو اس کا ساز و سامان ملے گا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ جو کسی کو قتل کرے گا اس کا سلب (ساز و سامان ہتھیار وغیرہ) اسے ملے گا[1]

---

[1] رواہ احمد والبخاری ومسلم۔

أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٦٤ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما أحرز أهل الحرب من أموال المسلمين ثم أصابه المسلمون بعد الظهور عليه فصاحبه إن أصابه قبل أن يقسم أحق به، وإن أصابه بعد ما قسم فهو أحق به بثمنه. قال محمد: والثمن القيمة، وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٦٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن كل شيء أصابه العدو ثم ظهر عليه المسلمون بعد ذلك، فإن وجده صاحبه قبل أن يقسمه المسلمون فهو أحق به، وإن وجده بعد ما قسم فهو أحق به بالثمن. قال محمد: وبه نأخذ، وإنما يعني بالثمن القيمة.

یا کسی جماعت سے کہے کہ میں تمہیں خمس کے علاوہ ربع نفل کے طور پر دوں گا۔

٨٦٤ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کفار مسلمانوں کا جو مال لوٹ لیں پھر مسلمان اسے ان سے دوبارہ حاصل کر لیں اسے اس کے مالک کو لوٹا دیا جائے گا اگر مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے اس کا مالک مل جائے، لیکن اگر مال غنیمت تقسیم ہونے کے بعد وہ اسے پائے تو وہ اس کا ثمن دے کر اس کا زیادہ حقدار بن جائے گا۔ امام محمد نے فرمایا ثمن سے قیمت مراد ہے ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٨٦٥ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ ہر وہ چیز جو دشمن کے ہاتھ لگ جائے پھر اس کے بعد مسلمان اس پر غالب ہو جائیں اور اس کا مالک اسے مسلمانوں میں تقسیم ہونے سے پہلے اسے پا لے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے اور اگر تقسیم کے بعد پائے تو وہ ثمن ادا کر کے لینے کا زیادہ حقدار ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ثمن سے قیمت مراد ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: کفار اگر خدانخواستہ مسلمانوں پر غالب آ جائیں ان کے اموال لوٹ کر دار الحرب لے جائیں تو وہ ان کے مالک بن جائیں گے۔ پھر اس کے بعد اگر مسلمان ان پر دوبارہ غالب آ گئے اور تقسیم سے پہلے ان کو پا لیا تو وہ اس کو بلا قیمت لیں گے لیکن اگر تقسیم کے بعد اسے پایا تو اس کی قیمت دے کر لیں گے اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں آتا ہے۔ اگر کوئی تاجر دار الحرب سے ان میں سے کوئی چیز خرید کر دار الاسلام لے آئے تو اس کے پہلے مالک کو اختیار ہے اگر لینا چاہے تو اسی قیمت پر لے لے

وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب فضائل الصحابة ومن أصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم

من كان يتذاكر الفقه

٩٦٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن الشعبي قال: كان ستة من أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم يتذاكرون الفقه منهم: علي بن أبي طالب، وأبي، وأبو موسى على حدة، وعمر، وزيد، وابن مسعود رضي الله عنهم.

٩٦٧ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن عمر رضي الله عنه مسّ النبي صلى الله عليه وسلم وهو محموم، فقال عمر: أيأخذك هكذا وأنت رسول الله!؟ قال: إنا إنا

جس پر کہ تاجر نے اسے خریدا ہے نہ بتائے تو مجبوراً سے مفت نہیں لے سکتا۔

صحابہؓ کے فضائل اور فقہاء صحابہ کا بیان

٩٦٦ - ... حضرت شعبی نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چھ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم فقہ کا مذاکرہ کیا کرتے تھے جن میں علی بن ابی طالب، ابی بن کعب اور ابو موسیٰ الگ تھے اور عمر، زید اور ابن مسعود الگ تھے۔

(ش) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بعض پر احادیث پر غلبہ تھا بعض پر فقہ کا بعض پر قرآن کریم کا اس روایت میں فقہاء صحابہ کا ذکر کیا گیا ہے جو تخریج مسائل اور فقہ پر عبور رکھتے تھے۔

٩٦٧ - ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار تھا۔ حضرت عمر نے عرض کیا کیا آپ کو بھی اس طرح کا سخت بخار آتا ہے حالانکہ آپ تو اللہ کے رسول ہیں!؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جب بخار چڑھتا ہے تو بہت سخت ہوتا ہے اس امت میں سب سے سخت آزمائش و ابتلاء اس کے نبی پر آتا ہے پھر اس پر جو بہتر و افضل ہو پھر اس پر جو بہتر و افضل ہو۔ اسی طرح تم سے پہلے انبیاء اور امتوں کے ساتھ بھی ہوتا تھا۔

أحد نحو شيء حتى يكون أشد هذه الأمة بلاءً نبيها، ثم الخير فالخير، وكذلك الأنبياء عليهم والأمم

٨٩٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن علي بن الأقمر قال: إن عمر بن الخطاب رضي الله عنه يطعم الناس بالمدينة وهو يطوف عليهم بيده عصا، فمر برجل يأكل بشماله، فقال: يا عبد الله كل بيمينك، فقال: يا عبد الله إنها مشغولة، قال: فمضى ثم مر به وهو يأكل بشماله، فقال: يا عبد الله كل بيمينك، قال: يا عبد الله إنها مشغولة، ثلاث مرات، قال: وما شغلها؟ قال: أصيبت يوم مؤتة، قال: فجلس عمر عنده يبكي، فجعل يقول له: من يوضئك؟ من يغسل رأسك وثيابك؟ من يصنع كذا وكذا؟ فدعا له بخادم وأمر له براحلة وطعام وما يصلحه وما يحتاج إليه حتى رفع أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم أصحو إليهم

تشریح: حدیث میں آتا ہے سب سے زیادہ ابتلاء انبیاء پر آتا ہے پھر اس پر جو ان کے زیادہ مشابہ ہو پھر اس پر جو ان سے زیادہ مشابہ ہو۔ انسان پر اس کے دین کے مطابق امتحان آتا ہے اگر دین میں مضبوط ہے تو امتحان بھی سخت ہوتا ہے اور اگر دین میں کمزور ہے تو امتحان بھی معمولی ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو انہوں نے پھر وہی کلمہ دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر پے در پے فقر کے لئے تیار ہو جاؤ۔ دنیا دار الابتلاء ہے یہاں نیک بندوں پر زیادہ امتحانات آتے ہیں اور ان سے اس طرح اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرتے اور درجات بلند کرتے ہیں۔ دنیا کافروں کے لئے جنت اور مومنوں کے لئے قید خانہ ہے۔

٨٩٨ - حضرت علی بن الاقمر نے فرمایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے ہاتھ میں عصا لے کر ان کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ ایک شخص کے پاس سے ان کا گزر ہوا وہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا حضرت عمر نے فرمایا: اللہ کے بندے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے وہ مشغول ہے (یعنی کام نہیں کرتا)۔ فرمایا وہ چلے گئے پھر ان صاحب کے پاس سے گزر ہوا تو وہ بائیں ہاتھ سے کھا رہے تھے فرمایا: اے اللہ کے بندے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا وہ مشغول ہے۔ تین مرتبہ اسی طرح ہوا۔ حضرت عمر نے پوچھا وہ کام کیوں نہیں کرتا ہے؟ انہوں نے کہا غزوہ مؤتہ میں اسے حادثہ پیش آگیا تھا۔ فرمایا حضرت عمر ان کے پاس بیٹھ گئے اور رونے لگے ان

يدعون الله لعمر مما رأوا من رقته بالرجل في استقامته بأمر المسلمين.

٦٩٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو جعفر محمد بن علي قال: جاء علي بن أبي طالب إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنهما حين طعن، فقال: رحمك الله، فو الله ما في الأرض أحد كنت ألقى الله بصحيفته أحب إلي منك.

سے فرمانے لگے: نہیں، وضو کون کراتا ہوگا؟ تہبند اور کپڑے کون دھوتا ہوگا؟ فلاں فلاں کام کون کرتا ہوگا؟ پھر ان کے لئے ایک خادم منگایا اور ایک سواری اور کھانے پینے کا سامان اور ضروریات کی چیزیں اور کام کا سامان منگایا، یہاں تک کہ حضرت عمر کے ان پر رحم کھانے اور مسلمانوں کے معاملات کا اہتمام کرنے کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی آوازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کے واسطے بلند ہوگئیں۔

ف: خلیفۂ عادل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی رعایا کے حالات پر مطلع ہونے کے لئے راتوں کو چکر لگایا کرتے تھے، ان کی ضرورت کا سامان اپنی کمر پر لاد کر ان کو پہنچایا کرتے تھے، رعایا کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کے بے شمار واقعات میں سے ایک واقعہ اس روایت میں بھی موجود ہے، واقعی امیر المؤمنین کے کاندھوں پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ حضرات اس کے واقعۃً اہل تھے اور انہوں نے بعد والوں کے لئے ہر باب میں مثالیں قائم کیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ۔

٦٩٩ ... حضرت ابوجعفر محمد بن علی نے فرمایا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت گئے جب ان کے نیزہ مارا گیا تھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے بخدا روئے زمین پر آپ سے زیادہ مجھے کوئی شخص ایسا محبوب نہیں کہ میں اس کے صحیفہ کو لے کر اللہ جل شانہ سے ملنے کو پسند کروں۔

ف: واقعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ عدل وانصاف، رعایا کے حقوق کی ادائیگی، اللہ جل شانہ کے فرائض کی ادائیگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکنے، اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے میں سب سے ممتاز تھے۔

باب الصدق والكذب والغيبة والبهتان

٩٢٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا معن بن عبد الرحمن عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: ما كذبت منذ أسلمت إلا كذبة واحدة. قيل: وما هي يا أبا عبد الرحمن؟ قال: كنت أرحل لرسول الله صلى الله عليه وسلم فأتي برجل من الطائف يرحل له، فقال الرجل: من كان يرحل لرسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقيل له: ابن أم عبد، فأتاني فقال لي: أي الراحلة كانت أحب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقلت: الطائفية المنكبة، فرحل بها لرسول الله صلى الله عليه وسلم فركب، وكانت من أبغض الراحلة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال:

سچائی، جھوٹ، غیبت اور بہتان کا بیان

٨٨٠ - ... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے میں اسلام لایا ہوں میں نے سوائے ایک مرتبہ کے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ پوچھا گیا اے ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن مسعود کی کنیت ہے) وہ جھوٹ کیا ہے؟ فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سواری تیار کیا کرتا تھا، طائف کے ایک شخص کو آپ کی سواری تیار کرنے کے لئے لایا گیا، اس نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کون تیار کیا کرتا تھا؟ انہیں بتلایا گیا کہ ابن ام عبد یعنی ابن مسعود، اس نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسی سواری زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا طائفیہ منکبہ (ایک طرح کے کجاوے کے کسنے کا نام ہے) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسی طرز کی سواری تیار کر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے کجاوے کا وہ انداز آپ کو سب سے زیادہ ناپسند تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اس طرح کجاوہ کس نے کسا ہے؟ بتایا گیا طائف کے آدمی نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابن ام عبد کو حکم دو کہ ہمارے لئے کجاوہ وہ تیار کریں، فرمایا وہ سواری میری طرف بھیج دی گئی۔

(تشریح) : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے محرومی ان کے لئے بڑی شاق تھی اسی لئے اس تدبیر سے اسے اپنے پاس رکھنا چاہا اور غلبۂ محبت اور عالم شوق میں اس کے حاصل کرنے کے لئے

من رحل هذه؟ فقالوا: الرجل الفلاني، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مروا ابن أم عبد فليرحل له، قال: فرحلت إلى الراحلة.

۸۴۱ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن أبيه عن مسروق أنه كان إذا حدث عن عائشة رضي الله عنها قال: حدثتنا الصديقة بنت الصديق حبيبة حبيب الله.

۸۴۲ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم: إذا قلت في الرجل ما فيه فقد اغتبته وإن قلت ما ليس فيه فقد بهته. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

یہ طریقہ اختیار کیا، بھلا محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے بڑھ کر اور کوئی خدمت ہو سکتی تھی؟ اور سرکارِ دو عالم کی خدمت سے محرومی سے بڑھ کر کوئی محرومی ہو سکتی تھی! اس کے لئے ان حضرات کو سر دھڑ کی بازی لگانا بھی منظور تھا۔

۸۴۱ - ... حضرت مسروق سے مروی ہے کہ وہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث بیان کرتے تو فرماتے مجھ سے صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا حبیبۂ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا۔

ش: حدیث میں آتا ہے انسان سچ بولتا رہتا ہے اور اس کے درپے رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ جل شانہ کے یہاں بھی صدیق (سچا) لکھ دیا جاتا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ہی صدیق اور حضرت عائشہ کا صدیقہ پڑ گیا تھا، اسی طرح انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

۸۴۲ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا تم جب کسی شخص کے بارے میں وہ بات کہو جو اس میں موجود ہو تو تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر ایسی بات کہی جو اس میں موجود نہیں تو پھر تم نے اس پر بہتان باندھا۔

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش: عام طور سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غیبت اسے کہتے ہیں جسے انسان اس شخص کے سامنے نہ کہہ سکے یا جو عیب واقعۃً اس میں موجود نہ ہو کہتے ہیں، صاحب یہ بات ہم اس کے منہ پر بھی کہہ سکتے ہیں، حالانکہ بات یوں نہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ بات اس شخص میں موجود ہے اور اس کی پیٹھ پیچھے کہی جائے تو وہ غیبت کہلائے گی جو گناہ کبیرہ ہے، اور اگر وہ بات اس میں موجود ہی نہیں ہے تو یہ بہتان ہے دونوں اپنی اپنی جگہ شدید گناہ ہیں، غیبت کو مردار کا گوشت کھانے کی طرح قرار دیا گیا ہے۔

باب صلة الرحم وبر الوالدين

۹۶۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن ناصح عن يحيى بن أبي كثير اليمامي عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من عمل أُطيع الله فيه أعجلُ ثوابًا من صلة الرحم، وما من عمل عصي الله فيه أعجل عقوبةً من البغي، واليمين الفاجرة تدع الديار بلاقع.

۹۶۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن محمد بن سوقة أن رجلًا أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: أتيتك لأجاهد معك وتركت والديّ يبكيان، قال: فانطلق فأضحكهما كما أبكيتهما. قال محمد: وبه نأخذ، ولا ينبغي أن يغزو إلا بإذن والديه ما لم يضطر المسلمون إليه، [illegible]

صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

۹۶۳ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کوئی عمل ایسا نہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی گئی ہو اور وہ بہت زیادہ ثواب دلانے والا ہو بنسبت صلہ رحمی کے، اور کوئی عمل ایسا نہیں کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی ہو اور اس کی سزا بہت جلد ملتی ہو بنسبت بغاوت (یا زنا) کے اور جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر دیتی ہے۔

(ف) صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے، صلہ رحمی کرنے والے کو آخرت سے قبل دنیا میں بھی اس کا بدلہ ملتا ہے، اس کے برخلاف زنا اور جھوٹی قسم کھانے والے کو آخرت میں جو سزا ملے گی وہ تو ملے گی ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی عذاب آتا ہے، دنیا میں بھی اس کی سزا بہت جلد ملتی ہے۔

۹۶۴ ... حضرت محمد بن سوقہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے حاضر ہوا ہوں میں نے اپنے والدین کو روتا چھوڑ دیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ جا کر انہیں اسی طرح ہنساؤ جس طرح تم نے انہیں رلایا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، بغیر والدین کی اجازت کے جہاد میں نہیں جانا چاہیے

إليه فلا بأس، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب ما يحلّ لك من مال ولدك

٩٧٥ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عائشة رضي الله عنها قالت: أطيب ما أكلتم من كسبكم، وإن أولادكم من كسبكم. قال محمد: لا بأس به إذا كان محتاجاً أن يأكل من مال ابنه بالمعروف، فإن كان غنياً فأخذ منه شيئاً فهو دين عليه. وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٩٧٦ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس للأب من مال ابنه شيء

الا یہ کہ مسلمان اس کے لئے مضطر ہوں، اگر ایسے شدید اضطراری حالات ہوں تو کوئی حرج نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تش: نفیر عام میں اجازت لینے کی ضرورت نہیں یا دشمن چڑھائی کر دے تو اس میں بھی بلا اجازت جاسکتا ہے ورنہ عام حالات میں والدین کا دل نہیں دکھانا چاہیے، ان کو راضی اور خوش کر کے جانا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کے حق کو سامنے رکھ کر تعلیمات دی ہیں۔

انسان کے لئے اولاد کے مال میں سے کیا چیز حلال ہے!

۹۷۵۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بہترین وہ مال جو تم نے کھایا وہ ہے جو تمہاری اپنی کمائی کا ہو اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں سے ہے۔ امام محمد نے فرمایا اگر انسان محتاج ہو تو اپنے بیٹے کی کمائی سے مناسب مقدار میں کھا سکتا ہے لیکن اگر باپ مالدار ہو اور بیٹے کے مال میں سے کچھ لے تو وہ اس پر قرض ہوگا یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۹۷۶۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا باپ کے لئے اپنے بیٹے کے مال میں سے کچھ نہیں الا یہ کہ وہ اس کا کھانے پینے اور لباس کا محتاج ہو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تش: اگر کسی کے والدین یا دادا دادی غریب ہوں تو چاہے مذہب کا اختلاف کیوں نہ ہو تب بھی ان

إلا أن يحتاج إليه من طعام أو شراب أو كسوة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من دل على خير كمن فعله

٨٧٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: أخبرنا علقمة بن مرثد يرفع الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: جاء رجل يستحمله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما عندي ما أحملك عليه ولكني سأدلك على فتى من فتيان الأنصار، انطلق فإنك ستجده في مقبرة بني فلان يرمي مع أصحابه، وإن عنده بعيرا سيحملك عليه. فانطلق الرجل حتى أتى مقبرة

کا نفقہ اولاد پر لازم ہے ارشاد ہے:

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (لقمان ١٥) اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کئے جا۔

یہ آیت کافر والدین کے بارے میں نازل ہوئی تھی، یہ بڑی نامناسب بات ہے کہ انسان خود متوجہ کرے اس کے والدین بھوکے مریں یہی حکم والدین کے والدین کا ہے اسی لئے اگر باپ نہ ہو تو دادا اس کا قائم مقام ہوتا ہے، چونکہ والدین انسان کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنتے ہیں اسی لئے انسان پر ان کو تندرست رکھنے کو واجب قرار دیا گیا۔ والدین کا قریب ہونا ظاہر ہے اس لئے اگر ان کے پاس مال ہو تو ان کا نفقہ ان کے اپنے مال میں لازم ہوگا اس سے اولیٰ ہے کہ دوسرے کے مال میں لازم کیا جائے لہٰذا والدین ضرورت مند ہوں تو ان کے لئے ان کی اولاد کا مال حلال ہے لیکن انہیں بھی احتیاط سے ضرورت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔

نیک کام کی طرف رہنمائی کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے خود اسے کیا ہو

٨٧٣۔۔۔ حضرت علقمہ بن مرثد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب آپ کے پاس سواری طلب کرنے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں سوار کرنے کے لئے میرے پاس تو کوئی سواری نہیں البتہ میں تمہاری رہنمائی انصار کے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان کی طرف کر دوں گا، ان کے پاس چلے جاؤ تم انہیں فلاں قبیلے کے قبرستان میں اپنے ساتھیوں کے

في فلاة، فوجده فيها يرمي مع أصحاب له، فقال له: إني أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أستحمله، فلم أجد عنده شيئاً أتحمل عليه، فقال: آلله الذي لا إله إلا هو لحدثك هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال له ذلك مرتين، فانطلق فحمله، ثم جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم على بعيره، فحدث النبي صلى الله عليه وسلم الحديث، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: انطلق فإن الدال على الخير كفاعله.

ساتھ تیر اندازی کرتا ہوا پاؤ گے، ان کے پاس اونٹ ہے وہ تمہیں سواری کے لئے دے دیں گے۔ وہ صاحب گئے اور اس قبرستان میں پہنچے، وہاں ان صاحب کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر اندازی کرتے دیکھا، ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تھا آپ سے سواری مانگی تھی لیکن آپ کے پاس کچھ نہ تھا اور پوری بات انہیں بتادی، انہوں نے کہا: اس خدائے ذو الجلال کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی معبود برحق ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے یہ سب باتیں فرمائی تھیں، انہوں نے یہ بات دو مرتبہ ان سے کہی، پھر وہ ان کے ساتھ گئے اور انہیں سواری پر سوار کر دیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونٹ پر سوار ہو کر حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری بات بتلادی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جاؤ اور جو شخص بھلائی کی طرف کسی کی رہنمائی کرتا ہے، اسے بھی ویسا ہی اجر ملتا ہے جیسا اس نیک کام کرنے والے کو ملتا ہے۔

(تشریح): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، خیر خواہی اور احسان پر ابھارا اور ساتھ ہی جن کے پاس کچھ نہ ہو ان کے لئے بھی نیکیاں کرنے کا راستہ کھول دیا، سبحان اللہ کتنی مزے کی بات ہے، آپ اگر خود صدقہ خیرات، احسان، حسن سلوک اور امداد نہیں کر سکتے تو پریشان نہ ہوں، اپنے مسلمان بھائی کی امداد اس طرح کریں کہ کسی ایسے شخص کی طرف اس کی رہنمائی کر دیں جو اس کی امداد کرے، اس طرح اس امداد کرنے والے کو صدقہ وخیرات کا پورا اجر مل جائے گا اور آپ کو اس رہنمائی کرنے پر اللہ جل شانہ بغیر خرچ کئے اپنے فضل سے اتنا ہی اجر عطا فرمادیں گے جو اس صدقہ کرنے والے کو عطا فرمایا ہے۔

* * *

باب الولیمة

٨٢٨- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم قال: لما تزوج النبي صلى الله عليه وسلم أم سلمة رضي الله عنها أولم عليها سويقا وتمرا وقال: إن شئت سبعت لك وسبعت

ولیمہ کا بیان

٨٢٨ ... حضرت الہیثم نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان کے ولیمہ میں ستو اور کھجوریں کھلائیں اور ان سے فرمایا اگر تم پسند کرو تو سات رات تمہارے پاس ٹھیروں اور پھر سات رات تمہاری دوسری سوکنوں کے یہاں بھی ٹھیروں گا۔ امام محمد نے فرمایا اس کا مطلب یہ تھا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں اگر سات رات ٹھیریں گے تو دوسری ازواج مطہرات کے یہاں بھی سات سات رات ٹھیریں گے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: ولیمہ ہر اس دعوت کو کہا جاتا ہے جو کسی خوشی کے حاصل ہونے پر کی جائے جیسے شادی، ختنہ وغیرہ لیکن دعوت نکاح میں اس کا استعمال زیادہ مشہور ہے۔ اس کو ولیمہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ میاں بیوی ملتے ہیں، ولیمہ کے معنی اجتماع اور ملنے کے ہیں۔ ازہری کہتے ہیں کہ ولیمہ ولم سے ہے جس کے معنی جمع اور اکٹھے ہونے کے ہیں۔ لمعات میں لکھا ہے کہ اکثر حضرات اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں، بعض حضرات استحباب کے اور بعض اس کے وجوب کے قائل ہیں بعض نے فرض کفایہ کہا ہے۔ ولیمہ اپنی حیثیت کے مطابق بغیر ریاکاری، اسراف اور تبذیر کے کرنا چاہیے اس میں غرباء و فقراء سب کو بلانا چاہیے، خلاف شرع باتوں سے بچنا چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے ولیمہ میں دنبہ ذبح کیا تھا اور گوشت روٹی کھلائی تھی، حضرت صفیہ کے ولیمہ میں حلوہ کھلایا تھا، ایک روایت میں ہے کہ ستو اور کھجوریں تھیں، بعض روایات میں آیا ہے کہ کھجور، پنیر اور گھی تھا ایک ام المؤمنین کے ولیمہ میں جو کے دو مُد تھے۔ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا چاہیے الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو یا وہاں حرام کا ارتکاب ہو رہا ہو تو نہ جائے۔

تصوم عن ذلك. قال محمد: يعني يقيم عند هذه سبعًا وعند الأخرى سبعًا. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الزهد

٩٢٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا حماد عن إبراهيم قال: ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم ثلاثة أيام متتابعة من خبز البر حتى فارق محمد صلى الله عليه وسلم الدنيا.

اگر کسی شخص کے نکاح میں کئی بیویاں ہوں تو ان میں باری مقرر کرنا چاہیے باری رات رہنے کے اعتبار سے ہوگی یہ باری اور برابری واجب ہے ورنہ باز پرس ہوگی، اور جو دو بیویوں سے ایک کی طرف جھکے گا قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک بازو جھکا ہوا ہوگا۔ ایک کی باری میں دوسری کے یہاں رات گزارنا جائز نہیں، اور دوسری کی اجازت سے ایک رات وہاں گزارنا درست ہے، اگر ان میں سے کوئی اپنا حق ساقط کرنا چاہے تو کر سکتی ہے، ساقط کرنے کے بعد دوبارہ پھر اپنے حق کا مطالبہ بھی کر سکتی ہے۔ سفر میں باری ختم ہو جاتی ہے شوہر جسے چاہے ساتھ لے جا سکتا ہے البتہ تطییب خاطر کے لئے اگر قرعہ اندازی کرے تو اچھا ہے۔ باری میں باکرہ اور ثیبہ دونوں میں برابری کی جائے گی۔

زہد کا بیان

٩٢٩ ۔۔۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال مسلسل تین دن بھی گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہیں بھر پاتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے، اور ان حضرات پر دنیا بڑی تنگی اور سختی کی گزری یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو ان پر دنیا کی بارش ہوگی۔

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اضطراری نہ تھا بلکہ آپ نے اپنے طور پر فقر کو اختیار کیا تھا، فرشتہ نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ یہ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ مکہ کے دونوں پہاڑوں کو آپ کے لئے سونے کا بنا دے تو ایسا کر دیا جائے، لیکن آپ نے اسے پسند نہ فرمایا، آپ دنیا سے تشریف لے گئے لیکن آپ سے ہوگی

وما زالت الدنيا عليهم عسرة كدرة حتى قبض محمد صلى الله عليه وسلم، فلما قبض أقبلت الدنيا عليهم صبًّا.

باب الدعوة

۹۸۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا محمد بن قيس أن أبا العوجاء العطار كان صديقًا لمسروق، فكان يدعوه فيأكل من طعامه ويشرب من شرابه ولا يسأله. قال محمد: وبه نأخذ، ولا بأس بذلك ما لم يعرف خبيثًا بعينه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۹۸۱ - محمد قال، أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال، إذا دخلت على الرجل فكل من

روٹی سے بھی کبھی اپنا پیٹ نہ بھرا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھا تھا آپ نے بھوک مٹانے کے لئے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھ لیئے تھے فرمایا اللہ جل شانہ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو دنیا سے اسے اس طرح بچاتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے بیمار کو پانی سے

بچاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فقر مجھ سے محبت کرنے والوں کی طرف اس تیزی سے چل کر آتا ہے جس طرح سیلاب اپنے منتہیٰ کو پہنچتا ہے۔ عام طور سے دولت طغیانی و سرکشی پیدا کرتی ہے، مال و دولت کی کثرت یادِ الٰہی سے غافل بناتی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو اختیار کرکے امت کو اسے اختیار کرنے کی عملی تعلیم دی۔ آپ کے قدموں میں قیصر و کسریٰ کے خزانے تھے، بڑے سے بڑا مالِ غنیمت آتا لیکن شام تک سب تقسیم فرما دیتے اپنے لئے کچھ بچا کر نہ رکھتے تھے۔

دعوت کا بیان

◆

۹۸۰ - ... حضرت محمد بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت ابوالعوجاء العشار حضرت مسروق کے دوست تھے وہ انہیں بلایا کرتے تھے اور وہ ان کا کھانا ان سے تحقیق کئے بغیر کھاتے اور پانی ان سے پوچھے بغیر پیتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں جب تک کسی حرام لعینہ چیز کو نہ پہچان لے اس سے بچنا ضروری ہے یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۹۸۱ - حضرت ابراہیم نے فرمایا تم جب کسی شخص (دوست) کے پاس جاؤ تو اس کے کھانے پانی

طعامه واشرب من شرابه ولا تسأله عنه. قال محمد: وبه نأخذ ما لم يسترب شيئاً، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٨٢ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال كان يقال: إذا دخلت بيت امرء مسلم فكل من طعامه واشرب من شرابه ولا تسأل عن شيء، قال محمد: وبه نأخذ ما لم يسترب شيئاً وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٨٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن عاصم بن كليب عن رجل من أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم قال: صنع رجل من أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم طعاماً فدعاه، فقام النبي صلى الله عليه وسلم وقمنا معه، فلما وضع الطعام تناول وتناولنا معه، فأخذ النبي صلى الله عليه وسلم

کو استعمال کرو اس سے اس کے بارے میں تحقیق مت طلب کرو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی چیز میں شک وشبہ نہ ہو (اسے استعمال کرلے) یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ی ہے۔

۸۸۲ ۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے فرمایا کہا جاتا تھا تم جب کسی مسلمان کے گھر جاؤ تو اس کا کھانا کھالو پانی پی لو اور کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرو (کہ یہ حلال مال میں سے خریدی گئی ہے یا حرام مال سے) امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کہ کسی چیز کے بارے میں شک و شبہ پیدا نہ ہو یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) دعوت قبول کرنا سنت ہے، مسلمان اگر کوئی چیز پیش کرے تو اس میں بلاوجہ شک و شبہ میں نہیں پڑنا چاہیے، مسلمانوں سے حسن ظن رکھنا چاہیے اس لئے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ آپ کی آمدنی حلال کی ہے یا حرام کی! یہ چیز کس پیسے سے خریدی ہے! ذریعہ آمدنی کیا ہے! ہاں اگر یہ معلوم ہے کہ کسی کی آمدنی حرام کی ہے، سودی کاروبار کرتا ہے یا حلال حرام کا امتیاز نہیں کرتا تو اس کے کھانے پینے سے بچنا چاہیے، بلاوجہ کسی کے بارے میں بدگمانی نہیں کرنا چاہیے، بے تکلف دوست کے یہاں جا کر اس کی اجازت کے بغیر بھی اس کا مال کھا سکتے ہیں۔ آج کل چونکہ لوگوں کو حلال و حرام کی تمیز نہیں اور سودی کاروبار عام ہے اس لئے انسان کو احتیاط کرنا چاہیے حرام کا لقمہ عبادت کے کیف اور دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بنتا ہے۔

۸۸۳ ۔ ... حضرت عاصم بن کلیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب سے روایت

بضعة، فلاكها في فيه طويلا لا يستطيع أن يأكلها، وألقاها من فيه فأمسك عن الطعام، فدعا النبي صلى الله عليه وسلم صاحب الطعام فقال: أخبرني عن لحمك هذا من أين هو؟ قال: يا رسول الله، شاة كانت لصاحب لنا فلم يكن عنده فنشتريها منه فعجلنا فذبحناها، فصنعناها حتى يجيء صاحبها فنعطيه ثمنها. فأمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يرفع الطعام وأن يطعمه الأسرى. قال محمد: وبه نأخذ، ولو كان اللحم على حاله الأول لما أمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يطعمه الأسارى، ولكنه رآه قد خرج من ملك الأول، وكره أكله لأنه لم يضمن قيمته لصاحبه الذي أخذت شاته، ومن ضمن شيئا فصار له من وجه غصب فأحب إلينا أن يتصدق به ولا يأكله، وكذلك ربحه، والأسارى عندنا أهل

کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے کھانا پکایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر گئے ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب کھانا رکھ دیا گیا آپ نے تناول فرمایا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ تناول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹکڑا لیا اور کافی دیر تک منہ میں لے کر چباتے رہے لیکن آپ اسے نہ کھا سکے۔ آپ نے اسے منہ سے نکال دیا، کھانے سے رک گئے اور فرمایا مجھے بتاؤ یہ گوشت کہاں سے لائے تھے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمارے ایک پڑوسی کا دنبہ تھا ہمارے پاس کچھ تھا نہیں کہ ہم کچھ خرید کر لاتے ہم نے اسے جلدی سے ذبح کر کے آپ کے لئے پکایا۔ جب اس کا مالک آئے گا تو اسے اس کی قیمت دے دیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ سامنے سے کھانا اٹھا لیں اور قیدیوں کو کھلا دیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر گوشت اپنی پہلی حالت پر ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قیدیوں کو کھلانے کا حکم نہ دیتے لیکن چونکہ آپ نے یہ سمجھا کہ وہ پہلے مالک کی ملک سے نکل گیا ہے اور خود کھانا اس لئے پسند نہیں کیا کہ ان صاحب نے ابھی تک اس کی قیمت اس دنبے کے مالک کو ادا نہیں کی تھی۔ جو شخص کسی چیز کی قیمت کا ضامن بنے اور وہ اس کے پاس غصب کے طریقے سے آئی ہو تو ہمارے ہاں پسندیدہ چیز یہ ہے کہ وہ اسے صدقہ کر دے خود نہ کھائے۔ یہی حکم اس سے حاصل ہونے والے نفع کا بھی ہے۔ قیدیوں سے مراد ہمارے ہاں مشرک قیدی ہیں۔ یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے قیاس کے مطابق ہے۔

الجبن تستعملونه، وهذا كله قياس قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب جوائز العمال

۹۸۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن إبراهيم أنه خرج إلى زهير بن عبد الله الأزدي وكان عاملاً على حلوان، فطلب جائزته وجائزة صاحب له فأجازهما. قال محمد: وبه نأخذ ما لم يعرف شيئاً حراماً بعينه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

(ش) اگر کسی کی چیز بلا اجازت لی گئی ہے تو ایسا کرنا اچھا نہیں اسے اس کے مالک کو اسی طرح واپس دینا چاہئے دوسرے کی چیز بلا اجازت نہیں لینا چاہئے۔ ان صاحب نے اپنے پڑوسی کے جانور کو اس بنیاد پر لیا تھا کہ اس کی قیمت انہیں ادا کر دیں گے لیکن بہرحال یہ نامناسب تھا اس لئے آپ نے اسے تناول نہیں فرمایا اور کھانا قیدیوں پر صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

اگر کوئی شخص کسی کی کوئی چیز غصب کرے اور اس میں ایسا تصرف کرے جس کی وجہ سے اس کا نام اور اصل فائدہ ختم ہو جائے تو اس چیز سے اس شخص کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے جس کی تھی اور وہ غاصب اس کا مالک بن جاتا ہے اور اسے اس کا تاوان دینا پڑتا ہے اور اس کے لئے اس سے انتفاع اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک اس کا بدل نہ دے دے جیسے کوئی کسی کی بکری ذبح کر کے بھون لے یا پکا لے یا گیہوں پیس لے۔ اس شخص کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اس لئے اجازت نہ دی تاکہ آئندہ لوگ ایسی حرکت نہ کریں اور غصب کا دروازہ بند ہو جائے، بدل ادا کرنے کے بعد یا مالک کو اس سے معاف کرنے کے بعد وہ شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حکام کے ہدایا کا بیان

۹۸۹۔۔۔ حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ وہ زہیر بن عبداللہ الازدی کے پاس گئے جو حلوان کے گورنر تھے اور ان سے اپنا اور ساتھی کا انعام طلب کیا، انہوں نے دونوں کے انعام دے دیئے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کہ کوئی حرام بعینہ چیز معلوم نہ ہو یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٩٩٥۔ محمد قال أخبرنا العلاء بن زهير قال رأيت إبراهيم النخعي أتى والدي وهو على حلوان فطلب جائزته فأجازه۔

٩٩٦۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال لا بأس بجوائز العمال قال قلت وإن كان العاشر مثله قال إذا كان ما يعطيك لم يكن شيئا غصبه بعينه مسلما أو معاهدا فاقبل۔

باب الرفق والخرق

٩٩٧۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا أيوب بن عائذ عن مجاهد يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال لو نظر الناس إلى خلق الرفق لم يروا مما خلق الله شيئا أحسن

٩٩٥...... حضرت العلاء بن زہیر نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم نخعی کو دیکھا وہ میرے والد کے پاس آئے جو حلوان پر مقرر تھے انہوں نے میرے والد سے اپنا انعام طلب کیا تو انہوں نے انہیں ان کا انعام دے دیا۔

٩٩٦...... حضرت ابراہیم نے فرمایا حکام کے عطایا قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، فرمایا میں نے عرض کیا اگرچہ محصول وصول کرنے والا اس جیسا ہو تو فرمایا اگر وہ چیز جو وہ تمہیں دے رہا ہے بعینہ کسی مسلمان یا معاہد کی شئی مغصوب نہ ہو تو اسے قبول کر لو۔

ف: حکام سے ہدیہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ ظالم حکمران نہ ہوں جو دوسروں کی املاک پر ظلماً قبضہ کرتے ہوں اور لوگوں کے اموال لوٹتے ہوں ایسے لوگوں کے عطایا قبول نہیں کرنا چاہیے، بیت المال میں سب مسلمانوں کا حق ہوتا ہے حاکم اس میں سے دے تو لے سکتے ہیں۔

نرمی اور سختی و بد اخلاقی کا بیان

٩٩٧...... حضرت مجاہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لوگ نرمی کو مخلوق شکل میں دیکھتے تو انہیں اس سے زیادہ خوبصورت کوئی مخلوق نظر نہ آتی اور اگر سختی و بد اخلاقی کو مخلوق شکل میں دیکھ لیں تو انہیں اس سے زیادہ [illegible]

منه، ولو نظر إلى خلق الخرق لم ير واحد لخلق الله مخلوقاً أقبح منه.

باب الرقية من العين والاكتواء

۸۸۸ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه اكتوى وأخذ من لحيته واسترقى من العقرب. قال محمد: وبه نأخذ ولا بأس بذلك، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۸۹ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عبد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أن أسماء بنت عميس رضي الله عنها أتت النبي صلى الله عليه

خرق اور کوئی مخلوق نظر نہ آئے گی۔

ف: واقعی نرم برتاؤ اور رفق بڑی عمدہ چیز ہے جسے یہ مل جائے اسے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سب کی سب مل گئی اور جسے یہ نہ ملے وہ دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے محروم ہوا۔ اللہ جل شانہ نرم برتاؤ کرنے والے ہیں اور نرمی کو پسند فرماتے ہیں، اس پر وہ درجات عالیہ عطا فرماتے ہیں جو سختی یا کسی اور چیز پر عطا نہیں فرماتے۔ نرمی جہاں ہوگی اسے مزین و آراستہ کرے گی جس چیز سے نکال لی جائے گی اسے عیب دار بنا دے گی۔ اللہ تعالیٰ بداخلاقی اور سختی کو پسند نہیں فرماتے، بدخلق اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور اور لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہوتا ہے، اس لئے خوش اخلاقی اور نرمی کو اختیار کرنا چاہیے، بداخلاقی اور سختی سے بچنا چاہیے۔

نظر کی وجہ سے دم کرنا اور داغنے کا بیان

۸۸۸۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے داغ لگوایا اور اپنی داڑھی کا کچھ حصہ کاٹا اور بچھو کا دم کرایا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۸۹۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کا ایک بیٹا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تھا

ولدها بن من ابی بکر رضی الله عنه، وابن من جعفر رضی الله عنه، فقالت: یا رسول الله، إنی أتعوذ من حل، حتی أصابتهما العین أفأرقیهما؟ قال: نعم، فلو کان شیء یسبق القدر سبقته العین. قال محمد،

ایک حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے تھا، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ کے دونوں بھتیجوں کو نظر لگنے کا ڈر ہے کیا میں ان پر دم کیا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں، اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھ سکنے والی ہوتی تو وہ نظر ہوتی جو تقدیر سے آگے بڑھ جاتی۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ذکر یا اللہ جل شانہ کی کتاب سے دم کیا گیا ہو یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) بخار، جنون، نظر، سانپ بچھو کے کاٹے اور دیگر آفت زدوں کے لئے دم کیا جاتا تھا۔ بعض احادیث سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے بعض سے اجازت، دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق یوں کی جائے گی کہ جو دم منتر وغیرہ ناقابل فہم زبان میں ہو یا اللہ جل شانہ کے اسماء و صفات و کلمات کے علاوہ سے ہو اور یہ سمجھا جائے کہ دم کرنا بہر صورت فائدہ دے گا اور اس پر ہی اعتماد کر لیا جائے یہ منع ہے ایسے لوگوں کے لئے آتا ہے کہ جس نے استرقاء کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر توکل نہیں کیا لیکن اگر قرآن کریم کی آیات، اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور ان چیزوں سے دم کیا جائے جو اس مقصد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ جائز ہے۔

حدیث میں آتا ہے العین حق نظر و برحق ہے لگ جاتی ہے اور اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کروانے کی اجازت دی ہے ایک لڑکی کا رنگ بالکل زرد پڑا تھا آپ نے فرمایا اس پر دم کروا اسے نظر لگ گئی ہے۔

آگ سے داغنے کا طریقہ پہلے علاج کے لئے استعمال ہوتا تھا لیکن چونکہ وہ اسے بڑا ذریعہ علاج اور لازمی مفید و صحت بخش اور اس کے چھوڑنے کو ذریعہ ہلاکت سمجھتے تھے اس لئے آپ نے اس سے منع فرما دیا تھا، لیکن بہرحال یہ بھی ایک طریقہ علاج ہے۔ شفاء اللہ جل شانہ کے دست قدرت میں ہے اس لئے یہ بھی ایک سبب شفاء ہے، لیکن سوچ سمجھ کر یہ علاج کرانا چاہیے بعض مرتبہ اس سے سخت نقصان بھی پہنچتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی شفاء کا ایک ذریعہ بتایا۔

ملہ رواہ البخاری و مسلم عن عائشۃ کذا فی المشکوٰۃ (۲ : ۳۸۸) سے متفق علیہ۔

وبه نأخذ، إذا كان من ذكر الله أو من كتاب الله. وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب نفقة اللقيط

۸۹۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ما أنفقت على اللقيط تريد به الله فليس عليه شيء، وما أنفقت عليه تريد أن يكون ذلك عليه فهو لك عليه. قال محمد: وهذا كله تطوع، ولا ترجع على اللقيط بشيء، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب، حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہم کو داغنے کے ذریعہ علاج کرنے کا حکم دیا تھا۔

پڑے ہوئے ملنے والے بچے کے نفقہ کا بیان

۸۹۰۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تم پڑے ہوئے ملنے والے بچہ پر جو خرچ کرو گے اور اس سے مقصد اللہ جل شانہ کی رضا ہو تو اس کے بدلے کچھ نہیں ملے گا اور تم اس پر اس نیت سے خرچ کرو کہ اس بچہ پر دین (قرض) رہے تو وہ اس پر دین ہوگا۔ امام محمد نے فرمایا، یہ سب اللہ تعالیٰ واسطے تطوع شمار ہوگا۔ اس بچے سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

تشریح: جو بچہ پڑا ہوا ملے وہ آزاد شمار ہوگا۔ اس کا نان نفقہ بیت المال پر آئے گا۔ اگر کوئی شخص اسے اٹھا لے تو کوئی دوسرا آدمی اسے اس سے نہیں لے سکتا۔ اٹھانے والا اس پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ تبرع شمار ہوگا، اس لئے کہ اسے اس پر ولایت حاصل نہیں ہے الا یہ کہ قاضی اسے اس پر خرچ کرنے کا حکم دے تو وہ اس بچے پر دین ہوگا اور جب وہ بڑا ہوگا تو وہ اس سے مطالبہ کر سکے گا۔ اس طرح کا بچہ اگر کسی ویرانے یا جنگل وغیرہ میں پڑا ہو تو اس کو ہلاکت سے بچانے کے لئے اس کا اٹھانا فرض ہے لیکن اگر شہر میں ہو تو اس کا اٹھانا مندوب ہے۔ ایسا بچہ آزاد شمار ہوگا۔ اگر کوئی دعویدار اس کا باپ ہونے کا دعویٰ کرے تو قسم کے ساتھ اس کی بات مان لی جائے گی۔ اگر دو دعویدار ہوں اور ان میں سے ایک کوئی ایسی علامت بتائے جو بچے میں پائی جاتی ہو تو وہ دوسرے سے زیادہ اس کا حقدار ہوگا۔

toobaa-elibrary

باب جعل الآبق

۶۹۱ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن سعيد بن المرزبان عن أبي عمرو عن ابن مسعود رضي الله عنهما ارشد محمد عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه جعل جعل الآبق إذا أصابه خارجًا من المصر أربعين درهمًا.

۶۹۲ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا ابن أبي رباح عن أبيه عن عبد الله رضي الله عنه بمثل ذلك في جعل الآبق أيضًا. قال محمد: وبه نأخذ إذا كان الموضع الذي أصابه فيه مسيرة ثلاثة أيام فصاعدًا فجعله أربعون، وإذا كان أقل من ذلك رضخ له على قدر عنائه.

بھگوڑے غلام کو پکڑنے والے کی اجرت کا بیان

۶۹۱۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بھگوڑے غلام کو پکڑ کر لانے کی اجرت اگر وہ شہر سے باہر ہے چالیس درہم مقرر کی۔

۶۹۲۔۔۔ حضرت ابن ابی رباح اپنے والد کے ذریعہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے آبق کے پکڑنے والے کی اجرت کے بارے میں اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر وہ غلام ایسی جگہ ملا ہو جو تین دن یا اس سے زائد مسافت پر واقع ہو تو اس کی اجرت چالیس درہم ہوگی اور اگر اس سے کم مسافت ہو تو مسافت کی مقدار سے کچھ تھوڑی اجرت دے دیا جائے گا یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(تشریح) جو شخص بھگوڑے غلام کو پکڑ سکتا ہو اسے پکڑ لینا چاہیے اس پر اجر ملتا ہے، جو شخص کسی بھگوڑے غلام کو تین دن یا اس سے دور کی مسافت سے پکڑ کر لائے گا اسے کرایہ کے طور پر چالیس درہم دیے جائیں گے اور اگر اس سے کم مسافت سے لائے تو اسی حساب سے اسے دیا جائے گا۔ یہ اجرت دینا استحسانًا ہے ورنہ قیاس کا تقاضہ یہ تھا کہ کچھ نہ دیا جائے الا یہ کہ شرط لگائی گئی ہو یہی امام شافعی کا قول ہے اس لئے کہ وہ شخص متبرع ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اجرت دینے پر اتفاق کیا تھا البتہ مقدار میں کسی نے چالیس درہم طے کئے کسی نے اس سے کم اس لئے ہم نے مسافت سفر پر چالیس درہم

وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب من أصاب لقطةً يعرفها

۸۹۳ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: أخبرنا أبو إسحاق عن رجل عن علي رضي الله عنه قال في اللقطة: يعرفها حولاً، فإن جاء صاحبها وإلا تصدق بها أو باعها وتصدق بثمنها، ثم إن صاحبها بالخيار إن شاء ضمنه وإن شاء تركه. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

۸۹۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال في اللقطة: يتصدق بها أحب

مقرر کر دے اور اس سے کم پر اس سے کم محنت والے میں جھگڑے سے غلاموں کو پکڑنے میں لوگوں کی ہمت افزائی بھی ہوگی جس سے لوگوں کے غلام محفوظ رہیں گے، چالیس سے کم دینے کی صورت میں یا دونوں باہمی رضامندی سے طے کریں یا قاضی کرے، یا چالیس درہم تین دن پر تقسیم کر کے اس کے حساب سے دیا جائے، اس طرح ہر دن کے بدلے تیرہ درہم آئیں گے۔

لقطہ کی تشہیر کا بیان

۸۹۳ - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑی ملنے والی چیز کے بارے میں فرمایا ایک سال تک اس کی تشہیر کرے پھر اگر اس کا مالک آجائے تو ٹھیک ورنہ اس کو صدقہ کر دے یا بیچ کر اس کے پیسے صدقہ کر دے، البتہ اس کے مالک کو اختیار ہے چاہے تو اس سے تاوان بنائے چاہے چھوڑ دے۔

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۹۴ - حضرت ابراہیم نے لقطہ کے بارے میں فرمایا اسے صدقہ کرنا مجھے اس کے کھانے سے زیادہ پسند ہے، اگر تم خود محتاج ہو اور اسے کھا لو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) گرے پڑے مال کو لقطہ کہا جاتا ہے، لقطہ کے اگر ضائع ہونے کا ڈر ہو تو اسے اٹھانا چاہیے۔ اور وہ اٹھانے والے کے پاس امانت ہوتا ہے بشرطیکہ وہ اس بات پر گواہ بنائے کہ وہ اسے اس

إن من أكلها إن كنت محتاجاً فأنت فلا بأس به. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب الوشم والصلة في الشعر وأخذ الشعر من الوجه، والمحلل

۹۹۵- محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: لعنت الواصلة والمستوصلة والمحلل والمحلل له، والواشمة والمستوشمة. قال محمد: أما الواصلة فالتي تصل شعرها إلى شعر صاحبتها فمكروه ذلك، وأما ما وقت فلا بأس به إذا كان صوفاً. فأما المحلل والمحلل له فالرجل

کے مالک کو چیز دینے کے لئے اٹھا رہا ہے۔ طرفین کے یہاں اشہاد ضروری ہے۔ امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کے یہاں اشہاد شرط نہیں۔ اگر اشہاد نہیں کیا تو طرفین کے ہاں ضامن ہوگا۔ اشہاد کا مطلب یہ ہے کہ کہہ دے کہ تم لوگ جسے گم شدہ چیز تلاش کرتے پاؤ اسے میرے پاس بھیج دینا۔

لقطہ اگر دس درہم سے کم کا ہو تو چند روز اس کی تشہیر کرے گا اور اگر دس درہم یا اس سے زائد کا ہو تو ایک سال تک اس کی تشہیر کرے۔ صحیح یہ ہے کہ اتنے دن تک اعلان کرے جتنے دن میں اس کی مناسب تشہیر ہو جائے۔ اعلان بازاروں، مساجد کے دروازوں اور اس جگہ ہو جہاں وہ چیز ملی ہو۔ تشہیر کے دوران اگر اس کا مالک مل جائے تو وہ چیز اسے دے دے ورنہ اس کو صدقہ کر دے۔ صدقہ کرنے کے بعد اگر اس کا مالک آجائے تو اسے اختیار ہے چاہے اس صدقہ کو نافذ کرے، ثواب اسے ملے گا، اور اگر چاہے تو اس اٹھانے والے کو ضامن بنا دے، یعنی اس سے اس کے پیسے وصول کرلے۔ اٹھانے والا اگر مالدار ہو تو اسے اس سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے، اگر غریب ہو تو اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

گودنے، بال ملانے اور چہرے کے بال نوچنے اور حلالہ کرنے والے کا بیان

۹۹۵- ... حضرت ابراہیم نے فرمایا لعنت بھیجی گئی ہے بال ملانے والی اور ملوانے والی پر، اور حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر، اور گودنے والی اور گدوانے والی پر۔ امام محمد نے فرمایا واصلہ، بال ملانے والی سے وہ عورت مراد ہے جو اپنے بالوں کے ساتھ کسی کے بال ملا کے انہیں بڑھائے

يطلق امرأته ثلاثا ثم يأتي الرجل فيتزوجها ليحلها له، فهذا لا ينبغي له ان يفعل ولا تصلح له، و
يفعل، او الواشمة التي تشم الكفين والوجه، فهذا لا ينبغي أن يفعل.

۹۹۶ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن أم ثور عن ابن عباس رضي الله عنهما

جانا مکروہ ہے، لیکن بال اگر اون کے بنے ہوں تو ان کے ملانے میں کوئی حرج نہیں، اور حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے پھر کسی شخص سے کہے کہ وہ اس کی بیوی سے شادی کرے تاکہ وہ اس کے لئے حلال ہو جائے ایسا نہیں کرنا چاہئے، اور گودنے والی اور گودوانے والی، واشمہ گودنے والی سے وہ عورت مراد ہے جو ہاتھوں اور چہرے کو گود کر اس میں نیل وغیرہ بھرتی ہے ایسا کرنا مناسب نہیں ہے۔

۹۹۶ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سر کے بالوں کے ساتھ اون کے بنے ہوئے بال ملانے میں کوئی حرج نہیں، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ف: بالوں کے ساتھ چاہے مرد بال ملائے یا عورت، مرد ملائے یا عورت ملائے دونوں منع ہیں، علامہ نووی لکھتے ہیں بالوں کے ملانے کے بارے میں احادیث صریح ہیں، ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی انسان کے بال اپنے بالوں سے ملائے جائیں گے تو یہ بالاتفاق حرام ہے، اس لئے کہ انسان کے بالوں یا کسی بھی جزء سے انتفاع اس کے اکرام کے خلاف اور حرام ہے، لیکن اگر انسان کے بالوں کے علاوہ اگر کسی اور چیز کے پاک بال ہوں اور وہ عورت شادی شدہ نہ ہو تب بھی بال ملانا حرام ہے، اگر شوہر والی ہو تو اگر شوہر کی اجازت سے ایسا کرتی ہے تو جائز ہے، امام مالک اور دوسرے بہت سے حضرات فرماتے ہیں بال ملانا منع ہے چاہے بال ہوں یا اون یا اور کوئی چیز، لیث کہتے ہیں کہ نہی بالوں کے ملانے کے ساتھ مخصوص ہے لہذا اون یا تاگوں وغیرہ کے بال ملا سکتے ہیں۔

مطلقہ ثلاثہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے جب تک دوسرے شوہر سے نکاح صحیح کے ذریعہ وطی نہ کر لے پھر طلاق نہ ہو اس وقت تک پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی، اگر حلالہ کی شرط لگا کر نکاح کیا تو ایسا نکاح مکروہ ہوگا اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلل اور جس کے لئے ایسا نکاح کیا جائے دونوں پر لعنت بھیجی ہے، بہرحال اگر ایسا شخص وطی کے بعد اسے طلاق دے دے تو عورت شوہر

قال: لا بأس بالوصل في الرأس إذا كان صوفاً. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

باب حف الشعر من الوجه

يقال حفت المرأة وجهها أي أخذت عنه الشعر

۹۹۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن عائشة أم المؤمنين رضي الله

کر وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، اگر کوئی شخص پیسوں یا شہوت رانی کے لئے ایسا کرتا ہے تو وہ اس لعنت کا مستحق ہوگا لیکن اگر کوئی شخص ان دونوں کو ملانے کے لئے ایسا کرتا ہے تو اسے اس پر اجر ملے گا۔

پہلے زمانے میں یہ رواج تھا کہ جسم کے بعض حصوں کو سوئی سے گود کر اس میں نیل یا سرمہ یا چونا بھر دیا کرتے تھے اس کی وجہ سے وہ حصہ سبز ہو جاتا تھا ایسا کرنا اور کروانا دونوں گناہ ہیں چاہے ہاتھ پر کیا جائے یا منہ پر یا کسی اور حصے پر، آج کل بھی بعض مرد اور عورتیں ایسا کرتی ہیں جو سخت گناہ اور موجب لعنت ہے، علامہ نووی لکھتے ہیں یہ کرنا اور کروانا دونوں حرام ہیں جس جگہ گودا گیا ہے وہ نجس ہو جاتی ہے اگر کسی طریقے سے اسے دور کیا جا سکتا ہو تو اسے دور کرنا واجب ہے، لیکن اگر اس کو کاٹے بغیر وہ دور نہ ہو اور اس سے ہلاکت یا عضو کے ضائع یا عیب دار ہونے کا خدشہ ہو تو اسے دور کرنا واجب نہیں رہے گا، اگر یہ دل سے توبہ کرے گا تو گناہ باقی نہیں رہے گا اگر اس طرح کا ڈر نہ ہو تو اسے ختم کرنا واجب ہے تاخیر کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

چہرے کے بال دور کرنے کا بیان

کہا جاتا ہے عورت نے اپنے چہرے کو صاف کیا یعنی انکے بال دور کیے

۹۹۵ - ۔۔۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ

عنها: أن امرأة سألتها: أحفّ وجهي؟ فقالت: أميطي عنك الأذى.

٨٩٨ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا زياد بن علاقة عن عمرو بن ميمون عن عائشة رضي الله عنها: أن امرأة سألتها أحفّ وجهي؟ فقالت: أميطي عنك الأذى. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٨٩٩ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كان يكره أن توسم الدابة في وجهها أو يضرب الوجه. قال محمد: وبه نأخذ.

٩٠٠ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان

اپنے چہرے کے بال دور کروں فرمایا اپنے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دو۔

۸۹۸۔ ... حضرت عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا میں اپنے چہرے کے بال دور کر دیا کروں؟ فرمایا اپنے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دو۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) اگر کسی عورت کے چہرے پر مردوں کی طرح بال نکل آئیں تو وہ انہیں دور کر دے گی تاکہ مردوں سے مشابہت نہ ہو، لیکن یہ حکم صرف داڑھی اور مونچھوں کا ہے انہیں اکھاڑ سکتی ہیں اس کے علاوہ بھووں وغیرہ کے بال نوچنا حرام ہے حدیث میں بال اکھاڑنے والی اور بال اکھڑوانے والی پر لعنت بھیجی گئی ہے۔

۸۹۹۔ ... حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ وہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ جانور کے چہرے پر داغا یا مارا جائے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

(ش) کسی ذی روح کو ایذا پہنچانا منع ہے، چہرے کو داغنا اس کو بلاوجہ ایذا پہنچانا اور تکلیف دینا ہے جو ناجائز ہے چہرہ اشرف الاعضاء ہے اس لئے اس پر مارنے سے منع کیا گیا ہے۔

۹۰۰۔ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(ش) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

يقبض على لحيته ثم يقطع ما تحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة.

باب الخضاب بالحناء والوسمة

٩٠١ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عثمان بن عبد الله قال: أخرجت إلينا أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم بمشاقة من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم مخضوبة بالحناء.

٩٠٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد قال: سألت إبراهيم عن الخضاب بالوسمة قال: بقلة طيبة ولم ير بذلك بأساً. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

٩٠٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو حجية عن ابن بريدة عن أبي الأسود الدؤلي عن أبي ذر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أحسن ما غيرتم به الشيب الحناء والكتم.

لحیہ مبارک کو طول اور عرض میں سے کاٹا کرتے تھے، نہایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ داڑھی کا طول چاہیے یہاں قبضہ (مٹھی) کے برابر ہے اس سے زائد کو کاٹنا چاہیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی داڑھی کو طول اور عرض میں کاٹا کرتے تھے یعنی یک مشت سے زائد کو۔

مہندی اور وسمہ سے خضاب کا بیان

٩٠١ - ... حضرت عثمان ابن عبد اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا ایک گچھا ہمارے پاس لائیں جسے مہندی کا خضاب دیا گیا تھا۔

٩٠٢ - ... حضرت حماد نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابراہیم سے وسمہ کا خضاب لگانے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا پاکیزہ سبزی ہے اور اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٩٠٣ - ... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا بہترین وہ چیز جس سے تم بالوں کی سفیدی بدلو مہندی اور کتم ہے۔

۹۰۴ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا محمد بن قيس قال: أتي برأس الحسين بن علي رضي الله عنهما، فنظرت إلى لحيته ورأسه قد نصلت من الوسمة.

۹۰۵ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن يزيد بن عبد الرحمن عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كأني أنظر إلى لحية أبي قحافة كأنها ضرام عرفج، يعني من شدة الحمرة، والله تعالى أعلم.

---

۹۰۴ - ... حضرت محمد بن قیس نے فرمایا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر لایا گیا تو میں نے ان کی داڑھی اور سر کو دیکھا جو وسمہ سے رنگے ہوئے تھے۔

۹۰۵ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں ابو قحافہ کی داڑھی کو دیکھ رہا ہوں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ جلتا ہوا عرفج (ایک قسم کا درخت) ہے یعنی تیز سرخی کی وجہ سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ش) وسمہ نیل کے پتوں یا ایک قسم کی نباتات کو کہتے ہیں جس کے پتوں سے خضاب کرتے ہیں۔ کتم ایک قسم کی گھاس ہے جسے وسمہ کے ساتھ ملا کر خضاب بناتے ہیں بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنی داڑھی کو خضاب نہیں لگاتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو یعنی خضاب لگاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کو فتح مکہ کے موقعہ پر لایا گیا ان کا سر اور داڑھی ثغامہ کے پھول کی طرح سفید تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کسی چیز سے متغیر کر دو لیکن سیاہ کرنے سے بچو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ بہترین دو چیزیں جس سے تم بڑھاپے کو بدلو وہ مہندی اور کتم ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اتنی نہ لگائی جائے کہ داڑھی سیاہ ہو جائے اس لئے کہ اس کی ممانعت آئی ہے۔ سیاہ خضاب لگانا منع ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جو کالا خضاب لگائیں گے داڑھی کو کبوتر کے سینے کی طرح سیاہ کریں گے وہ جنت کی خوشبو نہ پائیں گے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ بال اگر کچھ سفید کچھ سیاہ ہوں اس کے لئے یہ حکم ہے سب سفید ہوں تو اس کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے خضاب لگانے کا اسے حکم دیا ہو جو حالت کفر میں بوڑھا ہوا ہو تو اسے تغیر کا حکم دیا ہو یا دشمنوں کو مرعوب و خوفزدہ کرنے کے لئے جائز کیا ہو کہ یہ حکم دیا گیا ہو ہر ایک اپنی جگہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

باب شرب الدواء وألبان البقر والاكتواء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

٩٠٦ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: إن الله تعالى لم يضع داء إلا وضع له دواء إلا السام والهرم فعليكم بألبان البقر فإنها تخلط من كل الشجر

٩٠٧ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا طلع النجم رفعت العاهة عن أهل كل بلد

٩٠٨ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أن خباب بن الأرت كوى عبد الله

دوا اور گائے کا دودھ پینے اور داغنے کا بیان

٩٠٦ - حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ جل شانہ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر یہ کہ اس کے لئے دوا بھی نازل فرمائی ہے سوائے موت اور بڑھاپے کے لہٰذا تم گائے کے دودھ کو پیا کرو اس لئے کہ یہ ہر درخت سے مخلوط ہوتا ہے۔

ش۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا پیدا فرمائی ہے لیکن دوا بھی اللہ جل شانہ کے حکم و مرضی کے بغیر کچھ کام نہیں کرتی بہرحال ایک دن مرنا ہے بڑھاپا اس کا پیش خیمہ ہے اس کا کوئی علاج نہیں اور موت ہر جاندار کو آنی ہے اس سے کوئی مفر نہیں، گائے جیسی مختلف درختوں کے پتے اور مختلف پھلوں کے چھلکے اور بیج کھاتی ہے جن کا اثر اس کے دودھ میں آتا ہے اس لئے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے

٩٠٧ - حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب ستارہ بلند ہوتا ہے تو ہر شہر سے بیماری اٹھالی جاتی ہے۔

٩٠٨ - حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو قرحہ کی وجہ سے داغا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ش، قرحہ ایک قسم کا پھوڑا ہے جو گردن میں ہوتا ہے، گذر چکا ہے کہ بعض بیماریوں کا علاج داغنے

ابنه عن عيينة قال محمد وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

باب تقييد العلم

۹۰۹ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه كان يكره الكتاب قال حماد وقد رأيت إبراهيم يكتبه بعد. قال محمد وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

سے کیا جاتا ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو داغ لگوایا لیکن اسے مؤثر حقیقی نہیں سمجھنا چاہیے اور بلاوجہ جو جاری ہیں، اسے کروانے سے بچنا چاہیے

علم کے لکھنے کا بیان

۹۰۹۔ حضرت حماد حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے وہ کتابت کو برا سمجھتے تھے پھر اچھا سمجھنے لگے، حضرت حماد نے فرمایا کہ اس کے بعد حضرت ابراہیم کو لکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح: ابتداءِ اسلام میں احادیث کی کتابت سے روکا گیا تھا، اس کی خاص مصلحت تھی اور وہ تھی کہ اس زمانے کے لوگوں کا حافظہ بہت قوی تھا اس لئے اس زمانے کے بعض حضرات کتابت کو پسند نہیں فرماتے تھے، لیکن خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حضرات کو لکھوا کر دیا بعض کو لکھنے کی اجازت دی اور بعض کو یاد کرنے کے لئے لکھنے سے استعانت کی ترغیب دی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بعض حضرات نے صحیفے لکھے اور آپ کے بعد بہت سے حضرات نے احادیث لکھے۔

باب الذمي يسلم على المسلم يرد السلام

۹۱۰ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا الهيثم عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه صحب رجلاً من أهل الذمة، فلما أراد أن يفارقه قال: السلام عليك. قال: وعليك السلام.

قال محمد: نكره أن يبدأ المسلم المشرك بالسلام، ولا بأس بالرد عليه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

ذمی کے مسلمان کو سلام کرنے اور مسلمان کے اسکو جواب دینے کا بیان

۹۱۰ - ... حضرت ہیثم سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ذمی کے ساتھ گئے جب اس سے جدا ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے انہیں سلام کیا انہوں نے اس کے جواب میں وعلیک السلام فرمایا۔ امام محمد نے فرمایا کہ ہم برا سمجھتے ہیں کہ مسلمان کسی مشرک کو سلام کرنے میں پہل کرے البتہ اس کے سلام کا جواب دینے میں کوئی حرج نہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(شرح) حدیث میں آتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو، اس کی وجہ سے ان کا اکرام ہوتا ہے جو درست نہیں مسلمان کو ان سے دوستی کرنے، ان کا اکرام کرنے، ان سے محبت کرنے سے منع کیا گیا ہے، علامہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے ہمارے بعض اصحاب یہ کہتے ہیں کہ انہیں ابتداء بالسلام کرنا مکروہ ہے حرام نہیں، لیکن یہ قول ضعیف ہے اس لئے کہ حدیث میں اس کی جو نہی وارد ہوئی ہے وہ تحریم کے لئے ہے، قاضی عیاض نے ایک جماعت سے یہ نقل کیا ہے کہ ضرورت و حاجت کی وجہ سے انہیں سلام میں پہل کر سکتے ہیں یہی حضرت علقمہ و نخعی کا قول ہے۔

باب لیلۃ القدر

۹۱۱ - محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ قال حدثنا عاصم بن ابی النجود عن زر بن حبیش عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قال لیلۃ القدر لیلۃ سبع و عشرین [illegible] ان الشمس تصبح

شب قدر کا بیان

۹۱۱ - حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیلۃ القدر ستائیسویں رمضان کی شب ہے اس لئے کہ اس دن کا سورج بغیر شعاع کا نکلتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ [illegible] ہے۔ شب قدر کو لیلۃ القدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات کو رزق مقرر کیا جاتا ہے۔ [illegible] اس سال ہونے والے واقعات کا فیصلہ ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے۔

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ۔ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ طے کیا جاتا ہے۔

الدخان - ۴

بعض حضرات نے کہا ہے کہ لفظ عظیم القدر ہونے کی وجہ سے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس رات عبادت کرنے والا شرف و مرتبہ عظیم بننے والا ہوتا ہے اس رات کی عبادت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مخفی رکھا گیا ہے تاکہ انسان بہت سی راتوں میں عبادت کرے۔ ایک رات پر اکتفا نہ کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں اطلاع دینے تشریف لا رہے تھے راستے میں دو آدمیوں کو جھگڑتے دیکھا اس کی نحوست سے اس کی تعیین اٹھالی گئی آپ نے فرمایا مجھے یہ رات دکھائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی اسے عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشرۂ اخیرہ میں بہت عبادت کرتے تھے، اخیر رات میں خوب جد و جہد کرتے، رات کو جاگتے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

اکثر حضرات اس کے قائل ہیں کہ شب قدر رمضان کے اخیر عشرے میں ہے بعض نے ستائیسویں شب کو کہا ہے، بعض نے اکیسویں کو بعض نے تئیسویں کو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رمضان میں ہے لیکن معلوم نہیں کونسی رات ہے کبھی کسی عشرے میں ہوتی ہے کبھی کسی اور میں، صاحبین کے

صبيحة ما قالت اليوم ليس لها شعاع كأنها طست حتى ترتفع.

باب من عمل عملاً ألبسه الله رداءه، وارحموا الضعيفين المرأة والصبي

٩١٢ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: أسروا ما شئتم وأعلنوا ما شئتم، ما من عبد يسر شيئاً إلا ألبسه الله تعالى رداءه.

٩١٣ - محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا شيخ لنا يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم

یہاں مقدم و مؤخر نہیں ہوتی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ بھی مروی ہے کہ سارے سال گھومتی ہے کبھی کسی مہینے میں کبھی کسی میں۔ جس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ نے تلاش کی تھی اس سال رمضان میں تھی اس لئے مروی احادیث امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے معارض نہیں ہیں۔

لیلۃ القدر کی صبح کو سورج کے بے شعاع نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے کثرت سے آنے جانے اور اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر جانے کی وجہ سے سورج کی روشنی چھپ جاتی ہے۔

انسان جیسا عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ویسا بدلہ دیتا ہے

اور دو کمزوروں عورت اور بچے پر رحم کا بیان

٩١٢ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا تم جو چاہے چھپاؤ اور جو چاہے ظاہر کرو، کوئی بندہ ایسا نہیں ہو کہ جو کچھ چھپائے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی چادر پہنا دیتے ہیں۔

(ش) یعنی اللہ تعالیٰ دل کے بھید کو جاننے والے ہیں انسان جو چاہے دل میں چھپائے زبان سے ظاہر کرے عالم الغیب پر کچھ مخفی نہیں ہے۔ جیسا کرو گے جو نیت ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے مطابق بدلہ دیں گے نیت اچھی ہوگی تو صالحیت کی چادر پہنا دیں گے اس کا پھر اثر بھی ظاہر ہوگا اور اگر دل میں کھوٹ ہو ظاہر کچھ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی چادر اڑھا دیں گے اور تمہاری حقیقت ظاہر فرما دیں گے۔

٩١٣ - ... حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہم سے ہمارے ایک شیخ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا: تم دو کمزوروں پر رحم کرو عورت اور بچہ۔

قال: ارحموا الضعيفين المرأة و الصبي ۔

باب الإمارة و من استن سنة حسنة عمل بها من بعده

۹۱۴ ۔ محمد قال اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم قال: ثلاثة يؤجر فيهم الميت بعد موته: ولد يدعو له بعد موته فهو يؤجر في دعائه، و رجل علم علما يعمل به و يعلمه الناس ۔

(ش) عورت کو شیشے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور ان کے ساتھ نرمی کا حکم دیا گیا ہے، انہیں مردوں کا معاون اور مونس و غمگسار بنایا گیا ہے، ماتحت بنایا گیا ہے لہٰذا ان کو باندی اور غلام مت سمجھو ان کو انسان سمجھو ان کو اپنا شریک حیات سمجھو، ان پر ظلم نہ کرو، ان کے حقوق ادا کرو اور ان پر رحم کھاؤ، بچہ آپ کی توجہ و دیکھ بھال اور نرمی کا طالب ہوتا ہے، نا سمجھ اور بے عقل ہوتا ہے، اس لئے اس کی غلطیوں سے درگذر کریں، اس کی دنیا و آخرت بنانے کی فکر کریں، اس سے تنگ نہ ہوں اور آزردہ خاطر نہ ہوں۔

امارت اور اس کا بیان کہ جس نے کوئی ایسی سنت حسنہ جاری کی جس پر بعد والوں نے عمل کیا ہو

۹۱۴ ۔ ... حضرت ابراہیم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن کا اجر میت کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ایک وہ بیٹا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے اسے اس کی دعا کا اجر و ثواب ملتا ہے ایک وہ شخص جو دین کا علم سیکھے اس پر عمل کرے اور لوگوں کو اسے سکھائے، اس پر جو لوگ عمل کریں گے یا تعلیم دیں گے اسے بھی اس کا اجر ملتا رہے گا، اور ایک وہ شخص جو زمین کو صدقہ کرے۔

(ش) حدیث شریف میں آتا ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا اعمال نامہ بند ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے کہ مرنے کے بعد بھی ان کا اجر اس کے اعمال نامے میں لکھا جاتا ہے، صدقہ جاریہ مثلاً کوئی زمین، مکان یا اور کوئی چیز وقف کر جائے یا علم جس سے لوگ مستفید ہوتے ہیں چاہے کتابوں کی شکل میں ہو، تصنیف و تالیف کے ذریعہ ہو یا اساتذہ و مدرسین شاگردوں کے

فهو يؤجر على ما عمل به من علم، ورجل ترك أرضه صدقة.

٩١٥ - محمد قال: أخبرنا أبوحنيفة عن أبي غسان عن الحسن البصري عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: يا أباذر! إن الإمارة أمانة، وهي يوم القيامة خزي وندامة إلا من أخذها بحقها ثم أدى الذي عليه فيها، وأنى له ذلك يا أباذر!

ذریعہ ہو۔ اور وہ نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے۔ خوش نصیب ہیں وہ ہستیاں جو اپنے لئے صدقۂ جاریہ بنا کر جاتی ہیں، جو اپنے لئے دعا کرنے والے چھوڑ کر جاتے ہیں، جو اپنے پیچھے اچھے اعمال جاری کرنے والے چھوڑتے ہیں جو ورثاء کی فوج تیار کریں جو نیک کاموں میں لوگوں کے لئے نمونہ، مثال اور مقتدیٰ بنتے رہیں۔

٩١٥ - ... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! امارت و حکومت ایک امانت ہے اور قیامت کے دن یہ ذلت و رسوائی اور ندامت کا ذریعہ ہے سوائے اس کے جو اس کو اس کے حق کے ساتھ سنبھالے پھر اس سلسلے میں اس پر جو ذمہ داری آتی ہے اسے پورا کرے لیکن اے ابوذر وہ ایسا کہاں کر سکتا ہے!

(ش) حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے امارت و حکومت کا سوال مت کرنا اس لئے کہ اگر تمہیں حکومت طلب کرنے کے بعد دے گی تو تمہیں اس کے حوالے کر دیا جائے گا (نصرت خداوندی تمہارے ساتھ نہ ہوگی اس لئے کہ تم نے خود اس کا مطالبہ کیا تھا) لیکن اگر تمہارے مطالبہ کے بغیر وہ تمہیں دے دی جائے تو تمہاری امداد کی جائے گی (اور آپ کو کمزور سمجھ کر توفیق خداوندی تمہارے ساتھ شامل حال ہوگی)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ تم امارت کے حریص ہو، امارت قیامت کے دن ندامت کا ذریعہ ہوگی جب یہ ملتی ہے اس وقت وہ دودھ پلانے والی کی طرح بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن جب موت کی وجہ سے چھنتی ہے یا معزول کر دیا جاتا ہے اس وقت وہ دودھ چھڑانے والی کی طرح بڑی بری معلوم ہوتی ہے لہذا عقلمند کو چند دنوں کی لذت کی خاطر ہمیشہ کی ندامت و حسرت اپنے سر نہیں لینا چاہئے۔

امارت میں لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنا پڑتا ہے، فرائض و ذمہ داریوں کی ادائیگی ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنا سخت مشکل کام ہوتا ہے، خدا کے یہاں جب حساب کتاب ہوگا اور حقوق کی ادائیگی نہ کرنے پر جب عتاب نازل ہوگا اس وقت اس کے قبول کرنے پر سخت ندامت ہوگی۔

AF+1504

٩١٦ - محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: البلاء موكل بالكلام.

(تمت)

---

٩١٦ - ... حضرت ابراہیم نے فرمایا مصیبت و ابتلاء بات کے ساتھ لازم کر دی گئی ہے۔

(ش) یعنی انسان کو بلا ضرورت بات نہیں کرنا چاہیے، سوچ سمجھ کر ضرورت کے مطابق کلام کرے اس لئے کہ ذرا سی بات کی وجہ سے دنیا میں بڑا فتنہ کھڑا ہو جاتا ہے اور ذرا سی بات کی وجہ سے آخرت کی سخت گرفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ زبان کا جرم چھوٹا سا ہے لیکن جرم بہت بڑا ہے، حدیث میں آتا ہے انسان اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ایک بات کرتا ہے اور اسے پتا بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے جہنم کے گہرے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اس لئے عقلمندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، وعظ و نصیحت، دعوت و تبلیغ کے علاوہ اپنی زبان کو بند رکھا جائے، فضول باتوں، جھوٹ، چغل خوری اور لغو باتوں سے بچا جائے، ہر چیز کا حساب دینا ہوگا بات بات پر مواخذہ ہوگا، اسی لئے حدیث میں آتا ہے جو خاموش رہا اس نے نجات پائی، فرمایا جو شخص مجھے جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور ٹانگوں کے درمیان کی چیز (یعنی شرمگاہ) کی ضمانت دے دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں گا۔ فرمایا لوگوں کو زیادہ تر زبان اور شرمگاہ جہنم میں لے جاتے ہیں، حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول آپ کو مجھ پر سب سے زیادہ کس چیز کا ڈر ہے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اس کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں میں سے بنائے جو اپنی زبان، نگاہ، کان، دماغ سب پر قابو رکھتے ہیں اور انہیں وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آمین۔ وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين.

فرغت من ترجمته ساعة واحدة وربع في الليلة الرابعة عشر

من شهر رمضان المبارك

محمد حبیب اللہ مختار

١٤ — ٩ — ١٤١٠ھ

١٠ — ٤ — ١٩٩٠ء

AF-1504